اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے
جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جس کے معائنہ و ملاحظہ
اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہو اس کتاب کے مثل جو
جو سادے ہین انمین بعض کتب ناول مرغوب دل اُردو کے درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی
اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت	نمبر شمار	نام کتاب
	کتب ناول مرغوب دل اُردو			ہین لائق مصنف نے خطا ہر فرما
۱	فسانۂ آزاد کامل ہر چہار جلد			اور ریکسان خامکار اور انکے فقط
	مصنفہ پنڈٹ رتن ناتھ در لکھنوی			غدار و مکار کا نمونہ ناظرین کے پیش
	یہ تمام ہندوستانی ناولون مین			کیا ہی ایک رئیس کی بیوقوفیان
	ایک دلچسپ اور مشہور افسانہ ہے	عـہ		مصاحبین کی ایلہ فریبیان تمدیج
	اور متفرق جلدین بھی برائے فروخت		۴	جام زہر
	ذیل مین درج ہین -		۵	تسخیر
	۱جلد اول -	ســے	۶	عیارون کا عیار
	۲- جلد دوم -	للعہ	۷	مارگیرٹ
	۳- جلد سوم -	للعہ	۸	وقائع نادری
	۴- جلد چہارم -	للعہ	۹	خوش لقیب -
۲	خدائی فوجدار - ترجمہ کتاب ڈان کی		۱۰	لال کپتان
	کوٹکسا ٹے ڈی للمان جلد اول و دوم		۱۱	ناشاد -
	تکھا بی مترجمہ پنڈت رتن ناتھ سرشار	عہ	۱۲	ہم خرما و ہم ثواب -
۳	سیر کوہسار - کامل در دو جلد از پنڈت		۱۳	نئی نویلی -
	... ناتھ صاحب در - اس کتاب مین		۱۴	عنوان خاتم
	... شانہ کے پیرایہ		۱۵	فریب نیرنگ -

تمہید

اٹھائی گیرا ۔ لُچّا ۔ لفنگا ۔ شہدا ۔ دغا باز ۔ جعلساز ۔ گرہ کٹ ۔ چور ۔ اُچکا ۔ ڈاکو ۔ بدمعاش ۔ یہ سب بُرے مگر شرابی ان سب کا گرو گھنٹال ہو ۔ کوئی شخص چاہے جعل بنانے میں میان حسین بخش کے بھی کان کاٹے مگر شرابی سے ہم اُسکو اچھا ہی سمجھیں گے ۔ حالانکہ حسین بخش نے ماشاء اللہ وہ نیکنامی حاصل کی ہو کہ اچھے اچھے جعلیے اُسکا نام سنکر اپنا کان پکڑتے ہیں دنیا میں کوئی کیسے ہی ظلم بپا کرے لیکن ہمارے نزدیک شرابی سے وہ پھر بھی اچھا ہی بدمعاش کیسے ہی بُرے سے بُرے کا کیون نہو شرابی پر اُسکو فضیلت حاصل ہی ۔ قس علے ہذا اُنکو بھی شرابی پر ترجیح ہی ۔ شرابی یہان پر ہم اُن حضرات سے مراد لیتے ہین جو شراب کے بندے ہین اور بادہ گساری ہی کو دین و ایمان سمجھتے ہین دن رات غین ہر دم سیہ مست ۔ ہر وقت بادہ پرست ۔ جب دیکھیے مخمور نشے مین چور پہ گرے وہ گرے ۔

با بدست دگرے دست بدست دگرے

... نہیں ۔ کلوار کی دکان پر چسکیان اُڑانے مین اُن ... سر بازار پی کر ... گلی کوچون مین لڑکھڑاتے ہوئے گھومنا مین ...

جنکی عقل حلیۂ عاقبت اندیشی سے عاری ہی - صبح سے شام اور شام سے صبح تک یہی شغل
میخواری ہی -

یہ وہ بلا ہی جو صد ہا نوجوانون کو ایسی چمٹی کہ پیرانہ سالی تک پیچھا نہ چھوڑا عمر بھر
اسی چڑیل سے ناتا جوڑا - لوگون نے لاکھ سمجھایا منھ نہ موڑا - توبہ شکنی رہی چھٹی پر
کبھی جام تک نہ توڑا - یہ وہ کالی ناگن ہی - جسکا کاٹا منھ سے بولے نہ سر سے کھیلے
لہر تک نہ آنے دے - کلوار کی دُکان پر گئی پی اور بازار مین گالیان بکنے لگے - کبھی بدررو
مین پڑے ہین کبھی نالی مین لڑھک گئے یہ انواع و اقسام کی ذلت کی کان ہی مگر شرابی
کی جان ہو ے

شراب کہنہ کہ روشنگر روان من ست
مصاحب من و پیر من و جوان من ست

ایک دفعہ منھ لگی بس پھر عمر بھر چھٹنا محال ہو سگھر جنجال ہو جائے زندگی وبال ہو جائے
دین و دنیا دونون کی خبر نہ رہے -

ایسے عالی ظرف کم ہین جو لیاقت کے ساتھ پیئین اور ہوش مین رہین - مگر ان
کی بیت اسکا اعتبار نہین رکھتے - دن بھر خوب جم کر محنت کی شام کو دو تین جام پیئے اعضا کو
قوت پہونچی آنکھون مین لال لال ڈورے آگئے سرور تھا - رنگ جما محنت کی
تھکاوٹ دور ہوئی - کسل اور ماندگی کافور ہوئی ے

مے کہ بدنام کند اہل خرد را غلط است
بلکہ مے میشود از صحبت نادان بدنام

حق یون ہی کہ عیب بھی کہو ہنر بھی کہو ہنر چاہیئے - ایسی شراب خواری کی ایسی تیسی کہ
پی اور کیچڑ مین لت پت - ایسے شرابی پر خدا کی مار - شیطان کی پھٹکار -
شراب پی کر سرخوش و تر دماغ ہونا لازم ہی یا سیاہ مست و خراب -

اسی لت نے ہزارون گھر لٹائے - سیکڑون نوجوان رئیس خاک مین ملائے
اچھے اچھے جوانان رعنا اس کی بدولت کفن پوش ہوئے - اجل سے ہم آغوش

ہوئے بھلے مانسون کا دوالا اس نے نکالا ایسی کثرت سے نوشی کا منہ کالا ہے۔

کیا ذکر شراب یار توبہ خادر دوزخ مین جلینگے مے کے پینے والے	رہ ایسا نہ شرمسار توبہ خادر توبہ خادر ہزار توبہ خادر

اسی سبب سے تو ہندوؤن اور مسلمانون کے مذہب مین اسکے استعمال کی قطعی مانعت ہو اہل ہنود مین برہمن چھتری ویس اسکو نہین پی سکتے اور یون تو بڑے بڑے مولانا اور باجپئی پئین تو کیا یہ اور بات ہو۔

رسالہ تھیوسوفسٹ مطبوعہ جون ۱۸۸۸ء مین کسی انگریز کا ایک خط جو صاحب ممدوح نے ہندوستان مین کسی بودھ مذہب والے کے پاس بھیجا تھا پڑھنے اور غور کرنے کے قابل ہو۔ وہ کہتے ہین کہ ہمارے لندن مین شراب خواری کی اس درجہ گرم بازاری ہو کہ الامان الحذر چھوٹے بڑے پڑھے بے پڑھے غریب امیر برنا و پیر سب کے ہان شرابی موجود ہین۔ ایسے وعادت پینے والے کہ بوتلون کی بوتلین اور قرابون کے قرابے خالی کرین اور ڈکار تک نہ لین آدمی کیا شراب کی بھٹی ہین اولڈھام کا پیپا ہین خدا ایسے حضرات سے پناہ مین رکھے۔

مجون اور مجسٹریٹون کے بیان سے ظاہر ہوا کہ لندن مین ۴/۱ مقدمے ایسے آتے ہین جو خاص کثرت بادہ گساری سے تعلق رکھتے ہین۔ جس اخبار کو پڑھیے جس رسالے کو کھولیے جس میگزین کو دیکھیے یہ ضرور پائیے گا کہ شرابیون نے اتنے آدمی حالت نشہ مین قتل کر ڈالے فلان شخص نے شراب اس کثرت سے پی لی کہ مخمور و خراب ہو کر تین آدمیون پر گولی سر کی دو زخمی ہوئے اور ایک راہی ملک بقا۔ الامان الامان۔ تین شرابیون نے ملکہ فلان کوٹھی مین چوری کی۔ گرفتار ہوئے تو خیین سکتے۔

الغرض یہ شراب ام الخبائث ہو۔ انواع و اقسام کے گناہ اور جرائم اور برائیان اس سے سرزد ہوتی ہین۔

اور لطیفہ سنیئے وہ لکھتے ہین کہ اگر وہان شراب کی دکانین اور کوٹھیان

قطار مین ہون تو بہتر میل جگہ اُن کے لیے چاہیئے۔ معاذ اللہ۔ معاذ اللہ۔ توبہ توبہ بہت میل کا فاصلہ سپاہی چوبیس گھنٹون مین طے کرتے ہین اور وہ بھی اُس حالت مین جب تیزی کے ساتھ لڑنے کے لیے فوج ڈبل مارچ کرتی جاتی ہو۔

کوئی چالیس برس کا عرصہ ہوا کہ لندن کے کاریگرون نے ایک جلسہ منعقد کیا اور کوشش موفور کی کہ شراب خواری کا انعدام ہو جائے مگر انکی سعی مشکور نہوئی پادریون نے انکی مدد نہ کی کیونکہ وہ بھی عموماً شراب پیتے ہین اور جن لوگون کو مذہب کا خیال ہو۔ انھون نے پادریون کے خوف سے ان بیچارون کا ہاتھ نہ بٹایا تاہم خدا کے ان مقبول بندون نے اپنی کوشش کو قائم رکھا اور استقلال کو ہاتھ سے نہ دیا۔ اب اُنکی رائے اور اُن کی سوسائٹی پر عوام بھی کسی قدر توجہ کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ شراب خواری کے لیے کوئی ایسا قانون نافذ ہو کہ اسکی کثرت اس قدر نہ رہے جس قدر اب ہو۔ لیکن افسوس یہ ہو کہ اس کثرت شراب خواری سے سرکار کی خوب بن آتی ہو کیونکہ اس کا محصول کثرت سے آتا ہو۔

اسکے بعد لکھا ہو کہ اگر مذہب بودھ کے چند پادری یہان بھیجے تو خوب بات ہو وہ لوگ یہان آکر ہمکو سکھائین اور بتائین کہ شراب خواری کیسی بلا سے بے درمان ہو۔

بھئی واللہ بات تو خوب سوجھی۔ ادھر تو انگلستان اور امریکا سے پادری یہان آئین کہ اہل ہند کو چلکر راہ نیک بتائین اور ادھر ہمارے ملک سے ہندؤن اور بودھ کے گرو انگلستان مین جائین اور وہان کے لوگون کو اپنے خیالات کے بموجب سیدھے ڈھرّے پر چلائین۔

الغرض شراب خواری کی مضرتین اہل خرد پر مخفی نہین رہ سکتین کوئی فرد بشر ایسا نہین جو کثرت بادہ گساری کو پسند کرتا ہو یا اسکی توصیف مین دلائل عقلی پیش کرسکتا ہو۔ دوا کے طریق پر پینا اور اعتدال کا ہمیشہ خیال رکھنا عمدہ بات ہو

اس تمہید کے بعد ہم اپنے ناظرین کو مضار شراب خواری کے ثبوت مین ایک داستان عبرت تو امان سناتے ہین۔ اور بادہ گساری کی بے شمار خرابیون کو قصے کے پیرائے مین موبمو بتاتے ہین۔

دور پہلا

امین آباد کی پریزاد بہو دلہن

ایک مصاحب۔ سرکار آج تو امین آباد مین میلا لگا ہوا ہو۔ صد ہا سفید پوش لوگ رئیس زادے ٹھٹ کے ٹھٹ لگائے گھور رہے ہین۔

مصاحب۔ ارے میان تم بھی دیکھ آئے۔ ہم تو سمجھتے تھے ہم ہی شہر خبرے ہین۔ تم بھی جہانیان جہان گشت نکلے۔ حضور بس آج کیا دُہوم ہو۔ امین آباد مین۔

رئیس زادہ۔ کیون کیون۔ ہم سمجھ گئے۔ معلوم ہوتا ہو کوئی نئی ساقن پری ہین کے کسی دوکان پر بیٹھی ہوگی کیون۔

مصاحب۔ اس ذہانت کے صدقے۔ حضور تین حصے بات تاڑ گئے۔

مصاحب۔ دشمنون کی آنکھون مین خاک وہ ذہن پایا ہو ہمارے حضور نے کہ واہ جی واہ۔

مصاحب۔ کل ہم سے اور حسو خان سے جھوڑ ہو گئی۔ تکرار اس بات پر ہوئی کہ مردک کہنے لگا کہ آپکے رئیس زادے روکھے پھیکے آدمی ہین یشوقین نہین ہین۔ ور ا د ۔ ے ۔ است نہین۔ مجھے یہ سننے کی تاب کیا۔ بگڑ کھڑا ہوا اور وہ ڈانٹ بتائی کہ آپکے [illegible] بہت جین چیڑکی لیتے تھے۔

مصاحب۔ حضور جان بخشی ہو تو غلام عرض کرے ذرا حضور صحبت مین بھی بیٹھا کرین۔

رئیس زادہ۔ اور کیا مین دن بھر گھر ہی مین گھسا رہتا ہون۔

مصاحبین۔ اے نہین خداوند۔ سرکار نے وہ مجازہ پایا ہو کہ واہ۔ بس یہی [illegible] عمر بھر حضور ہی کے قدمون کے تلے پڑے رہین۔

رئیس زادہ۔ ہان صاحب وہ امین آباد والا حال تو بتائیے۔ وہ کون ایسی پریان ہین جنھون نے ہزار ہا آدمیون کے دلون کو مسخر کر لیا ہو۔

مصاحب۔ سرکار دیکھنے سے بھوک پیاس جاتی رہی بمبئی سے دو یہودنین آئی ہین ایسا چہرہ مہرہ نہین دیکھنے مین آیا ہو۔ بچہ حور۔ معلوم ہوتا ہو اندر کے اکھاڑے کی پریان اُتر آئی ہین۔ حق تو یون ہو کہ پریان بھی حسن پائین تو قاف سے اُڑکر اُن کو دیکھنے آئین۔ دونون بہنین ہین۔

رئیس۔ بھلا بڑی اچھی یا چھُٹکی۔ شوخ کون ہی۔

مصاحب۔ خداوند بڑی چھوٹی کا حال نہ پوچھیے۔ دونون کلان ہین حضور پھڑک جائیے گا۔ جناب امیر کی قسم قریب تھا کہ مجھے غش آئے۔

اتنے مین پنڈت سری چند مصاحب آئے۔ رئیس زادے نے کہا پنڈت جی آج یہ لوگ نئی خبر لائے ہین کہتے ہین کہ امین آباد مین دو پریان آئی ہین۔ پنڈت جی نے کہا سرکار مین تو آنکھون کی دیکھی کہتا ہون۔ دونون یا تر نار۔ سندر جیسے راجہ اندر کی سبھا کی اپسرائین۔ مانو پورنماشی کا چندرمان آدے ہو گیا اندھیاری رات مین ہیرے کی طرح دمکین۔

یہ پنڈت جی مہاراج کو پُرانے فیشن کے آدمی تھے مگر ان دونون سیمتن نسرین بدن پہودنون کو دیکھکر ان کی بھی رال ٹپکنے لگی تھی۔ انھون نے جو اُن کے حسن گلوسوز اور جمال عالم افروز کی اس درجہ توصیف کی تو رئیس کو یقین واثق ہوگیا کہ عورتین [illegible] ہی بلا ہین۔ ورنہ بوڑھا پنڈت اسقدر بڑھکر تعریفین نہ کرتا۔ آنکھین سینکنے کا شوق چرایا اور ٹھان لی کہ شربت دیدار سے ضرور شیرین کام ہو سکے۔ مصاحبون سے کہا صبح سے [illegible] وقت چلین گے۔ وہ تو ادھار کھائے بیٹھے ہی تھے کہ رئیس زادے کو جسطرح ممکن ہو ضرور لیچلین۔ باچھین کھل گئین۔ کہا حضور تشریف لے چلین۔ کیا عرض کرین وہ اٹھتی جوانی ہی کہ ہائے ستم وہ چھل بل کہ ہرن اور چکارے بھی چوکڑی بھول جائین شباب پھٹا پڑتا ہی۔ اور بانکپن اور بھی غضب ڈھاتا ہی۔ ہونٹھون کی سرخی خون رولائے تو دُر دندان کی صفائی دیکھکر گوہر غلطان آب آب ہو جائے ہائے معلوم ہوتا ہی کہ حُسن خود دونون ہاتھون سے بلائین لے رہا ہے۔ کیسی تیکھی چتون ہی کہ واہ واواہ۔ اور نازک کمری تو اس سے بڑھکر خدا کا نام ہی۔ ؎

پائنچے جبکہ اُس پری نے اُٹھائے
مین پکارا خدا کمر کو بچائے

حضور ہم اور چھمن سرکار کے گھوڑوں پر ڈولی جاتے تھے تو ساقوں کی دکان کے اوپر جو برج ہو چورا ہے کے نکڑ پہ اسپہ چاند کا ٹکڑا نظر آیا۔ بس قتل ہو گئے ٹکٹکی لگائے کھڑے رہے نیچے جو کنجڑن بیٹھی ہو۔ اس سے حال پوچھا۔ تو اس نے تنک کر کہا اے میاں جاؤ اپنا کام کرو۔ ہاتھی آئیں گھوڑے جائیں اونٹ بچارے غوطے کھائیں۔ بڑوں کی تو دال نہیں گلتی۔ تم کس کھیت کی مولی ہو۔ مگر برج پر ایک بانکے کھڑے تھے انھوں نے اشارہ کیا کہ چلے آئیے۔ ہم دونوں سائیسوں کو گھوڑے دیکر اوپر گئے تو اس بانکے نے ان حوروش پری تمثال مشتری خصال جادو جمال سے دونوں سے کہا کہ یہ دونوں صاحب ایک بہت بڑے رئیس زادے کے مصاحب ہیں۔ مگر ان کافروں نے آنکھ اٹھا کر دیکھا بھی ہو تو یہ دونوں پھوٹ جائیں۔ ؎

غرور حسن اجازت مگر نداد ے گل
کہ پرسشے بکنی عندلیب شیدا نرا

رئیس زادے نے اپنی قابلیت جتانے کے لیے مصاحب کو ٹوک دیا کہ شیدان نہیں شیدا کہو۔ وہ آداب بجا لا کر بولا ز جائے استاد خالیست؛ رئیس زادے نے اظہار لیاقت کے لیے مصاحب کے شعر کے جواب میں شعر پڑھا۔

نہ کر حسن دو روزہ پر غرور اے ساقی ہوش
چھلک جاتا ہی بھرتے ہی پیالہ ماہ کامل کا

مگر توبہ کرکے اور کان پکڑ کے کہتا ہوں کہ اگر ایک دفعہ اینجانب کو دیکھ لیں تو ہزار جان سے عاشق ہو جائیں مصاحبوں نے غل مچا مچا کے کہنا شروع کیا کہ پیر و مرشد گھر بار چھوڑ دیں کھانا پینا چھوڑ دیں مگر ایک نظر حضور کو دیکھ بھی لیں۔ ابا جان کی روح کی قسم ایک نظر غلط انداز میں لاکھوں کو قتل کر ڈالیں اور پھر کے بسملوں کی طرف نہ دیکھیں۔ ؎

	کیا قتل ایک عالم کو دلیکن ولے بیدردی نہ دیکھا مر کے تو نے کس طرح بسمل تڑپتے ہیں	

جھمن - حضور کی بدولت ہم بھی دو گھڑی آنکھیں سینک آئے ورنہ ہمارا وہاں گذر کہاں بھلا - ہمارے سامنے ایک لکھپتی مہاجن کو کھڑے کھڑے نکلوا دیا۔

مصاحب - جی ہاں ایک مختار ام بھی آئے تھے - تو ند مٹکاتے قیمتی جار حاشیہ بنارسی رومال بجر کانٹے لٹو دار پگڑی کھوپڑی پر جمائے خاصی جانگلوؤں کی وضع بنائے کھٹ بٹ کرتے اوپر چڑھ آئے آتے ہی چھوٹی بہن نے وہ ڈانٹ بتائی کہ لالہ جی کے آئے حواس اس طرح غائب غلہ ہوئے جیسے گدھے کے سر سے سینگ اس نے کہا نکالو اس کو یہ کون بدمعاش ہے بے پوچھے گھس آیا بھاگے راہ نہ ملی۔

رئیس - [illegible]

جھمن - [illegible] آج ویسی حسین کوئی دنیا کے پردہ پر دکھا تو دے۔

رئیس - یہ [illegible] ایک سے ایک بڑھکر ہو - فضلنا بعضکم علے بعض - یکتائی کا دعوی کوئی نہیں کرسکتا۔

جھمن - یہ سچ مگر حضور چل کے دیکھیں تو سہی - دیدہ ہیں نہ شنیدہ ہیں۔

رئیس - ہاں یہ کہو کہ ہمنے تمنے نہ دیکھی ہو ایسی حسینہ - مگر یکتائی محال ہے۔ ؎

محکوم ائمہ و رسل کا نہوا اللہ پہ اتفاق کل کا نہوا		بلبل یہ زمانہ ایک گل کا نہوا بندے کو عبث غرور یکتائی ہے

انکا مکان گلی طرف ہے یا سر بازار۔

جھمن - ہمارے سرکار گو کوچۂ عشق کی راہوں سے آگاہ نہیں مگر اس ذکاوت کو تو دیکھئے - قسم حسینؑ کی اسے اعجاز کہتے ہیں۔

سب مصاحب - حق ہے - حق ہے۔

افیونی (چونک کر) - مکر کرنے والا کافر۔

رئیس زادہ اور مصاحب سب ملکر ہنسے کہ اس افیونی نے اچھی ہانک لگائی اور خوب بے تکی اُڑائی - ایک مصاحب نے پوچھا میاں کیا کہتے ہو - اُسنے کہا کچھ نہیں انھون نے کہا نہین کہ جادو برحق ہو - تو وہی مین نے اسپر کہا کہ جادو برحق مگر کرنیوالا کافر - اسپر اور بھی قہقہہ پڑا - مصاحب نے تو کہا تھا کہ حق ہو - حق ہو - حضرت دربان افیم کی پینک سے جو چونکے تو سمجھے کہتا ہو جادو برحق ہو - معقول لہذا اپنی مشیخت جتانے کیلئے فرمایا کہ کرنے والا کافر - جھمن نے کہا پیرو مرشد - حضور کو شام کے وقت لے چلین گے کسی کا نون کان خبر تو ہوگا نہین - رئیس نے کہا کہ واہ فٹن اور سمند جوڑی سے نہ پہچان جائینگے لوگ - اُسنے کہا اچھا تو اسکا بھی توڑ کر دیا جائیگا - لے خداوند کرایہ کی گاڑی منگوا لینگے - فٹن -

رئیس زادہ - خوب سوجھی مگر عمدہ ہو - جھمن نے کہا قربان جاؤن حضور کچھ بھائی گاڑی لیجئے - پانچ سو کی جوڑی جتی ہو یہ کیا بات ہو - وہ کرایہ ہوا ہی کتنا کوئی ٹٹھیا کا ٹھاٹ ہو -

رئیس - دیکھین تو کیسی آگ بھبوکا دکھاتے ہو - ہمکو غش آجائے تو جانین - ہان -

مصاحب - لے تو خداوند ہماری اور حضور کی برابری ہو - بھلا -

رئیس - اسمین برابری اور فضیلت کیسی تمکو غش آگیا جب جانین کہ ہمکو بھی غش آجائے ایسا حسن کہ وہ سوز ہو کہ خرمن عقل کو جلا دے - وہ نشیلی انکھڑیان ہون کہ ہم مست ہو جائین -

راوی - یہ ٹیڑھی کھیر ہو - مگر مصاحب کی ذکاوت طبع کے صدقے وہ بات کہی کہ پھڑکا دیا واہ رے استاد کیون نہو -

مصاحب - قبلہ عالم ہماری آپ کی اس سبب سے برابری نہین - کہتے جو اس حور وش نازک اندام پری پیکر گلفام کے جمال بیتین کو دیکھا تو غش آگیا کہ بار سے ہمارے امکان سے خارج ہو - اور حضور تو دیکھکر جامے مین پھولے نہ سمائین گے کہ چاہین تو بیاہ لین چاہین گھر ڈال لین -

رئیس - اُہو ہو ہو - واہ مرزا فردہو - کیا بات کہی -
مصاحب - حضور انعام کے قابل بات کہی ہو -
جھمن - واللہ انعام کا مستحق ہو گیا -
رئیس - اچھا بیس روپیہ انکو دلوا دو -
مصاحب (استادہ ہوکر) آداب - ہم تو ایسے قدردان رئیسوں کے عاشق ہین - اور وہ مردک کہتا تھا کہ کلا پن ہو - ریاست نہین -
جھمن - اجی کس سور کے کہنے مین جاتے ہو وہ جانگلو کیا جانے -
رئیس - سن کیا ہو اُسکا -
مصاحب - حضور ہوگا کوئی برس پندرہ سولہ ایک کا -
رئیس - واللہ تو یہ کہیئے ابھی عنفوان شباب ہو - اُمنگ کے دن -
جھمن - حضور جوڑے ہین دونون ال جوبن ہین -
رئیس - ہمارا جھمن کہو صاحب -
جھمن - بھئی ہم ناک ناک بدلتے ہین حضور کو دیکھین نہ تو پیار کرنے لگین -
مصاحب - کوئی پیدا ہی ہو جو آپ سے بدے - حضور پر بھی چوک مین انگلیان اٹھتی ہین اور دیہ گردن پر کٹنا کو ہوتا ہو -
رئیس - واہ -
راوی - واہ کے بھروسے بھی نہ رہیے گا - انگلیان اٹھنا وہ کنارہ چاہی دن ہین یہ بدمعاش انگلیون پر نہ نچائین حضور کو تو سہی -
جھمن - ہمارے حضور پر البتہ اس حور کی نظر پڑے گی اور دوسری پری کی بھی حضور ہی سے آنکھ لڑے گی اور کیون نہو دو ہزار کی فٹن - ولایتی پردے پہ چک دمک یہ آب تاب اور پھر جوڑی بھی وہ جو شہر بھر مین ایک کے پاس نہو تیزی اور سبک خیری مین طاق - شیر طبیعت آہو شکار رشک براق -
مصاحب - حضور چاہے کوئی کچھ کہے یہ سمند سیہ رانو کی جوڑی تو ملکون ملکون ایسی نہو گی

پہلے تو جوڑی ہی پر انکی نظر پڑے گی کرایہ کی گاڑی پر چلنا فضول ہو۔

رئیس۔ دونون ہمین ہمشکل ہین نا۔

جھمن۔ حضور چندے آفتاب چندے مہتاب ایک سے ایک بڑھکر۔

رئیس۔ کشیدہ قامت ہین یا پستہ قد۔

جھمن۔ حضور پستہ قد نہین قربان جاؤن جو کہین انگریزی وردی پہنا دیجیے تو معلوم ہو کہ فوج کا لفٹنٹ چلا آتا ہو دھوم مچ جائے۔ کہ کیا گبھرو جوان ہو ابھی مسین بھی نہین بھیگی ہین۔

رئیس۔ تو عورتین کیا صوبدار میجر ہین۔

جھمن۔ نہین پیر و مرشد چھریرا بدن ہین۔

مصاحب۔ حسین عورتین تو بہت دیکھ ڈالین مگر خدا گواہ ہو ایسی نازک کمر نظر سے گذری ہی نہ تھی۔

رفیق۔ حق ہو۔ مجھے تو خوف معلوم ہوتا تھا کہ مبادا کمر لچک جائے۔

جھمن۔ حیرت تھی کہ یہ کمر ہو۔ یا تار نظر ہو۔

مصاحب۔ یون تو دن بھر بھیڑ بھڑکا رہتا ہو۔ مگر دو گھڑی دن رہے سے شانے سے شانہ چھلتا ہو۔ بس میلے کی سی کیفیت رہتی ہو۔ کہ خلق خدا الٹھٹ کے ٹھٹ جائے گھورا کرتی ہو۔ اور بہت بے پیر کا کلمہ پڑھتی ہو۔ لیکن وہ نظر اٹھا کر کسی کی طرف دیکھتی بھی نہین۔ ایک حسن پرست سودائی مزاج نے کئی دن تک جا جا کر دعا مانگی کہ یا الٰہی اشوقت لب بام آئین۔ اور ذرا اپنی چھب دکھائین مگر دعا پوری نہوئی تو رو رو کر یہ شعر پڑھنے لگا ؎

بجرم عشق توام میکشند و غوغائیست
تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائیست

مگر صدائے برنخاست ؎

یان لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب مین
وان ایک خامشی تری سب کے جواب مین

ہزارون بگڑے دل عاشق تن ساقن کی دوکان پر صبح سے شام تک ڈٹے رہتے ہین ۔ انواع و اقسام کے مصائب سہتے ہین ۔ اور جبسے یہ ہیودین انگریجن لگی ہین تب سے ساقن نے دو دو سو روپے روز پیدا کیے اور عشاق خستہ جان بڑے بڑے امرائے ذیشان نے ایک ایک گھنٹے کے دس دس اور بیس بیس دیے ۔

چھمن ۔ حضور اب اسکو کوئی پوچھتا نہ تھا مگر مثل مشہور ہی ۔ سو برس کے بعد گھورے کے بھی دن پھرتے ہین لیجیے دو دو سو روپے روز ملنے لگے ۔

رئیس ۔ بھئی جانے مین بدنامی ہی ۔ اول تو ہزارون آدمی دیکھین گے کہین گے حضرت بھی بیٹھے مفت کی بدنامی ہوگی اور پھر کسی کو منھ دکھانے کے قابل نہ رہینگے ۔ اور ایک بات اور بھی ہی ۔ ہمسے بھی وہ اسی طرح پیش آئیگی ۔ اور جو کہین اُس لالہ کی طرح ہمین بھی نکلوا دیا تو بس ستم ہی ہوگیا ۔ پھر ہم زہر ہی کھا لینگے اور اُس ساقن چڑیل کی خوشامد تو مرتے دم تک تو نہ ہوسکے گی ۔

چھمن ۔ صدقے صدقے ساقن کے سیلے وم کتنا خوب فرمایا ہی ۔

رئیس ۔ خیر اس ضلع جگت سے تو واسطہ نہین مگر ہم سوچتے ہین کہ اگر گئے اور کھل گیا تو غضب ہی ہوجائے گا ۔ خدا جانے وہان کون کون بیٹھا ہو کہ رد و در ضبر دہ بھی ہوگئے ۔

مصاحب ۔ کیا مجال ۔ خداوندا چھے اچھے تو گھسنے نہین پاتے کذر بچارے کس شمار قطار مین ہین حضور چلین ۔ اور ضرور چلین ۔

رئیس وضع کے خلاف ہی ۔

رفیق ۔ اچھا تو پیر و مرشد ہوا کھاتے ہوئے امین آباد کی طرف سے جانا تو وضع کے خلاف نہین ہی ۔ حضور آج تر مین نہ وہان صرف ہوا کھاتے ہوئے قلعے پر چلے چلین ۔ بس ۔

رئیس ۔ ہان اسکا مضائقہ نہین ۔

چھمن - ادھر وہان گاڑی آہستہ آہستہ جاوے ہی گی -

مصاحب - خواہ مخواہ - بھیڑ بھڑکے بین کہین گاڑی دوڑانی بھی جایا کی ہو - بس حضور کو خاصہ موقع ملے گا کہ نظر بھر کر دیکھ لین - لیکن دیکھتے ہی دل ہاتھ سے نہ جاتا رہے تو سہی -

رئیس - خدا کرے اُسوقت سامنے کھڑی ہون

مصاحب - انشاء اللہ تعالے -

ادھر گھڑیالی نے ٹھنا ٹھن چار کا گجر بجایا - اُدھر رفیقون اور مصاحبون نے آسمان سر پہ اُٹھایا - حضور چار بج گئے - اب تیاری کیجیے فٹن نکالنے کا حکم دیجیے حمام خانے جائیے اور بن ٹھن کر باہر آئیے - مگر پیر و مرشد اتنا یاد رہے کہ عمدہ سے عمدہ نکھار ہو جو دیکھے عشقش کرے وہ مردانہ سنگار ہو بانکے جھک جھک کر آداب بجا لائین - ہوش جیب چھپ کر گھورنے آئین - محبوب مطلوب سے وصال ہو - جیب و دامن گوہر مراد سے مالا مال ہو - خدام با ادب بجوایۂ تازنین کے لیے کمرہ سجائین - خوشی کے شادیانے بجائین - مبارکباد کی صدا بلند ہو - پل پل مین مسرت دوچند ہو - اُدھر حمام ہو ادھر گلفام ہو - لطف زندگی اُٹھائیے - چشمون مین آبرو پائیے - فرمایا اچھا سیٹھ گوردھن صاحب کو بلاؤ چھمن تم ابھی جاؤ - اور گاڑی پر ہمراہ رکاب لاؤ -

دور دوسرا

نواب والا تبار اور سیٹھ گجرمل ساہوکار
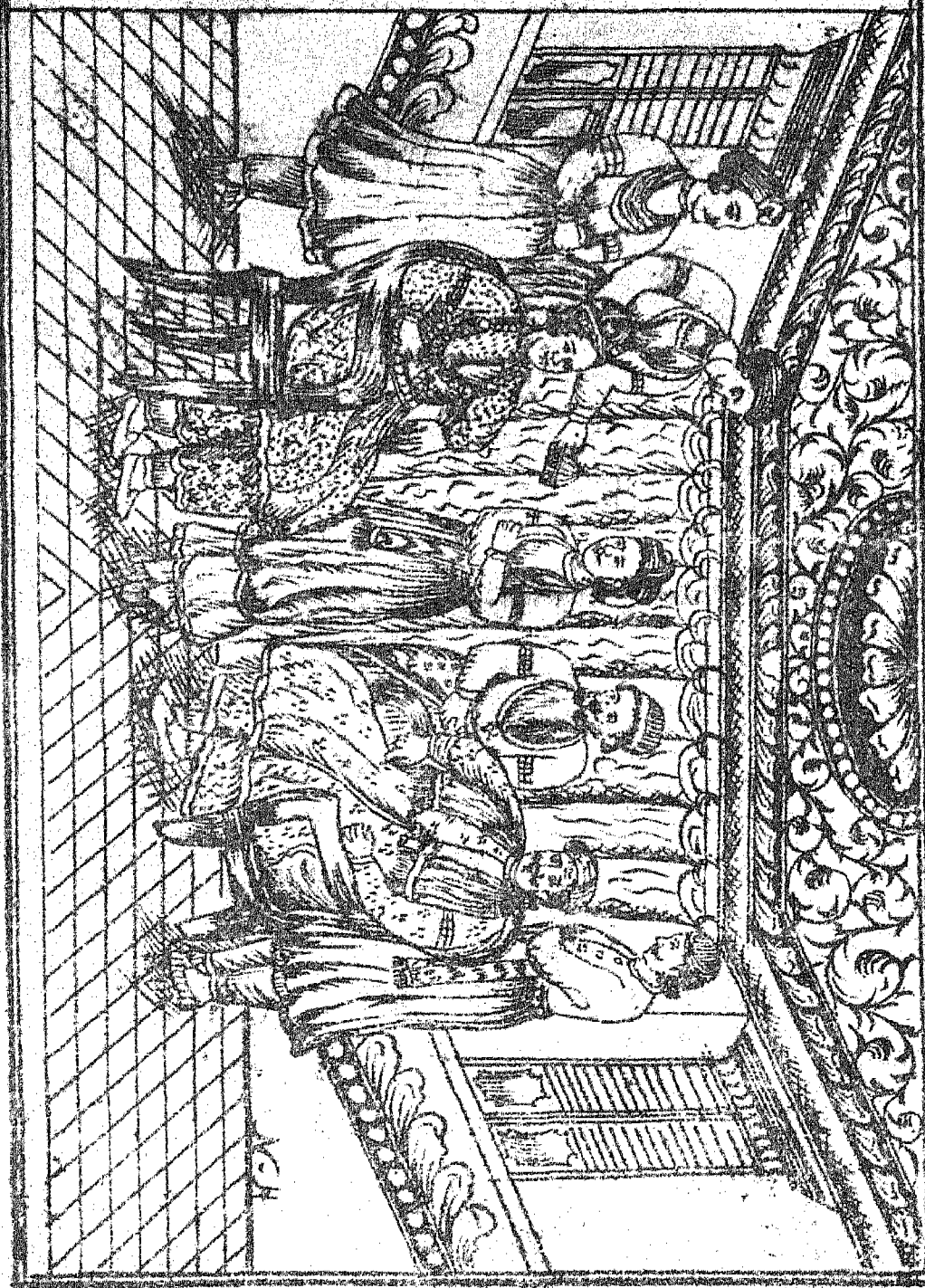
دور اول کے ملاحظے سے ناظرین باتمکین کو اسقدر معلوم ہو گیا ہو گا کہ ایک رئیس گردون مآب کے مصاحبون نے دربار مین ذکر مذکور کیا کہ محلہ امین آباد مین دو پریزاد حور نژاد یہودنین ایک کمرے مین آن کے ٹکی ہین دونون رشک حور غیرت پری ہین۔ پندرہ سولہ برس کا سن۔ مرادون کے دن رئیس زادہ نوعمر آدمی بھولے سے

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد　　بسا کین دولت از گفتار خیزد

کمسن پریزاد یہودنون کے حسن خود سوز کا حال سنکر عاشق زار اور تیر عشق کا نشانہ ہو گیا گو مصاحبون کے دل خود بھی اُن یوسف لقا معشوقون کے چاہ زنخدان مین ڈانواڈول تھے۔ مگر بے زر عشق ٹین ٹین سے۔

ان بتون کو ہم فقیرون سے بھلا کیا کام ہے
یہ تو طالب زر کے ہین اور یہان خدا کا نام ہے

اس کے برعکس۔ نواب جم اقتدار اول تو نام خدا اٹھارہ انیس برس کی عمر دوسرے صاحب دول متمول۔ پوتڑون کے رئیس علاقہ دار لاکھون کا جواہرات پاس جوانی کی امنگین اور ریاست کی بو سے

جو عالی مرتبہ ہین انکو یہ پست اور کرتا ہے　　فرشتون کو دکھایا عشق نے منہ چاہ بابل کا

مصاحب بیچارے کیا کھا کے عشق بازی کرینگے۔ ہان نواب زادہ فلک بارگاہ کو البتہ عشق پچھاڑین دیگا۔ ع

جنکے رتبے ہین سوا انکو سوا مشکل ہے

یہ نواب صاحب پڑھے لکھے تو واجبی سے تھے۔ مگر نور کی طبیعت پائی تھی۔ اگر تعلیم اچھی پائی ہوتی تو [illegible] کے فخر و افتخار ہوتے۔ پندرہ سولہ برس کے سن تک تو بڑے حضور یعنی انکے والد بزرگوار نے انکو صحبت بد مین نہین بیٹھنے دیا لیکن مختلف عوارض نے انکو ایسا ادھمرا کر دیا کہ دن رات محلسرا ہی مین پڑے رہتے تھے۔ ادھر میدان خالی پاکر مصاحبون اور رفیقون کو یہ سوجھی کہ رئیس زادے کو ڈھرے پر لائین خوب صحبتین گرمائین اور رئیس کو اس رباعی کے مفہوم کا مصداق بنائین۔ رباعی

صبح تو جام سے گذرتی ہی
عاقبت کی خبر خدا جانے

شب دلارام سے گذرتی ہی
اب تو آرام سے گذرتی ہی

صحبت بد نے رنگ اثر جمایا۔ خوشامد خوردون نے مزاج مین بار پایا۔

با بدنشین و باشش بیگانہ او
تیر از سر راستی کمان را کج دید

در دام افتی اگر خوری دانہ او
بنگر کہ چگونہ جست از خانہ او

رئیس زادہ نامدار کو اب تک اپنی منکوحہ بیوی سے کہ صاحب عفت ہونے کے علاوہ صاحب جمال بھی تھین بڑی محبت دلی تھی اور انکو بھی اپنے شوہر سے کہ جوان صالح وخوبرو تھا عشق کا درجہ تھا نکاح کے روز سعید و تقریب فرخ سے آج تک اُن کے گلستان عشرت ومحبت پر نا اتفاقی یا رنج کی گھٹا نہین چھائی تھی گو نواب صاحب کے یہان جوان اور حسین حسین خادمہ تھین۔ مگر یہ کبھی نظر اُٹھا کر بھی نہین دیکھتے تھے۔ مگر چند ہی روز کی صحبت سے اِنکے مزاج مین زمین آسمان کا فرق ہوگیا۔ اور بیویون کے حسن وشباب کے تذکرے نے انکو اور بھی از خود رفتہ کر دیا۔ اور گو عشق کی بسم اللہ ہی تھی مگر ابھی سے اس شعر کے مصداق تھے احل

افسانہ سوز عشق کا مجھسے سنے کوئی
ہی ختم مجھپہ اندنون بیشک بیان عشق

اب سنیے کہ نواب صاحب نے جمن کو حکم دیکر کہ سیٹھ گوجرمل صاحب کو بھی بلا لاؤ غسل خانے تشریف لے گئے کہ نہا دھو کے لباس فاخرہ سے آراستہ ہون تھوڑی دیر مین سیٹھ صاحب موصوف اپنی ہلکی پھلکی دیگنٹ گاڑی پر جس مین ایک میانہ قامت مشکی جتا تھا۔ کوٹھی مین داخل ہوئے۔

قبل اسکے کہ انکی اور نواب صاحب کی ملاقات کا ذکر خیر معرض بیان مین آئے مین مناسب سمجھتا ہون کہ سیٹھ گوجرمل صاحب کے کچھ حالات سے ناظرین کو اطلاع دون کہ یہ کون بزرگوار ہین۔ یہ بڑے مشہور ساہوکار بڑے زردار مہاجن بڑے نامی تعلقہ دار تھے۔ بہت کمسن اور مشہور حسین آدمی ہزار دو ہزار مین ایک گیتی جانتے تھے۔ اور کچھ تھوڑی ناگری اور تھوڑی سی اُردو۔ مگر لڑکپن ہی سے پڑھے لکھون کی صحبت مین بیٹھنے سے تعلیق نا ف بہت درست

ہوگیا تھا - اجنبی آدمی کو ہرگز تمیز نہ ہوتی کہ فارسی خوان نہیں ہین مزاج مین بوے امارت اس درجہ کہ ممکن کیا کسی سے دب نکلین - چاہے ادنی ادنی سی بات مین ہزارون بلٹ جائین مگر بات مین فرق نہ آنے پائے - بڑا وصف ان مین یہ تھا کہ غربا اور محتاجون کے ساتھ بڑی فیاضی سے پیش آتے تھے اور اکثر مزارعین کو وقت ضرورت چار آنہ فی صدی سود اور کبھی کبھی مفت بطریق خیرات روپیہ دیتے تھے اور کسی سے کبھی ذکر تک نہین کرتے تھے اسکے علاوہ بڑے علم دوست رئیس تھے اپنی جانب سے سنسکرت کے لیے چار یا پانچ وظیفے مقرر کیے تھے اور ایک پاٹ شالا اپنے خرچ سے بنوا دیا تھا - اور انعام کے سالانہ جلسون مین ہمیشہ اپنے ضلع کے کالج اور اسکولون مین بکشادہ پیشانی زر نقد اور کتب مفید و بیش بہا بطریق انعام تقسیم کرتے تھے - بڑے ملنسار اور خوش خلق اور منکسر مزاج - مگر جہان گل ہو وہان خار ہو - جہان خزانہ ہو وہان مار ہو - اکثار شراب خواری اور کثرت عیاشی کے ہاتھون بک گئے تھے - ہردم بادہ گسار جمع - شرابی موجود کٹنے حاضر - ڈوم ڈھاڑی ارباب نشاط منہ چڑھے - ڈولیون پر ڈولیان آتی تھین نت نئی عورت سے

زن نو کن اے دوست در ہر بہار	کہ تقویم پارینہ ناید بکار

نواب صاحب سے اور ان سے کئی سال سے یارانہ تھا مگر اکثر اوقات گھوڑ دوڑ کے جلسے پر ملاقات ہوتی تھی - اور مہینے مین دو ایک دفعہ گھر پر فٹن سے اتر کر سیٹھ جی کوٹھی مین آئے اور نواب صاحب مسکراتے ہوے سلے -

نواب - کہئے کچھ بسنت کی بھی خبر ہے -

سیٹھ - اے یار کچھ نہ پوچھو - مار ڈالا - کہین کا نہ رکھا - دونون کا فر بدکیش ہلاسے جبے در نام ہین - یہان تو بھائی صاحب پیغام بھی جا چکا ہے -

نواب - واللہ خدا تم سے سمجھے - بھئی یہ تنہا خوری بری کیون صاحب پھر الگ ہی الگ -

سیٹھ - بھئی ہم سمجھتے تھے کہ تم اس کوچے مین نہین ہو ورنہ تم سے اور اخفا لاحول - اب معلوم ہوا کہ حضرت نے بھی بسم اللہ کی -

نواب - بھائی تو چل کے دکھا دو -

سیٹھ - اپنی جوڑی گاڑی نکلواؤ - اسوقت تو وہان میلا لگا ہوگا - اور جھاڑ سفید پوش
یا گرگے مگر نواب یار میری تو جان جاتی ہی -

نواب - یا خدا کیسی پرستان کی پریان ہین کہ جسے دیکھو لوٹ ہی - جسے دیکھو غش
جو آتا ہی - تعریفین ہی کرتا آتا ہی - اور یہان دل کی یہ کیفیت ہی کہ ادھر حسین عورت
اپنے پسند اور مزاج کے دیکھی اور جان سن سے نکل گئی مصرعہ

	ہم عاشق جانباز ہین مرزا نئے ڈھب کے	

راوی - ہان! یہ کہیے یہ کب سے -

سیٹھ کو جرمل سے رلاے دی کہ اسوقت گاڑی پر چلنا ٹھیک نہین ہی چلیے گھوڑون پر
چلین - قدم کا دے ایٹرن کا مزہ آئے ذرا شہسواری کا لطف بھی دکھائین - یہ بھی سپہ گری
کا ایک جزو ہی - نواب صاحب تو نیم راضی ہو گئے - مگر ایک مصاحب نے کہا حضور رکاب
اور ایٹرن کا لطف تو میدان مین ہی - امین آباد مین اور خصوصًا اُن کے کمرے کے پاس
تو دو چار ایٹرن ہی ہو چلین گھوڑا اسہ گام جائے کہین بھیڑ مین سکندری کھائے تو غضب
ہی ہو جائے لہذا حضور بگھی ہی اچھی -

دور قیصرا- سواری باد بہاری
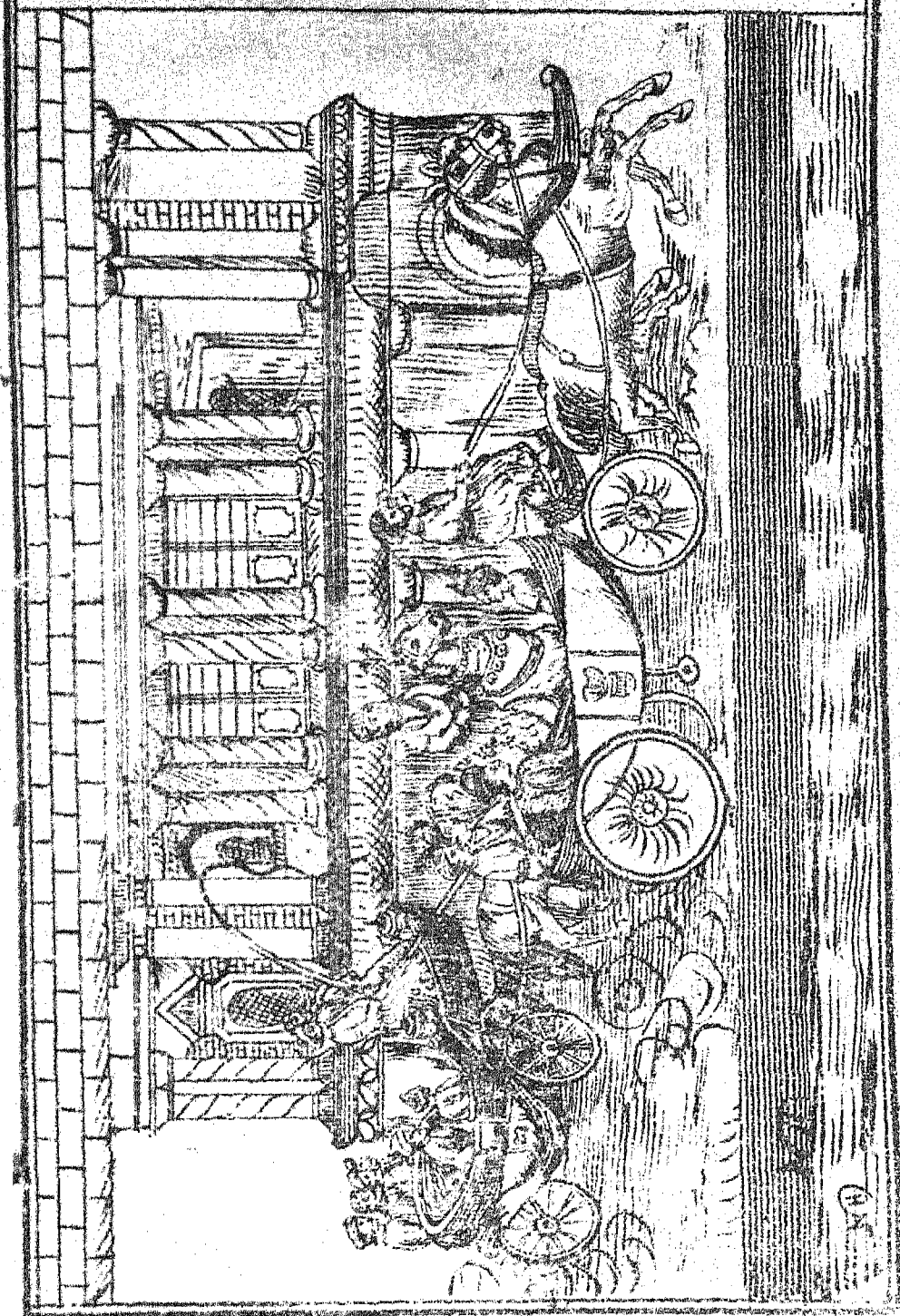
جو ٹھٹے سے اسدم سواری چلی	کہے تو کہ باد بہاری چلی

دو گھڑی دن رہے جبکہ مہر تابان کی اشعۂ زرنگار چرخ نیلی پر نظر آیا نواب دارا دربان
لگین اور ہلال رکاب توسن گلرخان فرخار کی طرح چرخ نیلی پر نظر آیا نواب دارا دربان
اور ان کے یار طرحدار ساہو کار باغ دہار کھلی ہوئی بیش بہا بروہم گاڑی پر بصد انداز
امیرانہ وشان خسروانہ سوار ہوے اور ان گلبدن غنچہ دہن بہو دونون کے اشتیاق وید
مین ابین آباد چلے گھوڑیان ہوا سے باتین کرتی ہوئی زمین پر قدم ہی نہین دھرتی تھین
معلوم ہوتا تھا کہ اب اڑین اور اب اڑین - یہ گاڑی ہی یا اڑن کھٹولا - کنوتیان بدلتی
ہوئی اسطرح جاتی تھین جیسے چکار اڑتا ہو اور اس تیز قدمی پر ایسی نپتی ہوئی کہ شوخی قدم
قدم پر بلائین لے اور باین ہمہ مصرع -

	اسپک خیز اسقدر ہلنے نپائے پیٹ کا پانی

کوچبین میان گھسیٹے ایک قیمتی مندیل پہنے ہوے تھے - کارچوبی بھاری ایک اشرفی
کی تیاری وردی سلطانی بانات کی خاص ایجاد شہزادہ مرزا رفیع الدرجات کی کوچ بکس
پر بائین جانب چوبدار - میان زودار امجد علی شاہ کے عہدہ مین مقرب شہریار تھا - تجربہ کار
وسلیقہ شعار تھا - سامنے میان چھمن مصاحب خاص پیچھے دو سائیس (سیسی علم دریاؤ) کے
خواص - اسکے بعد سیٹھ جی کی ہلکی پھلکی نازک پرزون کی فٹن پر تین رفقا - اس ٹھٹے سے
سواری چلی - نواب صاحب کا اشتیاق بڑھتا جاتا تھا - چھمن نے کہا اسوقت اگر آکر
سامنے کھڑی ہون تو واللہ اگر ہٹنے کو جی چاہے تو ٹانگ کے تلے سے نکل جاؤن -
ہمنے بیڑا اٹھا لیا ہی کہ ان غیرت لعبتان چینی گیسوے غدار نازنینی کو راہ راست پر لائینگے
اور عاشق ومعشوق کو باہم ملائینگے -

نوابصاحب نے پوچھا بھئی دونون مین زیادہ حسین کون ہی کہا عرض کیا نہ خداوند کہ
دونون بہنین ہین - پوچھا - بھلا بڑی بہن مین آن بان زیادہ ہی - یا چھوٹی بہن مین - عرض
کیا کہ پیرو مرشد کہہ دیا نا غلام نے کہ دونون کلان ہین اس پر وہ فرمایشی قہقہہ پڑا کہ دور تک
آواز گئی - اتفاق سے اسوقت ایک یوریین کپتان اپنی بیوی بچہ لیے ہوے گوشن بیم کو ساتھ لیے تھا -

دکھینٹ پر آتا تھا قہقہہ جو پڑا تو لے سخت ناگوار گذرا ۔ میم نے کہا یہ لوگ بالکل وحشی اور بہائم ہین ۔ سر بازار قہقہہ لگاتے ہین ۔ صاحب بولے یہ نگر ز (کالا آدمی) بالکل بہائم ہوتے ہین ۔ تہذیب مزاج مین بالکل چھو نہین گئی ۔ اسوقت ہمارا بے اختیار جی چاہا کہ ایک چابک جمائین مگر شکل صورت سے رئیس معلوم ہوتا ہی ۔ ان کی بیوی نے بھی انکی راے سے اتفاق کیا کہ کسی امیر کا لڑکا ہی جوڑی بھی خوب ہی ۔ ایسی جوڑی اسٹیشن مین نہین ہی ۔ میم صاحب نے ان کالے آدمیون کی نسبت ازراہ حقارت کہا کہ یہ وحشی اس قابل ہین کہ ان سے جوڑی اور گاڑی چھین لے اور پنکھا قلی کا کام لے ۔ مگر کپتان صاحب ان بیچارے وحشیون کو اس کام کا بھی نہین سمجھے تھے میم صاحب کی راے سے اختلاف کیا کہ ہم ان بہائم کو اتنی عزت بھی دینا نہین چاہتے کہ یہ ہماری میم صاحب کے پنکھا قلی ہون ۔ دیکھ رہے ہین کہ ایک لیڈی گاڑی پر آتی ہی اور جامے سے باہر ہو کر قہقہہ لگاتا ہی ۔ اتنے مین اتفاق سے جوڑی کبھی رک گئی اور کبھی تیز ہوئی اور کبھی کپتان صاحب کی گاڑی کے برابر چلنے لگی تو صاحب بہت ہی بگڑے ۔ اسقدر پر غضب اور بد دماغ ہوے کہ گھوڑے کو تیز کر کے فٹن کے قریب پہونچے اور ڈپٹ کر کوچبین سے کہا کہ روک گاڑی یو بلڈی سور کوچبین متحیر کہ یا خدا یہ کیا آفت آئی ۔ کون سی خطا سرزد ہوئی کہ یہ انگریز خونخوار ہو گیا کوچبین کے حواس غائب ہو گئے ایک چابک جو سڑاپ سے دیتا ہی تو گھوڑیان ہوا ہو گئین ۔ یہ جادہ چاک بھبوکا عربی جانور چابک کے عادی کہان ہے ۔

اشارے پہ چلا کرتے ہین یہ شائستہ گھوڑے ہین	کہ صورت انکی حیوانی ہی سیرت انکی انسانی

صاحب بہادر نے بھی چابک پر چابک رسید کیے گھوڑے کو ادھ مرا کر دیا ۔ مگر گرد کو بھی نہ پایا ۔ آخر کار جھلا کر ایک اکے والے پر جو قریب سے نکلا چابک دیا تو وہ بیچارہ بلبلا اٹھا ۔ اتفاق سے کالج کے ایک پروفیسر (اسکاچمین) اپنی ٹم ٹم پر جس مین سبزہ گھوڑا جتا تھا ۔ آہستہ آہستہ آتے تھے ۔ انکو اس کپتان کی یہ حرکت مجنونانہ وحشیانہ بہت ہی ناپسند ہوئی ۔ سوچے کہ انھین لوگون کی ان حرکات ناملائم سے ہم سب بدنام ہین ۔ اس بیچارے غریب اکے والے نے بھلا کیا لیا تھا ۔ جو ان حضرت نے اسکی کھال ادھیڑ کے دھر دی

فوراً گاڑی روک لی اور اُس اکّے والے کے قریب گئے۔ دیکھا تو چابک ناک کے پاس اس زور سے پڑا تھا کہ کھال ادھڑ گئی تھی۔ فوراً دو روپے دے کر اُسکے آنسو پوچھے ایک صاحب بہادر تو اسکے ساتھ اس سختی سے پیش آئے تھے دوسرے صاحب بہادر کے اس نرمی اور رحم سے پیش آنے سے اسکو کمال حیرت ہوئی۔ اور شکریے کے ساتھ دو روپے لیکر فراشی سلام کیا۔

ادھر کا حال سُنیئے کہ جب صاحب بالکل نظر سے غائب ہوئے تو نواب کی جان مین جان آئی رفقا بولے۔ ۶۔

	رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت	

گاڑی آہستہ آہستہ چلنے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد سیٹھ جی کی گاڑی بھی آئی میاں جھمن تھے آدمی طرار۔ اُس وقت تو ان کے بھی ہوش پیترا ہو گئے تھے مگر اب مونچھون پر تاؤ دے کر کہنے کیا ہین (قسم حسین کی جو کہین مقابلہ ہوتا تو بڑی بُری ٹھہرتی) یہ بالا ئی اور تورے چھکڑ چلکر بدن بالا ہو تو کس دن کے لیے۔ خدا گواہ ہے اچک کر گاڑی ہی پہ ہوتا۔ ہم کیا کچھ موم کی ناک ہین۔ کوچین تو سہا ہوا تھا کہا اجی یہ صاحب لوگ بھلا کسکو مانتے ہین افراسیاب خان کی تو یہ سُنتے ہی نہین۔ نواب صاحب بولے بھئی پھر راج بھی تو انھین کا ہے یہ تو سوچو۔ کوچین نے عرض کیا ہان خداوندا ایسی ہی بات ہے۔ اور میان جھمن ایسے تو دنل کو وہ چٹنی کر ڈالتا۔ دم واعیہ تو دیکھیئے کہ گاڑی پر پھاند گئے گشتخت کی لینے۔ میان ایک ڈگ مین بھر کس نکال دیتا۔ جھمن مونچھون پر تاؤ دینے لگے ہونھ! تم تو اپنا ہی بزدلا سب کو سمجھتے ہو۔

الغرض گاڑی قیصر باغ ہوتی ہوئی نظیر آباد مین داخل ہوئی تو جھمن نے کہا میان گھسیٹے ذرا باگین روکے ہوے۔ موقع واروات آن پہونچا (موقع واردات) کا جملہ سنکر سیٹھ جی مسکرائے۔ نواب صاحب سے کہا ہے بھئی اب ذرا دل کو قابو مین رکھنا۔ ہان توسن صبر کی باگین روکے ہوے گھسیٹے پڑھا لکھا تو تھا ہی نہین۔ توسن صبر کیا سمجھے۔ باگ روکنے کا حکم جو سنا تو کہا پیرو مرشد روکے تو ہون اور کیونکر روکون۔ جون کی چال تو گھوڑیان چل رہی ہین

رستے رستے اسیر نواب اور سیٹھ اور چھمّن نے پھر بے اختیار قہقہہ لگایا۔ واہ میان گھسیٹے خوب سمجھے۔ دور کی کوڑی لائے۔ اب گاڑیان محمد حسین پانی والے کی دُکان کے قریب پہونچین اور وہ برج پری منزل سامنے سے نظر آنے لگا جو امین آباد کے مشہور چوراہے کے نکڑ پہ سانقن اور کپڑن کی دُکانون کے اوپر واقع ہے ؎

وعدۂ وصل چون شود نزدیک ۔ آتش شوق تیز تر گردد

وہ برج حور مسکن جو قریب آیا تو ؎

ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ ۔ صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ

دو پیاری پیاری صورتین نور کی مورتین ایسی نظر پڑین کہ نظر بھر کر دیکھا بھی نہ تھا آنکھ جھپک گئی۔ دونون آگ بھبوکا۔ معلوم ہوتا تھا کہ بارہ کا بہت بڑا ٹکڑا آفتاب کے رخ رکھ دیا گیا ہو۔ اور سورج کی کرن اسپر اس طرح پڑتی ہو کہ نظر نہین ٹھہرتی ہو۔ اگر گرمی ہوتی تو لوگون کو شک کی جگہ یقین ہو جاتا کہ آفتاب سوا نیزے پر اُتر آیا ہو۔ گاڑی رو کنے کا امین آباد مین حکم نہین مگر بھیڑ اسقدر تھی کہ گاڑی کا جانا محال تھا۔ یہ اسکو غنیمت سمجھے پہرے کا کانسٹبل پولیس کا ملازم ایک ہی کائیان چیتونون سے تاڑ گیا۔ سلام کرکے کہا۔ حضور جبری گاڑی یہین پر روک لین پھر جیسا کہ لے تو گاڑی کا رستہ ہو۔ یہ تو خدا ہی سے چاہتے تھے باچھین کھل گئین۔ دعا مانگی کہ یا خدا دو دن تک ایسی بھیڑ رہے کہ گاڑی کو رستہ نہ ملے چھمن نے کانسٹبل سے کہا ڈیوڑھی پہ آنا۔ پھر لیا انعام ملیگا اسنے ادھر اُدھر سے لوگون کو ہٹا کے گاڑی کے قریب کھڑا کر دیا۔ اتنے مین وہ دو صورتین ایک جھلک دکھلا نظر سے اوجھل ہو گئین تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک مشہور اور نامی گرامی جوہری کا لڑکا اشہب عربی پر سوار گاڑی کے پاس کھڑا ہو مگر ٹکٹکی اسی برج کی طرف لگائے ہوئے ہو۔ گھوڑا اندہ شرق۔ چنچل برق۔ سر اگلے کی مورچھل اور گلے مین ہیکل۔ بقول فصاحت لکھنوی ؎

ترے گھوڑے کی ہیکل کیا بھلی معلوم ہوتی ہو ۔ دلھن پہنے ہوئے چمپا کلی معلوم ہوتی ہو

نقرئی دُمچی پوزی۔ علی بند زردوزی۔ چاندی کے کڑے پاؤن مین پٹھے سے سم اور دم تک زرق برق از سرتا پا سونے چاندی مین غرق ؎

شہ گام اگر چلے وہ کبھی غیرت پری
غیرت سے کھائے توسن دارا سکندری

نواب صاحب سے صاحب سلامت ہوئی تو دونون مسکرائے جوہری نے پوچھا حضور یہان کہان بھول پڑے انھون نے جواب ترکی بہ ترکی دیا۔ جہان آپ وہان بندہ مضمون واحد ہی۔ وہ پڑھا لکھا تو تھا ہی نہین مسکرا کر ٹکر لیس بک دیا ہان بھون تو ہی معقول اشعر گفتن چہ ضرور۔ ترکی نہ بولتے تو کیا کر کری ہو جاتی۔ اتنے مین ان دونون مین سے ایک قتالۂ عالم نے بال کھولے ہوے ذرا رخ انور کی جھلک دکھائی اور بازار کے رخ سے منھ پھیر کر دوسری جانب دیکھنے لگی۔ اس شوخی کے صدقے۔ گوری گوری گردن اور سرخ و سفید رخسار کا تابان اور زلف سیہ لے وہ جوبن دکھایا کہ دیدنے کبھی آنکھون نہ دیکھا ہوگا چھمن بولے حضور یہ زلف سیاہ ہی یا وہ شب تار جسمین دین و ایمان کے رہزن دل و جان کے قافلے لوٹ لیا کرتے ہین نواب صاحب نے کہا۔ ارے یار کچھ نہ پوچھو یہ رخ گلگون پر زلف شب رنگ عرق افشان ہی یا نرگستان پر ابر سیاہ قطرہ زنان ۔ یہ اداے ہوش ربا دکھا کر دوسری محبوبۂ ناز آفرین نے جو لباس سرخ زیب بدن کیے ہوئے تھی برج سے ذرا جھانکا اور قتل عام کر کے چل دین۔ نواب نامدار نے کہ مرغ دل ناوک ناز کا شکار اور تیر عشق کلیجے کے پار ہو چکا تھا آہ سرد بھر کر یہ شعر حسب حال پڑھا ؎

ڈوپٹا سرخ دکھلا کر وہ قاتل آج کہتا ہی
شہید ناز کی تربت پہ یہ چادر چڑھانی ہے

سیٹھ گوجرمل کی نظر اُس برج رشک روضۂ رضوان کے ایک سیاہ تختے پر پڑی اور نواب صاحب کو بھی انھون نے اُس طرف متوجہ کیا۔ چھمن بھی دیکھنے لگا۔ حضور اسپر تو کچھ چھپا ہوا ہی۔ جیسے سوداگرون کے ہان دوکانون پر تختے لگے ہوتے ہین غور کر کے پڑھا تو یہ شعر تھے ؎

ہوئی جنت سے ہین آباد کریان جو پریان اب
اُسین آباد کو کیونکر نہ سمجھین باغ رضوان اب
اگر پریان بھی آجائین پرستاری کرین ہر دم
بجا ہی لکھنؤ کو گر کہین رشک پرستان اب

اب سنیے کہ جتنے عرصے مین نواب صاحب گاڑی پر سوار بہانہ کر کے ٹھہرے رہے بھیڑ چھٹنے تو گاڑی کو بڑھا ئین استنے ہی عرصے مین تراب علی نام مصاحب آن حضور ...

ماہ سیما کے پاس ہو آیا اُسنے کہا سونے کی چڑیا پھانس لایا ہون اگر طبیعت آگئی تو زر و جواہر سے مالا مال کر دینگے۔ کسی شے کی کمی نہین ہے شہزادون کی ڈیوڑھی رئیسون کا دربار ہے آنھون نے کہا ہماری جانب سے پیغام دو کہ آپ کو بلاتی ہین۔ تراب علی نے جو یہ پیام فرحت التیام سنایا تو نواب صاحب والا تبار اور آنکے متمول دوست ساہوکار کی باچھین کھل گئین

نواب۔ ہم کو بلایا ہے۔ یا سیٹھ جی صاحب کو یاد کیا ہے۔

سیٹھ۔ واہ ہم بدشکل آدمیون کو کون پوچھتا ہے۔

نواب۔ خدا کی قسم بڑے دیدار و جوان ہو تمھین کو بلایا ہوگا۔ کیون جی تراب علے کسکو بلایا ہے۔

تراب۔ سرکار یہ تو کچھ تخصیص نہین کی ہے دونون صاحب مع رفقا تشریف لیچلیے

نواب۔ بھئی یہ تو وضع کے خلاف ہے۔ انھین کو لاؤ۔

تراب۔ خداوند وہان کوئی ہے تھوڑا ہی اور اندھیرا ہو ہی گیا ہے۔ اسوقت کون دیکھیگا پرندہ تو وہان پر نہین مار سکتا۔ کیا کیسکو بار تھوڑا ہی ملتا ہے۔

نواب صاحب نے سیٹھ جی سے رائے لی وہ تو اس کوچے کی راہون سے خوب واقف ہو چکے تھے اور اس واقفیت کے ساتھ بے دھڑک بھی ہو گئے تھے فوراً صلاح دی کہ چلیے چلیے اس تاریکی مین کون دیکھتا ہے۔ شب کہ پردہ دار عاشقانست کا معاملہ ہے نواب صاحب کو کبھی پیشتر یہ اتفاق نہین ہوا تھا مگر ان دونون کافر بدکیش کی صورت زیبا و رعنائی ایسا والہ و شیدا کر دیا تھا کہ مقارا ضی ہو گئے۔ گاڑی تھوڑی دور آگے بڑھا دی گئی اور وہان سب اُتر پڑے نواب فلک شکوہ مع ساہوکار و مصاحبین برج خورشید منزل مین داخل ہوئے سیٹھ جی تو مزے سے بے دھڑک کھٹ کھٹ کرتے چلے گئے مگر نواب صاحب کی پہلی ہی بسم اللہ تھی یہ اِدھر اُدھر دیکھ بھال کر جلدی سے زینے پر ہو رہے برج پر جو پہونچے تو خدا جانے کیا دیکھ لیا کہ دنگ ہو گئے۔ دونون چلبلی شوخ و شنگ دونون معدن حسن رو کش پریچہرگان فرنگ دونون آگ بھبوکا۔ دونون سہ پارۂ عالم فریب عدوے صبر و شکیب طاؤس زیب۔ دونون ناز فروش بسم کوش دونون سرو قامت۔ دونون قیامت۔ دونون محشر خرام۔ دونون زیبا اندام۔ دونون سرو جویبار رعنائی۔ دونون

اندر دو کوہسار زیبائی۔ دونون طرۂ رخسار خوبی۔ دونون خال عارض محبوبی۔ دونون رو کش خوبان فرخار دونون طرار و طرحدارش۔ دونون نازنین ناز آفرین۔ دونون گلعذار و مہ جبین ہے

ہر موے چو رشتۂ فسو نے	زنجیر بگردن جنونے
چشمش کہ چو فتنہ مست خفتہ	صد دشنہ در آستین نہفتہ
مژگانش ز سرمہ ریختہ جانہا	بر خاک فگندہ سرمہ دانہا
پیشانی غمزہ ناز در ناز	ابروے کرشمہ راز در راز

نواب۔ بے پوڈر کے یہ جوبن اور یہ سرخی و سفیدی ہمنے آج تک نہین دیکھی۔

پہودن۔ پوڈر لگانا ہمارا ننگ ہے۔ قدرتی اور مصنوعی شئے کا بھلا کیا مقابلہ۔ کیسی ہی عمدہ و بیش بہا ابریشم کا گلاب بناؤ قدرتی گلاب کے پھول کی سی شادابی و سرسبزی کہان نصیب ہو سکتی ہے ع

شیر قالین دگر و شیر نیستان دگر ست

مصنوعی ہیرے کو لاکھ تراش تراشا کے درست کرو وہ رنگ وہ آب و تاب کہان۔ اگر ہان دو قدرتی چیزون کا مقابلہ کرکے دیکھو کہ کسکو ترجیح ہے لعل بدخشان کو ہمارے لعل شکر خا سے مقابلہ کرو تو دونون کا فرق معلوم ہو۔

سیٹھ۔ خدا کی دین اسی کو کہتے ہین۔ اس فقید المثل حسن و جمال خدا داد کے ساتھ ہی اللہ نے ذکاوت بھی رگون مین کوٹ کوٹ کے بھر دی ہے۔ اس طبیعت داری کو تو دیکھیے۔

نواب۔ دونون اس قابل ہین کہ کسی تاجدار یا شہر یار کی زیب محل ہون اور بادشاہ بیگم کہلائین۔

دوسری پہودن۔ (ہنسکر) بندگی۔ ع

قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری

نواب۔ ماشاء اللہ دونون بہنین حاضر جواب ہین۔

پہودن۔ چشم بد دور کا لفظ نظر بد کے لیے ضرور کہہ دیا کیجیے ع۔

زچشم بد رخ خوب مرا خدا حافظ

سیٹھ - بڑی بی تو بڑی بی چھوٹی بی سبحان اللہ ہم تو نہایت ہی مشتاق آپ کی زیارت کے تھے -

پھودن - زہے نصیب - زہے طالع - آپ نے بڑی مہربانی کی -

نواب - آپ کا اسم مبارک (بڑی بہن سے)

پھودن - جی میرا نام شیرین ہی (مسکراتی ہوئی)

نواب - اور آپ کا نام حضور (چھوٹی بہن سے)

پھودن - ہمارا نام لیلی ہی -

سیٹھ - آپ دونون لیلی اور شیرین ہین - تو ہم دونون بھی مجنون اور فرہاد ہین -

لیلی - مگر پھر آپ کو بھی یہی کہنا ہوگا کہ ؎

در دلم عشق نہ لیلی کافی ست		خواہش وصل زنا انصافی ست

شیرین - اور جو صاحب فرہاد بنے ہین انکو جوے شیر کاٹ کے لانی ہوگی کوہکنی فرہاد کے لیے ضروری ہی -

نواب - کوہکنی فرہاد کو مبارک ہمارا کام جانکنی ہی -

اس فقرے پر سیٹھ جی پھڑک اُٹھے اور وہ دونون قتالۂ عالم رشک شیرین غیرت لیلی بھی اس لطیفے سے خوش ہوئین -

نواب صاحب نے مسکرا کر کہا بھائی صاحب انکو آپ کو تو دونون کو سوکھا سا جواب ٹکا سا جواب مل گیا - لیلی کی خواہش ہی تو مجنون کی طرح خواہش وصل سے ہاتھ دھو بیٹھے - اور حضرت اسیر قناعت کیجیے کہ ؎

در دلم عشق نہ لیلی کافی ست		خواہش وصل زنا انصافی ست

اور اگر شیرین کے شربت دیدار سے شیرین کام ہونا ہی تو کوہکنی کرو - خیر صاحب ہم تو بندۂ حکم درم نا خریدہ غلام ہین - مگر شکر ہی کہ معشوق اپنی طبیعت کے موافق پلئے بہت سے معشوق دیکھ ڈالے مگر یہ معشوق پن کہان ؎

ولایتی بھی حسینون کو ہم نے دیکھ لیا	مثل تری بی کہان میرزائی شکل ہی

لیلی نے تنک کر جواب دیا تو یہ کہیے آپ ہزارون گلون کے بلبل رہے ہین ہردیگی چمچے ہے

شاید ہوس باختن باگلے	کہ ہر با مدادش بود بلبلے

سیٹھ جی نے نواب صاحب کو چھپانا شروع کیا کہ واہ حضرت واہ اچھی تھڈ کی کھائی - آپ نے ہزارون معشوق دیکھے ہونگے - ہمنے تو صرف ایک ہی معشوق دیکھا ہے نواب سخت خفیف ہوے اور جھیپ کر بات ٹالی لیلی سے پوچھا یہ سائین بورڈ کے تختے پر دونون شعر کسکے تصنیف کیے ہوے ہین - کہا ہمارے - متحیر ہوکر کہا یہ کہیے آپ شاعر بھی ہین لیلی نے مسکرا کر شوخی کے ساتھ جواب دیا شاعر تو عورتین آپ کے شہر مین ہوتی ہونگی ہم تو شاعرہ ہین -

نواب صاحب کی زبان سے شاعر کا لفظ جلدی مین نکل گیا تھا لیلی کے ٹوکنے سے اور بھی خفیف ہوے کہا کیون شیرین جان صاحب آپ بھی کچھ فرماتی ہین - شیرین نے شیرین ادائی کے ساتھ جواب دیا - جی ہم لوگ شعر شاعری کیا جانین مگر ہان کچھ یون ہی سا بکتی ہون مگر آپ اہل لکھنو کے سامنے زبان نہین کھول سکتی - سیٹھ جی انکا کلام سننے کے ازبس مشتاق ہوے اور بڑا اصرار کیا کہ ع

اکان این مشتاق کچھ فرمائیے

بڑے اصرار بلیغ کے بعد یہ غزل تو تصنیف بی شیرین جان صاحب نے فرمائی - غزل

انکھڑیون مین مری جادو ہی دوگانا جانی	انکی زلف ڈسے جسکو نہ مانگے پانی
لن ترانی کی نہ لیتے کبھی موسی ہرگز	گر دکھا دیتی مین انکو سکفکِ نورانی
مرد واکوئی نظر ہی نہین آتا خوشرو	موے درگور چلے جائین یہ کاسے پانی
نام ہی نیک قدم پر بڑی بھن پیری ہی	بولی حیران ہی ماما یہ موئی دیوانی

ای پیہودن ترے جوبن کی ہی لندن تک دھوم
ایڑی چوٹی پہ ہون صدقے موے ہندستانی

نواب - ای سبحان اللہ - واہ بی پیہودن واہ - اسوقت طبیعت نہایت محظوظ ہوئی -

کیا کیا شعر نکالے ہین کیا رنگ ہو ریختی کا۔ جان صاحب کی روح وجد کرتی ہوگی۔
سیٹھ- اب انکو معشوق نہ بنائے تو کسکو بنائے۔
اتنے مین ایک آدمی نے جو ترکی ٹوپی پہنے ہوے تھا آن کر لیلی سے کہا کہ کھانا ٹھنڈا ہورہا ہے چلیے کھا لیجیے۔ سیٹھ جی سمجھ گئے کہ اب رخصت ہونا چاہیے۔ کہا اب اجازت دیجیے تو رخصت ہون۔ شیرین نے اداے ہوش ربا کے ساتھ جواب دیا۔ اے ایسی جلدی چلی جائیے گا- بیٹھیے کہا اب یہ فرمائیے کہ کل اگر آپ کو تکلیف دیں تو تشریف لائیے گا شیرین نے اُس ترکی ٹوپی والے پر نظر ڈالی اُسنے عرض کیا ہان سرکار حاضر ہوگی۔ کل صبح کو ذرا کسی معتمد کو بھیج دیجیے گا۔ سیٹھ جی نے چھمن کو چپکے سے سو سو روپے کے دو نوٹ دیے اور اشارے سے کہا کہ انکو دے دو۔ چھمن نے دونون نوٹ اُس ترکی ٹوپی والے کو سب کے سامنے دیے اور کہا یہ حضور نے پان کھانے کو دیے ہین۔ لیلی اور شیرین خاموش ہو رہین۔ اُس لستان یہودی نے نوٹ لیکر اُن کے بوت کو دعائین دین۔ خدا اس سے زیادہ مرتبے دے۔ مگر اسکی کیا ضرورت تھی ہم لوگ تو محبت اور قدردانی کے بھوکے ہین۔ مین تو اصرار کرتا کہ حضور کبھی کبھی ضرور تشریف لایا کیجیے مگر اب جو کہون تو طمع پائی جائے۔ میان چھمن نے کہا کل تو سرکار کے ہان ان دونون صاحبون کو تکلیف کرنی ہوگی اُنھون نے بسر وچشم منظور کرلیا۔ نواب صاحب اور سیٹھ جی اُٹھے کہا رخصت شیرین نے کہا بندگی۔ لیلی نے کہا آداب نواب صاحب جانے لگے تو زینے پر اُسی جوہری بچے سے مڈھ بھیڑ ہوئی۔ راستے مین نواب نصرت الدولہ بہادر جوان دونون کے دلی دوست تھے ملے۔ دو گھڑی تک دونون گاڑیان روک لی گئین۔ سیٹھ اور نواب دونون نے نصرت الدولہ سے شکایت کی کہ آپ نے آنا ہی چھوڑ دیا۔
نصرت- اب دو چار روز بعد حاضر ہونگا علاقے سے واپس آؤن تو ضرور ملونگا۔
سیٹھ- ارے یار اِمین آباد کی طرف بھی جانے کا اتفاق ہوا تھا۔
نصرت- (قہقہہ لگاکر) اوچھا یہ کہیے مگر کیا جوبن ہو سچ کہنا۔ ہمنے تو ایسی حسین عورتین آجتک نہین دیکھی تھین
نواب- علی ہذا القیاس۔ عجب حسن ہو واللہ۔
نصرت- اچھا بھئی رخصت- یار زندہ صحبت باقی۔

دور چوتھا
نزول اجلال بتان جادو جمال
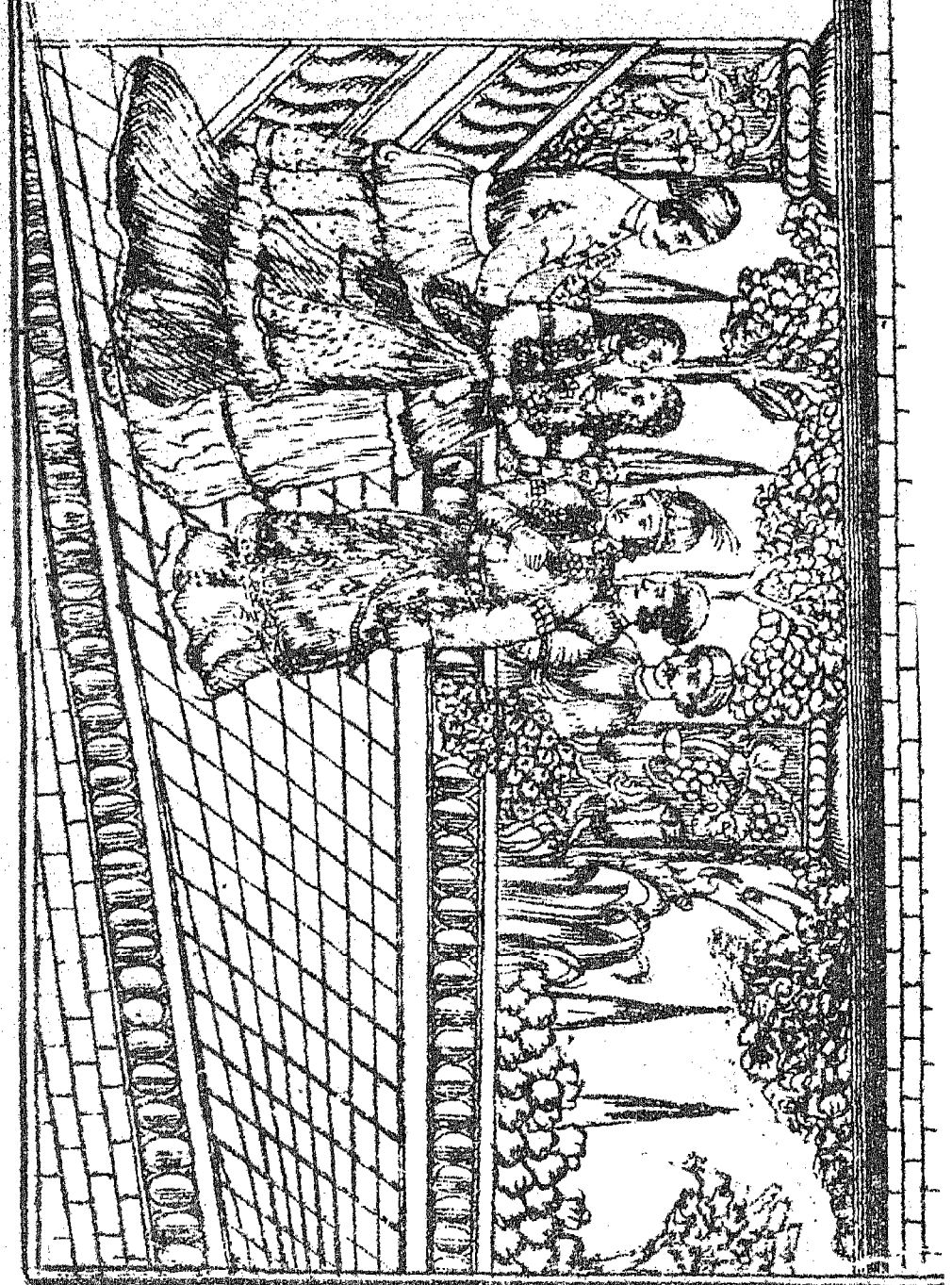
ان لعبتان چین اصنام ناز آفرین یعنے لیلی و شیرین کے پرچانے سے یہ قافلۂ عشاق از خود رفتہ سیٹھ گوجرل ساہو کار کی فرح بخش کوٹھی مین آیا۔ اثنائے راہ مین نواب اور سیٹھ دونون کی زبان صرف بکا و فغان تھی۔ دونون رنگ رو باختہ۔ دونون حضرت عشق کے ساختہ و پرداختہ دونون ہمدم و ہمراز ہمزبان دمساز۔ دونون صید طلسم سازی عشق نیرنگ بازی عشق۔ دونون کی بہار زندگانی مبدل بخزان ہوئی۔ مبتلائے بلا جان ناتوان ہوئی دونون سوختۂ تف جنون۔ دونون بتان رشک لیلی کے مجنون۔ یہ عشق بھی بلائے بے درمان ہے۔ آتش زن کالائے دین و ایمان ہے۔

اے محرم شادی و غم عشق	النظارہ کشائے عالم عشق
ز آغاز گرفتہ تا بانجام	دانی چہ بلاست عشق خودکام
برق شب عشق دلفروز ست	گر وصل و گر فراق سوز ست
در ہر جگرے کہ خاست جوشش	از ہر بن مو رسد خروشش

از خانہ نشستہ سر بیازار
دستان زنیش بچار دیوار

نواب۔ سیٹھ یار ب کوئی تدبیر ایسی کرو کہ اسوقت ان حوروشون کو ہم پھر دیکھین۔ کیا حسن ہے واللہ کہ حسن صبیح تر حسن برشتہ دونون کا لطف حاصل ہوتا ہے۔ بھئی ہماری تو جان جاتی ہے بے آنکے کوئی شے نہین بھاتی ہے۔

سیٹھ۔ اچھا چندو تم جاؤ اور ابراہیم یہودی کو بلا لاؤ۔ بلکہ ایک کام کرو۔ ہمارے خزانچی سے دوسو کی اشرفیان لیکر جاؤ اور انکو دو اور کہو سیٹھ جی نے آپ کو بلایا ہے۔ قدم رنجہ فرمایئے۔ عزت بخشیے۔ رتبہ بڑھایئے۔ دوسو کی کیا حقیقت ہے

نواب۔ اجی لاحول ولا قوۃ۔ بلکہ ہمارا کہا مانو تو پانچ سو ایک دم سے بھیج دو ابھی چلی آئینگی

کہان کا جھگڑا۔ یہان تو جان پر بنی ہی۔ روپیہ ہاتھ کا میل ہی واللہ سیٹھ اگر اسوقت اُنکے رخِ پرنور کا نظارہ نہ کیا تو جان ہی پر بنجائیگی۔ آپ روپے کا مُنہہ نہ دیکھیے اِسوقت۔

سیٹھ۔ اچھا جی پانچ سو کی اشرفیان لیجاؤ۔ صدقے ہی آپ پر سے مگر چندو فٹن پر سوار ہی کرا لاؤ۔ جھمن تم بھی ساتھ جاؤ۔ کہنا کہ دو گھڑی بیٹھکر چلی آئیےگا حضور کی طبیعت بے طور اُتی ہوئی ہی۔ یہ بیان صاف کہہ دینا۔ روپے کا تو کسی مردودہی کو خیال ہو گا۔ مگر یہ سونے کی چڑیا اُڑنے نہ پائے۔

الغرض میان جھمن اور چندو اُن پری وش یہودنون کے ہان گئے تو دیکھا کہ وہی جوہری بچہ بڑے ٹھسّے سے برج مین متمکن ہی اور وہ دونون پریان اغل بغل بیٹھی گھل گھل کے باتین کرتی ہین اور جوہری بچہ ایک ایک ادائے جانستان پر جان دیتا ہی۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس جوہری کے خدمتگار نے حسب الحکم آقاے نامدار سونے کی ایک جڑاؤ کڑے کی جوڑی ساخت لکھنؤ جوہری کو دی اور اُس رئیس زادۂ بلند ارادہ نے اُن مین سے ایک نازنین کی خدمت مین بطریق نذر پیشکش کی اور ہاتھ جوڑ کے ادب کے ساتھ عرض کیا کہ اس ہنجر کو قبول کیجیے۔ اُس حور دراز قصور نے کڑے کی جوڑی بڑے استغنا کے ساتھ قبول کی اور کہا اسکے عوض ہم آپ کو بجز الایچی اور کیا دے سکتے ہین رچہ خوش اچھا سو کھا ٹالا۔ جس طرح یورپ کے شہزادے انعام مین لوگون کو چاندی یا سونے کی آلپینین دیکر ٹال دیتے ہین کڑے کی جڑاؤ جوڑی لیکر کھانا کھانے کے بہانے سے جوہری بچے کو بھی ٹالا۔ انکا قاعدہ تھا کہ پہلے تھوڑی سی لگاوٹ کرکے اس طرح کی رکھاوٹ اور رکاوٹ کرلی تھین کہ ؎

ان تلون بیل ہی نہ تھا گویا
آپ سے میل ہی نہ تھا گویا

مگر جوہری کو ناراض کرکے نہین بھیجا بلکہ رخصت کے وقت اُنسے فرمایش کی کہ کل کوئی تین چار گھڑی دن رہے ذرا اپنی گاڑی بھیج دینا۔ ہم سیر کرنے جائینگے اُنکی باچھین کھل گئین۔ ریشہ خطمی ہی تو ہو گئے۔ جب وہ رخصت ہوے تو میان جھمن نے اُس یہودی سے کہا کہ ذرا اِدھر تشریف لائیے۔ ہمارے آقا نے جو ابھی یہان تشریف لائے تھے یہ پانچ سو کی اشرفیان بھیجی ہین اور فرمایا ہی کہ اگر تکلیف نہو تو دونون صاحب فٹن پر بیٹھی ہوئی یہان تشریف لائین۔ دو گھڑی بیٹھکر چلی جائین یہودی نے پانچ سو کی اشرفیان

کن ہتیا مین اور کہا چلنا نہ چلنا آن دونون کی مرضی پر ہی لیلی تیکھی چتون کرکے بولی ای تم
نے فرماتے کا لفظ کیا کہا کہ ہمارے آقا نے فرمایا ہی۔ ہم سے کوئی فرمانے والے نہین ہین ۔
ہمارے ہان عرض کیا جاتا ہی) جھمن اپنے دل مین سوچے کہ اللہ رے غرور حسن۔ انکے
ہان عرضی بھیجی جاتی ہی۔ تو یہ دو دن کیا چکلہ دار اور ناظم بن بیٹھین۔ شان کبریائی مگر اللہ
نے حسن ہی ایسا دیا ہی جتنا غرور کرین ہی زیبا۔ اسکے بعد شیرین نے کہا کہ اب اسوقت
تو ہمین ایک رئیس کے ہان جانا ہی۔ یہی جوہری جو بیٹھا تھا۔ پھر بھی سمجھا جائیگا۔ جھمن
سوچے کہ نواب صاحب اسوقت سخت مضطر و بیقرار ہین۔ انکے نہ جانے سے انگوٹھی کی
مایوسی ہوگی اور حوالی موالی سب ہم کو اُلّو بنائینگے کہ اشرفیان کی اشرفیان دے آئے۔
اور پھر پیرنگ واپس کہا تو حضور ایک کام کرین دونون بہنین چاند سورج کی جوڑی مزے
سے فٹن پر سوار ہون۔ صدر مین آپ دونون بیٹھین۔ سامنے ہم اور یہ (یہودی کی طرف
اشارہ کرکے) ہون۔ چندو رسان رسان پیدل چلے آئین۔ چندو جل مرا کہ خود تو ان
پریون کے ساتھ اُڑن کھٹولے پر جاتے ہین اور ہمکو رسان رسان پیدل بھیجتے ہین ۔
جل بھن کے خاک ہوگیا۔ کہا (جی ہان چندو ہی تو پچھلگو ہین) اسپر وہ دونون خوب
کھلکھلا کر ہنس پڑین۔ شیرین نے کہا تم جاکے اپنے آقا سے کہو کہ ہم تو اسوقت اُس
جوہری کے ہان جانے کو تیار تھے آپ کے ہان سے ہوکر وہان جائینگے مگر ایک گھنٹے
سے زیادہ نہ بیٹھینگے۔ جھمن اسپر راضی ہوگیا اسمین آقا سے دریافت کرنے کی کیا حاجت
ہی۔ حضور ایک گھنٹے سے زیادہ نہ بیٹھین۔ اور ماحضر بھی وہین تناول فرمائیے گا۔ مگر انھون
نے اصرار کیا کہ نہین تم جاکے دریافت کر آؤ۔ جھمن کو لوٹا دُکرا جانا پڑا۔ وہان رنگ
آمیزی کے ساتھ بیان کیا کہ خداوند وہان جو گیا تو دیکھا کہ وہ جوہری بچھا جاتا ہی اور
بڑی خاطرین ہورہی ہین حضور وہ تو بڑا دل کا چالاک معلوم ہوتا ہی۔ بس دو گھڑی
بیٹھکر سونے کے کڑے کی جڑاؤ جوڑی کوئی دو ہزار روپے کی حوالے کر دی اب
وہ دونون اُسکے ہان جانے والی ہین مگر انسے وعدہ کر لیا ہی کہ ایک گھنٹے سے زیادہ
نہ ٹھہرینگے۔ مین نے بہت اصرار کیا اور پانچ سو کی اشرفیان نذر کین اور عرض کیا

کہ ہمارے آقا نے فرمایا ہی کہ اگر تکلیف نہو تو دو گھڑی کے لیے چلی چلیے - بس بگڑ گئین - کہا
آپ نے فرمایا ہی یا عرض کیا ہی - فرمانے کا لفظ پھر کبھی استعمال نہ کیجیے گا - مین اپنے
دل مین سوچا کہ اللہ رے غرور - چکلہ داری اور نظامت کا دم بھرنے لگین - خیر ہزار
خرابی اسقدر منظور کیا ہی کہ یہان آدہ گھنٹہ بیٹھکر جوہری کے ہان جائینگی - اور کھانا
بھی یہان ہی کھائینگی - سیٹھ جی اور نواب صاحب مارے خوشی کے جامے مین پھولے
نہ سمائے - حکم دیا کہ جب تک اُنکی خوشی ہو تب تک بیٹھین مگر آئین ضرور - ہم آپکو
خوش کر دینگے - اور کھانے کا عمدہ سے عمدہ بند و بست ہو جائیگا -

چھمن چندو کو لیکر خوش خوش وہان پہونچے اور اُس یہودی سے اپنا حق السعی مانگا
اُسنے بکشادہ پیشانی ایک سو روپیہ انکے حوالے کر دیا - چلیے اُنکی تو ہنڈیا چڑھ گئی اسمین
پندرہ روپیہ اُنھون نے چندو کو بھی دیے -

مشاطگان چابک دست کی نگار بندی نے عروس حور طلعت کی آتش حسن و جمال کو
اور بھی بھڑکا دیا - ایک تو یون ہی از سرتا پا زرق برق بحر حسن و خوبی مین غرق تھین مگر
اس بناؤ چناؤ نے سونے پر سہاگے کا کام کیا فٹن پر سوار ہو کر سیٹھ گوجرل صاحب
کے دولت کدہ پر آئین مکان دیکھکر دل ہی دل مین از بس محظوظ ہوئین کہ آدمی صرف
امیر کبیر ہی نہین بلکہ شوقین بھی ہی سیٹھ صاحب اور نواب صاحب دونون نے استقبال
کیا سیٹھ جی نے بی لیلی اور نواب صاحب نے بی شیرین کو فٹن سے اُتارا اور کوٹھی کے
بڑے ال (کمرے) مین لیگئے -

لیلی - آپ کی کوٹھی تو خوب ہی سجائی ہی سیٹھ جی -

سیٹھ - اسوقت تو یہ کوٹھی رشک پرستان ہی -

شیرین - آپ صاحبون نے بڑی تکلیف کی کہ فٹن سے یہان تک ہم کو لائے -

نواب - یہ تکلیف عین راحت ہی خدا کرے ایسی تکلیف ہر روز ہو - اور ہم تو اس
تکلیف کے خوگر ہو گئے - جنون کی ناز برداری کے تو لڑکپن سے خوگر ہین ہم -

اور اب تک سے

نیاز خادمانہ ہی وہی فضل الٰہی سے ۔۔۔ بتون کی ناز برداری جو آگے تھی سو اب بھی ہی

اور بتون کی ناز برداری کے لیے قسمت چاہیے۔

شیرین - قسمت بھی چاہیے اور کلیجہ بھی چاہیے۔

نواب - سیٹھ جی سچ کہیے گا کیا جوبن ہی۔ واللہ پریان بھی جھینپ جائین۔ سچ سچ پرستاری کرین۔ ؎

قاف مین بھی سکہ بیٹھا حسن عالمگیر کا ۔۔۔ آتش اپنے یار کی پریان بھی شیدا ہو گئین

سیٹھ - بھائی خدا گواہ ہی۔ بس کچھ نہ پوچھو۔ بلا تصنع کہتا ہون کہ کلکتے اور بمبئی اور لاہور اور کرانچی تک ہو آیا مگر جیسی ان کا فردن کی صورت ہی آج تک نہین دیکھی۔ ہم تو اپنے نزدیک خواب مین پرستان مین بیٹھے ہوے ہین۔ ہم تو بتون کے بندے ہین اور دن رات اسی کی تلاش مین رہتے ہین کہ کوئی آگ بھبوکا صورت دیکھنے مین آئے۔ خدا نے ہماری سُن لی کہ ان حوران بہشتی کی زیارت کی۔ ؎

بلیگادہ پرپرو مجھکو دیوانہ ہوں مین جسکا ۔۔۔ شکر خورے کو رزق اللہ پہونچاتا ہی شکر سے

اب یہ فرمایئے بی شیرین جان صاحب کہ آپ کی خاطر تواضع کیا کیجاوے۔ ہم تو اس قابل ہین نہین۔ مگر آپ نے غریب خانے کو یہ شرف بخشا کہ قدم رنجہ فرمایا۔ اب آپ ہم سے بے تکلیف ہو جایئے۔ فرمایئے کون شے پسند ہی۔ شامپین۔ شری۔ چیری۔ برانڈی۔ روز لکر۔ موزیل۔ کیورسیو۔ جو فرمایئے۔

شیرین - یہ سب لیڈی ڈرنگ ہی۔ ہم کو تو شامپین سب مین زیادہ پسند ہی۔

سیٹھ - بہت خوب۔ اور آپ کو بی لیلی جان صاحب۔

لیلی - ہم کو بھی شامپین ہی سے رغبت ہی۔

سیٹھ جی ان دونون اصنام ملائک فریب اور نواب نامدار اور اپنے ایک مصاحب خاص لالہ نتھو مل کو آس آراستہ اور سجے سجائے کمرے مین لیگئے۔ جہان ہر قسم کی شراب ولایتی اور انواع و اقسام کے مطعومات لذیذ میز پر بڑے قرینے اور صفائی کے ساتھ چنے ہوئے تھے۔ نواب صاحب تو تائب تھے علٰحدہ بیٹھے۔ اور ادھر شامپین کی

بوتلین وناد ن کھلنے لگین۔

لیلی اور شیرین اور فضول نے سیٹھ جی کا جام صحت نوش جان کیا اور سیٹھ جی صاحب نے شامپین گلاس ہاتھ مین لیکر لیلی اور شیرین کی صحت کا جام پیا۔

شامپین کی پوری پوری بوتلین پی کران دونون گلبدنون کو ایسا سرور ہو گیا کہ تر دماغ ہو گئین۔ اور تر دماغ ہوتے ہی بے تکلف بھی ہو گئین ؎

نشۂ مے نے نقاب رخ زیبا اُلٹا ٹھوکرین کھائی آن آنکھون کی حیا پھرتی ہر

نواب صاحب نے ان لعبتان چینی کو سرخوش اور بے تکلف دیکھکر لالہ فضول سے کہا بھئی واللہ یہ نسخہ تو اچھا ہاتھ آیا۔ ایک ایک بوتل مین تر دماغ ہو گئین اب نہ وہ غرور حسن ہی۔ نہ وہ ناز بیجا۔ نہ وہ تیکھی چتون۔ اب بالکل شوخی اور قدرتی ادا ہی۔ تھوڑی دیر مین سیٹھ جی بھی مخمور اور نشے مین چور ہو گئے۔ ان دونون کے ساتھ ان کا بڑا بھائی بھی آیا تھا۔ وہی یہودی جسنے پانچ سو روپے جھمن سے گنوا کر کہا تھا کہ جاتا نہ جانا ان دونون کے اختیار ہی ہم نوکر ہین بڑا اختراعنٹ۔ بڑا کائیان آدمی۔ بڑا گون کا یار۔ ایک ہی گھٹا لیا اُسنے جو سیٹھ جی کو مخمور پایا تو لیلی کے کان مین کچھ کہا۔ اور چند منٹ کے بعد لیلی نے نواب صاحب کی کرسی کے قریب اپنی کرسی کھسکا کر کہا نواب ذری ہم کو یہ کوٹھی نہین دکھا دیجئے نواب نے منھ مانگی مراد پائی اور صنم عربدہ کوش کو تنہا کوٹھی عالیشان دکھانے لیچلے۔

ادھر شیرین نے جو میدان خالی پایا تو یہودی کی صلاح کے مطابق سیٹھ جی سے کہا کہ آؤ سیٹھ تم کو انگریزی ناچ سکھائین مگر تخلیے کی صحبت ہو ہم ہون اور تم ہو۔ سیٹھ جی سمجھے کہ شیرین بڑے نشے مین ہی۔ تخلیے کا لفظ اور ناچنے کی درخواست سنکر جامے مین پھولے نہ سمائے۔ فوراً کمرے کے سب دروازے بند کرا دیے اور کہا آئیے انگریزی ناچ سکھائیے اور ہمین اپنا مرید بنائیے۔ یہو دن گو کم سن تھی مگر بلا کی طبیعت پائی تھی اور ہزار دل کنوؤن کا پانی پیے ہوئے بھلا کسی کے چکمے مین کب آنے والی تھی۔ سیٹھ جی سیدھے آدمی اور فضول خرچ اور بامروت۔ شیرین نے پوچھا سیٹھ بھلا علم موسیقی مین بھی کچھ دخل ہی کہا ہان کن رس ہون آپ کوئی چیز چھیڑیے۔ سیٹھ جی بہت کم عمر آدمی تھے اور سبزہ آغاز

شیرین نے انکے خوش کرنے اور اس اظہار کے سبب کہ ہمارا بھی تم پر دل آیا ہے یہ شعر گانا شروع کیا۔ ؎

سبزۂ خط گورے گالون پر نمایان ہوگیا	یاسمن زار صاف دیکھو سنبلستان ہوگیا

گورے گالون کا لفظ ادا کرنے کے وقت اُس علامۂ دہر معشوقۂ شوخ و شنگ نے سیٹھ جی کے گالون پر اپنے دست سیمین پھیرے اور سیٹھ کو اس ادائے دلربائے ورم ناخریدہ غلام بنالیا۔ اور عشق سے نوبت بہ جنون رسید ؎

ای عشق چہ داشتی بجانم	کافروختی آتش نہانم
از عشق نبود این گمانم	کاتش فگند بمغز جانم

ان کی یہ کیفیت دیکھکر اُس زاہد فریب نے فوراً انکی کمر مین ہاتھ ڈالکر کہا آؤ اب ہم تم مل کے ناچین۔ ناچ تو بجیر مگر سیٹھ جی کی آتش عشق پر اس پسٹ جھپٹ نے کار روغن کیا۔ انصاف کی بات تو یہ ہے کہ ایسے موقع پر اگر عابد صد سالہ بھی ہوتا تو پارسائی بالائے طاق رکھتا اور اس بت بے پیر کا بندہ ہو جاتا۔ خود جوان عنفوان شباب اور معشوق کی بھی اُٹھتی جوانی۔ خود بھی خوشرو زیبا اندام۔ معشوق بھی نازک بدن گلفام لاکھون مین لاجواب کرورون مین انتخاب۔ پھر شاپمین نے طرفین کے سمند جوش پر تازیانے کا کام کیا تھا۔ یہ مست وہ متوالی۔ وہ محو ناز یہ لاأبالی۔ یہ مسرور و تر دماغ۔ وہ مارے خوشی کے باغ باغ۔ اور طرفہ یہ کہ کمرے کمر اور سینے سے سینہ بھڑا ہوا اور تخلیہ اسقدر کہ پرندہ تک پر نہ مارنے پائے۔ عین اسی جوش مستی اور وفور عشرت پرستی مین شیرین نے پھرتی کے ساتھ طرارہ بھرا تو سیٹھ جی سے دس قدم کے فاصلے پر ہو رہی۔

سیٹھ۔ کیون کیون۔ یہ دفعۃً ذ قند بھر کے اتنی دور کیون چلی گئین کیا انگریزی ناچ کی یہ بھی کوئی ادا ہے۔

شیرین۔ آج غضب ہوگیا ہمنے اپنے آپ اپنے پاؤن مین کلہاڑی ماری یہ نشے کی حرکتین ہین۔ بس ہمارا بڑا نقصان ہوگیا ہمنے ایک جوہری کے لڑکے سے وعدہ کیا تھا۔

سیٹھ جی نے جو ہین سرور و مستی اور دھاچوکڑی کے وقت رقیب روسیہ کا نام اپنی معشوقۂ مطلوبہ اور محبوبۂ ناظورہ سے سُنا تو سارا مزہ کرکرا ہو گیا۔ اگر انکا بس چلتا تو اُس جوہری بچے کو کھڑے کھڑے نکلوا دیتے۔ مگر قہر درویش برجان درویش۔ رنج اور غصے کو بہت ضبط کر کے اُنھوں نے کہا سنو میری جانی شیرین اب اسوقت تو ہم تم کو کہین نہ جانے دینگے۔ مگر تمھاری مرضی کے خلاف بھی کوئی کارروائی ہمین نہین منظور ہی آنکے ہان نہ جانے مین تمھارا نقصان کیا ہی۔ شیرین کہ ان کی بدحواسی اور رنج و غصہ اور رنگ چہرہ کے پرواز پر بغور نظر ڈال رہی تھی ذرا تامل کے بعد بولی اُنسے ہم سے دس ہزار روپیے دینے کا وعدہ کیا تھا۔ سیٹھ جی نے کہا بس یہ کون بات ہی۔ ہم بیس ہزار دینے مین روپیہ تمپر سے صدقے ہی۔ اُس نے کہا تم بھول جاؤ گے۔ کہو گے ہم نشے مین تھے۔ اور ہمارا مفت مین نقصان ہو جائیگا۔ سیٹھ جی نے فوراً گھنٹی بجائی بجاتے ہی خدمتگار حاضر ہوا۔ حکم دیا لالہ تھتھول کو بلاؤ۔

اب سُنیے کہ لالہ تھتھول کو اُس خرانٹ یہودی نے پہلے ہی سے گانٹھ لیا تھا۔ اور ربع چہارم کا وعدہ ہو گیا تھا۔ تھتھول آئے تو یون سرگوشی ہوئی۔

سیٹھ۔ میری تو اِس بچہ پر جان جاتی ہی بیس ہزار روپیہ مین اسکو اسوقت دینا چاہتا ہون تمھاری کیا رائے ہی۔

تھتھو۔ (یا چھین کھل گئین کہ پانچہزار تلوہ اُڑا مینگے) سرکار بیس ہجار اور پچیس ہزار جو نہ بچے سو تھوڑا ہی۔ جو اس جوہری بچے کے یہان پہونچین تو پھر پرچھائین بھی دیکھنے کو ترسیے گا اور روپیہ ادھر سے آتا ہی اور اُدھر چلا جاتا ہی۔ ابھی باون ہجار کا مال جہاج مین ڈوب گیا تو کیا بچیا بمبئی والے مکدمے مین رام جی نے پندرہ ہجار سے چوہتر ہجار دوا دیے ایسا کھرا مال ہجور پھر نہ ملیگا۔ سچے یاد رہے۔

سیٹھ۔ اچھا تو پھر منیب جی کو جگاؤ اور نوٹ لاؤ روپیہ کہان باندھتی پھریگی۔

اسی وقت منیب جی جگائے گئے اور ایک گھنٹے تک انمین اور سیٹھ جی مین گھپ رہی وہ انکے باپ دادا کے وقت کے نوکر خیر خواہ نمک حلال آدمی بیس ہزار کی رقم

کشیر بے سمجھے بوجھے کیونکر دیدے مگر سیٹھ جی نے نشے مین گالیان دین اور تھتول نے کہ
یہودی سے گٹھ گیا تھا اور بھی دق کرنا شروع کیا کہ دے کیون نہین دیتے تمھاری
گرہ سے کیا جاتا ہی بعد خرابی بصرہ بیس ہزار کی رقم کثیر سیٹھ جی نے نشے مین بی شیرین کے
حوالے کردی یہ رقم پاتے ہی اُس نے ایک دفعہ متحیر ہوکر کہا۔ یہ لیلی کہان ہی
اسپر یہودی بھی کمرے مین آگیا۔ کہا لیلی کو نواب صاحب کو کوٹھی دکھا دے ہین شیرین
نے کہا ہمکو بھی دکھا دو۔ سیٹھ جی اُس پری پیکر کے ہاتھ مین ہاتھ دیکر اُس کمرے سے دوسرے
کمرے مین آئے۔ نواب اور لیلی کو ساتھ لیکر سب کمرے دکھائے تو ان دونون بہنون
نے کوٹھی دیکھتے دیکھتے اشیاے ذیل پسند کین۔

دوشالہ کشمیر پُرتن — دوشالہ گلابی — حقۂ سیمین مع چلم و مہنال و عرق گیر و چنبر

زیرانداز ودستگی — مشکی گھوڑی — چاندی کے پائے — مالاے مروارید — شیشہ آلات

نواب صاحب سمجھ گئے کہ سیٹھ جی نشے مین ہین مگر کرین کیا اگر منع کرتے ہین تو اپنی
ریاست کے خلاف اور اُن معشوقون کے خلاف ہوتا ہی اور یہ معلوم ہی نہ تھا کہ بیس ہزار
کے نوٹ کا گٹھا کا گٹھا یہودی کے پاس موجود ہی۔

لیلی۔ شام پین تو سیٹھ جی نے اتنی پلائی مگر کھانا ندارد۔

سیٹھ۔ ارے۔ بالکل بھول ہی گئے تھے۔ لاحول ولا۔ تھتول عجب واہی آدمی ہو یار تم
مرد خدا ہمکو اور انکو سب کو بھوکون مار ڈالا۔

تھتول نے کہا سرکار سب حاضر ہی۔ کہ اتنے مین توپ دغی۔ دھنننا۔ تھتول
نے کہا بول کالی کلیانی کی جے سیچے ترٹکا ہوگیا۔ ارے! دل کی دل ہی مین رہی شیرین
سیٹھ جی کو ایک کمرے مین علحدہ لیگئی اور ایک بوسہ لیکر کہا رخصت اگر بلاؤ گے تو آج
ہم پھر آئینگے۔ سیٹھ جی نشے مین کچھ کہنے ہی کو تھے کہ وہ کمرے کے باہر پہونچی۔ دوہی تین
منٹ مین گاڑی پر سوار ہوکر یہ جا وہ جا۔

کو جب ل سہری پر لیٹے تو بیہوش۔ نواب صاحب نے نقول سے کہا
بھئی یہ یہودی انکا بھائی بڑا بد ذات آدمی ہے۔ ملعون سائے کی طرح ساتھ ساتھ رہا جہاں
گہرے کو دکھانے جاتا ہون آپ موجود۔ بڑا عیبی ہے۔ گر بھائی ہم سے تو تین ہزار
اینٹھ لیگئی۔ مہاجن کے ہان سے منگوا کر دینے پڑے۔
سیٹھ جی کے بھی کوئی چار پانچ کے پیٹے گئی۔ نقول نے سیٹھ جی کے بیس ہزار
کا ذکر نہین کیا۔ جمن کو بھی یہ حال نہین معلوم تھا۔ حقہ پی کر نواب صاحب مع جمن
اپنے گھر تشریف لیگئے نواب نصرت الدولہ انکے ہان تڑکے ہی سے بیٹھے تھے۔
نواب۔ ہیلو! ارے یار تم تڑکے تڑکے کہان۔
نصرت۔ کیون صاحب یہ تنہا خوریان۔
نواب۔ تم تو علاقے پر جانے کو تھے۔ ہمین کیا معلوم تھا کہ حضور
ابھی یہان ہی نازل ہین۔
نصرت۔ کہیے شب کا حال کہیے۔
نواب صاحب نے کہا بھئی کوئی مرد وہی شب کو سویا ہو۔ ذرا آنکھ جھپکی تک
نہین۔ بھائی صاحب بڑی دور ہین مگر ایسی لگاوٹ دیکھی نہ سُنی۔ اور حسن اور نزاکت
تو بس سوٹ کوٹ کر رگ ریشے مین بھری ہے اور سچ تو یون ہے کہ خداوے
تو جواہرات مین انکو تو لے۔ تمام شب ساتھ رہا اور صرف ایک بوسہ نصیب
ہوا اور وہ بھی جب بڑے بڑے دام لگائے۔ بھائی صاحب تین ہزار روپیے دیکر
ایک بوسہ ملا لیلی ہمارے ساتھ تھی جب ہم نے بہت اصرار کیا تو کہا کہ ایک بوسے
کے لیے کم سے کم تین ہزار روپیہ صرف ہوگا۔ ہاتھ ہی نہین لگانے دیتی تھی راتون
رات منالال پنالال کی کوٹھی مین جمن کو اُسکے بھائی کے ساتھ بھیجا۔ اُنھون نے
رقعہ رکھ لیا اور کہا اسوقت رات کو روپیہ نہین دینگے کل دس بجے آویے جاؤ
اور سیٹھ جی کے بھی کوئی پانچ ہزار پر پانی پڑا جب جا کے کہین ایک بوسہ ملا۔
نصرت الدولہ بھلّا اُٹھے۔ پوچھا آپ کے نزدیک پانچہزار روپیے پر پانی پڑ گیا۔

ارے نادان ایسی صورتین لاکھون روپیہ خرچ سے بھی نہین نظر آتی ہین کہنے لگے پانی پڑ گیا نصرت الدولہ ان دونون صاحبون سے بھی بڑھ گئے جو آتا ہو اسکا نمبر بڑھا ہی ہوا ہو۔

نواب صاحب کی آنکھین جھکی پڑتی تھین۔ نصرت الدولہ نے کہا بھئی اب تم سو رہو ورنہ بیمار ہو جاؤ گے۔ اگر نہ گئے تو شام کو ملینگے۔

بارہ بجے کے بعد سیٹھ گوجرمل صاحب کی آنکھ کھلی تو سر مین درد۔ اعضا شکنی۔ پیٹ مین گڑبڑ۔ قلب ضعیف۔ اضمحلال طبع بدرجہ غایت۔ سستی کی انتہا نہین۔ اُٹھے اور پھر لیٹ رہے۔ پھر اُٹھے اور گر پڑے۔ لوگون نے کہا نہا ڈالیے۔ نہانے بیٹھے تو بدن سے شعلے نکلتے تھے۔ آٹھ دس گھڑے سے غسل کیا۔ ذرا تسکین ہوئی۔ سوڈا اور ایسڈ پیا۔ کمرے مین جاکے بیٹھے پوچھا وہ سب کی بجے گئی تھین۔ سپاہی نے کہا حضور توپ وغیرہ کے بعد۔ پوچھا "اور نواب صاحب" کہا۔ آنکے جانے کے کوئی آدھ گھنٹہ بعد۔ پوچھا ہم بیہوش تو نہین تھے۔ کہا نہین حضور مگر بہت تیز نشہ تھا۔ یہ سنکر سیٹھ جی کو افسوس ہوا پوچھا ہم نے کوئی بے ضابطگی تو نہین کی تھی۔ آئے دبے دانتون کہا جی نہین مگر نیب جی کو گالیان دی تھین۔ اسپر سیٹھ جی کے کان کھڑے ہوئے۔ کیا! نیب جی! نیب جی رہان اسوقت کہان! کہا سرکار حضور نے بیس ہزار کے نوٹ منگوائے تھے کہ نہین۔ یہ اور بھی متحیر ہوئے۔ بیس ہزار کے نوٹ کیسے۔ یہ کہکر سیٹھ جی کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ تھوڑی دیر خاموش رہے۔ مگر چپ نہ رہا گیا۔ نتھول کو بلوایا۔ پوچھا کل شب کو یہ نیب جی کا جھگڑا سپاہی کیا بکتا ہو۔ نتھول تو خود بیہودگی سے گھٹے ہوئے تھے یون جواب دیا۔

سرکار کل ہجور کی اور صاحب تمھارا بھلا کرے نواب صاحب کی کھوب کھوب جوڑ چھپکی۔ ہجور کے پاس شیرین تھین اور آنکے پاس لیلی۔ آنھون نے ایک بوشے کے تین ہجار دیے۔ ہجور نے ایک بوشے کے بیس ہجار دیے نیب جی نہین دیتے تھے آپ نے آنکو گریایا گلام نے سمجھایا ہجور نے گلام کو تھپڑ مارا۔ اتبک جے

نسان بنا ہی۔
سیٹھ جی کو کچھ یاد تو تھا ہی نہین کہ رات کو کیا ہوا کیا نہین ہوا۔ نتھو لال نے
پہلے تو یہ گپ اڑائی کہ اچھو رہین اور نواب صاحب مین کل دکھوپ کھوپ جوڑ
چھپکی) اور پھر اپنی خیر خواہی اور اپنے مظلوم ہونے کا حال جھوٹ سوٹ یون بیان
کیا کہ (اچھو نے گلام کو تھپڑ مارا) سیٹھ جی چند منٹ تک سکتے کے عالم مین رہے۔ خدمتگار
نے کہا ایک بج گیا۔ کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہی۔ اول تو شب بیداری اسپر نشہ باز ی
بھوک کہان۔ کہا کھانے ہم نہ کھائینگے۔ پالکی گاڑی نکلواؤ باہر جائینگے۔ نواب
نصرت الدولہ کے ہان آئے۔ نواب صاحب سلام۔
نصرت۔ آؤ بھئی استاد مبارک باشد۔ مگر یہ تنہا خوری اچھی نہین ہی۔ کیون صاحب
یہ الگ ہی الگ معاملے بھگتا نا۔
سیٹھ۔ یار کل تو ہمکو نشہ بہت تیز تھا۔ اور نشے مین جنے کوئی پندرہ بیس ہزار
روپیہ شیرین کو دے دیا بڑا افسوس ہی۔
نصرت۔ ارے! روودے رودے۔ بس جاؤ بھی۔ بنیے ہو نہ آخر۔ لاکھ ہم
لوگون کی صحبت مین بیٹھے مگر بوے ریاست نہین۔ ارے بیس ہزار کی بھی
کوئی اصل و حقیقت ہی بیس ہزار انکی ایک ایک ادا پر نچھاور کر دیجیے اور
یہ بیس ہزار کاہے مین صرف ہوئے۔ جھاڑ کنول حقے کا جوڑا۔ مشکی
گھوڑی اسی مین۔
سیٹھ (متحیر ہو کر) جھاڑ کنول کیسے اور یہ مشکی گھوڑی سے کیا مراد ہی
بھئی کسی ملعون ہی کو یاد ہوگا۔ چلو نواب صاحب کے ہان۔
نواب صاحب اور یہ دونون سوار ہوئے۔ وہ اسی وقت کھانا کھا کے
بیٹھے تھے۔ نواب نے اپنی سرگذشت بیان کی۔ سیٹھ کو ناچنا سیکھنے تک کا حال
یاد تھا وہ بیان کیا باقی جھاڑ کنول وغیرہ کی بخشش کا حال نواب صاحب
نے بیان کیا مشکی گھوڑی کے جانے کا حال سنکر انکو رنج ہوا۔ جب نواب نے

بیس ہزار روپیے کے نوٹون کا ذکر سنا تو افسوس کیا۔ مگر نصرت الدولہ نے ڈانٹ بتائی کہ واہی ہوا ایسے گلبدن معشوقون کو جو چاہے دے ڈالے۔

سیٹھ۔ خیراب تو جو ہوا وہ ہوا مگر موہی کے موہی ہی رہے۔ ؎

نہیں ہو عشق میں کچھ لطف اس زمانے میں
تمام عمر گذر جاتی ہے بہانے میں

نواب۔ گناہ کا گناہ اور وہ بھی بے لذت اور تین کے پیٹے میں جو آگئے وہ پلیتھن۔ ؎

زاہدا ہم جانتے ہین عشقبازی ہی گناہ
گھر لٹایا ہی جو وحشت مین وہ کفارہ ہوا

دور پانچواں

گھوڑیوں کی تیزرفتاری اور
میاں گھسیٹے کی گرفتاری

گو نواب نامدار کو خوب معلوم تھا کہ وہ عاشق کش معشوقۂ طرحدار دو دن تک لب بام نظر نہ آئینگی مگر تسلی دل اور تسکین قلب کے لیے فٹن تیار کرائی کہ برج پری منزل ہی کی سیر کر آئین اور شام کے وقت رئیس زادۂ گردون مدار مع مصاحبین بدکردار ولایتی بیش بہا فٹن پر سوار ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین کھاتے گپین اڑاتے قہقہے لگاتے تھے اور سمند خوشخرام و تیز گام نوخیز معشوقون کے مزاج کیطرح چل کرتے جاتے تھے بجلی بھی انکے مقابل مین گرد تھی۔ چھل بل مین ہرن کی گرمی بازار سرد تھی۔

جھمن نے کہا۔ حضور خدا چشم زخم حوادث سے بچائے اسوقت تو واللہ ریل گاڑی کے بھی انجر پنجر ڈھیلے ہو جائین دونون گھوڑیان چوکڑیان بھرتی جاتی ہین اوہو ہو ہو۔ ای صل علے ابھی پرسون ہی کا ذکر ہی بڑے حضور کی خواصی مین بندہ بھی بیٹھا تھا۔ پلٹن کے جو جنڈیل ہین کوئی تیس ہزار روپیہ مہینا طلب پاتے ہین بس بس حضور انکی مشکی جوڑی اور دونون دیلا۔ کوئی پانچ پانچ ہزار کے گھوڑے سامنے سے جوڑی آئی اور ہماری گاڑی کے آگے نکال لیگیا۔ ای حضور یقین مانیے۔ بس پھر تو گھوڑیان آگ بھبوکا ہو گئین اور دقن بھر کر اس طرح جھپٹین کہ میری مندیل گرتے ہی دو گولی کے ٹپے پر ہو رہی۔ اور کوچمین کے حواس بلا اجازت فقرد۔ راس کو لاکھ کڑا کرتا ہی مگر تو بہ ہی بھلی۔ گردرون جنتن کیے۔ ایک نہ چلی جنڈیل کی گاڑی تو منزلون دور رہ گئی اور انھون نے جا کے چھوٹ پہ دم لیا۔ سو وہ بھی بہزار خرابی خداوندا اسوقت کنوتیان دیکھنے کے قابل تھین اللہ جانتا ہی کھائی کا باپ بھی اسوقت سامنے آتا تو یہ پھاند جاتین اور ہماری گھوڑی کے بھی ماتھے جاتی۔ مگر حضور اسوقت میان گھسیٹے نے بھی وہ کام کیا کہ لاٹھ صاحب کے کوچوان سے بھی نہو سکتا اور انیلا تو منھ کے بھل زمین پہ آرہتا قسم لیس یہ کیفیت تھی کہ جیسے ریل کا انجن ڈبل چال جائے۔

رئیس۔ کیون جی گھسیٹے تمنے ہمسے یہ واردات بیان ہی نہ کی وہ کون فرنگی تھا۔

گھسیٹے۔ (کوچ مین) حضور کوئی پلٹن کا تھا گل چھچے رکھائے وہ جو چشمہ لگاتا ہی۔

رئیس۔ پھر تم گاڑی نکال لے گئے تھے۔

گھسیٹے - ای حضور نکال لینا کیا خدا نے جان بچائی آسدن - نہین ہم تو اپنے حساب کو بچ ہی کر چلے تھے جون جون روکتا ہون دون دون وہ اور بھی تیزی کرتی ہین - فیض آباد کی سڑک تک ناکون دم آگیا ایک بڑھیا کچلتے کچلتے بچی -

رفیق - ہان اوہ ؟ ارے تو یہ خدا نے بڑی خیر کی ورنہ بڑے پھنسے تھے -

چھمن - (جھلاکر) بڑے کیا خاک پھنسے تھے - ہماری سرکار سے صاحب لوگون سے تپاک بڑھا ہوا ہی - واللہ بڑھیا مردار کے چاہے پرخچے پرخچے اُڑ جاتے مگر حضور کے نوکرون پر آنچ نہ آنے پاتی -

رفیق - خدا خدا کر بندے - ہونہہ - ای تیری قدرت - آپ اور ہمکو سکھائین ین نے تو یہ بات کہی کہ بوڑھی عورت بیچاری مفت مین کچل گئی ہوتی -

رئیس زادے نے کوچمین سے کہا کہ میان گھسیٹے جب جانین کہ آسی دن کیطرح جوڑی کو تیز کردو گھوڑیان ہوا ہو جائین اور بات کرتے وہان پہونچ جائین کوچمین نے انعام کی طمع سے جوڑی کو تیز کیا تو ہوا سے باتین کرتی چلین راستے مین جو دیکھتا ہی کہتا ہی یہ بھی کیا بھونچال ہی - آندھی روگ ہی - جوڑی زورون پر تھی چلتے چلتے موڑ پر ایک کمہار برتنون کی کھانچی لیے ملا کوچمین نے للکارا سائیسون نے گلا پھاڑ پھاڑ کر چلایا - ہائیٹ ہائیٹ آئی ہو جانے والا موڑ پر سے ہٹ جانا آئی ہو کمہار ارے موڑ پر سے ہٹ - کمہار قوت سامعہ سے بے بہرہ اور مارے بوجھ کے پسا جاتا تھا قدم اُٹھانا دوبھر - اور گھوڑیان بگٹٹ چلی جاتی تھین - موڑ پر پہونچتے ہی کمہار چپیٹ مین آگیا - برتنون کی کھانچی سر سے گری ارارا دھون سب برتن چکنا چور ہوگئے - چوطرفہ تماشائیون کا ہجوم - کسی نے کہا ہاے ہاے کمہار بیچارہ مرگیا - دوسرا بولا ٹانگ پاش پاش ہوگئی تیسرے نے کہا بیدھا تھا پکارتے تو جاتے تھے ہٹا کیون نہین - دو کوس سے تو بھی ے گھڑ گھڑاہٹ کی آواز آتی تھی -

کمہار کانکھتے کانکھتے اُٹھا تو ٹانگ مین خفیف سی چوٹ تھی - ادھر کوچمین نے کمہار کے گرتے ہی راس جو اُٹھائی تو منڈ پاؤن ہو رہا - رئیس زادہ باوقار اور

مصاحبین حماقت شعار پیچھے پھر پھر کے دیکھتے جاتے ہین کہ کوئی گرفتار کرنے تو نہین آتا رئیس زادے کا چہرہ زرد اور رنگ فق ہو گیا۔ ہاتھ پانون پھولے۔ یاد بستان ملناز بھولے۔ میان جھمن کانپتے ہین۔ رفیق کا کلیجہ دھک دھک کر رہا ہے اور کوچمین کی بس یہ کیفیت تھی کہ ع

	کاٹو تو لہو نہین بدن مین	

جب سنڈ یاؤن پہونچے تو فٹن کو روک کر کوچمین نے پوچھا حضور کیا حکم ہوتا ہے۔

رئیس۔ یہان ہوش کس نا معقول کے ٹھکانے ہین جو تمکو حکم دے۔ اُف بس اب مارے پڑے۔ غضب ہی ہو گیا۔ اُس کھار کی تو کوئی خبر لاؤ۔

جھمن۔ حضور بھلا اسوقت تازی تازی واردات ہوئی ہے کس کو جان بھاری ہے جو سانپ کے منھ مین انگلی دے۔

رفیق۔ جو جائے وہی عزت گنوائے۔

رئیس۔ گھسیٹے تم جاکے دیکھ آؤ۔

گھسیٹے۔ اور حضور جوڑی کو یہان کون سنبھالیگا اسوقت گھوڑیان بدی پر ہین۔

رئیس۔ کھول ڈالو اور جاؤ مگر کتے کی چال جاؤ اور بلی کی چال آؤ۔

گھسیٹے۔ وہ کتے بلی کی تو حضور نے ٹھیک کہی مگر مارتے تو غلام کے جائینگی راس تو میرے ہاتھ مین تھی۔ مین جاؤن تو اسی دم دھرا جاؤن۔

رئیس۔ اچھا کسی چاکر کو بھیج دو۔

ایک چاکر۔ نا صاحب ہم کا ساڑھے تین روپیہ کی نوکریان بہت مل رہی ہین۔

دوسرا چاکر۔ ہان ہجور چاکر ہی تو پھا نسو این۔

رئیس۔ پھر اب ہوتا کیا ہے۔ چودہ چودہ برس کہ سب جائینگے ہم تو قانون جانتے نہین جھمن نے کہا حضور ایک تدبیر غلام کو سوجھی ہے قربان جاؤن جو کبھی ہٹ پڑے۔ پوچھا وہ کیا۔ کہا حضور تو یہان اسی جگہ بستر جما دین اور غلام تراب علی کو لے کر لپکتا ہوا جائے کسی فرنگی کونسلی کے ہان۔ اور جو راے دے اُسکے بموجب

کارروائی ہو۔ فرمایا واللہ خوب سوجھی ۔ دیکھو جتنی بات ہو گی آنی کیھنگے لگی لپٹی سے یہان نفرت ہے۔ بس اب تم جاؤ۔ تراب علی تم بھی اُنکے ساتھ جاؤ۔ تراب علی بولا حضور اسیدم توپ کے مُہرے پر کیسے چلا جاؤن ۔ مین تو نمک پروردہ قدیم ہون ۔ غلام کو عذر کیا۔ چلو بھئی جھمن ۔

رئیس زادے نے کہا دیکھو راستے مین کہین لڑنہ بیٹھنا دونون ۔ کہین باہم گلچپ تکرار جوتی پیزار ہو تو اصل مطلب ہی غت ربود ہو جائے ۔ کہا اے حضور کیا طاقت اس طرح رہین جیسے شیر و شکر ۔ اسوقت جان نثاری کا موقع ہے یا گلچپ کا ۔ لاحول ولا قوۃ ۔ چاہے جان جاتی رہے مگر معاملہ ٹھیک ٹھاک کیے بغیر ملک الموت کو بھی ٹتے بتائینگے۔

میان جھمن اور تراب علی پو تسے چلے تو راستے مین یون چہ میگوئیان ہونے لگین ۔

جھمن ۔ گھرے ہین اُستاد گھرے ہین ۔

تراب علی ۔ اجی ہماری پانچون گھی مین ۔ اور تمھارا سر کڑھائی مین ۔

جھمن ۔ اب ایک جگہ بیٹھکر معاملے کی باتین تو کرو ۔

تراب علی ۔ اجی تم تو واہی ہو ۔ کون بڑا لمبا چوڑا معاملہ ہے ۔ چلو چل کے امین آباد والی سافن کی دکان پر دم لگاؤ پھر ہم سب ٹھیک کر دینگے ۔

جھمن ۔ واللہ کیا کہی ہے ۔ ارے یار آؤ آج تاڑی پیین ۔

تراب علی ۔ بس اسی کو وحشت کہتے ہین ۔ تاڑی واڑی نہین چلو کسی وکیل کے وہان چلین کوئی حقیت اعلیٰ کا مقدمہ تو ہے نہین لاکھ دو لاکھ کی جائداد کا مقدمہ ہو نہین نہ خون کیا نہ قتل کر کے آئے ہین ۔ ہم تو جانتے ہین کہ دس پانچ روپیہ جرمانہ ہو جائیگا۔

تراب علی نے کہا بس اور کیا ۔ بلکن (بلکہ) اس سے بھی کم ۔ بہت جرمانہ ہو آٹھ آنے ایک روپیہ تدبیر و دکر و جس سے یارون کے ہاتھ گرمائین اور خوب وارے نیارے ہون ۔

تراب علی ۔ ہم جاکے اُس کمہار کی تو خبر لائین ۔

جھمن ۔ خدا کرے ضرب شدید آئی ہو ۔

تراب علی۔ ہاں مزہ تو جب ہی ہو ورنہ کیا۔ مگر ہم اُنکو خوب بھرّے دینگے کہ اب
کچھ تو سے مریہی مو قع ہے۔
چھمن۔ تم الگ بہکاؤ میں الگ پٹی پڑھاؤں۔
تراب علی۔ اجی ہم تو جانتے ہیں کہ اگر اس مقدمے میں سال سال بھر کے کھانے
کو بھی نہ ملا تو کیا۔
چھمن نے کہا لے اور پھر لے اور بیچ کھیت لے کیونکہ میاں کی سٹی بٹی بھولی ہوئی
ہے بہت گھبرائے ہیں۔
تراب علی اور میاں چھمن باتیں کرتے آہستہ آہستہ قدم دھرتے امین آباد میں دکن
سے داخل ہوئے اور سیدھے چلے ساقن کی دکان پر۔
چھمن بولے بی ساقن دمون کی خیر اُسنے کہا اے جانتے ہوئے ہیں سارے
بتوں ہے۔ ایک ذری سی بات نہو سکی نکھٹّو۔ چھمن نے کہا اللہ جانتا ہے اگر دینے پر آتا تو یہی
دکان کبھی ہو جاتی۔ وہ بولی اوفوہ اوفوہ جو میری بکری جی کر جائے تو شیر کو بھاڑ دے
کہا اچھا اب جس دن چھوٹے حضور خوش ہونگے اُسدن ہم شیشہ ضرور لڑا ئینگے۔ اُسنے
تنک کر جواب دیا۔ بس پیچھے دور۔ جب باوا مرینگے تو بیل بٹینگے۔ سے اب تو دم لگواؤ۔
وہ بولی کوڑی نہ پیسا گئے ڈوالے ہوٹ۔
تراب علی مسکرائے کوڑی نہ پیسا؟ اور تھیلے اے بیوی اشرفیاں موجود ہیں۔ ساقن
نے کہا منہ دھواؤ بابا راج بھی کبھی اشرفیاں دیکھی تھیں آنکھوں سے سوا ے وہی ڈینگ
کے اور کوئی بات نہیں۔
الغرض میاں چھمن اور تراب علی دونوں نے چرس کے دم لگائے وہ دھواں
دھار کہ تو آسمان کی خبر لائے کرۂ زمہریر کو کرۂ نار بنائے۔ جب دونوں گرمائے
تو دور کی سوجھنے لگی۔
چھمن۔ کہو یار سچ اب کدھر کی سیدھیاں ہیں۔
تراب علی۔ بس اب ریاٹے بھر کے کونسلی کے ہاں چلتے ہیں۔

جھمن - پیدل ؟
تراب علی - پیدل نہین تو کیا تمھارے لیے کسی دھوبی کے ہان سے گدھا منگوا دُن -
جھمن - تم بھی وہ باتین کرتے ہو بے تکی کہ گدھون کو بھی ہنسی آئے ارے میان ایسے موقع روز روز تھوڑے ہی ملتے ہین چلو چل کے بگھی کرایہ کرین مزے سے بیٹھے ہوئے چلین - کہ دینا جلدی کی غرض سے بگھی کر لی تھی - کچھ گرہ سے تھوڑا ہی جائیگا - ہے کہ نہین -
تراب علی - اچھا پھر بگھی کرایہ کرو -
جھمن - دد کیا اڑ گڑا ہی - ارے میان کوئی بگھی ہے - کونسلی تک جائینگے -
گاڑی والا - چلیے کل پھسٹ کلاس ہے - پہلے گھنٹے کے بارہ آنے پھر چھ آنے گھنٹہ
جھمن - جو حساب سے ہو گا وہ دینگے -
تراب علی - جان کیون کھسکی جاتی ہے یہ تو پٹنگی ایک روپیہ سے ہو - کھو پایا - یہ کھو ہان نئے گھن کا ہی - دودھ کا دھویا - گاڑی تیار ہوئی اور میان جھمن اور تراب علے کونسلی کے ہان چلے -
تراب علی - اجی کیا کھار اپنی ایسی تیسی ہین چلو کونسلی کے ہان چلین -
جھمن - وہ بھی اپنے دل مین ہنسیگا کہ عجیب قطع کے آدمی ہین - کھار کا پاؤن ذرا پھسل گیا اور چلے وکیل کے ہان -
تراب علی - اب کونسلی سے آپ تو کچھ کہیے گا نہین مین بھگت لونگا -
جھمن - بہتر ہے -
تراب علی - ذرا تم سنتے رہنا کہ کس ترکیب سے گفتگو کرتا ہون - واللہ وہ داؤن پیچ یاد ہین کہ مار دن پچھاڑ دن شلنے چت - پٹ تو پڑتا ہی نہین اجی یہ یارون کے ہتکنڈے ہین - بائین ہاتھ کے کرتب -
جھمن - فرنگی ہین نہ وہ کونسلی -
تراب علی - ہاں وہ - اصل فرنگی ولایت زاد خاص الخاص لنڈن کے -

چھمن - رہتے کہان ہین -

تراب علی - سلیمان باغ کے سامنے - لال جھیل کے پاس کوٹھی ہی -

چھمن - چھوٹے حضور اسوقت بڑے بیاکل ہونگے - نہ ہم ہین نہ تم ہو - نہ مصاحب الدولہ ہین - بالکل سناٹا اور ہو کا عالم ہے بھلا منڈیاؤن کی چھاؤنی مین اسوقت کون ہوگا - پرندہ تو پر مارتا نہین - اور ہوا سن سن چل رہی ہوگی - معاذ اللہ -

تراب علی - واللہ بسم اللہ ہی غلط ہوئی سر منڈاتے اولے پڑے -

چھمن - اب دیکھیے جھروں مین آتے ہین یا نہین - ہتھے ہی پر ٹوک دیے گئے ورنہ پو بارہ تھے -

تراب علی - ابکی یہ پلہ پار ہو جائے تو سمجھیے کہ بیڑا پار ہی ورنہ وہی ملا پن -

چھمن - یار رنگ پھیکا نہ پڑنے پائے ورنہ واللہ ہی کہ استادی مین بٹا لگ جائیگا -

تراب علی - تم چپکے رہو جی ہم سب سمجھ لینگے -

چھمن - ارمیان گاڑی بان - اٹھیے کوچبین - میان ذرا تیز چلو سویرے ہو گیا -

گاڑی بان - میان ہم تو سوتے نہین ہمارے ٹٹو البتہ سو رہے ہین -

چھمن - تو بھیا ذری جگادو -

گاڑی بان - واہ جگانے کی ایک ہی کہی - گھوڑے ہین کہ بیٹھے ہوئے کہ آدمی رات سے توکو کا شور مچانا شروع کرے -

چھمن - میان تم نرے چونچ ہی رہے -

الغرض گاڑی صاحب کی کوٹھی مین داخل ہو گئی اور تراب علی نے بیرا کیو بلایا صاحب کو اطلاع ہوئی بلائے گئے سلام کیا اور کہا -

تراب علی - حضور آج فٹن پر ہمارے مالک جاتے تھے چنانچہ ایک کہار روپے لینے کے لیے بہانہ کرکے لیٹ رہا - اور غل مچایا کہ کچلا کچلا - حضور کچلا نہین کچھ جھوٹ موٹ غل مچا دیا - گھوڑیان جو اسکے غل سے دوڑین تو ہوا ہو گئین - بس زمین پر قدم ہی نہین رکھتی تھین لاکھ لاکھ سمجھایا غل مچایا للکارا ہٹ ہٹ کرتے رہے مگر سنتا کون ہو وہان

آخر کار گر پڑا۔

صاحب۔ کیا مر گیا؟

تراب علی۔ نہین حضور مگر ادھ مرا ہو گیا۔

صاحب۔ ہاتھ پاؤن کچھ ٹوٹ گیا تھا۔ کچھ چوٹ آیا؟

تراب علی۔ سچ سچ تو یون ہے کہ ہم لوگ گاڑی تیز بڑھا کر چلدیے تھے خدا جانے اُسکی کیا کیفیت ہوئی۔

صاحب۔ وِل تم سب پر سو سو روپیہ جریمانہ۔

تراب علی۔ (مسکرا کر) واہ حضور اچھا فیصلہ کر دیا۔

چھمن۔ (تراب علی کے کان مین) اجی صاحب فقط ہنسی مین کہتے ہین۔

تراب علی۔ ہان! واللہ! اجی نہین۔ عجب نامعقول آدمی ہو بھئی یہان اتنے بڑے بڑے صدہا مقدمے لڑائے آپ ہمسے مشیخت کی لیتے ہین یہ کونسلی ہین پیروکار انکو جرمانے اور سزا سے کیا سروکار۔

تراب علی۔ پھر حضور اب کیا رائے ہے۔

صاحب۔ کچھ بات نہین ہے۔

تراب علی۔ گاڑی کو گھر پر لیجائین یا نہین۔

صاحب۔ برابر لیجاؤ پولیس اگر کوچبین کو مانگے بیچ دو چالان ہوگا اور روپا دو روپا جرمانہ بس۔

چھمن اور تراب علی نے تین تین دفعہ جھک کر فرشی سلام کیا اور چلے۔ تراب علی اور میان چھمن دونون ایسے لنگوٹیے یار تھے گویا دانت کاٹی روٹی تھی۔ ایک پر ایک جان نثار کرتے تھے۔ دونا دھ بھرتے تھے مگر دونون گھرون کے یار دونون پرلے سرے کے کائیان۔ دنیا بھر کے نیار بنے۔ چکمہ بازی مین طاق جعلسازی مین شہرۂ آفاق سب گھرون پھرتے انھین گھرون کے ننڈ ورے۔ الغرض دونون کونسلی سے رخصت ہو کر چلے تو راستہ مین گھڑی پہر یون ہمکلام ہوئے۔

چھمن - مانتا ہون اُستاد تو بھی اپنے فن کا اُستاد کامل ہی -
تراب علی - میان ابھی دیکھتے تو جاؤ - رقم چیرلی ہی -
چھمن - یار چنگ پر تو چڑھ گیا مگر یہ بڑی اُفتاد پڑی -
تراب علی - بس ہم مین تم مین یہی تو فرق ہی - یہان سہمنا تو جانتے ہی نہین اُستاد نے یہ سبق ہی نہین پڑھایا - ع

ہر چہ بادا باد ماکشتی درآب انداختیم

اور اتنا تو سمجھ یار عزیز کہ وہ بات ہی کیا ہی جس سے ہم سہمنے لگین - ابھی یہی نہ کہ گاڑی کے پہیے کے تلے ایک شخص کا پاؤن آگیا - پھر خوف کا کونسا مقام ہی اگر پاؤن کچل بھی جاتا تو کون بات تھی - دو روپے نہین دس جرمانہ ہو جاتے دس نہین بفرض محال سو جرمانہ ہوتے تو کیا یہ بھی کوئی رقم ہی -
چھمن - ارے یار تیرا بہت بڑا پیٹ ہی -
تراب علی - میان اپنا تو یہ مقولہ ہی کہ - ع

خاک از تودہ کلان بردار

جب مارے روپے والے کو - غریب کے پلے کیا ہی - جو دیگا - امیر سے البتہ اینٹھنے کا موقع ملتا ہی - ہزار دو ہزار کی رقم یک مشت چیرے تو البتہ بات ہی ورنہ سو دو سو روپے کے لیے جعلسازی کرنا اپنے مذہب کے تو خلاف ہی درخت کا ایک پھل رکھوالے کی چوری سے کھایا تو کیا ہان جڑ سے پھننگی تک چٹ کر جائے اور دم کا تک نہ دے تب تو آدمی ورنہ جانور -
چھمن - شاباش - ع

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

تراب علی - دیکھیے تو حضرت سے کیا کیا جا کے کہتا ہون واللہ وہ سبز باغ دکھاؤن کہ میان کی آنکھین کھل جائین اور ان لونڈون کو الّو بنانا تو بائین ہاتھ کا کرتب ہی اچھے خرانٹ رئیس کو اگر چٹکیون پر نہ اُڑایا تو نام نہین -

جھمن۔ ای سبحان اللہ بھئی۔ ع

ہم تو مرشد تھے تم ولی نکلے

تراب علی۔ مرشدا شان خدا اجی تمھارے ایسے لونڈے میری جیب مین پڑے ہین۔ اب ایک بات کا خیال ضرور ہی اُستاد۔ کہ چھوٹے حضور کو جتنا ڈرایا جائے اُتنا ڈرانا مگر آن بان کے ساتھ یہ نہین کہ باتون ہی سے وہ بھڑک جائین۔

جھمن۔ دیکھین اب یارون کو اس معاملے مین کیا دلواتے ہین۔

تراب علی۔ اجی وہ دلوائین کہ پھڑک جاؤ۔

جھمن۔ ہان پھر اس فن کے تم بھی بوعلی سینا ہو۔

تراب علی۔ گر خدا و خدا کا رسول آگاہ ہی کہ میان کے بھی ہوش وحواس غائب ہو گئے کہ یاالٰہی اب کیا ہوگا۔

جھمن۔ وہ تو اپنے نزدیک پھانسی پر چڑھ چکے اب ذرا بھی کسر نہین ہی مگر مین جاتے ہی وہ بھڑے دونگا کہ چڑاریشہ خطی ہو جائین۔ یہ بھی اتنا صاف صاف بتا دو کہ ہمارے ہتے کیا چڑھیگا۔ یہان تو اپنے حلوے مانڈے سے غرض ہی۔ مردہ چاہے دوزخ مین جائے چاہے بہشت مین۔ ارے یار ایک مکان گروی رکھ دیا ہی کچھ ایسا کرو کہ اسکو چھوڑا سکون۔

تراب علی۔ ارے مکان کا مکان چھوڑوالے اور کچھ روپیہ رکھ چھوڑنا غلہ خریدنے برسات بھر کا۔ خوب خربوزے اور آم پر چھری تیز کرنا مگر لازم تھا کہ اُس کمبخت کمھار کو دیکھ لیتے اور موقع ہوتا تو پہلی بھی پڑھاتے آتے کہ بڑے نواب صاحب کے پاس جاکر خوب دُھائی دے اور دھمکائے کہ مین صاحب کے پاس چلا جاؤنگا پھر مرتا وہ بھی اور ہماری تو بقول شخصے ہنڈیا ہی چڑھجاتی کسی غریب آدمی کا بھی ہمارے طفیل مین بھلا ہوتا تو کیا ہرج تھا۔

جھمن نے کہا۔ اجی حضرت زمانے بھر کے فائدے کا ٹھیکا تو اللہ میان کے ہان سے آپ لائے ہونگے یہان تو اپنا فائدہ مقدم سمجھتے ہین۔

القصہ میان جھمن اور تراب علی اپنے اپنے اڈھائی چاول پکاتے باتین بناتے منڈیاؤن پہونچے۔

جھمن۔ (کھنکار کر) آن پہونچے۔

تراب علی۔ (للکار کر) کوچمین۔!

رئیس زادہ۔ کون ہی۔

چاکر۔ کوئی نہین حضور۔

رئیس زادہ۔ (جھلاکر) نہین کسی کی آواز تو آئی۔

کوچمین۔ کوئی راہگیر ہونگے حضور۔

رئیس زادہ۔ (بے صبر ہوکر) دیکھو تو۔

کوچمین۔ چاپ تو معلوم ہوتی ہی مگر دور کی سی آواز ہی۔

اتنے مین تراب علی نے پکارا اماں گھسیٹے! رئیس نے (خوش ہوکر) کہا وہ آگئے آؤ آؤ۔ گھسیٹے بولا لبیک آئیے۔ تراب علی اور جھمن جا پہونچے۔ تراب علی نے کہا حضور فتح ہی۔ جھمن بولا خداوند مبارک ہو۔ رئیس نے پوچھا خوف تو نہین ہی بتا دو مختصر طور پہ۔ کہا ایک کونسلی کو کر دیا ہی۔ حضور خاطر جمع رکھین خداوند چلتے چلتے پانچ پیان در دکرنے لگین۔ جھمن نے کہا کیا خوب اب کہین برساتی نہو جائے۔ رئیس زادے نے کہا کیا پیدل گئے تھے۔ کہا حضور گئے پیدل آئے بگھی پہ۔ پوچھا بھلا آس کھار کا کیا حال ہی۔ کہا چتلا۔ ہڈی مین چوٹ آگئی پڑا سسک رہا ہی۔ پوچھا جان کے لالے تو نہین ہین۔ کہا ای خداوند چودہ روپے پیر بخش نیچے والے سے قرض لیکر جراح کو دے آیا ہون آسکے لیے کیا ہی وہ جوتیان اور وہ تو چاہتا ہی کہ ٹانگ زخمی رہے جسمین سرکار سے آپ کے نام ڈگری ہو جائے کہ عمر بھر اسکو روٹیان دیے جاؤ۔ ہم کونسلی کے ان گئے حضور اللہ رے دماغ خدا جانے فغفور چین اپنے کو سمجھتے ہین یا شہنشاہ روس کا چچا سمجھے ہین اُف رے تیرے دماغ سیدھی بات ہی نہین کرتے۔ تب تو مین جھلا کر چلا گیا لالہ ہیرا لال اور ٹھنڈی مل کی کوٹھی۔ اُنکے نیب جی ایک ہی جھنجھلا لیے پھیلے تو کہا کہ نواب صاحب

یا چھوٹے حضور کے نام سے روپیہ قرض ہو تو دین پھر جب مین نے ڈانٹ بتائی تو دو سو روپیہ دیے دیا ایک سو پچاس کے دو نوٹ اور پچاس نقد۔ چھمن کو کونسلی کے پاس بٹھا آیا تھا۔ جاتے ہی روپیہ میز پر ڈال دیا اور نوٹ ہاتھ مین دیے۔ بس پھر کیا تھا روپے کی بھی کیا بری چوٹ ہی حضور کل باتین تین پہلے تو کہا کہ مقدمہ ذرا پیچیدہ ہی شاید کوئی کہدے کہ راس نواب صاحب ہی کے ہاتھ مین تھی مگر سوچ ساچ کر بولے کہ اچھا ہم سمجھ لینگے جاندار تو ہی مقدمہ۔ اور جو ہار گئے تو اپیل مین دیکھ لینگے حضور کو سلام کہلا بھیجا ہی اور کہا ہی تشفی کر دینا کہ اس مین کچھ ہونا نہین ہی۔ خفیف مقدمہ ہی۔ ہزار دو ہزار پر تو البتہ پانی پھر جائیگا۔

رئیس زادہ۔ اوہ جی۔ عزت بچی یہی غنیمت ہی ہزار دو ہزار روپیہ گیا چولھے کی جڑ مین اب تو آبرو پر بن آئی ہی۔

چھمن۔ خدا محفوظ رکھے۔ پیر پیغمبر کا سایہ رہے۔

گھسیٹے۔ (کو چھمن) بھلا میان تراب علی ہمپر تو آنچ نہ آئیگی۔

تراب علی۔ تم کیون گھبرائے جاتے ہو خواہ مخواہ کے لیے۔

گھسیٹے۔ ارے صاحب ہم غریب آدمی پانچ چھ روپے کی اوقات کہین گیہون کے ساتھ گھن کی طرح پس نجائین۔

تراب علی۔ اور آخر ہم کس مرض کی دوا ہین۔

رئیس زادہ۔ آج تم بڑے کام آئے۔

تراب علی۔ قربان جاؤن پیر و مرشد۔ جہان حضور کا پسینا گرے وہان غلام کا خون گرے۔ اور کیا۔

چھمن۔ حضور کونسلی سے انھون نے وہ تقریر کی ہی کہ ہوش اُڑا دیے۔ جو خداوند وہان ہوتے تو انعام ضرور دیتے۔

رئیس زادہ۔ اوہ انعام کی کون بات ہی۔ اور اب کیا انعام نہ ملیگا۔ جسدن میان تراب علی کچہری سے آئے اور دروازے ہی پر سے غل مچایا کہ مقدمہ جیت گئے۔ بس

اُسی دن سمجھو کہ انکا ستارہ چمک گیا۔

تراب علی نے کہا ایک انعام کی کیا بات ہے خداوند حضور کی بدولت بہت کچھ پیدا کیا برسوں سے نمک کھا رہے ہیں۔ اسی سرکار کے ساختہ و پرداختہ ہیں خانہ زاد۔ رگ و ریشہ میں اس سرکار کا نمک پیوست ہے۔ خدا کرے جاہ و حشم روز بروز ترقی پائے۔ ہر صبح کو دولت آستان بوسی کو آئے اقبال قدم قدم پہ ساتھ ہو۔ رحمت خدا کے ہاتھ میں ہاتھ ہو عزت بڑھے رتبہ بڑھے اور اسی سرکار کی بدولت تراب علی فیل نشین ہو ہاتھی پہ چڑھے۔

رئیس زادے نے کہا کیا خوب دعا میں بھی مطلب نہیں چھوڑتے۔ جھمن بولا واللہ اسوقت تو وہ بات کہی کہ اللہ میاں بھی ہنس پڑتے ہونگے۔ اسوقت فرط طرب سے سینہ باغ باغ ہے۔ اور عرش بریں پر دماغ ہے تو کاہے سے۔ گئے تو تھے پژمردہ و افسردہ۔ آئے شادان و فرحان۔ جاتے وقت قدم اٹھانا دوبھر تھا۔ آتے وقت ہوا کھاتے گپیں اڑاتے مزے مزے سے آئے۔

جھمن۔ اب چلیے حضور۔

رئیس زادہ۔ اسی فٹن پر۔

تراب علی۔ ہاں ہاں حضور اسی فٹن پر۔

رئیس زادہ۔ اب تو اس فٹن پر بندہ نہ سوار ہونے کا۔

تراب علی۔ فٹن سڑک پر لاؤ میاں لٹکیٹے۔ حضور سوار ہوں غلام کا ذمہ ہے ایسی بات کرتا

الغرض بعد خرابی بصرہ فٹن پر سوار ہو کر چلے مگر ع

آہستہ خرام بلکہ مخرام
زیر قدمت ہزار جان است

رئیس زادہ (مسکرا کر) اب تو میاں لٹکیٹے پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہیں۔

تراب علی۔ حضور سانپ کا کاٹا رسی سے ڈرتا ہے۔

جھمن۔ اور کیا دودھ کا جلا پانی پھونک پھونک کر پیتا ہے۔

لٹکیٹے۔ حضور کلیجہ دھڑ دھڑ کر رہا ہے۔

تراب علی - اور کیون جی اگر وہ مر جاتا تو کیسی ٹھہرتی -
گھسیٹے - واہ چھوڑ چھاڑ کر فٹن گنگا پار ہو رہتا -
تراب علی - کیا خوب انکو ابھی شاہی ہی کی باتین یاد ہین نادان ہو کون ؟ ارے گنگا پار کیا ہی پاگل - وہان بھی سرکار کمپنی بہادر کی عملداری ہی -
راوی - مورخ ہم بے بدل ہستند -

فٹن ذرا تیز چلی اور رئیس زادے نے غل مچایا - آہستہ آہستہ آہستہ تیز تیز نہ چلو گھوڑیون نے ذرا کنوتی بدلی اور انکے ہاتھ پاؤن پھول گئے اب چلا کر دن کو للکار رہے ہین کر اُتر پڑو اُتر پڑو - ساتھ ساتھ چلو - کئی مقام پر خود اُتر پڑے - لوگون کی ناک مین دم - تراب علی نے لاکھ سمجھایا - میان چھمن نے دلاسا دیا مگر بے سود - بہزار خرابی کہین فٹن در دولت پر پہونچی اور دروازے پر ایک دفعہ ہی غل مچا کہ آگئے آگئے - اجی دوا جی بڑے حضور کو اندر اطلاع کر دیجیے کہ سرکار آگئے -

نور اور یان نے کہا یہان کنوؤن مین بانس پڑ گئے - بڑے حضور گھبرا اُٹھے تھے کہ آج خلاف معمول اتنی دیر کہان ہوئی چو طرفہ آدمی دوڑے محل بھر مین کہرام مچ گیا بارے شکر ہی کہ حضور آگئے - بسم اللہ - رئیس زادہ اُتر پڑا - دوا فرخندہ اندر سے دوڑی آئین چٹ چٹ بلائین لے کر کہا کہ حضور بس جلدی اندر چلیے - بیگم صاحب کی آنکھین روتے روتے لال بیر بہوٹی ہو گئی ہین - اور بڑے حضور بھی بیدم ہین نصیب اعدا - یہ اتنی دیر آپ رہے کہان میان - گھر بھر مین دشمنون کے کان بہرے کہرام سا مچ گیا - ہوش اُڑے ہوے تھے سب کے - رئیس زادے نے جیسے ہی دہلیز پر قدم رکھا گھر بھر کی ماما اصیلین مغلانیان خوش خوش ہشاش بشاش لپکین - چھوٹے حضور آئے چھوٹے حضور آئے مبارک سلامت کی صدا چرخ ہفتم تک پہونچی - بڑی بیگم رئیس زادے کی مادر مہربان کی جان مین جان آئی اور فرط محبت سے لڑکے پر خفا ہو رہی ہین -
بڑی بیگم - اے غضب خدا - اتنا بھی خیال نہ رہا کہ بڑھیا کڑھ کڑھ کے اتنی دیر مین مر تو نہ جائیگی - بوڑھے باپ کی خدا نہ کردہ جان پر تو نہ بن آئیگی آخر ش یہ اتنی دیر جو نائی غلط

رہے تو دل میں سمجھے کیا تھے ایک آدھ کی لاش گھر سے نکلوانے کا قصد تھا شاید چلو اوپر باپ کے پاس۔
بڑے نواب۔ بیٹا تم اب تک کہاں تھے۔
رئیس زادہ۔ قبلہ کہیں نہیں ہوا کھانے گیا تھا۔
بڑے نواب۔ ای تو اتنی دیر۔ اتنی دیر میں نو آدمی چنہٹ کے تین چار پھیرے کر آئے۔
رئیس زادہ۔ گرمی کے سبب سے منڈ یاؤں نکل گیا تھا۔
بڑے نواب۔ معقول! بے انگریزی پڑھے ہی وحشت کی لینے لگے تو ہماری تشفی کے لیے ایک آدمی یہاں دوڑا دیا ہوتا۔ بس پھر چاہے آدھی رات تک نہ آتے۔ ہمارے قلب کی اسوقت عجیب کیفیت تھی۔
دوا فرخندہ۔ ای کئی آدمی حضور کو ڈھونڈھنے ادھر ادھر گئے ہیں۔
رئیس زادہ۔ تو یہ ایسا بھی کیا خوف تھا۔
بڑی بیگم۔ لڑکے جب سر پلنے لگیگا تب بال بچّوں کی قدر معلوم ہوگی۔
بڑے نواب۔ جاؤ اب کھانا وانا کھاؤ۔
رئیس زادہ۔ بہت خوب۔ مگر قبلہ وکعبہ یہ تو بڑی مصیبت ہوئی کہ جہاں کسی دن ذرا دیر ہوگئی اور گھر بھر میں کہرام مچ گیا۔ کنووں میں بانس پڑنے لگے یہ اصیلیں مغلانیاں گھر میں نوکر چاکر صاحب باہر غل مچانے لگے۔ اتفاق اگر کسی روز ہوا کھانے صدر نکل گئے کسی روز منڈ یاؤں کی طرف گئے۔ ذرا دیر ہوئی اور یہاں قیامت کا سامنا۔
بڑے نواب۔ صاحبزادے تم خوب ہوا کھاؤ۔ منع کون کرتا ہے تمھیں۔ ٹمٹم پر جاؤ۔ پاٹھے پر جاؤ۔ جب چاہے آؤ۔ مگر دو چار آدمیوں کو ساتھ لیجاؤ اور اگر دور جانے کا قصد ہو تو ہمسے کہہ جاؤ۔ بس
رئیس زادہ۔ بہت خوب آئندہ ایسا ہی ہوگا۔
بڑی بیگم۔ بیٹا تم ابھی اولاد کی ماتا کا حال کیا جانو کہ کن کن نذروں نیازوں سے پالا ہے

رئیس زادہ باہر آیا آتے آتے گھر مین مغلانی کی ایک نوجوان خوبرو اور ستم ظریف لڑکی نے جو ذرا بن ٹھن کے رہا کرتی تھی چپکے سے کہا کہ ہوا کھانا حضور کو مبارک ہو۔ رئیس زادہ مسکراتا ہوا باہر نکلا۔ مصاحبین اور حوالی موالی سب نے سروقد تعظیم کی ایک صاحب بولے حضور اسوقت بڑی تشویش تھی۔ دوسرے نے کہا اندر سے باہر تک کھانا پینا حرام ہوگیا تھا تیسرے صاحب نے فرمایا قربان جاؤن طرح طرح کے خیال دل مین آتے تھے مگر بخیر گذشت۔

اتنے مین ایک اور مصاحب آئے روشن علی۔

روشن علی۔ آداب بجالاتا ہون پیرومرشد۔

رئیس زادہ۔ کہان سے آتے ہو۔

روشن علی۔ حضور ذرا پھرنے گیا تھا۔

رئیس زادہ۔ کوئی تازہ خبر۔

روشن علی۔ سب بدستور حضور۔ سُنا کہ آج گاڑی سے ایک آدمی کچل گیا چھاؤنی کی گاڑی تھی کرایہ کی۔ گھوڑے تیز جاتے تھے۔ موڑ پر شاید گولہ گنج کی چڑھائی کے وہان پر کوئی مزدور چپیٹ مین آگیا مگر بچ گیا۔

تراب علی۔ چوٹ تو نہین آئی۔

روشن علی۔ سُنا ہڈی مین کچھ یون ہی سی چوٹ آئی اچھا ہو جائیگا۔

جھمن۔ اجی ڈاکٹر چٹکی بجاتے ہڈی بٹھاتا ہے۔

ادھر جھمن اور امام الدین خان مصاحبون مین یون چپکے چپکے گفتگو ہونیلگی امام الدین خان نے پوچھا یار حال تو بتاؤ یہ ہوا کیا۔ جھمن آہ سرد بھرنے لگا۔ کہا یار بیہودہ نوابجی مارا ڈالا ہاے مار ڈالا۔ اسکے بعد کھار کا حال بیان کیا اور پھر ٹھنڈی سانسین بھرنے لگے۔

امام الدین۔ این! مین دیکھتا ہون کہ تم خود دیوانے ہو رہے ہو واہ میان۔ اب رنگ لائی گلہری۔ عقل کے ناخن لو ہوش کی دوا کرو۔ واہی ہو کون! واہ اچھے رہے

چھمن۔ ؎

گرچہ بدنامیست نزد عاقلان	مانمی خواہیم ننگ ونام را

یہان ننگ ونام اور ناموس اور عقل سب کو دور سے سلام ہے ہم تو ہمیشہ روز اُنکی صحبت گرمائینگے۔ کھڑا دیکھتے ہی مجنون ومفتون ہوگئے اور چھوٹے حضور نوجوان ونوخیز تو ہین ہی اور وہ کافر بھی پندرہ پندرہ برس کی ہین دیکھیے طرفین سے کیسی گرمجوشی ہوئے۔ اب یارون کے ہاتھ کیسے گرماتے ہین۔

امام الدین۔ دونون ہاتھون سے لوٹو۔ مگر ہماری بھی فکر رکھنا۔

چھمن۔ تم تو شریک حال ہوے پہلے تم پھر اور کوئی۔

امام الدین۔ ہان صاحب تو منڈ یاؤن مین ٹھہرے پھر سیدھے گھر چلے آئے۔ یا کہین اور گئے تھے۔

چھمن۔ وہان نواب کو چھوڑا فٹن پر ہم اور تراب علی چلے کونسلی کے ہان۔

امام الدین۔ (چٹکی لیکر) ارے ستم! تو یہ کہیے بالکل الّو کی دم فاختہ ہی ہین بھلا اسمین کونسلی کا کون کام تھا۔ اچھے رہے کونسلی کے ہان گئے بھی تھے یا یونہین فقرہ چست کردیا ساقن کے ہان دم لگایا ہوگا۔ اور چھوٹے حضور سے آکے کہدیا ہوگا کہ ہو آئے یہ کہا اور وہ کہا خوب سبز باغ دکھایا ہوگا۔

کہا تیرے سر کی قسم ساقن کے دہان بھی گئے تھے۔ مگر وہان سے پلٹ کر پہونچے کونسلی کے ہان اُس سے تراب علی سے بات چیت ہوئی اُس نے کہا ہم ایسے چھوٹے مقدمے مین وکالت نہین کرنا چاہتے۔ مگر اتنا کہے دیتے ہین کہ کوچبین کو جب کوئی تلنگا یا ہرق انداز بلانے آئے تو بھیج دینا دو ایک روپے جرمانہ کی سزا ہو جائیگی۔ بس یہان آکر تراب علی نے وہ اُڑان گھائیان بتائین کہ کچھ نہ پوچھیے۔ کہا کہ پیرومرشد کمھار کا حال دیکھا تو ٹانگ مین انتہا کا درد پایا آسنے تو آسمان سر پر اُٹھایا کہ مین نالش کرون گا اور لندھن تلک لڑونگا اور بڑے صاحب کے ہان عرضی دونگا۔ آخر مین نے ایک دکاندار سے چودہ روپے قرض لیکر اُسکے حوالے کردیے۔ اچھا چونگا کیا نا۔ ابھی سنئے

تو جائیے۔ کہنے لگے کہ پھر میں کونسل کے پاس گیا وہ اچھی طرح مخاطب نہوا۔ مگر ایک
مہاجن کی کوٹھی سے دو سو روپے قرض لیے تب جا کے کونسلی کو دیے اور اُسکی راے
لی اور خدا جانے کیا کیا جھوٹ بولے۔ بس یہ سمجھیے کہ جھوٹ کے چھپر اُڑا دیے آف
کچھ ٹھکانا ہی۔

امام الدین نے کہا چلو چین لکھتا ہی۔ ایک تو یہ یہودن والا مقدمہ تھا ہی دوسرا
اسپر طرہ ہوا۔ اس مین بھی کچھ نہ کچھ دے ہی مرینگے۔

چھمن۔ دو سو چودہ تو دو دو ہی رہے ہین۔

اب رات بھیگی تو چھنٹ چھنٹ کے تراب علی اور میان چھمن اور امام الدین خان
اور نواب صاحب اور ایک انھی مصاحب الدولہ بہادر رہ گئے۔

تراب علی۔ حضور امام الدین حاضر ہین۔

رئیس زادے نے کہا میان خان صاحب ہم تو بڑی مصیبت مین پڑ گئے ایک
آدمی دب کے مرگیا۔ اب دیکھیے کیا ہوتا ہی۔ خانصاحب نے تشفی دی پیر و مرشد کچھ نہ ہوگا
[illegible] نہین خان صاحب بڑی بلا سے مقابلہ کرنا ہی۔

تراب علی۔ لاحول ولا قوۃ۔ بلا سے حضور کے دشمنون کا مقابلہ ہو حضور سے اس مقدمہ
سے [illegible] واسطہ غلام تو اپنا اور گھسیٹے کا نام لکھوا آیا۔

رئیس زادہ۔ واللہ۔

تراب علی۔ حضور کے قدمون کی قسم۔

امام الدین۔ ای وہ بات ہی کیا ہی۔ چار پانچ سو روپے کا تو خرچ ہی۔

رئیس زادہ۔ ای خرچ ہو تیکو چاہے ہزار بارہ سو خرچ ہو جائے مگر عزت پہ حرف
نہ آئے۔

امام الدین نے کہا کیا مجال۔ چھمن بولا کیا حقیقت ہی کسی کی رئیس زادے نے
کہا [illegible] دیکھو تو اونٹ کس پہلو بیٹھتا ہی ابھی تو مقدمہ ہی در پیش ہی پھر سمجھا جائیگا ابھی
[illegible] جانے کے۔ چھمن بولا خداوند رئیس لوگ عالی ہمت ہوا کرتے ہین اور حضور تو

پوتڑون کے رئیس ہین سارے شہر مین ڈُگی پھر جائیگی کہ قصد کرکے پھر تشریف نہ لے گئے
چلیے اور ضرور چلیے ایسے ایسے خفیف معاملون سے تو آپ کو واسطہ ہی نہ رکھنا چاہیئے
چھوٹے نواب پر نئی نئی مصیبت پڑی تھی۔ ایسی اُفتاد کبھی کاہے کو پڑی تھی
مگر مصاحبون نے بھڑک مٹانا شروع کیا۔ ایک نے کہا حضور اب تو مقدمہ گھسیٹے اور
تراب علی کے سر پڑا۔ حضور تو لوہ نچ گئے اب حضور سے واسطہ ہی کیا رہا۔ وہ اپنے
سمجھ لینگے۔ حضور پر ذرا آنچ نہ آنے پائیگی۔ بلا کو تو ہم لوگون نے اپنے سر لے لیا۔
تراب علی۔ ہان روپے کی فکر البتہ کرنی چاہیے میرے تپے کفن کو ٹکا بھی نہیں ہو اور
بے زر کارروائی معلوم۔
نواب۔ او ہو جی وہ رقم ہی کون لمبی چوڑی ہو کس قدر روپیہ چاہیے۔
تراب علی۔ اے حضور کوئی بیس بائیس سو۔ کیون جی جھمن۔
جھمن۔ سب ملاکر تین ہزار رکھ لو۔
نواب۔ (جھمن سے) تین ہزار روپیہ لالہ سے لیکر الگ رکھو اور جب جب تراب علی مانگین
بے دریغ دو۔ اب رات بھی زیادہ آئی ہے اور تم لوگون کو تکان بھی بہت ہوا ہے
اب برخاست۔ کل ملاقات ہوگی نیت شب بخیر۔
صبح کو دربان نے آکر دست بستہ ایک دہشت ناک خبر سنائی شامت کی صورت
مجسم سامنے نظر آئی۔ یعنی ایک برق انداز جوان طمانچہ خاکی گھٹنا کالی وردی ڈانٹے سرخا
سرخ پگڑی باندھے ایک رومال ہاتھ مین لیے ہوے آن کھڑا ہوا۔ اور نواب ؟مدار کو جھک
کر سلام کیا۔ نواب صاحب کے حواس غائب ہوش پران مصاحب لرزان و ترسان
کوئی وظیفہ خوان ہوا کسی کو نادعلی یا سورہ جن ورد زبان ہوا۔
نواب۔ اللھم احفظنا من کل البلیات۔
تراب علی۔ کہان سے آنا ہوا بھئی جوان۔
برق انداز۔ چوکی پر سے آیا ہون۔
تراب علی۔ کیون ؟

برق انداز - وہی وہ جو گاڑی سے کھار کچل گیا تھا نہ۔ اُسی لیے۔
نواب - الٰہی خیر کیجیو۔ خداوندا بچا لیجو۔
جھمن - اچھا کہو کیا کہتے ہو۔
برق انداز - حضور وہ کوچوان کا چالان ہو گا۔ اُسکے تئین ساتھ کر دین۔
جھمن - خواہ مخواہ ساتھ کر دین۔ ساتھ کر دینے کی وجہ؟
برق انداز - آدمی کچل گیا ہی کہ نہین۔
جھمن - کس نے کچلا۔
برق انداز - جو کوئی وہ گاڑی ہانکتا تھا۔ اور کس نے کچلا۔
تراب علی - ابے میان کوئی گھسیٹے کو تو بلا لاؤ ذرا۔
میان گھسیٹے سے جو چوبدار نے جاکر کہا کہ چلیے سپاہی آیا ہی اور آپ کے چالان کا پیغام لایا ہی تو ہوش فرو ہو گئے۔ چہرے پر مردنی چھائی سمجھ کر بس قیامت ہی آگئی چوبدار کے ہاتھ جوڑے کہ بھائی للہ سپاہی سے اتنا کہ دے کہ گھسیٹے یہان نہین ہی مین اسی وقت کی ریل پر سوار ہو کر کانپور چل دونگا گنگا اُس پار۔ چوبدار نے سمجھایا کہ کیسے نادان ہو بھلا بھاگ کے جاؤ گے کہان اور کیا کہین توپ لگی ہی گولہ چلتا ہی جو بیچ پہ کوئی بیٹھتا ہی۔ قضا کے منھ مین جاتے ہو۔ آخر ماجرا کیا ہی یہ تو بتاؤ بھی نہ کہ کچھ جرمانہ ہو گا۔ پھر؟ حضور دے دینگے۔ تمکو کیا فکر ہی۔
گھسیٹے - بھائی بڑا سامنا ہی آج۔
چوبدار - اجی ہی بس جاتے ہی پھانسی کا حکم سنایا جائیگا۔
گھسیٹے - اُف بُری ہو گی۔
چوبدار - کیا گلا گھونٹ کے کوئی مار ڈالیگا۔
گھسیٹے - دیکھیے کیسی گذرتی ہی۔
چوبدار - خدا ہی مالک ہی۔ کام تو پھانسی ہی کا کیا ہی۔ چور بے ایمان۔
گھسیٹے - ذرا سا ٹھنڈا پانی پلواؤ۔

چوبدار - (خدمتگار سے برف کا پانی منگوا کر) لو پیو۔
گھسیٹے - خدا سلامت رکھے۔ اُف۔
چوبدار - یار کتنا مانو۔ اُٹھو۔ خدا گواہ ہو جو کچھ بھی ہو۔
گھسیٹے - ہائے اُٹھا ہی تو نہیں جاتا۔
چوبدار - خدا سمجھے۔
گھسیٹے - یہ سب اللہ میاں ہی کے تو کاٹے بوئے ہوئے ہیں۔ اب بھی سمجھنا باقی ہے۔
چوبدار - وہ شہر او کارہ چوں چوں سنبھال۔ اور سنو۔
گھسیٹے - اُف کیا جانے کیا حال ہوگا۔
چوبدار - آئے لٹا کے جاؤگے عدالت کے دروازے پر۔ گو بکا کہیں کا۔
گھسیٹے - ہاں بھائی بگڑے کا کوئی دوست نہیں۔
چوبدار - ایسی مصیبت کون سی نازل ہوئی کہ بس اب مرے ہی جاتے ہو۔
گھسیٹے - جسکے منہ کی برائی۔ وہ کیا جانے پیر پرائی۔
چوبدار - (ہنس کر) اُف او مار ڈالا۔
گھسیٹے - میاں ہم آپ ادھ مرے ہیں۔ کسی کو مارینگے کیا۔
چوبدار - اب چلتے ہو یا مچلتے ہو۔
گھسیٹے - ہم تو نہ جائینگے چاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائے۔
چوبدار - تو پھر ہم اب زبردستی لے چلینگے۔ اے اور نہیں تو کیا۔
گھسیٹے - یا اللہ کس مصیبت میں جان ہے۔
چوبدار - مصیبت کیا آج حلال ہوئے بس۔
گھسیٹے - جو اللہ کی مرضی ہو بھائی۔
چوبدار - اُسکی مرضی کا حال تو وہی جانے مگر ہماری مرضی تو یہی ہے کہ تمھارا گلا چلتے رہیں ہو۔ راہی کہیں کا۔

ادھر نواب صاحب نے تراب علی کو حکم دیا کہ بھئی دیکھو سپاہی کھڑا ہی کو چین
کو پلا دو۔ چوبدار بھی مرگیا جا کے۔ تراب علی لپکے ہوئے میان گھسیٹے کے پاس گئے۔
ارے میان گھسیٹے ہوت۔ چلو سپاہی آیا ہے بیٹھے کیا کرتے ہو۔ چوبدار نے کہا اجی
یہ تو رانگ لائے ہین اسوقت جانے کیا واہی تباہی بک رہے ہین کہتے ہین کہ
اب بس پھانسی ہی ہوئی بچّون کی طرح مچل رہے ہین انکی تو کچھ عجیب باتین ہین تراب علی
نے کہا ایں! پاگل ہو کون چلو جھٹ پٹ اٹھو۔ گھسیٹے بولا غریب کی جورو سب کی بھابج
یہ تو وہی مثل ہوئی۔ پوچھا آخر کیا چلنے سے بچ جاؤگے۔

میان گھسیٹے افتان وخیزان چوبدار اور تراب علی کے ساتھ ڈرتے ڈرتے
بہزار خرابی چلے۔ جب نواب زادۂ نامدار کے حضور مین پیش کیے گئے تو پھوٹ
پھوٹ کر رونے لگے۔

نواب۔ تم بالکل نادان ہو۔

گھسیٹے۔ آپ کے دربار مین جو دانا ہو اسی کو حضور میری عرض بھیج دین۔

نواب۔ واہ بڑے بزدل ہو۔

گھسیٹے۔ حضور یہ چھمن تو بڑے دلیل ہین انھین کو بھیج دیجیے۔

چھمن۔ مین کہونگا کہ بیٹھے تو نگوڑی ہی ہے جھڑو یا نکما آلو۔

گھسیٹے۔ اور مین کہونگا کہ اسی سے تو آدمی پھسل گیا۔

چھمن۔ گنوار ہے کی نہ نواب چلے جاؤ۔

گھسیٹے۔ آپ تو ٹھہر گئے ہین۔ پھر آپ ہی میری جگہ پہ تشریف لیجائیں۔

نواب۔ ہم برق انداز سے کہہ دینگے وہ اک دو روز جا کر کشان کشان لیجائیگا۔

گھسیٹے نے کہا حضور میرا استعفا (استیفا) تراب علی بولا پھر اس سے کیا بچ جاؤگے
برق انداز نے قہقہہ لگایا۔ جانو توپ لگی ہو۔ گھسیٹے بولا ہان بھائی ہنسو ہنسو تم۔ وقت
ہی تمپر ایسا آن پڑا ہو۔ اس فقرے کو چھمن نے ایسی ٹکر سے کہا کہ جو [illegible]
سپاہی کے رونے سے قہقہہ لگایا اور گھسیٹے کو خوب بنایا۔

برق انداز نے دق ہوکر پوچھا آپ چلوگے یا مین چوکی پر رپٹ بوون تھوڑی دیر مین صاحب اجلاس پر آجائینگے۔ ہمپر خفگی ہوگی۔ نو بج گئے ہین گھسیٹے نے پوچھا بھلا نہ چلنے کی بھی کوئی تدبیر ہی۔

برق انداز نے کہا تدبیر وبیر بس یہی ہی کہ تمکو کھدیرتا نے چلے (نواب صاحب سے) غریب پرور اب ہمین کیا حکم ہوتا ہی۔ انھین زبردستی پکڑ لیجائینگے ہم۔

نواب صاحب نے حکم دیا تراب علی گھسیٹے کو زبردستی لیجاؤ۔ گھسیٹے نے کہا بھیا سپاہی یہان سے کوس بھر پر میرا گاؤن ہی۔ مین جاکے جورو اور لڑکون سے تو مل آؤن۔ تنسے تو کھون کہ مین اب جاتا ہون (روکر) ابھی آجاؤنگا۔

برق انداز نے پھر قہقہہ لگایا۔ اخاہ یہ تو جیسے مرنے جاتے ہین۔

نواب صاحب نے کہا سب سے مل کے جائینگے بیچارے۔ جھمن بولا تھے خوب آدمی میان گھسیٹے۔ امام الدین نے کہا کیا چل بسے۔ نواب صاحب نے فرمایا ابھی نہین مگر چل چلاؤ لگ رہا ہی۔ گھسیٹے نے کہا حضور اب میری بندی خلاصی کیجیے (رو روکر) مین ایسی نوکری سے درگذرا۔

برق انداز بولا اجی نوکری گئی کھیلنے اب چلتے ہو یا مسخرہ پن کرتے ہو۔

میان گھسیٹے کو تراب علی نے گھسیٹ گھساٹ کر ہزار دقت ایک ڈولی پر لادا اور باندھکر لے چلے۔ برق انداز اور جھمن اور ایک چوبدار ساتھ ساتھ۔

گھسیٹے۔ دُہائی بڑے صاحب کی۔ دُہائی بڑے صاحب کی۔

برق انداز۔ کیا بید پڑ رہے ہین۔

گھسیٹے۔ یہ سارا فساد تراب علی اور جھمن کمبخت کا ہی۔

جھمن۔ بس تم صاف صاف کہہ دینا کہ حضور ہمنے غل مچایا گر کھارنے ایک نہ سنی۔

گھسیٹے۔ اجی دیکھیے تو کیا صاف صاف کہہ دیتا ہون کہ آپ بھی یاد کرین۔

جھمن نے کہا آواز تو نکلیگی نہین کہنے لگے یاد کروگے۔ ہونھ!۔ میان گھسیٹے گھسٹتے ہوئے عدالت کے دروازے تک پہونچے تراب علی نے ایک درخت کے سایہ مین لیجا کر انکو

بٹھایا اور سمجھایا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں کونسلی بڑا خرانٹ ہے۔ تمکو تلوہ بچا لاتا کوئی بد
کرامات نہیں دو چار روپے جرمانہ ہو جائینگے۔ بس مزے سے دندنا ئینگے۔
گھسیٹے کا دم فنا تھا۔ مبتلاے رنج و بلا تھا۔ لب پر آہ و فغان قضا کا نوحہ خوان۔
چوبدار۔ ارے یار رقم تو انیٹھنا بھول ہی گئے۔
جھمن۔ واہ بھولتے تمسے پاگل ہو گئے یہان تڑکے تڑکے پانچ سو انیٹھ لائے۔ یہ دیکھو
یہ بندے ہوے ہین یار لوگ کہین چوکنے والے ہین بھلا۔
چوبدار۔ اے جیو میرے شیر (پیٹھ ٹھوک کر) شاباش!
جھمن۔ اب مقدمہ ہوے تو چھٹے بجڑے ہون پھر
چوبدار۔ امام الدین خان کا بھی حق ہے بھئی۔
جھمن۔ ضرور گر روشن علی کو ایک ٹکا نہ دینگے۔
جھمن۔ اجی کس شمر کا نام لیا۔
چوبدار۔ سچ کہنا آج تمکو کیسا دھر دادیا۔
جھمن۔ میان گھسیٹے کس سوچ مین ہو۔
گھسیٹے۔ میان کیا بتائین کس سوچ مین ہین۔
جھمن۔ آخر۔
گھسیٹے۔ آخر کی مان گھوڑے ملتی ہے۔
جھمن۔ واللہ مانتا ہون کہی بھی تو وہی اصطبل کی آخر کو چبان ہوش۔ وہ مثل نہین
ہے کہ اوکھلی مین سر دیا تو پھر موسلون سے کیا ڈرنا۔ سمجھ تو چکے ہی ہین کہ پھانسی ہوتی
ہے پھر اب تھوڑی سی زندگی کے لیے ہنس بول بھی نہ لین۔
گھسیٹے نے کہا بھئی ایسا نہو کہ صاحب ہمپر جرمانہ کر دین اور تم لوگ دل لگی
باز تو ہو ہی اپنے اپنے گھر چل دو اور ہمارا مکان گانسا جائے ہمکو نقد روپیہ
دے دو کہ صاحب اِدھر جرمانہ بولے اُدھر تڑسے چہرہ
شاہی گن دیے۔

تراب علی نے دس روپے گھسیٹے کو دے دیے۔

گھسیٹے کے ہوش پران کہ خدا جانے آج کس بلا مین مبتلا ہون کیا معلوم کمہار کمبخت کی ٹانگ ٹوٹی ہاتھ ٹوٹا سر پھوٹا کیا آفت نازل ہوئی حاکم کیا حکم سنائے۔ کبھی تراب علی سے بہ اصرار کہتے تھے کہ بھائی جان ہمکو ذرا گھر تو ہو آنے دو۔ بقول اگو یا کاٹے پانی جاتے تھے۔ کبھی درخت کے سایہ مین بیٹھکر سوچتے تھے کہ بھاگ جاؤن یا دیوانہ بنجاؤن۔ کرون تو کیا کرون۔

جھمن۔ (مسکرا کر) سنا وہ کمہار مر گیا۔

تراب علی۔ نہ جی تم اور ڈرائے دیتے ہو۔

گھسیٹے۔ ارے میان ادھ مرے کو کیا مارتے ہو۔

جھمن۔ سوے پر سو دُرّے

گھسیٹے۔ خدا کرے تم بھی کسی مقدمے مین پھنسو۔

جھمن۔ پھنس چکے۔ یہان ایک نیارے ہین۔

گھسیٹے۔ چلیے تو ہو ہی۔ کبھی نہ کبھی پھنسو ہی گے۔

تراب علی۔ اب تم سب کو بانی پی پی کے کوسنا شروع کرو۔

گھسیٹے۔ اللہ کرے سب کا بھلا ہو اور سب کے بعد ہمارا بھی بھلا ہو۔

جھمن۔ یار ابھی تک پکار نہین ہوئی۔

اتنے مین ایک پالکی گاڑی آئی اور صاحب مجسٹریٹ بہادر اس مین سے برآمد ہوے

جھمن۔ انھین کے اجلاس پر مقدمہ ہو۔

گھسیٹے۔ (اُٹھکر) ہان بھلا یہ پلٹن کے صاحب تو نہین ہین۔

جھمن۔ یہ کیون۔ اسکے کیا معنی۔

تراب علی۔ اجی انصاف کرینگے ضرور ہی صاحب لوگون کے مزاج مین انصاف بہت ہوتا ہی۔

گھسیٹے۔ ارے بھائی۔ یہ سب تقدیر کے کھیل ہین سمجھے وا[illegible] ہی جاتا [illegible] اللہ۔

بچنا نہین ہوتا وہ جو چاہے کچھ نہ کرے بے وجہ بچارہ پھنس جاتا ہی۔

جھمن۔ آج تم بھی قسمت آزمائی کرو۔

گھسیٹے۔ اللہ مالک ہو بھائی۔

تراب علی۔ ہاے کیا یاس ہی۔ پاگل کہین کا۔

جھمن۔ بزدلا۔ نامردا۔

اتنے مین چپراسی نے پکارا (گھسیٹے کو چبان ماجرا ہی)

تراب علی۔ حاضر ہی۔ حاضر ہی۔

جھمن۔ چلو بھیا۔

گھسیٹے۔ یا خدایا میرے اللہ۔ مالک میرے بچا ئیو۔ میرے مولا۔

تراب علی۔ اب چپکے چلے چلو اور جو کچھ دعا مانگنی ہو تو دل ہی دل مین مانگو ہڑبڑ مچاتے چلو

گھسیٹے آبدیدہ ہو گیا اگر کوئی ذرا چھیڑتا تو رو دیتا چلا تو قدم اٹھانا دوبھر ہو گیا۔
پاؤن ڈگمگانے لگے رنگ فق چہرے سے وحشت برسنے لگی۔ چلتے چلتے صاحب مجسٹریٹ
کی بگھی کی طرف گیا اور کوچبین سے یون پوچھنے لگا۔

گھسیٹے۔ بھائی مالیکم السلام۔

کوچبین۔ سلام بھیا۔

گھسیٹے۔ ہمکو پہچانا۔

کوچبین۔ ہان وہان نواب صاحب کے ہیان ہو۔ سمند جوڑی کی فٹن پہ

گھسیٹے۔ ہان بھائی ایک مصیبت مین پھنس گئے تھے پہیے کے تلے ایک کہار
کا ہاتھ دب گیا۔

راوی۔ اس وحشت کے صدقے کمہار کا کہار اور پاؤن کا ہاتھ بنایا۔

کوچبین۔ میان یہ کار بڑا نا جک (نازک) ہی۔ جری (ذری) چوکا اور تلوار کی دھار پر دم
آٹھون گھڑی کھٹکا رہے جیسے جا کے سپہے۔

گھسیٹے۔ تمہارے صاحب کا مجاز کڑا تو نہین ہی۔

کوچبین - نہین کسو سے بولتے چالتے نہین - سیدھے انگریز ہین بچارے ہم صاحب تو کبھی کبھی کچھ کہتی بھی ہین - یہ بچہ تو بولتے تک نہین -
گھسیٹے - دیکھیے ہمین کیا حکم ہوتا ہی -
کوچبین - اونھ ہونا کیا ہی - روپیہ دو روپیہ جریانہ اور کیا -
کانسٹیبل نے للکارا کہ چلو جھٹ پٹ صاحب خفا ہو رہے ہین -
تراب علی نے بھی ڈانٹ بتائی کہ اب چلتے ہو یا ڈھڑلے سے بیٹھے ہو - خفگی کا لفظ جو سنا تو میان گھسیٹے کی رہی سہی عقل بھی جاتی رہی - بارے بہزار خرابی اجلاس پر پہونچے تو دونون ہاتھ باندھکر چور کی طرح کھڑے ہوے مگر بدن بھر تھر تھر کانپ رہا ہے - اور پھوٹ پھوٹ کے رونا آتا ہے - نوبت بانیجا رسید کہ صاحب نے اُنسے پوچھنا شروع کیا -
صاحب - تمھارا نام -
گھسیٹے - حضور بال بچے والا ہون - دو ننھے ننھے لڑکے ہین - ایک بیٹا پالا ہی - اور قبیلہ ہی حضور - اور دو بھینسیان ہین -
صاحب - اوہ ڈل - یہ مجرم ہی گھسیٹے - باپ کا نام ؟ -
گھسیٹے - حضور میرا نام کاغذ پر چڑھا لین مگر باپ کا نام نہ لکھین مرے ہوے مردے کیون اُکھیڑیے -
سررشتہ دار - (شاعر آدمی) مرے ہوے مردے نہین گڑے ہوے مردے -
تراب علی - یہ کوچوانی ہی خوب جانتا ہی - منطق نہین پڑھا ہی -
صاحب - باپ کا نام گڑا مردہ -
راوی - صاحب مجسٹریٹ کا قاعدہ تھا کہ جو کچھ لکھتے تھے اُسکو زبان سے بھی ادا کرتے جاتے تھے - حضرت نے جو میان گھسیٹے کے باپ کا نام گڑا مردہ لکھا تو اجلاس پر حاضرین کو بے اختیار ہنسی آئی -
سررشتہ دار - ابھی اپنے باپ کا نام نہین بتایا -

صاحب ۔ وِل تمھارے باپ کا نام کیا ہی۔

گھسیٹے ۔ حضور میرے بال بچے بھوکون مرجائینگے (ہاتھ جوڑکر) حضور مین مرجاؤنگا

صاحب ۔ یہ پاگل ہی۔ کون ہی۔ تم کون ہی۔

گھسیٹے ۔ حضور پاگل ہون۔

صاحب ۔ اچھا کانسٹبل اسکو پاگل خانے لیجاؤ (مسکراکر) جاؤ پاگل خانے تم۔

گھسیٹے ۔ حضور دن بھر گاڑی چلاؤن گا نوکری بجاؤن گا رات کو پاگل خانے مین سور ہاکرونگا۔

صاحب ۔ (ہنسکر) باپ کا نام۔

سررشتہ دار ۔ بتاتا نہین نامعقول گنوار۔

گھسیٹے ۔ ہاے عجب (غضب)

صاحب ۔ باپ کا نام ہاے عجب ۔

سررشتہ دار ۔ نہین خداوند ۔

صاحب ۔ چپ رہو ۔ باپ کا نام ہاے عجب ۔ دادا کا نام۔

گھسیٹے ۔ وہ تو عمر بھر مرغ لڑایا کیے۔

صاحب ۔ دادا کا نام مرغ ۔ وِل عمر کتنا

گھسیٹے ۔ نصیرالدین حیدر جب گدی پر بیٹھے تو مین پاؤن پاؤن چلتا تھا۔

صاحب ۔ سررشتہ دار ۔ اسکا عمر کتنا ۔

سررشتہ دار ۔ خداوند ہماری طرح یہ بھی پچپن سال کے پیٹے مین آگیا۔

صاحب ۔ عمر ۵۵ سال ۔ رہنے والا کہان کا ہی۔

گھسیٹے ۔ اچھی کس میرسی ہی۔

صاحب ۔ رہنے والا کرسی کا ۔ تمنے گاڑی بے کابو (قابو) چلایا ۔

گھسیٹے ۔ حضور راس مجھن کے ہاتھ مین تھی۔

صاحب ۔ (سرخ ہوکر) کیا !۔

گھسیٹے - حضور ذرا حکم دین تو استنجا کر آؤن - حواس ٹھکانے نہین ہین -
سررشتہ دار - ارے مرد خدا جو ہوا ہو بتا دے - کوئی کھا نہین جائیگا -
جھمن - بتا دو بتا دو -
تراب علی - کہدو صاف صاف - ڈرتے کیون ہو -
گھسیٹے - تمھین بڑے باپ کے بیٹے ہو تو کہہ دو کہ راس ہمارے ہاتھ مین تھی -
صاحب - مجرم نے اقبال کیا کہ راس ہمارے ہاتھ مین تھی -
گھسیٹے - حضور گلا پھاڑ پھاڑ کر چلایا کہ ہیٹ ہیٹ (بہت زور سے) موڑ پہ سے بھاگ چل ہٹ - بچ ہٹ دور ہٹ ایک نہ سُنی اور ہمسکو پھانسی دلوائی -
کمھار - گوسیان جب کلے پہ گاڑی آئے گئی - تب پکارس کہ چل ہٹ حرامجادے جب ہاؤن کچل گیا تب کہس ہمار گوڑ کاٹ ڈارس -
گھسیٹے - حضور اس سے مجھسے لاگ ڈانٹ ہی - یہ لیے مرتا ہی - حضور میرے بال بچے ننھے ننھے ہین - کمھار ن تو بھولے بھالے کھلونے بنا کے بیچ بھی لیگی - میری جورو تو سینا پرونا بھی نہین جانتی -
صاحب - ہمکو تمھاری جورو سے کچھ مطلب نہین -
گھسیٹے - تو خدا حضور کو سلامت رکھے مجھکو تو اُس سے مطلب ہی - اس بوڑھوتی وقت مین جورو اور اتا سب وہی ہی -
صاحب - (ہنسکر) تم مسکھری (مسخراپن) کرتا -
گھسیٹے - مسکھری ؟ اے حضور جان پہ بن آئی ہی مسکھری کسکی جورو ہی -
کمھار - گوسیان ہمار گوڑ کچل ڈالس ہی -
صاحب - بولو - ول تمنے گاڑی تیز کیون دوڑایا -
گھسیٹے - حضور جھمن نے کہا تھا -
جھمن - ارے چپ بیوقوف بڑا شریر ہی بھئی -
گھسیٹے - حضور مین حضور کی صورت دیکھے ڈرتا ہون -

صاحب - ول تم ہمکو وولف سمجھتا کیا سمجھتا - ہمکو وولف جانتا -
گھسیٹے - مین نہین سمجھا - بوف کیا -
سررشتہ دار - صاحب بہادر فرماتے ہین کہ تم کیا ہمکو بھیڑیا سمجھتے ہو -
گھسیٹے - اللہ کرے اس کمھار کو بھیڑیا لیجائے -
صاحب - گھسیٹے پر دو روپیہ جرمانہ -

الغرض بڑی دیر تک روبکاری رہی اور آخرکار دو روپے میان گھسیٹے پر جرمانہ ہوے - حضرت نے دو روپے چپکے سے میز پر رکھے اور موچھون پر تاؤ دیتے ہوے چلے -

تراب علی - کہو پھانسی تو نہین دی گئی -
چھمن - جی چاہتا ہے ایک گڑادون پاجی کو - ہرتیتے ہمارا ہی نام لیتا تھا - راس بھی چھمن ہی کے ہاتھ مین تھی - اور گاڑی بھی چھمن ہی کے کہنے سے دوڑائی اور کمھار بھی کچلا تو چھمن کے سبب سے - اس مردود کی شیطنت کو تو دیکھیے -
تراب علی - اس تو تو مین کو جانے دو مطلب کی دو دو باتین سن لو -
چھمن - انکو اچھی طرح سمجھا دو -
تراب علی - گھسیٹے - جو کچھ مل رہے تو کیسا -
گھسیٹے - مل رہے؟ مل کیا رہے؟
تراب علی - اجی روپیہ مل رہے تو کیسا -
گھسیٹے - ہم سمجھے ہی نہین - روپیہ کیا چھت پھاڑ کے ملیگا - کہین ڈاکا وا کا ڈالنے کی نیت تو نہین ہے - اجی ہان - کہ پھر کچہری آنا پڑے - اور ابکی بڑا گھر ہی دیکھین - بھیا - اب خدا یہان نہ لائے - باپ کا نام بتاؤ دادا کا نام بتاؤ حلف اٹھاؤ - توبہ اب سے آئے گھر سے آئے -
تراب علی - کتنا کوڑھ مغز آدمی ہے - ارے میان نواب سے اگر جھوٹ بول کے روپیہ ملے تو لوگے کہ نہین -

جھمن - نہین زہر ہی۔
گھسیٹے - واہ - نیکی اور پوچھ پوچھ - جو لے دو تمکو تو بھی دین۔
جھمن - (ہنسکر) اور سینے وہ آپ کو بھی سبق دیتا ہی۔
تراب علی - ع

ہم تو مرشد تھے تم ولی نکلے

تم اور ہمکو دو شان کبریائی مگر کچھ پسند ریا پن نہ کرنا۔
گھسیٹے - نہین یہ کیا بات -
جھمن - تم کہنا کہ ایک انگریز کونسلی ہماری طرف سے تھا۔ اس نے خوب خوب تقریر کی۔
تراب علی - اور کہنا کہ کمہار نے بھی ایک ڈیلو کیا تھا۔
گھسیٹے - اجی ہم کہہ دینگے کہ اراٹون صاحب اُنکی طرف سے تھے۔
تراب علی - ارے! کہین ایسا غضب بھی نہ کرنا۔ اراٹون تو ولایت گئے ہین۔
جھمن - دھروا ہی دیا تھا۔
تراب علی - نہین جی - وہان کس کو یہ فکر ہی کہ اراٹون کون ہی اور کہان -
گھسیٹے - تو پھر ہمکو کیا دلواؤ گے - ہم پندرہ سے کم نہ لینگے -
تراب علی - (جھمن کے کان مین) اچھا گو کھا پھنسا۔
جھمن - بھئی پندرہ دینگے مگر اس شرط سے کہ ایک روپیہ کے یار لوگ دم لگائین۔

دور چھٹا

بزم شراب

تشنہ ام جام شرابے ساقی
دم آبے دم آبے ساقی

آج آمادہ شر ہین سب رند
روکنے سے نہ رکینگے اب رند

در مسجد پہ اڑ ینگے جاکر
آج واعظ سے لڑینگے جاکر

محتسب کے بھی مزے لینگے
مے گلرنگ کے چھینٹے دینگے

یہ بھلا سنتے ہین کب قاضی کی
ست ہین کرتے ہین اپنے جی کی

رند ہین آج بڑے زور دن پہ
کہدو قاضی سے نہ نکلے باہر

ورنہ چھن جائیگا جامہ اسکا
زہن سے ہوگا عمامہ اسکا

مستعد لوٹ پہ ہین سب احباب
جس طرح پائین پئین آج شراب

جبہ تسبیح و عمامہ بک جائے
آج سب زہد کا جامہ بک جائے

موسم گل ہو مے احمر ہو
صبر پھر ہم سے بھلا کیونکر ہو

باغ مین سب ہین مچائے ہوئے شور
بلبلین ہین کہین کویل کہین مور

دوب ہر سمت ہری نکلی ہے
قاف سے سبز پری نکلی ہے

بادہ خوار دن کی بھی تیاری ہر
ساقیا چل کہ تری باری ہے

اب سینئے کہ جب میان گھسیٹے چھمن کے ساتھ نواب صاحب کی کوٹھی سے روانہ ہوئے تو مصاحبون نے باہم سازش کرکے بھولے بھالے رئیس کو چھینٹے دینے شروع کیے۔

امام الدین۔ کیون حضور کیا نصیب اعدا کچھ طبیعت ناساز ہر۔

روشن علی۔ چہرے پر اداسی چھائی ہوئی ہر۔

امام الدین۔ بھئی اداسی تو چھایا ہی چاہے کتنی بڑی بدنامی کا مقدمہ ہی۔

حاکم علی۔ اجی ہمارا کونسلی بھی خوب لڑیگا۔

امام الدین۔ بھائی جان جنگ دو سر دارد۔ سرکاری وکیل بھی بلا کا مقرر ہر۔

حاکم علی۔ اجی خدا مالک ہر۔

روشن علی - حضور کا چہرہ دیکھکر مجھے وحشت ہوتی ہی -
امام الدین - انتہا کا رنج اور قلق ہی بھائی - آج لکھنؤ بھر مقدمہ دیکھنے اُمنڈ آئیگا -
روشن علی - خداوند نعمت لللہ دل کو مضبوط رکھیے - یا رو غم دور کرنے کی بھی کوئی تدبیر ہی -
نواب - اسوقت واقعی ہمارا پتلا حال ہی -
مصاحبین - اِی حضور خدا نکرے - خدا نکرے - حضور کے دشمنون کا پتلا حال ہو -
رفیق - پھر آؤ بھی چکا ہی اُڑے یا چوسر ہی کی دو ایک بازیان ہو جائین -
روشن علی - کھیلا کس سے جائیگا - چہرے کی کیفیت نہین دیکھتے -
امام الدین - حضور غم غلط کرنے کی ایک وہ تدبیر ہی کہ سارا رنج منٹون مین دور ہو جائے -
روشن علی - کیا کیا ہم بھی سنین -
نواب - بتاؤ پھر بتاؤ نہ -
امام الدین - حضور جان بخشی ہو تو غلام عرض کرے - پیر و مرشد تخلیے مین چلکر عرض کرونگا -

امام الدین مصاحب نمبر اول نے کونے مین لیجا کر نواب نامدار سے آہستہ آہستہ کچھ کہا - نواب نے کہا اجی نہین لاحول ولا قوۃ - امام الدین بولا حضور کو اختیار ہی - مگر رنج کے لیے تو اکسیر ہی اکسیر - نواب نے کہا کھل جائیگا اُس نے کہا اِی خداوند کیا مجال - کھل جائے تو وہ سزا دیجیے جو چور کی ہوتی ہے ایسی بات سے بھلا - ہم حضور کے بد خواہ تھوڑا ہی ہین - کچھ جان نثارون سے بھلا یہ اُمید ہو سکتی ہی ؎

	عہد یان خود را بعزای قدر	کہ ہرگز نیاید زپیرورده غدر	

حضور مین ذمہ دار - جو ذرا کسی کے فرشتہ خان کو بھی خبر ہونے پائے - روشن علی سے بھی مشورہ لے لیجیے - اشارے سے روشن علی کو بلا کر - حضور ایک امر مین مشورہ چاہتے ہین روشن علی نے کہا مین سمجھ گیا - پوچھا پھر کیا کہتے ہو - کہا بسم اللہ کیجیے - نواب صاحب نے کہا لائیگا کون

امام الدین بولے یہن ابھی اسی دم۔ یہ کون بات ہے۔ نواب صاحب نے حکم دیا اچھا لاؤ بھی۔ دیکھین تو سہی۔

حضرات ناظرین! اچھے بھی۔ جی ایہ راز و نیاز کی باتین ہین۔ بیٹے صاحب بدمعاشون نے آپس مین سکوٹ کر لی تھی کہ جب گھسیٹے دفان ہو تو سب کے سب مل کے نواب سے کہین کہ حضور کا چہرہ بہت اُتر گیا ہے۔ اُس وقت ایک کہے دوسرا تائید کرے تیسرا کچھ بیان کرے اسی طرح وہ وہ فقرے چست ہون کہ وہ خود بیمار بن بیٹھین۔ تب امام الدین خان چھیڑین کہ حضور غم غلط کرنے کے لیے جام شراب ناب کافی ہے۔ خوب ہی بھرے دین۔ اور بادہ گلگون کی بڑھ بڑھ کے تعریفین کرین۔ اگر اس رنگ مین آئے تو سبحان اللہ۔ پھر کیا پوچھنا ہے روز لنڈھا کرے۔ اور پھر یاران بادہ نوش سرشار ہو جائین بڑی دیر تک کمیٹی رہی آخر کار باتفاق رائے یہی تجویز قرار پائی کہ رئیس زادہ مانے یا نہ مانے چھیڑو ضرور جوان آدمی ہے شاید بادۂ احمر کا شوق چرائے۔

خیر نواب صاحب نے تھوڑی دیر غور کر کے آخر کار منظور ہی کر لیا۔ امام الدین خان مصاحبون بھر مین سب سے زیادہ خرّانٹ تھے اور پرلے سرے کے بادہ گسار۔ دائم الخمر۔ سوچے کہ اگر برانڈی ہی سے بسم اللہ ہوئی تو سب بنا بنایا معاملہ بگڑ جائیگا۔ لہذا ابتدا مین وہ پلواؤ کہ نواب صاحب کو شراب سے عشق ہو جائے۔ پھر تو کہا جائیگا۔ جانتے کیسا ان ہین۔ ادھر نواب صاحب سے منظوری حاصل ہوئی۔ اُدھر امام الدین خان نے دیوان جی کے پاس جا کر سو روپے ہیش کے حساب مین لکھوا کر مانک جی کی کوٹھی کا راستہ لیا۔

امام الدین۔ مانک جی بندگی عرض ہے۔

مانک جی۔ دیکھتے ہی خوش ہو کر بندگی بندگی آپ اتنے روز کہان رہا۔

امام الدین۔ طبیعت کچھ ناساز تھی۔

مانک جی۔ [illegible]

امام الدین ۔ لائیے پھر اسوقت تو پلائیے۔
مانک جی ۔ بولیے کیا حکم ہے۔
امام الدین ۔ ڈنس مونی برانڈی اور سوڈا اور برف ۔
مانک جی ۔ (پارسی زبان مین) بیراجی ۔ ڈنس مونی اور سوڈا اور برف آپ کو پلاؤ بہت جلد ۔

بیراجی نے کہا ۔ اخاہ کہان رہے اب تلک ۔ کہا کہان بتائین یار کچھ پوچھو نہ بیراجی نے کہا ایک دن ہم نے آپ کو کہین دیکھا تھا ۔ پوچھا کہان ؟ کہا امین آباد پوچھا کسکے ہان ۔ کہا بس سمجھ جاؤ تم لوگ بڑا بدمعاش ہے ۔ یہو دیون کے پاس کیا کرنے گیا تھا کہا ہان وہ (ہنسکر) تم بھی خوب ٹوہ لیے رہتے ہو ۔ بیراجی نے کہا لیجیے صاحب پیجیے واہ کیا برانڈی ہے ۔ بڈھا پیے جوان ہو جائے اہو ہو شراب کیا قدرت خدا ہے ۔

امام الدین خان نے سوڈا کے ساتھ برانڈی کے دو جام پیے ۔ جب سرور خوب گھٹے تو بیراجی اور مانک جی سے باتین کرنے لگے ۔
امام الدین ۔ ہمین کچھ بوتلون کی ضرورت ہے ۔ اور کچھ اور سوڈا خریدینگے ۔
بیراجی ۔ لیجیے ۔ اب تو آپ کچھ خریدتے ہی نہین ۔
امام الدین ۔ (فہرست نکالکر) ان اشیا کی قیمت بتاؤ ۔ ڈنس مونی برانڈی لمن شرب (شراب لیمون) بک می اپ ۔ آرنج بٹرز ۔ آپا پانا ۔ سوڈا واٹر ۔ لیمونیڈ ۔ ٹمبلر ۔ وائین گلاس اسپون ۔ فورک چینی کی تشتریان ۔ چینی کی پلیٹین ۔ چاے دان ۔
بیراجی ۔ پونے تین اور تین پونے چھ ہوئے اور سوا ساتھ ہوئے اور سوا ۔ سوا آٹھ اور تین ۔ سوا گیارہ اور عمدہ آپا پانا کی بوتلین پانچ ہی پانچ روپے آئینگی ۔
امام الدین ۔ اجی داموں کا خیال نہ کرو اعلی سے اعلی دو ۔
بیراجی ۔ اچھا تو سوا گیارہ ۔ اور دس ۔ اکیس روپے چار آنے اور دو روپے تیئیس چار آنے ۔ ٹمبلر ۲۰ کے ہوئے ۔ لعہ ۵۱ اکیاون روپے اور چار پیسے ہوئے

اور دس روپے چینٹھ اور بارہ معلے شاسی اور عسے شانوے اور سات روپے - ایک سو چار کا مال ہوا سب۔

اما الدین - اسکے دو سو دس روپے سات آنے لکھو۔

بیراجی - ہاں! کیا لائے رنگ پر۔ چین کرو بس۔

بیراجی نے کل سامان وحشت مزدوروں کے سر پر لاد کر انکے ساتھ بھیجا امام الدین سوچے کہ اگر بڑے پھاٹک کی طرف سے لے چلے تو خدمتگار سپاہی دواجی سب کی نظر پڑیگی لہذا دوسرا دروازہ کھلوا کر چپکے سے لے گئے اور مصاحب تو سب گھٹے ہوے تھے ہی کسی غیر کو کانوں کان خبر بھی نہونے پائی۔

رفیق - (نواب سے) پیرو مرشد۔ سب سامان آگیا۔

نواب - سامان کیسا!

رفیق - وہی جو امام الدین خان لینے گئے تھے۔

نواب - ہاں! اُس مین سامان ہی کیا تھا - ایک بوتل ہی نہ تھی!۔

رفیق - حضور وہ تو درجن بھر مزدوروں پر لاد کر لائے ہین۔

نواب - سب چیزین یہان اُٹھوا لاؤ - اور کوٹھی کا دروازہ بند کرا دو - آہا ہا ہا ہو بھئی واللہ کیا کیا چیزین ہین۔ خدا گواہ ہر جی خوش ہو گیا۔

امام الدین - حضور سب جاگڑ ہین - جو کہیے اس مین سے پھیر دون۔

نواب - واہی ہو کچھ پھیرنا یہ کیا معنی - ہر سب سامان کوئی ڈھائی سو کا ہر۔

روشن علی - ای اس مین کیا شک ہر خداوند۔

رفیق - بلکہ اور زیادہ کا ہوگا۔

امام الدین - حضور کوئی اَنیلا جاتا تو تین سو سے کم کو نہ لاتا - اور اگر حضور جاتے تو حضور سے پانچ ہی سو لیتے - مگر غلام دو سو گیارہ روپے اور سات آنے مین سب لایا ہر - حضور تراب علی کو بھی کچہری بھیجیے - جھمن اکیلے گھبرا اُٹھینگے تراب علی آداب عرض کر کے رخصت ہوئے۔

اتنے میں ابر سیہ نے عشرت صحبت رندان کی آگ اور بھی بھڑکائی قبلہ کے
رخ سے جھومتی ہوئی کالی کالی گھٹا آئی اور دیکھتے ہی دیکھتے تمام گلستان
عالم پر چھاگئی۔ ؎

برق چشمک زن ز طرف کوہساران میرسد
ساقیا سامان ساغر کن کہ باران میرسد

آمد فصل بہاری ہے آج
شور پر شور گھٹا اٹھی ہے
کیا گھٹا ٹوپ ہے چھایا بادل
جس طرف دیکھو گھٹا ہے چھائی

جوش پر رحمت باری ہے آج
کیسی گھنگھور گھٹا اٹھی ہے
چاروں جانب سے گھر آیا بادل
آج چلتی ہے ہوا پروائی

خوب دکھلا رہی ہے زور گھٹا
کیے دیتی ہے شرابور گھٹا

اب سنیے کہ برسات کی رت سہانا سماں۔ در و دیوار نور افشان۔ کوٹھی عالیشان
لطافت کی روح نزہت کی جان۔ سامنے خانہ باغ۔ زینت و فرحت کا چشم و چراغ۔
اشجار ہرے بھرے۔ گلبن پھولے پھلے۔ گل بوٹے پُر بہار خضارت آگین۔ ایک ایک
شاخ بہار آفرین۔ سبزان چمن کا دھانی لباس۔ پھولوں کی مست کرنے والی بوباس
نرگس شہلا کی۔ نظارہ بازی سوسن آزاد کی زبان درازی۔ برگ گل کی رنگ
آمیزی۔ نسرین و نسترن کی تخلیہ بیزی۔ شگوفہ چہرہ نشین۔ کہیں سمن کہیں یاسمین
جو پھول ہے خندہ رو کشادہ جبین۔ نازک اندام نازک آئین۔ نو عروس بہار کا
نکھار قابل دید ہے۔ شاہدان چمن پردہ عالم ہے کہ دید ہے نہ شنید ہے۔ سنبل
روکش طرۂ تابدار محبوبان پری تمثال ہے۔ نیستان صبح نفس و دقیقہ رس تحریر
ورد و بنفشہ سے صفت سنبل ہم رنگ محال ہے۔ گل اورنگ۔ رشک نگار خانہ ارژنگ
الغرض جو روش ہے اس درجہ غالیہ بار ہے کہ مشام جان رشک طبلۂ عطار ہے۔ موج
ہوا شانہ کش جعد خوبان فرخار ہے۔ تختہ بجائے خود گلزار ہے۔ نسیم عنبر بار کی مستانگی

اور نگار بندی سے سبزہ سبز بخت ہے۔ موسم گل اور بادہ نوشی کا وقت ہے۔ ہر سمت تماشا نظر فریب۔ گلبدنوں کا حسن بلیغ آتش زن کالائے صبر و شکیب۔ نونہالان چمن کی چہرہ افروزی اور باد نوروزی نے ستم ڈھایا۔ اور اس پر طرہ یہ ہوا کہ ابر سیہ جھوم جھوم کر آیا۔ چمن بہین نمونۂ قدرت بیچون ہے موسم جوش جنون ہے ؎

عشرت سے بلبلون کو قفس کا نہین خیال / گلچین سے اب گلون کو نہ مطلق رہا ملال
از خود شگفتہ ہوگئے غنچون کا ہے یہ حال / پھولے ہوئے ہین کبک دری جہاں تہاں

ہر برگ بوستان جہان کا نہال ہے
شمشاد جھومتے ہین خوشی کا یہ حال ہے

باد نسیم رقص کنان ہے چمن چمن / پھولے نہین سماتے ہین جامے مین گلبدن
مہکی ہوئی ہے چار طرف بوئے نسترن / یہ گل نئے کھلے ہین کہ سوسن ہے خندہ زن

ہر خار پر گلون سے سوا اب نکھار ہے
بلبل کا ذکر کیا رگ جان بیقرار ہے

ادھر کالی کالی گھنگھور گھٹا چھائی۔ ادھر رندان بادہ نوش نے محفل جمائی۔ صاحبون کی بن آئی۔ خوب شراب لنڈھائی۔ امام الدین مصاحب نمبر اول کے بادہ گسار درجہ اعلیٰ کے میخوار۔ مئے کشون کے پیر۔ بدمستون کے دستگیر۔ فن مے نوشی کے مسلم الثبوت استاد۔ سیہ مست مادر زاد۔

روشن علی مصاحب نو آموز۔

میر گلباز۔ اجونی مین چرندون کے گرو گھنٹال تھے۔ صاحب مال و منال تھے شراب پینے مین طاق۔ سیہ مستی مین شہرۂ آفاق۔

لالہ حسین بخش۔ ہر دم کچھ گھڑے کی چڑھی رہتی تھی۔

افیونی مصاحب۔ چنیا بیگم کے عاشق زار مگر شراب سے خشک نہ تھا۔

الغرض یہ پانچون مصاحب چھوٹے نواب صاحب کے محرم راز ہوئے۔ ہمدم و ہمراز ہوئے۔ میان امام الدین ساقی بنے۔ دور چلنے لگا۔ امام الدین نے [illegible]

برانڈی کی بوتل کھولی۔ اور ڈرتے ڈرتے آدھا دا ئین گلاس ٹمبلر مین ڈالا۔ تھوڑی سی برف ملائی۔ لیمونیڈ کا کاگ دن سے اُڑایا۔ اور ملن سرب۔ دعرق لیموں) ملا کر چھوٹے حضور کو پلایا۔ ؎

ای دل شراب پیجیے دن ہین شباب کے
قربان واعظون کے عذاب وثواب کے

نواب نا مدار والا تبار بادہ گسار تو تھے ہی نہین جھجکتے ہوئے آپ نے دس دس بیس بیس قطرے نوش جان فرمائے تو لمن سرب کے ذائقے اور بوباس سے ایسے مسرور ہوئے کہ جامے مین پھولے نہ سمائے۔ اور عین حالت سرور مین خواجہ مبرور کا یہ شعر زبان پر لائے۔ ؎

کیا بادۂ گلگون سے مسرور کیا دل کو
آباد رکھے داتا ساقی تری محفل کو

امام الدین باغ باغ۔ مصاحبون کا عرش بریں پر دماغ۔

بیا ساقی آن مے کہ حور بہشت — عبیر ملائک در آن مے سرشت
بیا ساقی آن مے کہ تیزی کند — بباغ دلم مشک بیزی کند
بیا تا نبوشم بیاد کسے — کہ ہست از غمش در دلم خون بسے
بیا ساقی آن جام یاقوت دش — کہ بر دل کشاید در وقت خوش

مصاحبون کے منھ مین پانی بھر آیا۔ ساقی لا اُبالی کی تندرستی کے لیے سب نے دست دعا اٹھایا۔ ؎

ہمیشہ گو ہر حسن مین ساقی سبزہ رنگ — دینے مین ایک جام کے اللہ رے درنگ
محفل مین اب تو لوگ بہت سینہ تنگ ہو — شیشے اٹھا کے منھ سے لگا لین یہ ہو اُمنگ

اب تاب ضبط کی نہیں بے قرار ہین
ہم پینے سے دختر رز پر نثار ہین

امام الدین خان نے ایک ایک جام برانڈی سب کو پلایا۔ اور ایسا چھکایا کہ سب

پرست اور جنون پرست ہو گئے - اودھر ابر سیہ اور باد بہاری ادھر بادہ نوشون کے جھگھٹے اور سیہ کاری - بادہ خوار غزل خوان اور طرب کوش ہین - ساقی ہر بزم جام ہی اور بادہ نوش ہین -

امام الدین ؎ یا الٰہی حلال ہون واعظ + دخت رز کو حرام کرتے ہین -

نواب - سبحان اللہ سبحان اللہ - کیا کہا ہی - آہو ہو ہو یہ کس کا کلام ہی -

امام الدین - ای حضور ملک الشعرا میر وزیر صبا کا شعر ہی -

نواب - خواجہ صاحب کے ارشد تلامذہ - کیا روزمرہ ہی - واللہ کیا بول چال ہی -

امام الدین - حضور جب ہی تو مشہور ہوا کہ نسیم اور صبا نے آتش کو بھڑکا دیا -

روشن علی - نسیم کون یہ پنڈت دیا شنکر - اجی کن دھوتی بندون کا ذکر کرتے ہو -

نواب - کیا دھوتی بند!!! سخت متعصب ہو تم - (چین بہ جبین ہو کر) قسم قرآن کی یکتا تھا بےمثل تھا - دیا شنکر نسیم خواجہ صاحب کا ناز اور فخر تھا - گلزار نسیم مین قلم توڑ دیے ہین اور اسکے کیا معنی ہندو کا کلام اچھا ہو تو تعریف نہ کرے - اور صبا تو خود نسیم کے مداح تھے - ؎

چل بسے ہین نسیم جسدن سے	ای صبا وہ ہوا سے باغ نہین

امام الدین - پیر و مرشد وہ ایسا سخن سنج و نکتہ دان تھا کہ بعد مرگ کشمیری پنڈت کہتے ہین ہندو اور مسلمان کہتے ہین مسلمان تھا - اب چار دن مین سن لیجیے گا عیسائی کہینگے کہ کرستان تھا - حق یون ہے کہ وہ فخر بنی نوع انسان تھا - سچ ہی ؎

چنان با نیک و بد عرفی بسر کن کز پس مردن
مسلمانت بزمزم شوید و ہندو بسوزاند

نواب - ہائے واللہ مصرعے کیا قند و نبات کے ریزے - جواہرات کے ٹکڑے ہین - (چٹکی لیکر) ؎

انگلی لب جو پہ رکھ کے شمشاد	تھا دم بخود اسکی سنکے فریاد

خدا گواہ ہی نور کے مصرعے ہین جنکو آپ زمزم سے دھوئیے -

روشن علی۔ (شراب کے نشے میں) لاحول ولا قوۃ کافر کے کلام کی اور یہ تعریف۔
لالہ حسین بخش۔ (امام الدین کو خالی جام دکھا کر) ہ

اپنے ساقی کو جو ہم رند دعا دیتے ہیں	صاف قلقل سے صدائی ہر آمین آتی ہین

فرخ ہون تنہا مین این فیروز	دی اُسنے دعا کہا بصد سوز	نواب
غربت زدہ کیا وطن بتاؤن	گل ہون تو کوئی چمن بتاؤن	
کیا سیجیے چھوڑے گا ٹون کا نام	گھر بار سے کیا فقیر کو کام	
پوچھا کہ طلب کہا قناعت	پوچھا کہ سبب کہا کہ قسمت	

امام الدین۔ ای سبحان اللہ حضور کو زہ دریا نوش اسی کو کہتے ہین۔
نواب۔ ماقل ودل ہے۔ ذرا سینئے گا۔ ہ

گلچین نہ ہوا ہو کوئی پیدا	بے طرح گلون کی ہی تو شیدا

میر گلباز۔ اہاہا (چٹکی لگا کر) ہان حضور دو چار شعر اور پڑھیے گا۔ حضور کی زبان سے اور بھی بھلے معلوم ہوتے ہین۔

امام الدین۔ حق ہی۔
لالہ حسین بخش۔ ہم کہنے ہی کو تھے۔
نواب۔ (جام اٹھا کر) ہ

کیون چن لیے گئے ننھے وہ گل	بولی وہ پری بصد تامل
جھلا کے کہا کہ خام پارہ	بیٹی کی طرف کیا اشارہ
لٹوائی بہار باغ تو نے	عزت مین لگا یا داغ تو نے

امام الدین۔ حضور دور چلتا جائے ایسی شعر خوانی نہو کہ پینے مین فرق آئے
میر گلباز۔ پینے کے اب دن گئے۔
نواب۔ (مسکرا کر) بجا ارشاد ہوا۔
میر گلباز۔ حضور اسوقت کا کہنا سننا ساقی کے قابل ہی۔ ہ

پاس ادب مجلس رندان ست دور ہی	کیفیت شراب مین ہو بے تکلفی

نواب - ابھی اسوقت سرور ہی۔

کاگ دناون اڑنے اور آسمان کی خبر لانے لگے - رندان بدست جام پر جام لنڈھانے لگے - ؎

دور چلے دور چلے ساقیا　　　اور چلے اور چلے ساقیا

اتنے مین پھوہار نے بہار کی آگ کو اور بھی بھڑکایا - ترشح نے خوب ہی رنگ جمایا - ؎

لاکھون مین بھی چھپی ہوئی وہ محفل طرب　　　ہر شخص تاک مین تھا کرے بادہ عنب

میر گلباز - (امام الدین سے) ؎

یان خوف کچھ نہین ہے حساب و کتاب کا　　　دے بھر کے اپنے ہاتھ سے ساغر شراب کا

امام الدین - یار دو ذرا سمند جوش کی باگین لیے ہوئے - ایسا نہو کہ ہڑ مچا دو -

نواب - ارے میان آئی تو ہے کہ نین ہو جائین ؎

ہوئے تو تشنۂ الفت اثر گیا عاشق　　　وہ کیا شراب تھی جسکا خمار تک نہ رہا

گلون پر خون ٹپک رہا ہے - باغ بوے عنبر بار سے مہک رہا ہے - آب آتش لباس کا جام مروق چھلک رہا ہے - ہوش کچا ٹکڑ گیا - ؎

قلقل شیشۂ مے سے ترے میکش ساقی　　　سن رہے ہین خبر راز نہان واعظ

اپنے رندون کی ہین ہو حق کا ہون سننے والا
یا الٰہی نہ سنانا تنہا ان واعظ

میر گلباز - یہی بات ہے حضور - ؎

لطف مے تجھ سے کیا کہون زاہد　　　ہاے کمبخت تو نے پی ہی نہین

لالہ حسین بخش نے آو دیکھا نہ تاؤ - امام الدین کی آنکھ چوکی اور حضرت نے بوتل منھ سے لگائی اور چوتھائی لنڈھا گئے - تو انکھڑیان خون کبوتر کی سی سرخ ہوگئین - اپنے آپے مین نہ رہے لگے غل مچانے - ؎

سفر اصل موج دامن دریا کتر گئی　　　کشتی کا بادبان سر دریا کتر گئی

روشن علی۔ (تعل مچاکر) حضور دیکھا۔ دھوتی بند کا کلام سُنا سُنا حضور سُنا دھوتی بند ہیں جی اور کیا۔ صاحب تمھارے کیا ہینگ تھی۔ سُنا حضور یہ دھوتی بند جی۔ کیا کہا۔

امام الدین۔ پیر و مرشد انکی تو خبر آگئی۔

نواب۔ (قہقہہ لگاکر) ہاں اب یہ تو چل بسے۔ اچھے آدمی تھے بیچارے۔

روشن علی۔ (رُک رُک کے) نہیں۔ حضور۔ میں۔ میں۔ میں۔ میں نے کیا کہا۔ ہاں میں نشے میں نہیں ہوں۔ سُنا حضور۔ یہ دھوتی بندوں کا۔ کیا کہتا تھا میں۔ مگر خداوند نشے میں نہیں ہاں۔ ہاں سمجھے۔ لوگ۔ میں نشہ نہیں۔

نواب۔ (ہنسکر) ہاں ہاں سب سمجھے۔

امام الدین۔ میاں روشن علی اب نہ پینا بھائی۔

روشن علی۔ یہ۔ یہ۔ یہ دل لگی بازی اچھی۔ نشہ نہیں ہیں میں کو۔

امام الدین۔ (زور سے قہقہہ لگاکر) میں کو؟ خاصے۔

نواب۔ اجی حضرت مجھکو یا میں کو۔

روشن علی۔ (لیٹ کر) جی حضور میکو ہمارکا نام ہی۔ مگر سُنا دھوتی کا اشعار۔

نواب۔ (مسکراکر) ہاں دھوتی بند کا اشعار سُنا۔

امام الدین۔ آپ نے بھی کوئی اشعار یاد کیا۔ آپ بھی تو فصحا اور علما ہو۔

میر گلباز۔ چڑھ گئی۔

امام الدین۔ نہیں ہی جی۔ اب ہوش میں تھوڑا ہی ہیں۔

نواب۔ کچھ اور پلاؤ جی امام الدین۔

امام الدین۔ ابھی خداوند آیا پانا کی بوتل اُٹھاکر) پیر و مرشد زاہد کے دادا کو پلائے تو واللہ شراب طہور بھول جائے۔ ہائے کیا شراب ہے۔ آب حیات ہی واللہ آب حیات ہی۔

بدہ ساقی آن تلخ شیرین گوار		گر شیرین بود بادہ از دست یار

چونوشی دمے بادہ آئی بہوش		اگر ہوشمندی بیا بادہ نوش	

حضور لسان الغیب حافظ شیراز نے یہ اسی شراب ناب کی تعریف مین کہا تھا۔

نواب۔ (ایاپانا کا جام پی کر) واہ۔ میان یہ تو شربت قند و نبات ہے۔ شراب کیا آب حیات ہے۔ اہا ہا (پھر چسکی لگا کر) واہ۔ صوفی اُسکو ام الخبایث کہتے ہین۔

راوی۔ دیکھیے رفتہ رفتہ قلعی کھل جائیگی۔ گھبرایئے نہین ذرا۔

امام الدین۔ جی ہان حضور۔ اسی کو زاہدون نے حرام کر دیا ہے۔ ایمان سے کہیے گا کیا چیز ہے۔ واللہ ہی جو سو برس کا بڈھا پیے تو از سر نو جوانی عود کر آئے۔

روشن علی۔ سُنا حضور (کروٹ بدلکر) دھوتی بند ہین یہ۔ آپ — ہان کیا اوہ۔ (آنکھین کھول کر) یہ کس کا مکان ہے جی۔ ہا ئین۔ ہمارا کھپریل کہان ہی۔

لالہ حسین بخش۔ (گلا پھاڑ کر) مار لیا۔ مار لیا۔ مار لیا ہی۔ ہم نے کام دیو کو مار لیا ہی۔

نواب صاحب نے کہا ارے یہ تو غل مچانے لگے۔ توبہ توبہ خدا ہی خیر کرے امام الدین خان نے اٹھکر سب دروازے بند کر دیے۔ اور خدمتگار سے کہا کہ خبردار کسی کو یہان آنے نہ دینا۔ جو آئے اُس سے کہہ دو کہ نواب صاحب سوار ہو گئے۔

روشن علی۔ ارمیان امام الدین۔ ذرا۔ ہان لاؤ۔ جام لاؤ۔ ہم ابھی اور پینگے سُنا ہم ہیچ و اور ہم — لانا ایک بھر کے جام۔

نواب۔ دونون بگڑے ہوئے ہین۔ پھر اب علاج کیا کرین جی۔

میر گلباز۔ خداوند کیا عرض کرون۔ مگر گھبرایئے نہین۔ مین ان دونون کا بندوبست کر دونگا۔ دونون اسوقت چور ہین یہ بخت بالکل از خود رفتہ۔

نواب۔ (چسکی لگا کر بھئی واقعی یہ ایاپانا شربت قند و نبات ہی۔ سچ مچ آب حیات ہی۔

راح۔ روح ہی۔ کیمیاے فتوح ہی۔ شکر لبون کے لب لعل گون کے بوسے کا مزہ آتا ہی۔ ایک جام روح کو وجد مین لاتا ہی۔ لطف زندگانی ہی تو یہ ہے۔ لطف جوانی ہی تو یہ ہی۔ ؎

خوشدلم گرد سر شیشہ سلامت باشد	دختر رز کہ مرا کرد جوان پیر شود

امام الدین۔ خداوند اسکا لطف یہ ہی کہ گلزار سراپا بہار ہو۔ اور نگار گلعذار ہو۔ ساقی نوش لب ہو۔ اور بنت العنب ہو۔ مینھ رم جھم برسے۔ زاہد صد سالہ بھی رندون کی مستیان دیکھکر ترسے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا سن سن چلتی ہو لب مینا سے قلقل کی صدا نکلتی ہو۔ مہوشون اور خوش گلو ارباب نشاط کی نازک آوازی اور مطرب خوش نوا کی ناخن بازی۔ آتش عیش کو اور بھی بھڑکائے صوفی صافی آب آتش خواص سے طہارت کرنے آئے۔ چہل ہو دل لگیان ہون سر در جمین مستیان ہون۔ دنیا سے الگ تھلگ بستر جما ئین۔ رندون کے جمگھٹے ہون قلا وزیے (قل اعوذیے) آنے نہ پائین۔ گلبدن غنچہ دہن معشوق بھر بھر کے جام سے پلائین۔ فکر قریب پھٹکنے نہ پائے۔ مینو مین آنکھ ہو جائے۔ ؎

زان می خورم شراب کہ بیہوشی آورد	وزانچہ غیر اوست فراموشی آورد

روشن علی۔ خداوند نعمت کلام۔ مین اسوقت نشے وشے مین نہین ہون کچھ۔

امام الدین۔ ہان ہان معلوم ہی۔ بس چپکے پڑے رہو غل نہ مچاؤ۔

روشن علی۔ غول کیسا۔ چپ سور۔ غول! غول!!! اٹھون پھر۔

نواب۔ اخاہ یہ تو بلوہ کرنے پر آمادہ ہین جی۔ خدا خیر کرے۔

روشن علی۔ ساقی حدیث سرو گل ولالہ ــــ (اٹھکر) خداوند ہوت۔

امام الدین۔ روشن علی۔ بس لیٹ رہو۔ (چپکے سے) بھائی کیون نکلوانے کی فکر مین ہو۔ للہ بس لیٹ رہو چپکے سے ورنہ راز افشا ہو جائیگا۔

روشن علی۔ (لڑکھڑا کر گرے) کیون بے گرا دیا ہمین۔ بھلا۔ حضور ہم ہم۔ سمجھے ہم۔ کیا سمجھے اجی ہم کچھ صاحب ناشے (نشے) مین تھوڑا ہی ہین۔

نواب - ہان ہان بھئی نشے مین نہین ہو۔ کہتا کون ہو کہ نشے مین ہو۔
امام الدین - میان روشن علی واسطے خدا کے ہُلّڑ نہ مچاؤ۔
روشن علی - نواب کہان ہی - کدھر چھپ رہا -
امام الدین - کچھ خیر ہی - تم تو مین دیکھتا ہون جامے ہی سی گذرے جاتے ہو جی -
روشن علی - تو کیا ہم کچھ کو چھ - کوچہ نشے مین تھے - کیا تھے -
نواب - توبہ توبہ کیسی بہکی بہکی باتین کرتا ہو -

اتنے مین میان روشن علی کا خدمتگار آیا - تہور سے کہا کہ میان سے کہ دو آپ کا آدمی کرم علی حاضر ہی - آم گھر پر دے آیا - کیسے بٹھون کیسے چلا جاؤن تہور دروازے پر جاکے) شیخ جی - شیخ جی - شیخ جی - صاحب دروازہ کھولیے -
میر گلباز - کون ہی -
تہور - حضور مین ہون تہور -
امام الدین - کیا یہان آؤ گے - کام بتاؤ - کچھ کہنا ہی -
تہور - جی میان روشن علی کا آدمی گھر سے آیا ہی - کرم علی -
روشن علی - بلاؤ سامنے - ادھر بلاؤ ہمارے روبرو - آیا کہ مر گیا -
امام الدین - تہور آنے دو بھئی مگر خبر دار اور کوئی نہ آنے پائے -
تہور - نہین حضور کیا مجال - (کرم علی سے) چلو جی بلاتے ہین تمھین -

میر گلباز نے دروازہ کھولا - مگر ایک ہی پٹ اور تہور کے کان مین چپکے سے کہا کہ یہان شراب لنڈھائی جاتی ہو دور چل رہا ہو - خبردار کسی کو کانون کان خبر نہونے پائے سمجھے ارمیان یہان سب کے سب شراب پی رہے ہین - جام پر جام چسکی پر چسکی - سب مست ہین مگر کوئی سننے نہ پائے - اتنا خیال رکھنا - تہور نے کہا (اجی ہان میان جانتا ہون) مین نے ہی تو بوتلین اٹھا اٹھا کے رکھی تھین مجھ سے آپ کیا کہتے ہین - میر گلباز نے نشے کی ترنگ مین پھر کہا کہ میان تہور یہان ہم لوگ دروازہ بند کر کے برانڈی کی چسکی لگا رہے ہین - تم کسی سے کہو گے تو نہین -

تہور سمجھا کہ یہان سب کو کچے گھڑے کی چڑھی ہی مسکرا کر خاموش ہو رہا۔ مگر میر گلباز نے اُسکے کان مین پھر یون کہا۔

میر گلباز۔ یار جی آج اسوقت ابھی ابھی یہان ولایتی عرق انگور کا دور چل رہا ہے اب جسکو تم ہیچ قوم کے لوگ شراب کہتے ہو۔ وہ سب پی رہے ہین۔ مگر تمکو رازدان کیا۔ کسی سے کہنا نہ سننا۔ بس ٹک ملک دیدم دم نہ کشیدم۔ اور جو کہا تو تم طرفی

تہور۔ اب آپ چپکے سے اندر ہی بیٹھ رہین + باہر نہ نکلیے گا۔

میر گلباز۔ تم سمجھے نہین ہم نے کیا کہا۔ بھئی ہم کہتے ہین کہ ہم سب شراب لنڈھا رہے ہین۔

تہور۔ (ہنسکر) مین خوب سمجھا۔ مگر آپ گھڑی گھڑی دُہراتے کیون ہین۔

میر گلباز۔ اچھا بتاؤ تم کیا سمجھے۔ جو سمجھے ہو وہ بتاؤ ہمین کہ یہ سمجھے۔

تہور۔ آپ نے کہا کہ کمرے کے دروازے بند کرکے سب شرابین پی رہے ہین۔

میر گلباز۔ کبھی نہین۔ کبھی نہین۔ ہم نے یہ نہین کہا۔ ہم نے یہ کہا کہ اسوقت یہان اسوقت شراب اُڑ رہی ہی۔

تہور۔ (پھر ہنسکر) ہان اب سمجھ گیا بس۔

کرم علی۔ ذری ہمکو میان سے ملنے دیجیے۔

امام الدین۔ ارے میان گلباز۔ کیا باتین کر رہے ہو آہستہ آہستہ تہور سے۔

تہور۔ حضور وہ کرم علی کھڑا ہی بھیج دون۔

امام الدین۔ ہان بھیج دو۔ اُس سے کچھ پردہ تھوڑا ہی ہے۔ وہ تو رازدان ہی۔

کرم علی۔ (کمرے مین جاکر) کیا سوتے ہین میان یا پی بہت گئے۔ آپ لوگ انکو زیادہ نہ دیا کیجیے۔

امام الدین۔ کچھ پوچھو نہ بھئی یہ پی تو مارے ہوکے کے بہت جاتے ہین مگر پھر اپنے آپے مین نہین رہتے۔

کرم علی۔ میان۔ میان۔ مین حاضر ہون۔

روشن علی - (اٹھکر) ابے پاجی تو یہان کہان - ہائین ابے تو یہان کہان بولتا ہے
کہ دون یک -
کرم علی - اجی آپ نے بلایا تھا کہ نہین -
روشن علی - تو ہم نے نواب صاحب کے ہان بُلایا تھا کہ یہان بلایا تھا - یہان کیون
آیا تو ہم نے تو نواب کے ہان آنے کو کہا تھا - تو یہان کیون آیا پاجی یہان
آیا کیون -
کرم علی - حضور نواب صاحب ہی کا تو مکان ہو یا کسی اور کا -
روشن علی - (چانٹا لگاکر) لے اور لیگا - اور دون - (ایک اور دھپ لگاکر)
حرامزادے یہان کیون آیا ہم نے تو نواب صاحب کے مکان پر بُلایا تھا -
امام الدین - بیٹھو بیٹھو - از براے خدا بلوہ نہ مچاؤ - بھائی نواب صاحب کی ڈیوڑھی
پر بُلایا تھا نہ کتنے - پھر نواب صاحب ہی کی تو کوٹھی ہے یہ - یہین تو وہ بھی آیا - پھر
اُسکو جو تم نے بے وجہ چانٹا لگایا تو یہ نشے کی حرکت تھی یا نہین اور اوپر سے کہتے
ہو کہ مجھے نشہ نہین ہے - ہوش کی باتین یہی ہین کہ چانٹا دے بیٹھے اور
بے سبب بے قصور -
روشن علی - (آہستہ سے) بھائی جان - ہمارا حکم تھا کہ نواب صاحب کے ہان
آنا اسنے عدول حکمی کی یا نہین -
امام الدین - تم اسوقت کہان بیٹھے ہو -
روشن علی - سنو لیا ساقن کی دکان پر اور کہان بیٹھے ہین -
اس فقرے پر نواب نامدار اور حضور خدمتگار اور کرم علی اور میر گلباز چارون
کو بے اختیار ہنسی آئی -
نواب - یہ سنو لیا ساقن کی دُکان نہین ہے حضرت یہ خاکسار کا جھونپڑا ہے -
روشن علی - (چونک کر) ہان! دیکھون تو - واہ - کہین ہوتا آپکا مکان آپ کا
مکان ہوتا تو چھوٹے نواب صاحب نہ ہوتے یہان - ہم کیا گدھے ہین بانٹے جین ہین

روشن علی ۔ اور باتین کس سے کر رہے ہو (نواب کی طرف اشارہ کرکے) یہ کون ہیں
روشن علی ۔ یہ سنو لیا ساقن کے بھائی ہین ۔ چھٹن ۔ اسپر پھر قہقہہ پڑا اور نواب صاحب کسی قدر جھینپے کہ مرد ک نے ساقن کا بھائی بنایا ۔
روشن علی ۔ ارے ! یہ تو ہمارے حضور ہین ۔
راوی ۔ جی ہان یہ وہی ہین جنکو سنو لیا ساقن کا بھائی بناتے تھے آپ ۔ بارے خیر اتنی دیر بعد آپ کو ہوش آیا ۔
نواب ۔ پھر تم نے بے قصور کرم علی بیچارے کو کیون پیٹا بھلا ۔
روشن علی ۔ کون کرم علی ۔ ہمارا نوکر ۔ وہ اسوقت یہان کہان ہی ۔
امام الدین ۔ یہ کیا کھڑا ہی ۔ آنکھین کھول کر دیکھو وہی ہی یا کوئی اور ۔
روشن علی ۔ ہان واللہ خوب بتایا ۔ کرم علی ہی سچ مچ جیسے کرم علی ہی ہی ۔
نواب (قہقہہ لگاکر) سچ مچ جیسے کرم علی کی ایک ہی کہی ۔ اسکو تم نے اسوقت بے خطا مارا کچھ یاد ہی ۔ ؟
روشن علی ۔ بھتیا کرم علی کیا تمکو ہمنے پیٹا تھا اسوقت ۔ سچ کہنا دیکھو لگی لپٹی کی سند نہین ۔
کرم علی ۔ کھوپڑی بھنا گئی آپ کے نزدیک دل لگی ہی ۔
روشن علی ۔ ہان ! کھوپڑی بھنا گئی ۔ توبہ توبہ ۔ اچھا تو پھر جو ہم کہین وہ کرو ذرا نیچے سر سے ٹوپی اتار کر) تمھین قسم ہی ہمارے باپ کی ۔ تم بھی زنّاٹے سے ایک دھپ لگاؤ ۔ چوکنا نہین ۔
کرم علی ۔ واہ آپ کا نمک کھاتے ہین ۔ یہ کیا بات ۔ آپ چاہے اور دو ایک چپتین لگالین ۔
روشن علی ۔ ہاتھ جوڑ کر) بھائی ۔ تمھین ہمارے نمک ہی کی قسم ایک دھپ تو ضرور لگاؤ ۔
امام الدین ۔ کچھ خیر ہے خدمتگار سے کہتے ہو کہ دھپ لگا ۔ لیٹ رہو لیٹ رہو ۔

روشن علی ۔ کبھی نہین ۔ کرم علی تم ہمارا حکم نہ مانوگے ۔ ہمین اسوقت پیٹو ۔ زور سے ڈھول بجاؤ ۔

نواب ۔ روشن علی اسوقت کہان ہو تم ۔

روشن علی ۔ (جھومتے ہوے) ہین کہان ۔ جہان تم وہان ہم ۔

نواب ۔ ہم اور تم کہان ہین ۔

روشن علی ۔ ہم تم دونون سنو لیا کی دکان پر دم لگا رہے ہین ۔ دمون کی خیر رہے ۔ الٰہی دمون کی خیر ۔

امام الدین ۔ اُف ۔ بہت نشہ چڑھ گیا ۔

نواب ۔ بالکل غین ہی جی ۔ ذرا ہوش نہین ۔

روشن علی ۔ کیا مجال ۔ ہم نشے مین نہین ہی ۔ ہم ہوش کی باتین کرتا ہی چرس کے ایک دم مین ہم نشہ نہین ہوتا ۔ تم کس مافق (موافق) بات زبان سے نکلتا ہی دل ہم بول دیا صاف صاف ۔

لالہ حسین بخش بھی غین بڑے ہوئے تھے ۔ مگر یہ چہ میگوئیان سنتے ہی کلبلا کے اٹھ بیٹھے ۔

لالہ حسین بخش ۔ ارے سیو دنوا (شیودین انکے کہار کا نام تھا) او سیودنوا ارے بولت ناہین ۔ مرگوا ۔ سسر ۔ چپائی مارے پڑا ہی ۔

امام الدین خان کو جو دل لگی سوجھی تو حضرت نے آواز بنا کر شیودین کی طرف سے یون جواب دیا ۔ کہو لالہ کا دکہت ہوا ہمین تنک آنکھ لگی اور جگائے دیہو ۔ کا دکہی ناک مان دم آئے گوا ۔ سے اب حاجر ہون کچھ کہو ۔

لالہ ۔ ارے خسرال مان جائے کے ہمری خوشدامن سے سندیسا کہو ۔ کہ للّا کی والدہ شریفہ کا بر سبیل استعجال ٹپھے دین ۔ یہی ساعت سے آو ۔ تنک توقف ہوئی تو فرقدان پر ایک (ایک) بال نہ نجرائی رہے ۔ سنیو کہ ناہین گوش ہوش سے سنو ۔

نواب نے ہنسی کو بہت ضبط کیا مگر پھر بھی نہ رُک سکی۔ امام الدین خان مارے ہنسی کے لوٹنے لگے۔ اور میر گلباز بھی مسکرائے۔ تہور اور کرم علی باہر چلے گئے اور دروازہ بدستور بند ہوگیا۔

امام الدین (آواز بگاڑ کر) لالہ لکھسدامن کہکا کہت ہین ہو۔

لالہ حسین بخش۔ ارے سسُرنین جاہل ہی رہا۔ کہت راہون کہ تھوڑی سی منطق پڑھ لے نہ مانس۔ لکھسدامن ناہین خوشدامن۔ پڑھے سنے سے سری کا پارسی مان کہت ہین۔

امام الدین۔ (پھر آواز بدل کر) لالہ تم تو جاکے اپنی کبیلا کا بلاے لاؤ اور ہم جاکے اپنی مہرارو کا لے آئی۔ تجھو سسُر سمجھتے ناہین اس چھلی ہو۔

لالہ۔ (دھوتی سنبھال کر) کاہے رے سارکے سار یہ سسُر تین کس کا بنایس ہو۔؟

امام الدین۔ لالہ تم کا ناہین کہت ہون۔

لالہ۔ پھر کہکی شان شریف مان یون کلمات سخت و نا ملائم زبان سے نکاس رہے۔

امام الدین۔ لالہ تم کا ناہین کہیون۔ تمھرے باپ کا کہیون۔

لالہ۔ ہان رہ سار کا کہیو۔ ہم کا کہیو تو قلمدان فرقدان پر کھینچ مرہیون کہ دندان دو دو سی (۳۲) حلق مان گھس جائی۔ ارے سیو دنوا تنک دار دو رپلا دکردسے

امام الدین۔ دار رزاپ نہ پیو۔ ناہین ابہی کا پلو اسے لاگو گے۔

لالہ۔ یہ جون اُس تمازت شمس ہو کرلس کچھ نہ پوچھو بھائی رے بھائی غلیواز و زغن بیضہ چھوڑت ہے تنک بادکش تو دست سیمین سے ڈلا دو للا کی مہتاری۔

امام الدین۔ (عورت کی آواز بنا کر) واہ اور سنو ہم کا کچھ بار ن ہین انکا گرمی لاگت ہو پنکھا ڈلاؤ۔ ڈلاے چکی تمھرے ہاتھ ناہین ہین۔

لالہ۔ للا کی مہارو۔ وہ۔ توبہ توبہ۔ مہتاری مہتاری تم سبھے دغمزے) بچل کرت ہو

مدا اب ذرا ذرا دن بدن کالی پڑت جات ہو۔
امام الدین۔ (آہستہ سے) خداوند یہ سب سے بڑھ گئے۔
نواب۔ اُف۔ یار مارے ہنسی کے برا حال ہی۔ بھئی سیٹھ جی کو تو بلاؤ۔ کل سے ملاقات نہین ہوئی۔
خدمتگار۔ سرکار وہ گانون گئے ہین کل آئینگے۔
میر گلباز۔ حضور اسوقت یہان سب نے شراب پی ہی۔
نواب۔ این! یک نشد دو شد۔
امام الدین۔ من چہ نشہ ام برادر فلان من بسیار نشہ ست۔
میر گلباز۔ خداوند۔ غل نہ مچنے پائے۔ ہلڑ نہو۔ (بہت آہستہ سے) قسم قرآن کی یہان سب پیے ہوے ہین۔
نواب۔ سچ کہو۔ تم پیے ہوے ہوگے۔ ہم نے تو نہین پی دی۔
میر گلباز۔ (آگے کھسک کر) خداوند حضور نے بھی پی ہی۔
نواب۔ اجی خدا خدا کرو۔
میر گلباز۔ (اور آگے بڑھکر) قسم قرآن کی آپ نے برانڈی پی ہی۔
نواب۔ واسطے خدا کے جھوٹی قسم تو نہ کھاؤ۔
میر گلباز۔ (اور کھسک کر) حضور کے قدمون کی قسم مین نے اور آپ نے اور ان دونون نے اور تہور نے۔ نہین تہور نے نہین۔ سب نے پی ہی۔ اور یہ دیکھ لیجیے نہ بوتل ہی سامنے رکھی ہی۔
نواب۔ واہ یہ تو سرکے کی بوتل ہی جی۔
میر گلباز۔ (اور آگے کھسک کر) اچھا سونگھیے (بوتل اٹھاکر) سونگھیے حضور۔
نواب۔ اب خدا کے لیے بہت آگے تو نہ کھسکتے آیئے۔ تمکو بھی نشہ چڑھ گیا۔
میر گلباز۔ (پیچھے ہٹکر) کیا طاقت خداوند۔ غلام نشے وشے مین نہین ہی۔
امام الدین۔ مرد خدا یہ حرکت نشے ہی کی ہی یا کچھ اور کہ آگے کھسکتے کھسکتے کلے تک

پہونچے اور بار بار کہتے جاتے ہو کہ یہان اسوقت سب پیے ہین کون نہین جانتا کہ سب پیے ہین۔ مگر اتنا ہوش ہی حضور کہ تہور نے نہین پی یہی غنیمت ہی۔ میان گلباز کا لمبران دو نون سے کم ہے پہ تو بالکل مدہوش ہین۔

نواب۔ واللہ مجھے رہ رہ کے ہنسی آتی ہی کہ تڑ سے ایک چانٹا جمایا کہ نواب کے ہان بلایا تھا وہان کیون نہ آیا یہان کیون آیا۔ اُف۔ اچھا لطیفہ ہوا اپنے حساب سنو لیا ساقن کے ہان موجین لے رہے تھے۔

امام الدین۔ جی ہان اور لالہ کی باتین بھی یاد رکھنے کے قابل ہین۔

تہور۔ (دروازے کے پاس آن کر) حضور ذری آہستہ آہستہ باتین کیجیے۔ ظہورن دو تین دفعہ آچکی ہی۔

نواب۔ مجھے ٹوہ لینے آتی ہی۔ صلاح ہو تو ذری گھر ہو آؤن۔

امام الدین۔ نا صاحب۔ کہین ایسا غضب بھی نہ کیجیے گا مغا چھوٹی بیگم صاحب بھاپ لین گی۔ مانا کہ حضور نشے مین نہین ہین۔ مگر اس کمبخت برانڈی کی خوشبو گل کی طرح مہکتی ہی۔

نواب۔ ہمین نہین معلوم ہوتی۔

امام الدین۔ بس کہئی نہ اب ہمین اور آپ کو کیا معلوم ہوگی۔ کوئی باہر والا آئے تو اُسے برابر لپٹین آئین۔

نواب۔ اچھا تہور سے کہو کہ چھوٹے حضور گلوریان مانگتے ہین ڈیوڑھی پر کہہ دے کہ اندر سے گلوریان بنکر آئین۔ جس مین اُنھین یہ خیال نہو کہ کہین گئے ہین۔

امام الدین۔ بہت خوب۔ مگر نئی بات ہوگی۔ حضور سوچ لین ذرا ایسا نہ ہو خواہ مخواہ شک گذرے۔ ہی کہ نہین۔ کیونکہ آج تک حضور گلوریان کبھی گھر سے نکلے آئین نہین پس خواہ مخواہ شک ہو گا کہ کیون منگوائین اور خداوند ہزار بات کی ایک بات یہ ہے کہ چور کی داڑھی مین تنکا اسوقت بادۂ گلگون کا شغل نہوتا تو یہ خیال کبھی نہ جاتا مگر وہی چور کی داڑھی مین تنکا اسوقت جانے دیجیے۔

لالہ حسین بخش۔ (چونک کر) ارے کوؤ ہو تنک للاّ کی مہرارو کا پچھے دیو۔
امام الدین۔ للاّ کا ابھی بیاہ تو ہوا ہی نہین مہرارو کہان سے آئی۔
لالہ۔ مہرارو ناہین ارے ہمری مہرارو قبیلہ للاّ کی مہتاری کا کہت ہو۔
امام الدین مسکرائے اور نواب صاحب نے بے اختیار کئی بار قہقہہ لگایا۔

روشن علی۔ ؂
بہار گائیو مضطرب جہان گلستان ہو
پیالہ دیجیو ساقی کہ جوش باران ہو

نواب۔ سوجھنے لگی دور کی۔

روشن علی۔ ؂	لپٹ لپٹ کے مزے خوب بادہ کش لوٹین کہ شاخ تاک لپٹنے مین عشق پیچان ہو	

امام الدین۔ اسوقت تو میان روشن علی ہوش کی سی باتین کر رہے ہین۔

روشن علی۔ ؂	بجاے بادہ ٹپکتی ہو تاک سے مستی پیالہ دیجیو ساقی کہ دور مستان ہو	

نواب۔ کہو اب ہوش آیا۔ یا ابھی سنو لیا ساقن ہی کی دکان پر دم لگا رہے ہو۔
امام الدین۔ اب ساقن کو چھوڑا ساقی کی طرف چلے۔

روشن علی۔ ؂	بے زبان کہتا ہو کوئی کوئی بیہوش مجھے باتین سنواتے ہین کیا کیا لب خاموش مجھے	

میر گلباز۔ حضور سب کباب کے شراب کا مزہ نہین۔
نواب۔ اتنی دیر مین ایک ہی بات تو ہوش کی کہی تمنے۔
امام الدین۔ لاحول ولا قوۃ مجھے بھی کچھ خیال نہ رہا واقعی کباب کے بغیر لطف نہین۔
نواب۔ غلام دستگیر سے کہو کہ باورچی کو بلائے۔
امام الدین۔ بہت خوب حضور (دروازہ دیکھکر) تنور۔ غلام دستگیر سے کہو کہ باورچی سے جاکر کہے کہ حضور یاد فرماتے ہین ابھی حاضر ہو۔
تنور۔ غلام دستگیر کو تو مین نے ٹہلا دیا اور اسوقت باورچی کو یہان نہ بلوایئے

جو کہیے حکم دیا جائے۔

امام الدین۔ (پیٹھ ٹھونک کر) شاباش کیا بات کہی ہو اچھا تم بس اتنا کہدو کہ کوئی سیر بھر قیمہ منگوا کر دو طرح کے کباب پکائے۔ مگر جلد ہتھیلی پر سرسون جمائے۔ لیکن استاد اچھے ہون۔ یا کہو تو نواب صاحب سے حکم دلوا دون۔

تہور۔ حضور آپ تو اول لمبر کے مصاحب ہین۔ ابھی ابھی تو جا کے کھڑے کھڑے آتا ہون۔ اسی دم پکوائے لاتا ہون۔ یہ کیا بات۔ جیسا آپ کا حکم ویسا چھوٹے حضور کا حکم۔

امام الدین۔ ارے میان ہم تم دونون اسی سرکار کا نمک کھاتے ہین۔

تہور۔ مین ابھی پکوائے لاتا ہون۔ مگر شیخ جی کسی وقت حضور کی چوری سے ہمین بھی ایک چلو پلوا دیجیے گا۔

امام الدین۔ (بہت خوش ہوکر) اوہ یہ کہیے۔ اچھا تمکو بھی دینگے مجھے تو تم سے خوف تھا کہ مبادا پردہ فاش کردو اب تسکین ہوئی۔ نئے کباب تو پکوا لاؤ جھٹ پٹ۔

تہور۔ (باورچی خانے مین جاکر) آج تمھارا امتحان ہے۔ اسی وقت دم کے دم مین سیر بھر قیمہ خوب باریک کٹا ہوا منگواؤ اور دو طرح کے کباب پکاؤ۔

باورچی۔ اچھا! کون مانگتا کون ہے۔

تہور۔ چھوٹے حضور کا حکم ہے۔ لیکن یار جلدی کرو اب دیر نہ لگاؤ نہین تو خفا ہونگے بڑی تاکید کی ہے۔

باورچی۔ اچھا ابھی بھیجے دیتا ہون ایک کنکڑی ڈال کے کوٹ دیگا۔

غلام دستگیر۔ ہم بتائین۔ حاجی صاحب کے ہان پڑوس مین آج کئی من سالن لگا ہے کئی بکرے حلال ہوئے ہین جا کے دو طرح کے کباب آدھ آدھ سیر انکے ہان سے لے آؤ انکا باورچی تو تمھارا بھائی بنا ہے وہ نہین ضرورت کے وقت چپکے سے دیا تھا ہان صاحب حاجی کو نہ معلوم ہونے پائے۔

باورچی - خوب سوچے - اچھا جاتا ہون -

باورچی جاکر حاجی صاحب کے باورچی سے جو اسکا بھانجا تھا آدھ سیر گرما گرم شامی کباب نہایت خوب پکے ہوے اور کسی قدر دو پیازہ لے آیا اور تھوڑی دیر کے بعد میان تہور خدمتگار کو دے آیا۔

باورچی - لوے آیا اب انعام دلواؤ داروغہ جی -

تہور - داروغہ امام الدین خان ہین ہم تو خدمت دار ہین اچھا تو جاؤ انام (انعام) دلوا ئینگے -

باورچی - جیتے رہو - مین نے دو پیازہ چکھا تھا - بھئی واللہ خوب پکا ہے۔

تہور - (دروازے کے پاس جاکر) کباب لایا ہون -

نواب - اَیْن اتنی جلد - سچ مچ ہتھیلی پر سرسون ہی جما لائے -

امام الدین - لاؤ - اخاہ - یہ تو کئی چیزین ہین بھئی - واہ میان واہ اسوقت انعام کا کام کیا -

نواب - تہور کو دو روپے اور باورچی کو چار روپے دیے جائین -

تہور - خدا حضور کو سلامت رکھے -

امام الدین - غنیمت جانو اس سرکار کو بے مانگے انعام ملتا ہے حق تعالے حضور کو قیامت تک شاد و بامراد رکھے کیا دم ہے خدا کی قسم الٰہی ایسی ہی توفیق خیر رئیسون کو عطا فرمائے -

میر گلباز اور امام الدین خان اور تہور تینون نے ملکر نواب گردون مدار جم اقتدار کو دعائین دین - نواب نے ہاتھ بڑھایا اور ایک کباب کھایا - میر گلباز نے بھی خوب سے تیتے لگائے اور امام الدین خان نے بھی کئی کباب کھائے -

امام الدین - حضور بے دور کے اسکا لطف نہین حکم ہو تو گلاس مین تھوڑی سی دون -

نواب - بھئی ہے تو ایسا ہی مگر کہین مین بھی ان دونون کی طرح بیہوش

نہو جاؤن۔

میر گلباز۔ نہین خداوند ایک گلاس کچھ بہت بھوڑا ہی ہی۔

نواب۔ اچھا پہلے آدھا گلاس دو۔

امام الدین۔ بہت خوب یون ہی سہی۔

امام الدین نے ایا پانا کا آدھا گلاس اپنے آقاے نامدار کو دیا اور لمونیڈ کی پوری بوتل اُس مین آنڈیل دی۔ اور لمن سرپ کے کوئی تیس چالیس قطرے ملاکر ایک بہت بڑا ٹکڑا برف کا ڈال دیا۔

امام الدین۔ لے حضور اب نوش جان فرمائین۔

نواب۔ کیون میر صاحب اجازت ہی۔

میر گلباز۔ بسم اللہ۔ بسم اللہ۔

نواب۔ (چسکی لگاکر) آج تک جو ہمکو یہ معلوم بھی ہوکہ شراب اس قدر شیرین ہوتی ہے۔ ؎

عارفان راہمہ در شرب مدام اندازد		ساقی ار بادہ ازین دست بجام اندازد
کہ خورد بادہ ات وسنگ بجام اندازد		بادہ با محتسب شہر ننوشی حافظ

امام الدین۔ (برانڈی کا پورا گلاس پی کر) ؎

باد بہاری وزد بادۂ خوشگوار کو		گلبن عیش می دمد ساقی گلعذار کو

لالہ۔ (آنکھین کھولکر) یہ کون گاتا تھا واہ کیا اچھی ٹھمری ہی۔ آو ہو ہو ہو۔

امام الدین۔ ٹھمری کی ایک ہی کہی مانتا ہون۔

روشن علی۔ (اُٹھکر) ذرا باہر جائینگے ہم۔ ابھی جاتا ہون خداوندا اور ابھی آتا ہون خداوندا۔

نواب۔ معاذ اللہ ارے میان خداوند کہو خداوندا نہ کہو۔

روشن علی۔ (بیٹھکر) ؎

ستیشے مین می ہی مین نشہ مین نشے مین ہون		یارو خطا معاف کرو مین نشے مین ہون

بھنگ بینا گنڈھی گندی تیرا ڈیرا کہاں (چٹکی بجاکر) ارے بھنگ بینا گنڈی گنڈی تیرا ڈیرا
کہاں ہے (تالیاں بجاکر) گوریا نے مارا برہ بان گوریا نے مارا برہ بان -

لالہ - او ہو ہو ہو ہو ہو

روشن علی - سنو لیا ذری ایک تان تو لگاؤ دمون کی خیر دمون کی خیر -

میر گلباز - (آہستہ سے) پیر و مرشد غلام ناک ناک بہتا ہے قسم خدا نے شریف کی یہ اسوقت عجب ہوی ہے

نواب نے زور سے قہقہہ لگایا - اور امام الدین بھی خوب ہی ہنسے -

نواب - خدا سے شریف یہ جملہ سنا آپ نے -

امام الدین - جی ہان خداوند اور واللہ کس مزے سے آپ فرماتے ہین کہ یہ اسوقت بہے ہوے ہے - گویا کسی کو معلوم ہی نہین اور کان مین کہتے ہین چپکے سے جس مین کوئی سن نہ لے واللہ عجب دل لگی ہے (کباب کھاکر) حضور دو پیازہ تو نوش فرمائین - میر صاحب آپ نے تو ہاتھ ہی کھینچ لیا مگر واسطے خدا کے چپکے سے کھائیے گا - ہان ایسا نہو کہ دلی یا بدخشان مین کوئی سن پائے تو پھر غضب ہی ہو جائے -

نواب - (مسکراکر) ہے تو معاملے کی بات - مگر یار بہت آہستہ آہستہ کہا ؤ -

امام الدین - اُف - واللہ پھڑکا دیا -

میر گلباز - (آہستہ سے) خوب سپکے ہین - حضور ہاتھ کاٹ ڈالے بادیجی کے -

نواب - لیکن اسقول یا تعریف کرنے پر آئے تو ہاتھ ہی کاٹ ڈالے بیچارے کے -

امام الدین - میر گلباز نے اسوقت وہ چوٹ کی بات کہی کہ جی چاہتا ہے انکی زبان کاٹ ڈالون -

نواب - سبحان اللہ - واللہ اچھا جواب ترکی بہ ترکی فرمایا -

تہور - (دروازے کے پاس آکر) شیخ جی - حضور ایک بھدری آیا ہے کہتا ہے چھوٹے نواب کے سالے نے رحیم آباد سے حضور کے پاس بھیجا ہے کیا حکم ہوتا ہے بھیجون یا کہون کل آؤ -

امام الدین - خداوند نے دیکھیے دو گھڑی دل لگی ہو گی - دیکھئے تو کیسے اینڈتے

بنیڈے سوال کرتا ہون کہ پوتھی دو تھی بغل مین دبا کے بھاگتے ہی بن پڑے۔ گر باہر ٹھہایئے بچ کے اُدھر۔

بھڈری۔ سلام ہجور سلام ہجور۔

امام الدین۔ بندگی بڑے بھائی۔

لالہ حسین بخش۔ (کروٹ بدلکر) تیرے بھائی کو آگ لگائی کھو للا کی مہتاری بھی آئی یا نہین آئی۔

نواب۔ امام الدین۔ اپ کی غل مچائے نہ تو پیٹ چلو۔

امام الدین۔ حضور اس بھڈری کی طرف مخاطب ہون اُسکو کہنے دیجیے۔

نواب۔ (امام الدین خان کے کان مین) اس سے پوچھو کہ ظہورن سے جو ہمنے کہا ہے اسکا وہ کیا جواب دیگی۔

امام الدین۔ (مسکراکر) واہ حضور ہم سے تو ذکر بھی نہ کیا آپ نے۔ یہ اندر ہی اندر ہنڈیا پک رہی ہے۔

نواب۔ تم سے کہا تو تھا کہ ایک معاملے مین ہیر دی کرنی پڑیگی۔

امام الدین۔ یاد آیا۔ یہ کہیے۔ ہاں تو اچھا ہو حضور۔

نواب۔ نکاح ہو تو لطف ہے۔ اچھا مہراج سے پوچھو تو۔

امام الدین۔ مہراج بتاؤ حضور۔ دریافت کرتے ہین کہ ہمارا مطلب کب حاصل ہوگا۔

بھڈری۔ (تھوڑی دیر پوتھی کے ورق اُلٹ کر اور جھوٹ موٹ کچھ بڑبڑا کر) پرمیشر چاہی تو آج کے آٹھوین دن چاندی سے بھیٹ ہو۔ یہی حکم آوت ہے جاہے لکھ رکھو۔

نواب۔ واہی ساہی۔ سوال دیگر جواب دیگر۔ کہین کھیت کی سنین کھلیان کی۔

امام الدین۔ حضور وہ جواب دیا ہے کہ واہ جی واہ۔

نواب۔ اجی جاؤ بھی چاندی سونے سے ہمارے سوال کو کیا تعلق ہے بھلا۔ فرمایئے۔

امام الدین۔ خداوند چاندی کو فارسی مین سیم کہتے ہین کہ نہین۔ اور طہورن سیم بدن ہے۔ یا نہین کہیے ہان۔ پھر بتا تو دیا بیچارے نے کہ آٹھوین دن سیم بدن ملے۔ اب اور کیا صاف صاف چاہتے ہین حضور۔

نواب۔ واہ واہ۔ شاباش امام الدین شاباش۔ واللہ تم تو چھپے رستم نکلے۔

میر گلباز۔ (بہت ہی چپکے سے) غل یہان بہت مچتا ہی۔ مگر ہم کہے دیتے ہین کہ سب کے سب پیے ہین۔

امام الدین۔ حضور یہ قاعدہ ہی کہ جو دُھن سمائی وہ سمائی۔ بس انکو یہی دھن ہے کہ سب پیے ہین۔ پوچھیے انکار کون کرتا ہی۔ مگر پوچھیے کس سے دس پانچ منٹ کے بعد ایک بانگ ضرور لگا دینگے کہ حضور سب کے سب پیے ہوے ہین اسکا علاج کیا ہی۔ مگر شکر ہے کہ ہُلّڑ نہین مچاتے۔ یہ اچھی سوجھی کہ آہستہ آہستہ بولو۔ یہان تک غنیمت ہی۔

میر گلباز۔ تو کیا مین جھوٹ کہتا ہون کچھ سنتے ہین سب نہین ہین بہتے ہو کچھ کچھ۔

امام الدین اور بڑے حضور اور حسین بخش اور روشن علی اور تہور۔ نہین نہین تہور نہین۔ سب نے پی ہی۔

نواب۔ بڑے حضور نے بھی پی ہی۔

میر گلباز۔ ہمین نہین معلوم کہ دیا سمجھا دیا کہ ذرا غل نہ مچاؤ۔ مانتے ہی نہین بڑے حضور نے کیا نہین پی ہی۔

امام الدین۔ مرد خدا بڑے حضور تو مخلص امین ہین۔

میر گلباز۔ بڑے حضور کا کون ذکر کرتا ہی جی۔ چھوٹے حضور کو کہتا ہون مگر ہین نشے مین نہین ہون۔

نواب۔ ہرگز نہین کہتا کون ہی کہ آپ نشے مین ہین کیا طاقت۔

تہور نے بھڈری کو چپکے سے رخصت کر دیا۔ بھڈری پھاٹک تک بھی نہین

پہونچنے پایا کہ ایک گاڑی گھڑگھڑاتی ہوئی داخل ہوئی تہور کا رنگ فق ہوگیا کہ خدا خیر کرے ایک مصیبت کو ٹالا۔ تو دوسری سے مقابلہ ہوا۔ گاڑی پر سے ایک سبز پوش اترا اور تہور سے آنکر پوچھا کہ نواب صاحب ہین ہون تو کہدو میرزا محمد آغا صاحب تشریف لائے ہین۔

تہور۔ نواب صاحب تو کوئی آٹھ بجے سے سوار ہوگئے ہین۔ ابھی تک آئے نہین۔

سبز پوش۔ تو آتے ہوئے پھر۔ آخر کھانا کھانے تو گئے ہی نہونگے کچھ۔

تہور۔ کھانا تو کھا گئے ہین۔ اب وہ کوئی چار بجے آئینگے۔

سبز پوش۔ اللہ اللہ۔ تو ہم جاتے ہین کہدینا کہ محمد آغا صاحب تشریف لائے تھے۔

تہور۔ (سلام کرکے) بہت خوب۔ اطلاع کر دونگا۔

گاڑی واپس روانہ ہوئی۔ نواب اور امام الدین دروازے کے پاس کھڑے ہوکر تہور اور سبز پوش کی گفتگو سنتے تھے۔ کانپ رہے تھے کہ ایسا نہو کہین کمرے مین چلے آئین۔ تو قلعی کھل جائے اور شہر بھر مین نکو بنین کہ کل تک تو مولویت کی لیتے تھے۔ آج بادہ گسار ہوگئے۔ امام الدین الگ دعا مانگ رہے تھے کہ یا خدا اس بلا کو دور کر۔ کہان سے کمبخت مرے سے ہماری جان کے دشمن اسوقت دھوپ مین آئے۔ بارے بخیر گذشت تہور خدمتگار تو ایک ہی خرانٹ تھا وہ بھرے دیے کہ گاڑی واپس ہی کرادی۔ ورنہ نواب صاحب کی عزت خاک مین مل جاتی۔

نواب۔ تہور آج تمنے عزت رکھ لی۔

امام الدین۔ واللہ بڑا کام کیا۔ خدا کی قسم کارنمایان کیا۔ خداوند خدام باادب انھین کو تو کہتے ہین۔ تجربہ کار آدمی۔ اسوقت تو ایسی بات بنائی کہ جی خوش ہوگیا۔

تہور۔ ای حضور مین تو ہکا بکا ہوگیا تھا کہ اب کرون تو کیا کرون بڑی

مشکل پڑگئی تھی۔ بارے اللہ نے بچا دیا۔ وہ جو آپ سے بات کرتے تو معلوم ہو جاتا کہ ہانڈی
پیے ہوئے ہین اللہ نے عزت رکھ لی۔
روشن علی۔ ارمیان یارو ایک آدھ کباب تو کھلواؤ سکتے رو کھے پھیکے لوگ ہو۔ شراب
پلائی اور کباب ندارد۔
میر گلباز۔ ارے چپ اُدھر مچاتا ہو۔ جس مین زمانہ بھر تاڑ جاے۔ لاحول ولاقوۃ
ای لاحول۔
امام الدین۔ تم اپنی تو کہو میر صاحب۔ اب کچھ سرور کم ہوا کہ نہین۔
میر گلباز۔ آہستہ آہستہ پوچھو تو جواب دون گلا پھاڑ پھاڑ کے مت چیخو۔
امام الدین۔ اچھا روشن علی کو ایک کباب تو دو۔
روشن علی۔ (ڈُھلکر) حضور اسوقت اتنا نشہ ہو کہ گرا پڑتا ہون۔
امام الدین۔ انکھڑیان بھی تو لال لال ہین جیسے خون کبوتر۔
نواب۔ اب یہ بتاؤ کہ بیہوش تو نہین ہو آپے مین ہو۔ یا نہین۔
روشن علی۔ حضور اب ہوش ذرا ذرا آتا جاتا ہے حکم ہو تو ایک
کباب غلام بھی کھائے۔
نواب۔ سینے۔ حکم کی کیا ضرورت ہو۔ کھاؤ میان۔
روشن علی۔ (کباب کھاکر) خداوند آپ تو ہم پیالہ و ہم نوالہ ہوے۔ بیہوشی مین
بھی ایک بات یاد رہی۔ پوچھیے وہ کیا تو کہ چلون حضور اسکی بڑھیا ڈھڈھو البتہ قتل
کر ڈالنے کے قابل ہو اور وہ تو خود قاتل ہو۔
امام الدین۔ کیا! این۔ کیا خوب اور تس پر اپنے نزدیک ہوش کی باتین
کرتے ہین۔ خیر!
نواب۔ یہ تم نے کیا۔ اچھی بے تکی سنائی بڑھیا کون اور ڈھڈھو کون
تم ہو کہان۔
امام الدین۔ یہ؟ یہ سنو لیا ساقن کی دکان پر دم لگا رہے ہین۔

روشن علی - اسکے کیا معنی - سنو بیا کا یہان کیا ذکر تھا -

امام الدین - تمھین کچھ ہوش بھی ہی -

نواب - کرم علی کو تمنے چانٹا دیا تھا - یاد ہی -

روشن علی - نہین حضور -

نواب - اُس سے تمنے کہا کہ ابے ہمنے تو نواب کے ہان بلایا تھا تو یہان کیے کرتے آیا - بس اسی پر اُس بیچارے کو ایک چانٹا آپ دے بیٹھے اور بے وجہ اور بے قصور - تم اسوقت ہوا کے گھوڑون پر سوار تھے سنتے کسکی تھے

روشن علی - لعنت بکار شیطان -

امام الدین واللہ مارے ہنسی کے بُرا حال تھا - گھڑی گھڑی اُس سے کہین کہ بولا تھا نواب کے مکان پر جاؤ - تم سور یہان کسواسطے آیا - یہان تم آیا کیون اسپر نواب صاحب نے پوچھا کہ تم اسوقت ہو کہان آپ نے فرمایا ہین کہان سنو لیا ساقن کی دکان پر دم لگا رہے ہین -

روشن علی - لاحول ولا قوۃ - حضور کے سامنے آج کمال خفیف ہوا -

نواب - اجی تمنے ہمکو کب چھوڑا - ہمکو بھی صلوا تین سنائین -

امام الدین - ہوش مین تو تھے نہین جو زبان پر آیا بک دیا -

روشن علی - (نواب کے قدمون پر ٹوپی رکھکر) خداوند قصور معاف ہو غلام سے بیجا حرکتین ہوئین -

نواب - (ٹوپی اُٹھاکر) اجی نہین اسکا کسکو خیال ہی - وہ وقت ہی اور تھا -

روشن علی - نہین حضور زبان مبارک سے فرماوین کہ ہمنے معاف کیا تو میری تسلی ہو -

نواب - اچھا ہمنے معاف کر دیا -

روشن علی - (استادہ ہو کر تین بار سلام کیا) جان مین جان آئی حضور -

امام الدین - حضور تو اُسوقت ہنس رہے تھے -

نواب - ہان جی ہمین جو ذرا بھی ملال ہوا ہو تو قسم لو-
روشن علی - حضور رئیسون کو ایسا ہی لازم ہی-
امام الدین - تم رنج کیون کرتے ہو اتنا - ارے بھئی تم کچھ جان بوجھ کے تھوڑا ہی کہتے تھے-
روشن علی - اسوقت عرق انفعال کے سیکڑون گھڑے ہمپر پڑ گئے - توبہ توبہ لاحول ولا قوة-

اتنے مین لالہ حسین بخش صاحب کلبلا کر اُٹھے اور چلے تو دروازے کے دو شیشے چکنا چور کر ڈالے - امام الدین نے اُٹھکر ٹکڑے اُٹھائے اور حسین بخش کو ایک ڈانٹ بتائی کہ نامعقول کیا رسوا ے دہر کریگا سب کو - بیٹھ یہان کونے مین مارے شیشے توڑ کے دھر دیے ایسے جامے سے گذر جاتے ہو - آپے ہی مین نہین رہے اپنے - حسین بخش لڑکھڑا کر پلنگ پر گرے تو برانڈی کی بوتل لڑھک گئی - فرش سب شرابور - میر گلباز اور روشن علی نے ملکر اُٹھایا - امام الدین نے ہاتھ مین ہاتھ دیا اور کمرے کے ایک کونے مین لیجا کر لٹایا-
نواب - یہ تو بہت بے کیف ہین - انکا کچھ علاج کرنا چاہیے-
امام الدین - نہین دیکھیے ہم ایک علاج کرتے ہین - ابھی ابھی زمین و آسمان کا فرق ہو جائے-

یہ کہکر امام الدین خان نے سوڈا کی ایک بوتل کھولی اور لالہ حسین بخش کے سر اور دماغ پر خوب زور سے بوتل کو اونچا کر کے تڑتڑا دیا - اس کے بعد سوڈا کی دوسری بوتل کھولی اور لالہ صاحب کو پلا دی - تھوڑی دیر مین پھر ایک بوتل پانی سر پر ڈالا کوئی آٹھ منٹ مین لالہ نے آنکھ کھولی اور کہا کہ سر مین انتہا سے زیادہ درد ہی - آنکھین نکلی پڑتی ہین اور پیاس کی کمال شدت ہی امام الدین نے اُسی وقت سوڈا کی ایک بوتل پھر کھولی اور برف ملا کر لالہ حسین بخش کو دی - اُنھون نے ٹھنڈا ٹھنڈا سوڈا جو پیا تو کسی قدر تسکین ہوئی - اور جان مین جان آئی - نواب صاحب نے پوچھا کہ اب

کچھ تسکین ہو آہستہ سے بولے کہ جی ہان کچھ کچھ تسکین معلوم ہوتی چلی - پیاس کی اب وہ شدت نہین ہو آج ہم بڑے بڑے پھنسے -

امام الدین - اجی اک دو گھڑی مین خاصے بھلے چنگے ہو جاؤ گے - گھبراؤ نہین -

میر گلباز - انھون نے تو ایسی کچھ پی بھی نہین تھی مگر اتفاق -

امام الدین - نہین پی تو خوب - مگر برانڈی کے ساتھ سوڈا ملا یا نہ لوبینڈ تو وجہ کیا ؟ عمر بھر ٹھرا پیا کیے - انکو برانڈی اور سوڈا سے کیا سروکار - خالی برانڈی پی اور پی کثرت کے ساتھ دماغ پر گرمی چڑھ گئی بس لگے تنکے چننے یہی تو اس مین خرابی ہو - جب پیے ترکیب کے ساتھ -

نواب - تم بھی واللہ اسکے نقاد ہو - ہمیشہ کیل کانٹے سے درست رہتے ہو -

امام الدین - اے خداوند کیا جانے کسوقت کیا افتاد پڑے -

نواب - ہماری تو راے یہ ہو کہ پیے اعتدال کے ساتھ -

میر گلباز - جی ہان اعتدال کو تو خدا نے عجب برکت بخشی ہو -

نواب - بس دائرۂ اعتدال سے قدم باہر نہ رکھا - اور گیا گذرا آپ بھی کسی قدر تجاوز کر گئے تھے -

میر گلباز - نہین حضور مین تو بیہوش نہ تھا -

نواب - ہان صاحب وہ ڈھڈھو والا فقرہ میان روشن علی نے بیان کیا -

روشن علی - وہی حضور جب آپنے ظہورن کا نام لیا تھا - بس سمجھ جائیے -

نواب - بڑے بدمعاش ہو - اور سب باتون کے لیے بیہوش تھے اسبات کے لیے ہوش آگیا -

روشن علی - (مسکرا کر) کبھی کبھی ہوش آجا تا تھا -

ظہور - (دروازے کے پاس سے) ذرا باتین کم کیجیے بڑے حضور باہر تشریف لائے ہین -

نواب - (دنگ ہو کر) ارے ! ابا جان آ گئے -

امام الدین۔ اُف۔ غضب ہوا۔
میر گلباز۔ حضور دروازے نہ کھولیے گا۔ ہرگز ہرگز۔ اتنا کہنا مانیے نہیں غضب ہی ہو جائیگا۔
تہور۔ اس طرف نہیں آتے اصطبل کی طرف تشریف لے گیے ہین۔ چھپے بیٹھے رہیے ہین بات بنا لونگا۔
نواب۔ سُن سے جان نکل گئی۔ اب آج سے توبہ کی کہ گھر پر ہرگز ہرگز نہ پینگے۔
امام الدین۔ حضور اسکا تو بس وہی لطف ہے کہ باغ ہین مینھ برس رہا ہو جھولا پڑا ہو۔ ساقی سیم ساق و آئینہ زانو اور مطرب صافی مذاق وغیرہ موجود اور دَور چل رہا ہو۔
روشن علی۔ اور کیا کمرے بند کرکے لطف مے نوشی نہیں۔
نواب۔ آج کسی پر افشاے راز نہو تو ایک دن باغ بھی چلیں۔
امام الدین۔ حضور افشاے راز کیونکر ہو سکتا ہے بھلا۔ کمرے مین آپ اور دروازہ بند اور تہور تعینات۔ پھر بھلا بھید کیونکر کھلیگا۔ بتائیے آپ مطمئن رہیں۔ ایسی احتیاط کی جاے کہ بات پھوٹنے نہ پائے۔ اور اب یہ لالہ حسین بخش اور روشن علی بھی ذرا ہی ذرا پایا کرینگے۔
نواب۔ بڑے حضور کیا کرتے ہین۔ ادھر آنے کا تو قصد نہیں ہے۔
تہور۔ کنکوے کے پیچ دیکھ رہے ہین۔
امام الدین۔ ہان! بڑے حضور کو پتنگ کا شوق بہت ہے۔
نواب۔ کُچھ ٹھکانا ہے۔ شوق سا شوق۔ جوانی مین اشرفی پیچ بد بد کے لڑائے ہین۔ مگر اب بجز یاد الٰہی دنیا و مافیہا سے واسطہ نہیں۔
روشن علی۔ ایسا ہی چاہیے۔
امام الدین۔ بڑھاپے مین ہم بھی توبہ کرینگے۔
نواب۔ واللہ بڑا احسان اللہ میان پر کیجیے گا۔ بڑھوتی وقت کی توبہ قبول نہیں ہوا کرتی

خدا سے بھی شرارت!!!

اب سنیے کہ میان گھسیٹے افتان وخیزان جھمن اور تراب علی کے ساتھ کوٹھی مین داخل ہوے۔ نواب سے خدمتگار نے عرض کیا حضور گھسیٹے آگئے۔ فرمایا جلدی بیان کرو کیا روبکاری ہوئی۔ اُسنے کہا خدا ذند دور وپے دے کے میان عذاب سے چھٹے تراب علی نے کہا حضور اسوقت تو شکیرے کا مشکیزہ ہو تو پی جاؤن۔ ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پلوا سیئے۔ مرمٹے آج۔

امام الدین خان بولے اجی پانی کیا پیوگے۔ بادہ گلگون پیو۔

تراب علی۔ آج تو خلاف معمول بوے خوش سے کمرہ بسا ہی۔

جھمن۔ لگا بیان نہین دیکھتے۔

نواب۔ رنگ ہی رنگ ہو بھئی واللہ۔ اور میان لطف زندگی بھی یہی ہے مرگئے کچھ بھی نہ تھا۔

ساقیا یان لگ رہا ہی چل چلاؤ	جب تلک بس چل سکے ساغر چلے
محفل ہی خور و نوش کی بیٹھے ہین گلعذار باد نسیم جھومتی آتی ہے بار بار	چھایا ہی ابر چار طرف سے ہے عجب بہار کوکو سے قمریون کی ہر اک دل ہی بیقرار
طاؤس رقص مین ہے عشرت پیے ہوے ہین بلبلین بھی شادگاون گو لیے ہوے	

تو پھر لاؤ امام الدین خان ہمکو بھی شریک کرو (نواب سے) کیا حضور عرصے سے اسکا شوق کرتے ہین۔

نواب۔ اجی توبہ۔ آج ہی تو بسم اللہ ہوئی۔

تراب علی۔ اعجاز ہی حضور اعجاز ہی۔ واللہ جو بات چیت یا چال ڈھال سے ذرا بھی معلوم ہوتا ہو کہ شراب پی ہی۔

جھمن۔ واللہ مین کہنے ہی کو تھا۔

امام الدین۔ اجی یہ کم ظرفون کا کام ہو کہ پی اور بازار مین داند مچانے لگے۔ حضور

عالی ظرف ہیں بوتل کی بوتل پلا دیجیے ذرا تو معلوم نہو۔

	ایسے کم ظرف نہیں ہیں جو بہکتے جائیں

تراب علی۔ مگر خداوند اکھڑیوں میں تو لال لال ڈورے آگئے۔

جھمن۔ ہاں واللہ میں کہتے ہی کو تھا۔

امام الدین۔ (برانڈی کا جام دیکر) بسم اللہ

تراب علی۔ خداوندا اجازت ہے۔

نواب۔ نوش جان۔ اور جھمن کو تو دو۔

جھمن۔ نہیں حضور مجھکو تو معاف ہی کیجیے۔ میں نے کبھی جام نہیں دیکھا۔

نواب۔ اجی تو مٹی کا جام ہی سہی۔ (مسکرا کر) یہ جام جہان نما تو دیکھو

جھمن۔ اعجاز۔ اعجاز۔ اعجاز۔ حضور اعجاز۔

تراب علی۔ خدا جانتا ہے کیا کہی ہے۔

امام الدین۔ اور برجستہ۔ آورد کا نام نہیں۔ سبحان اللہ۔

میر کلباز۔ اصل میں دیکھیے تو ہے بھی جام جہان نما ہی۔

تراب علی۔ (کئی بار چسکی لگا کر) ؎

دیکھتا تھا رات وہ گلگون قبا برسات کی		پی کے مے دستار لالہ کی اچھا لا چاہیے

پھر جھوم جھوم کر ؎

پینکنے کو دوڑتی جاتی ہے گھٹا برسات کی		سبزۂ مینا کا عالم دیدنی ہے آج کل

نواب۔ اور جھمن کو پلانا پھر بھول گئے۔

تراب علی۔ (اپنا گلاس دیکر) تو بیان تو حور اور شراب طہور کے پھیر میں پڑو ؎

وانجا سے ناب و شہد و شکر باشد		گویند بہشت و حور و کوثر باشد
نقد نہ ہزار نسیہ بہتر باشد		پر کن قدح باد و در دستم نہ

جھمن۔ نہیں اس خیال سے نہیں واللہ کوئی مذہبی خیال مانع نہیں ہے اسوقت۔

نواب۔ ہائیں بے ادب۔ ہمارا حکم نہیں مانتا۔

جھمن - پیر و مرشد معاف ہی کیجیے۔
نواب - پچھاڑ کے پلاؤ۔
گو میاں جھمن آدمی بد معاش اور اوباش پرلے سرے کے گرگے تھے مگر شراب سے طبیعت نفور تھی۔ سوچے کہ اگر اب بھی انکار کیا تو کھڑے نکالے جائینگے اور شراب پینے کو جی نہیں چاہتا۔ بُرے پھنسے۔ شرابیوں سے حجت کریں تو مفت میں پٹیں۔ روزگار الگ جائے کوئی ٹکے کو نہ پوچھے۔ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ تھوڑی دیر غور کرکے کہا کہ حضور کا حکم ہو تو باہر جاؤں بھی حاضر ہوتا ہوں۔
میر گلباز - واہ آپ چلے۔ حضور یہ گئے تو پھر نہ آئینگے۔
نواب - جانے دو۔ یا پییں۔ یا اُٹھ جائیں۔

یک کار ازین دو کار می باید کرد

جھمن - اسی دم حاضر ہوا۔ حضور کے قدم مبارک کی قسم۔
نواب - جائیے جائیے۔ وہ نہ آئیگا تو کیا ہو جائیگا۔ خود پچھتائے گا۔ یہاں کسی کا کیا جائیگا۔
میر گلباز - پیر و مرشد یہ سچ۔ مگر باہر جاکر بدنام کرنے کو تو بہت ہیں۔
جھمن - کیا تقریر چھانٹتے ہیں۔ کوئی جانے بڑے بقراط کی دم بنے ہیں۔
میر گلباز - ہاں! ہمارے محاورات اور طرز کلام پہ اعتراض ہے

بہت بھی پھونے لگے خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

جھمن - آپ دراصل ہیں۔
میر گلباز - (کھلکھلا کر ہنس پڑے) دراصل ہیں۔ کیوں صاحب دراصل ہیں حضور فی الحقیقت کے بیچ میں یہاں جھمن بھی اپنے وقت کے دوسرے خواجہ صاحب ہیں۔

نواب - پیو جی -
جھمن - لایئے - خداوندا رحم کیجیو - (ایک گھونٹ آیا پانا کا پی کر) آہو ہو ہو آنکھین کھل گیئن
وہ کباب چلھ جاؤن (کباب کھا کر) واہ واللہ کیا پکاتا ہے اور لطف یہ کہ مربا اور
حلوا سوہن اور سوہال تک اور حضور پکوان تک ایسا پکاتا ہے کہ ہندو کیا
پکا ئینگے - اور پلاؤ قورمے کا تو بادشاہ ہی - ہمہ دان ہی -
تراب علی - اچار اسکے ہاتھ کا کھایا ہی کبھی -
جھمن - اچار والے کا لونڈا ابھی بولا -
نواب - پیتے ہی چڑھ گئی -
تراب علی - اب سب کو رخصت کیجیے تو حال بیان کردن -
نواب - امام الدین خان تم تو ٹھہرو اور سب کو رخصت کرو -
اب کمرے مین نواب صاحب اور تراب علی اور امام الدین خان کے سوا
پرندہ پر نہین مار سکتا - میان تراب علی دوزانو ہو کر یون گپ اڑانے لگے -
تراب علی - خداوند یہان سے چلے تو گھسیٹے راہ مین کوئی سو بار سمجھایا ہوگا - نکدم کر دیا
خداوند تنتو تھمبو کر کے سمجھاتے سمجھاتے لے چلے جون تون کرکے کچہری پہونچے
تھنے میان مٹھو کو پڑھانا شروع کیا - کونسلی نے کہا کہ اگر جہالت
ہی خاصے) ہم سمجھا ئینگے تو بدنامی ہماری اس مین ہی - ہم تسکو جو بتاوین
وہ تم سکھاوو ہم پڑھ پڑھ کے آتے تھے اور انکو جتاتے تھے اور میان
توتے کی طرح گردن ہلا ہلا کر سنتے سب کچھ تھے - مگر دھیان جیڑ دہی
کی طرف تھا -
امام الدین - حضور نے خوب کیا کہ دو دن کی چھٹی دے دی جا کے
بیوی سے مل آئیگا -
تراب علی - اسے بس حضور سب سن سے اور اس کان سے سنتے اُس کان
سے اڑا دے جان عذاب مین کہ کیونکر سمجھاؤن - کبھی تو مین جھلا اٹھتا تھا

کبھی بھیّا بابا کر کے سمجھاتا تھا۔ خیر صاحب پکار ہوئی۔ صاحب اجلاس پر بیٹھے تو پھر تو حضور۔ بس کچھ نہ پوچھیے بس حضور۔

نواب۔ امام الدین خان یہ بھی لڑ بھکے۔ ایک لفظ کہینگے اور بیس بار بس حضور۔

امام الدین۔ اجی اب صاف صاف کہہ دو نا جھٹ پٹ۔

تراب علی۔ بس حضور۔

نواب۔ پھر وہی بس حضور۔

تراب علی۔ (چسکی لیکر) آپ تو کہنے نہین دیتے۔

نواب۔ اور سنیے اب ہمکو ڈپٹنے لگے آپ۔ خیر صاحب فرمایئے۔

تراب علی۔ بس پھر پہونچے اجلاس پر صاحب پوچھتے ہین باپ کا نام کہتا ہی خداوند میرے بال بچے بہت ہین۔ دو ننھے ننھے لڑکے ہین۔ اور کیا معلوم کیا کیا بکتے رہا۔ صاحب بھی بہت ہی ہنسے۔ اتنے مین کونسلی نے مجھے بُلایا اور کہا مقدمہ بلٹا جاتا ہی حضور مین سیدھا سادہ مسلمان مین سمجھا کہ کونسلی بہکاتا ہے مجھے جس مین کچھ اور دے نکلون۔ مین نے کہا واہ صاحب تو ہنس رہے ہین اور آپ کہتے ہین مقدمہ بلٹا جاتا ہے۔ اُنھون نے کہا۔ تم نہین سمجھتا یہ بات صاحب جس سے ناراض ہوتا ہے ہنس دیتا ہے۔ بس ہنسے اور مقدمہ گیا۔ رنگ بُرا ہے اب۔ دو چار باتین کان مین کہدین مین نے گھسیٹے کو ایک ترکیب سے اجلاس ہی پر سمجھا دیا۔ تب تو میان گھسیٹے لگے فراٹے اُڑانے پھر کیا تھا بنگئی بات۔ مگر واہ رے کونسلی دور ہی سے وہ وہ باتین بتائی ہین کہ واہ جی واہ۔

نواب۔ دور سے! کیا اجلاس پر تمھاری طرف سے جواب ہی نہین کی۔

تراب علی نے کہا اے خداوند بھلا ایسے ایسے خفیف مقدمون مین کہین ولایتی کونسلی اجلاس پر جایا کرتے ہین۔ حضور انکے بڑے دماغ ہین۔ ہزار دن کی آمدنی ہے ہزار دن کی۔ بڑے خرچ۔ وہ کیا کسی کو کچھ سمجھتے ہین۔

توبہ توبہ آخرش صاحب مجسٹریٹ نے دو روپے جرمانہ کر دیے میں نے کھن سے
پھینک دیے۔ اور حضور ایک محرر نے کئی بار دھمکایا کہ نواب صاحب کی گواہی
ضرور ہونی چاہیے۔ آپکے نام سمن جاری ہو۔

نواب صاحب نے کہا اُف غضب ہی ہو جاتا گو کم جرمانہ ہونا بھی ذلت
ہو۔ اب کونسلی کو شکرانہ بھی دینا ہوگا۔ کل جا کے دے آؤ۔

امام الدین خان سے تراب علی نے کہا کیون بھئی بس ایک ہی جام
پلا کر رہ جاؤ گے۔

کہینگے ساقی مدہوش سے آج ہی سرشار
کہ ایک جام کے امیدوار ہم بھی ہین

اسکے بعد جلسۂ طرب برخاست ہوا۔

دور ساتواں

یہودنوں کی پریشانی اور حضرت پولیس کی کارستانی
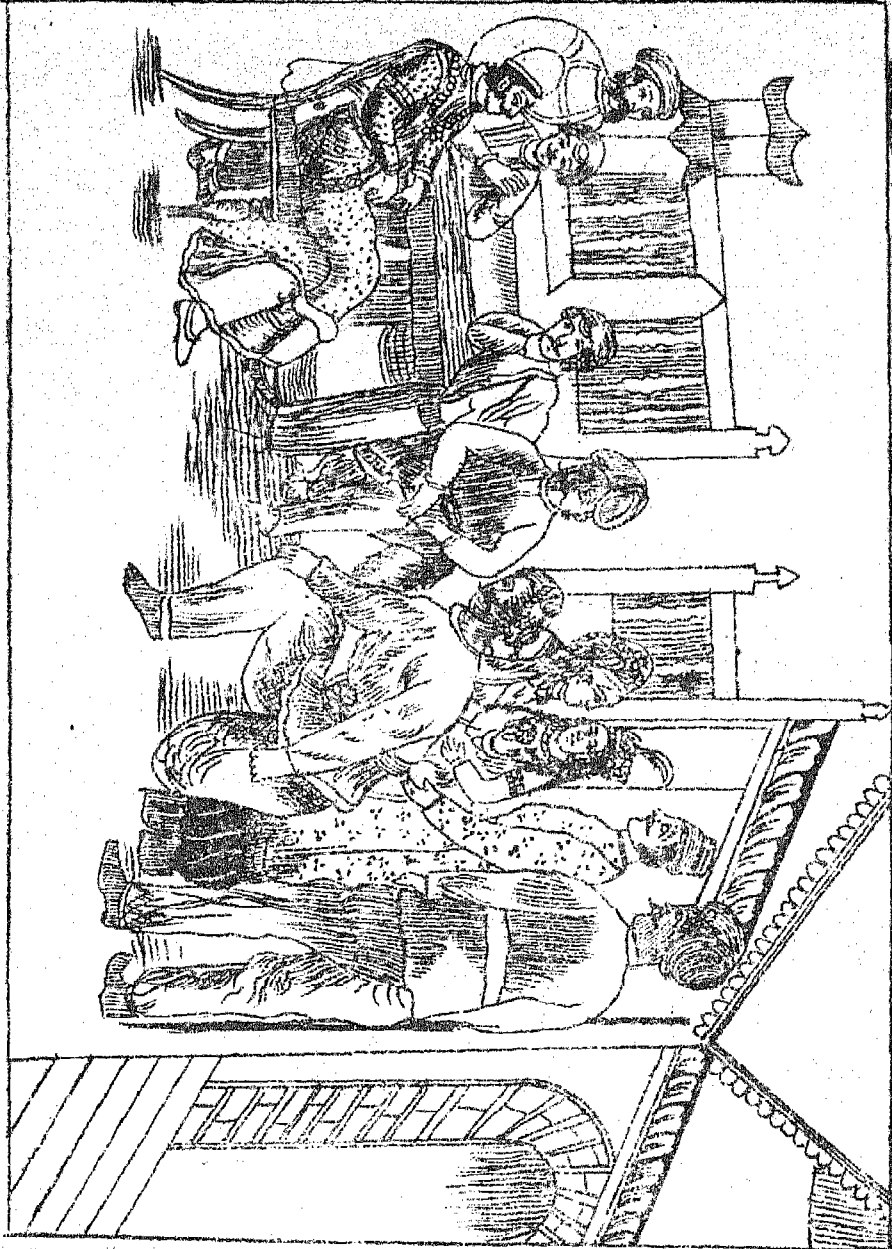
اُن مہوش لالہ رو سیم بدن عنبر مو یہودیون کے بھائی نے جو تیسی جیسرا اکرٹے کی جوڑی پائی تو سوچے کہ ذرا بازار مین چل کے انکوا ئین تو کتنے کی مالیت ہی۔ سیٹھ جی کی مشکی دو در کا بہ گھوڑی پر جو بلی شہر مین لے آئی تھین سوار ہوے کوئی بیٹی کو جہیز مین گھوڑا ہاتھی دیتا ہے۔ یہ یہون کی کمائی پر اتراتے پھرتے ہین گھوڑی پر سوار ہو کر گول دروازے کے پاس اُتر پڑے۔ چوک مین لالہ ہر سرن کی دکان پر جوڑی انکوائی۔ اُنھون نے آنک کر ایک ہزار روپیہ دام لگائے۔ اسکے بعد لالہ نیم داس کی دکان پر آئے۔ اُنھون نے جو کڑے کی جوڑی دیکھی تو بھانپ گئے کہ یہ لالہ ایشری داس کے ہان کی ہے۔ آدمی بھیجکر انکی کوٹھی کے منیب کو بلوایا۔ اُسنے جوڑی دیکھتے ہی کہا۔ یہ یہان کون لایا۔ یہودی نے کہا ہم لائے ہین۔ پوچھا تم یہ جوڑی کہان سے لائے کہا تکو اس سے کیا مطلب۔ منیب جی انکو پچھلی والی بارہ دری (یعنے کوتوالی) لے گئے۔ سب انسپکٹر سے رپٹ کی گئی کہ یہ چوری کا مال ہے۔ یہودی (سلیمان) کے حواس غائب ہوگئے۔ کہ یہ اچھی افتاد پڑی۔ دریافت کیا گیا کہ تم کون ہو نام کیا ہی۔ یہان کیا کرنے آئے ہو کہان فروکش ہو۔ کہا ہم یہودی ہین سلیمان ہمارا نام ہے۔ یہان امین آباد کے چوراہے پر برج مین ٹکے ہین سب انسپکٹر نوجوان آدمی اور خوش رو جوان۔ وردی اسپر بہت زیب دیتی تھی۔ تاڑ گیے کہ یہ اُنھین تتارِ عالم یہودیون کے زمرے کا کوئی ہی۔

منیب جی سے پوچھا لالہ یہ تمھین کیونکر معلوم ہوا کہ یہ کڑے کی جوڑی تمھارے ہی ہان کی ہی۔ اُسنے کہا حضور سنار موجود ہے جسنے بنائی اور کئی اور گواہ ہین۔ مینا کار موجود ہی۔ کندن ساز موجود ہی۔ پانچ چھ دن ہوے کہ چوری گئی تھی۔ پوچھا روزنامچے مین رپٹ لکھائی ہے۔ کہا ہان لکھا دی ہے سلیمان سے دریافت کیا تم نے یہ جوڑی کہان پائی۔ کس سے منوائی کس سے مول لی سب کے جواب مین اُسنے کہا صاحب ہمارا مال ہے۔ اب کیا یاد ہے کب

بنوائی تھی۔ اور ہمارے پاس ہزارون روپیہ کا زیور ہے۔ کچھ یہی کڑے کی جوڑی
تھوڑا ہی ہے۔ سب انسپکٹر نے اس سنار اور مینا کار اور کندن ساز کو بلوایا جس
جس کے نام نیب سے لیے تھے اُن سب نے آن کے جوڑی پہچانی اور کہا یہ ہمارے
ہاتھ کی بنائی ہوئی ہے۔ جب سلیمان نے دیکھا کہ اب مین پورا چور اور مجرم بنا جاتا
ہون۔ اور پولیس کے محرر نے کہا کہ حسب دفعہ ۴۱۱ تم چوری کے مال کی علت مین
ماخوذ ہوے۔ تو یہ اور بھی چکرایا۔ صاف کہہ دیا کہ یہ کڑے کی جوڑی ہماری بہنون
نے ہمکو دی ہے تھانہ دار نے حکم دیا کہ جا کے انکی بہنون کو امین آباد سے بلا لاؤ۔ اُن
پری تمثال بہودنون کا تو ایک زمانہ عاشق تھا۔ کانسٹبل کے پہونچنے کے پہلے
ہی ایک صاحب اُنکے ہان داخل ہوگئے اور کل معاملے سے مطلع کیا عورت
ذات اور نوعمر ناتجربہ کار اور پردیس کا واسطہ۔ بڑی ہی بدحواس ہوئین
اب جائین تو کہان جائین اور کرین تو کیا کرین۔ اُسنے کہا چلیے میرے ہان
چلیے۔ یہ سوچین کہ کیا معلوم یہ شخص صحیح ہے یا غلط۔ اور اگر صحیح بھی ہے تو اُس
اجنبی کے ساتھ کہین کیونکر جا سکتی ہین۔ کرایے کی ایک خالی گاڑی جا رہی
تھی فورًا آدمی سے کہا کہ روک لے۔ اور بدحواسی کے ساتھ اُتر پڑین انکے
اُترتے ہی بھیڑ لگ گئی۔ صدہا آدمی جمع ہوگئے۔ بیفکرے ٹکٹکی باندھے
کھڑے ہین۔ گاڑی تک جانے کو راستہ نہین ملتا۔ بہزار خرابی گاڑی تک
پہونچین۔ سوار ہوئین تو کوچبین نے پوچھا کہان چلیے گا۔ کس امیر کی قسمت
کھل گئی کہ چاند سورج کی جوڑی اسکے گھر جاتی ہے۔ یہ کوچبین کانا آدمی تھا
واحد العین۔ اور بڑا مسخرہ اور شریر۔ شیرین نے کہا نواب صاحب کی کوٹھی
پر چلو۔ تو وہ کہتا ہے۔ اسے اس بھولے پن کے صدقے۔ حضور یہ لکھنؤ شہر ہے
یہان گھر گھر نواب ہین۔ کسی کا نام تو لیجیے۔ نام انکو یاد نہین لیلی نے کہا اچھا
سیٹھ جی کے ہان چلو۔ وہ بولا اے حضور آپ تو پہیلیان بجھواتی ہین۔ کون سیٹھ
لُنڈھی مل کے ہان لیچلون۔ اسپر بیفکرون نے آوازہ کسا۔ واہ بیٹا واہ۔ جیتے رہو۔

کیا کھاؤگے ۔ ٹھنٹھی ل کے پاس لیجاؤ یا گڑ والون کی کوٹھی ۔ چہارم تمھاری کہین نہین گئی ۔ دوسرا بولا یہ گاڑی والا ہی یا لال کھان (خان) کتھا ۔ اتنے مین ایک جوان سا فقیر آگیا ۔ خدا سلامت رکھے میری بھولی بھالی مس بابا کو ۔ ان گورے گورے نازک نازک ہاتھون سے سائین کو آج دلوا دو ۔ بلا جٹ بلا جٹ ۔ ان پیارے پیارے گالون کی بچھا ور سائین کو بھی مل جاے آج ۔ اتنے مین ایک اور بے نکے ننگڑے بنے ہوے فقیر چنڈو خانے سے نکلے ۔ بھر دے بھر دے شاہ جی کی تو ہی بھر دے

رہین تا حشر زندہ یا الٰہی یہ مسی بابا
فقیرون کا سوال اے ماہرو تجسے یہی ہو بس

ترقی پر ہو ہر دم یہ ادا و ناز بیجا انزا
زکات حسن دو بوسہ لب لعل شکر خا کا

کوچبین نے کہا میم صاحب گاڑی کو ان تماش بینون نے گھیر لیا ہی ۔ جلدی بتایئے کہان جایئے گا ۔ اتنے مین انکے آدمی نے برج سے کہا ارے میان سیٹھ گوجیمل کے ہان لے چلو ۔ کوچبین نے لوگون کو ہٹا کر گھی تیز کی ۔ سیٹھ جی کی کوٹھی پر داخل ہوئی ۔ خدمتگار نے اطلاع دی ۔ حضور وہی بہو دین آئی ہین اسوقت نصرت الدولہ انکے پاس بیٹھے ہوے تھے غنچۂ دل کھل گیا ۔ بلاؤ بلاؤ ۔ نیکی اور پوچھ پوچھ ۔ فوراً بلاؤ ۔ یار ہم قسمت کے دھنی ہین ۔ سیٹھ جی نے کہا ۔

ہمنشین جب مرے ایام بھلے آئینگے
بن بلائے وہ مرے گھر مین چلے آئینگے

اتنے مین وہ دونون پریان انا البرق کہتی ہوئی آئین ۔

سیٹھ ۔ ہلو ۔ پی شیرین جان صاحب سلام ۔ مس لیلی گڈ ایوننگ ۔

شیرین ۔ مرنے جینے کی خبر بھی نہین لیتے ہو ۔ سچ ہی یہ دلیپون کی کسکو پڑی ہی ۔

سیٹھ ۔ کیون کیون خیر باشد ۔ اسوقت یہ سیدھا سادہ لباس کیا ہی ۔ اور یہ وحشت کیون برستی ہی ۔ مگر جانی خدا گواہ ہی اس سادگی مین اس سے بڑھکر جوبن ہی اور یہ اسوقت میم صاحب بنکر آئی ہو ۔

لیلی ۔ نہین میم اور جوبن کی سوجھتی ہی ۔ اور یہان جان پہ بنی ہے ۔ ذرا ادھر آؤ تو کہین

ہوش اُڑے ہوئے ہین۔
سیٹھ۔ اسنے کچھ چوری نہین کی جی۔ یہ ہمارے دوست ہین نواب نصرت الدولہ بہادر۔
شیرین۔ ہان ہم نے آپ کو دیکھا ہی۔ آپ اکثر کمیت گھوڑے پر سوار ہوکر نکلتے ہین۔
نصرت۔ زہے نصیب کہ آپ نے ہمین دیکھا۔ ہم تو اس قابل ہین نہین آپ پر تو تمام لکھنؤ کی جان جاتی ہی۔ مگر یہ اسوقت آپ نے وحشت ناک خبر سنائی خیریت تو ہے آپ کے دشمنون پر خدانخواستہ کیا مصیبت پڑی ہی۔
شیرین نے مختصر طور پر بیان کیا کہ ایک جوہری کے لڑکے نے ہمین ایک ہرے کی جوڑی دی تھی سونے کی جڑاؤ۔ ہمنے کہا ایک جوڑی لیلی کے واسطے بھی بنوالین بھائی کو دی کہ جاکے انکو اوکتنے کی ہی وہان اسکو پولیس والون نے گرفتار کرلیا کہ یہ چوری کا مال ہی۔ کوتوال نے ہماری طلبی کی ہمکو پہلے ہی سے معلوم ہوگیا تو گھبراکے یہان بھاگ آئے یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک آدمی نے آنکر عرض کیا سرکاران دونون کی تلاش مین ایک تلنگا آیا ہی۔ کہا ٹھہراؤ۔ کپڑے پہنکر نصرت الدولہ اور گوجرمل کوتوالی چلے۔ اور وہ دونون اپنی کرائے کی گاڑی پر گئین۔ ادھر یہ دونون رئیس زادے اُدھر وہ دونون پریزادین پچھلی والی بارہ دری سے یعنے کوتوالی مین داخل ہوئین۔
ان رئیس زادون کو دیکھکر سب انسپکٹر سمجھ گیا کہ سفارشین آنے لگین اگر کوئی اور بنیا مہاجن ہوتا تو تھانہ دار ڈپٹ دیتا۔ مگر سیٹھ جی کا تمام شہر احسانمند تھا۔ اور نصرت الدولہ بھی ایک نامی اور یار باش رئیس تھے۔
یہان اسقدر کارروائی ہو چکی تھی کہ روزنامچے مین چوری کا جرم درج ہو گیا تھا تھانہ دار کے دل کی اسوقت عجب کیفیت تھی۔ بار بار کنکھیون سے اُن نہال سپہر رشک قمر پر لفظ غلط انداز ڈالتا تھا اور دل ہی دل مین سیٹھ جی کو کوستا جاتا تھا کہ اُنکے سبب سے دال نہ گلنے پائیگی۔

تھانہ دار۔ کوئی گڑے کی جوڑی آپ نے اپنے بھائی کو دی تھی۔
شیرین۔ (گوجرمل کی طرف دیکھکر) جی ہان دی تھی۔
تھانہ دار۔ سیٹھ جی صاحب آپ بڑے خوش نصیب آدمی ہین۔ ایسی دونون سے آپ نے کہان بنوائی تھی۔
شیرین۔ ہمکو ایک جوہری کے لڑکے نے دی تھی جو گھوڑے پر چڑھکے نکلتا ہو۔ چاندی کا اسباب گھوڑے پر ہو۔

اس جوہری بچے سے سب واقف تھے۔ اتنا پتا سنتے ہی نیب جی کے تو ہوش اُڑ گئے اور تھانہ دار اپنے دل مین سوچا کہ آج بڑی لمبی رقم چیرونگا۔ اور عمداً وقصداً اُسکے اظہار قلمبند نہین کیے۔ نیب جی کی طرف دیکھکر کہا۔ سنا لالہ جی گھر ہی مین چوریان کرو۔ اور پولیس کو بدنام کرو۔ اب بتاؤ خاک مین عزت مل جائیگی یا نہین۔ نیب جی کا رنگ فق اتنے مین کیا دیکھتے ہین کہ نواب صاحب مع جھمن اور تراب علی کے کوتوالی مین رونق افروز ہوے شیرین اور لیلی نے سلام کیا۔ مسکراتے ہوے آگے بڑھے نصرت الدولہ اور سیٹھ جی نے کہا۔ آئین میان تم یہان کہان کہا جہان تم وہان ہم۔ تھانہ دار نے استادہ ہو کر سلام کیا۔ کہا خان صاحب ذرا یہان آئیے گا علیحدہ کرنے مین تھانہ دار اور نواب صاحب مین گفتگو ہونے لگی۔

نواب۔ بھئی اس مقدمے کو بہت طول نہ دینا۔ خبردار۔
خان۔ (تھانہ دار) بڑا نازک ہو گیا ہو مقدمہ۔ نیب نے تو چوری کا مال لکھوایا۔ اور کئی دن پہلے روزنامچے مین رپٹ بھی لکھائی گئی ہو۔ اور اسی یہودن نے صاف صاف کہہ دیا کہ اُس جوہری بچے نے دی ہو۔ جو گھوڑے پر سوار ہوکر نکلتا ہو اور چاندی کا ساز ہو۔ ہم بے چالان کیے نہ رہینگے۔ اگر ان بنئے مہاجنون جوہریون کے ساتھ رعایت کرین تو کھائین کیا۔ دس روپے روز کا تو خرچ ہو یہ کہان سے آئے جناب۔ آپ اس مقدمے مین نہ پڑیے۔ ذرا دور دور سے تماشا دیکھیے۔ بڑی خوش نصیبی سے یہ مقدمہ آیا ہے۔ یہ یہودنین بھلا یون سے چڑھنے والی تھین۔ اب لونڈیان تو ہو لی دینا۔

نواب - بیوقوفون کی طرف نظر بڑے تو دیکھیے گا - اتنا یاد رہے -
تھانہ دار - (ہنسکر) ہان ! یہ فرمائیے - اچھا صاحب - دوست کے مال پر نظر نہ ڈالیگا
مگر اس جوہری سے تو بھرپور رقم لونگا -
نواب - اور مروت بھون کھائی لنت ہو تمپر
تھانہ دار - گھوڑا گھاس سے یارانہ کرے تو بھوکون مرے - ایسی مروت سے بندہ درگذرا اگر ابھی تک سویرا ہو کر روزنامچے مین ہم نے کچھ لکھا نہین ہو - نیب کو بلاکر سمجھا دیجیے کہ لالہ کپوتری مل کو سمجھا کر ایک توڑا فوراً لے آئین ورنہ وہ ہین اور کوتوالی اور عالم باغ کا میدان -

نیب جی بلائے گئے - کہا لالہ آج ہی تو پھنسے ہو - اب ہاتھ گرماؤ یا چکی پیسو جاکے یا - روپے کا منھ دیکھو یا عزت کو عزیز رکھو - نواب صاحب نے کہا چلو ہمارے ساتھ تمھارے لالہ ہی نے ہمکو بھیجا ہو - تھانہ دار اپنے بچ کے ملازم گنیشا سنگھ کی معرفت رشوت لیا کرتا تھا - اسکو بھی ساتھ کر دیا - راستے مین نیب جی کی زبانی معلوم ہوا کہ جوہری بچہ اپنے خاندان اور کل ارباب قوم کے خلاف شرابخوار ہو گیا ہو - اسی قسم کی کئی حرکتین شراب کے نشے مین اس سے سرزد ہو چکی ہین - ایک روز تین دوشالے کھڑے کھڑے جلا دیے ایک روز پڑوس کے مکان مین ایک کمھار کے گھر مین کود پڑے - کمھارن نے غل مچایا - بڑا فضیحتا ہوا -

نواب صاحب - دل ہی دل مین سوچے کہ جدھر دیکھو اس شراب کی کثرت اور جس سے سنو اسی مردار کی شکایت ہو - اپنی اور سیٹھ جی کی بے اعتدالیان یاد کر کے افسوس کیا - انکو شک کی جگہ یقین ہو گیا کہ جوہری بچے نے شراب ہی کے نشے مین کڑے کی جوڑی چھپا کے دی ہوگی -

جوہری کی کوٹھی پر پہونچے تو لالہ نیم جان بوڑھے آدمی - چہرے کا رنگ فق کہ نواب صاحب کو آج ہم نے بڑی تکلیف دی مگر اور ہمارا کون ہے جو اسوقت کام آتا - نواب صاحب نے سارا حال کچا چٹھا کہہ سنایا - ہزار روپے کی رقم جانے کا

اسقدر افسوس ہوا کہ رونے لگے۔ تھوڑی دیر کی سرگوشی کے بعد گینڈا سنگھ کو جا۔ سو روپے دیے اور کہا ہم ابھی کوتوالی مین آتے ہین۔ دو سو کل دیے جائینگے۔ کوتوالی مین جاکر تھانہ دار کو سمجھا دیا کہ چھ سو پر قناعت کرو۔ اُسنے فوراً انکو ایک ترکیب بتائی۔ اور یہی پڑھا کر یون کارروائی کی۔

تھانہ دار۔ شیرین جان تمکو یہ کڑے کی جوڑی کسنے دی۔

شیرین۔ ہمکو سیٹھ کو جرنل نے دی۔ ہم انکو انگریزی گانا اور پیانو بجانا سکھاتے ہین

تھانہ دار۔ آپ نے یہ جوڑی انکو دی تھی سیٹھ جی صاحب۔

سیٹھ۔ جی ہان۔ خاص میری بنوائی ہوئی جوڑی ہے۔

تھانہ دار۔ نیب جی اگر یہ کڑے کی جوڑی آپ کی ہے تو وزن ضرور یاد ہوگا۔

نیب۔ ہان سرکار۔ اسکا تو جیون ایسا کہ آٹھ توے سے ماسا دو ماسا کم ہوگا بہ جیاستی نہین ہویگا۔

تھانہ دار۔ سیٹھ جی۔ آپ کی جوڑی کا کیا وزن تھا۔

سیٹھ۔ نو توے دو ماشے۔

سونا تولا گیا تو ٹھیک نو توے دو ماشے نکلا۔

نیب جی دست بردار ہوئے۔ تھانہ دار نے انکو ضمانت پر رہا کر دیا۔ اور صاحب مجسٹریٹ کے اجلاس مین رپورٹ کر دی مقدمہ داخل دفتر۔

دوسرے روز میان چھمن خبر لائے کہ خداوند کچھ اور بھی سُنا۔ پولیس والے سو روپے یہودنون سے بھی لے مرے حضور تو جوہری کے ہان گئے تھے۔ اور نصرت الدولہ بہادر اور سیٹھ جی کو باتون مین لگایا اور دو برق انداز سلیمان کو علیحدہ لے گئے۔ کہا بچہ دس برس کو بھیجے جاؤ گے۔ اور یہ دونون چھ چھ مہینے جیلخانہ بھگتینگی تھانہ دار صاحب کو دو سو روپے نذر دو تو بچنے کی صورت نکلے ورنہ کچھ نہیں یہ سب جب کے اسنے بڑی خوشامد کی تب جاکے سو روپیہ پر راضی ہوے اور اسی وقت سو روپے کا نوٹ دھر دلیا۔ مگر یہ رقم بالائی یار لوگون نے اوپر ہی اوپر اڑا دی۔

تیسرے روز خبر آئی کہ جس برج کو حضور پری منزل کہتے تھے اُسکی پریان اُڑ گئین کمرے خالی پڑے ہین۔ دو ایک آدمیون کی زبانی سُنا کہ لکھنؤ کے حضرات ذات شریف سے اسدرجہ گھبرائین کہ بھاگ گئین۔ اسی عرصہ مین سیٹھ جی اور نواب نصرت الدولہ بہادر آئے تو بدحواس کہرام مچگیا ہائے ستم۔ وا دردا۔ وا مصیبتا۔ نواب غضب ہو گیا۔ ؎

آج ہوتا ہی وُلادہ جو بیٹھا بیٹھا
دھیان آیا ہی تجھے کس کے لب شیرین کا

سیٹھ۔ شہر چھوڑ کے جنگل بسانے کو جی چاہتا ہی۔ ؎

گریبان پھاڑ کر دیوانے نے زنجیر کیون پہنی
کرے کیا عقل دخل اسمین جنون کا کارخانہ ہی

یار مین تو دیوانہ ہو جاؤنگا کوہ الم ٹوٹ پڑا۔

دور آٹھوان

بیگم صاحب کا روٹھنا۔ نواب کا منانا۔

کئی روز کے بعد نواب صاحب دربار برخاست کر کے شب کو محلسرا تشریف لے گئے۔ سوچتے جاتے تھے کہ آج بیڈھب سامنا ہے ڈیوڑھی مین قدم رکھا تو مغلانی کی وہی چھوکری جس نے مسکرا کر کہا تھا کہ ہوا کھانا مبارک ہو چمک کر سامنے آئی اور مسکرائی۔

رئیس زادہ۔ (آہستہ سے) یہ آج مسکراتی بہت ہین آپ۔

مغلانی کی چھوکری۔ حضور آپ ہمسے ڈرا کیجیے۔

رئیس زادہ۔ تم سے تو نہین ہان تمھاری رسیلی نشیلی انکھڑیون سے البتہ ڈرتے ہین ان دونون بدمستون نے از خود رفتہ کر دیا یہ چشم تجو یہ بھی بد بلا ہی۔ ظالم مظلوم نمای شوخی کوٹ کوٹ کر انہین بھری ہی واللہ کیا آنکھ ہی۔ ع

	آنقدر بادہ کشی کرد کہ بیمار افتاد		چشم خونخوار تو از بسکہ سیہ کار افتاد	

مغلانی کی چھوکری۔ نہین ایمان کی قسم اب ہم سے حضور ڈرتے رہین۔

رئیس زادہ والا تبار گردون مدار نے اس ملیح نوخیز کے حسب حال یہ کلام بادل پُر درد بصد حسرت پڑھا۔ ع

چشم بد دور کہ خال رخ ایام توئی	ای کہ سر حلقہ خوبان سیہ فام توئی
کعبہ را مردمک دیدۂ اسلام توئی	گرچہ سر تا بقدم آمدہ نسخۂ کفر

مغلانی کی چھوکری۔ آج چھوٹی بیگم صاحب کی طبیعت بے مزہ ہے ذری جانی کیا سبب ہی۔

رئیس زادہ۔ کیون کیون خیر تو ہی۔

مغلانی کی چھوکری۔ ای کیون کیون کا ہیکی۔ مارے غصے کے اور کیون کیا سنھے بنے جاتے ہین۔

رئیس زادہ۔ کس پر بدد ماغ ہو ہین۔

مغلانی کی چھوکری۔ حضور پر۔

رئیس زادہ۔ این! قصور۔ خطا۔ گناہ مین نے کیا کیا بتاؤ ظہوران (مغلانی

کی چھوکری کا نام تھا)

ظہورن۔ حضور سوچین ہمکو تو تعینات کیا ہی کہ ٹوہ لیتے رہین۔

رئیس زادہ۔ کیا سوچون۔ ذہن کام نہین کرتا۔ انھون نے کسی زیور کی فرمایش کی ہو اور مین نے نہ بنادیا ہو تو کہون اس سبب بد دماغ ہوگئین۔ انکی خاطر داری تواضع دلجوئی نہ کرتا ہون تو انکو برا ماننے کا موقع ہی خدا ہی خیر کرے۔

ظہورن۔ ہان یہ تو ٹھیک ہی مگر اب کیا کہون۔

رئیس زادہ۔ (آہستہ سے چٹکی لیکر) بتاؤ تمھین خدا کا واسطہ۔

ظہورن۔ (ہاتھ کو زور سے جھٹک کر) بس ذری الگ ہی رہیے گا۔

رئیس زادہ۔ شعر کے طرز پر ؎

ہم ایسے ہوگئے اللہ اکبر ای تری قدرت	ہمارے نام سے اب ہاتھ وہ کانون پر دھرتے ہین

ظہورن۔ اوپر آئیے گا تو معلوم ہوگا۔

رئیس زادہ۔ تم ساتھ چلو جانی۔

ظہورن۔ چہ خوش چرا نباشد۔ واہ جانی وانی نہ کہیے گا۔

رئیس زادہ۔ چلو ہمارے سر کی قسم۔

ظہورن۔ ای حضور قسم نہ دیجیے آپ تو غضب کرتے ہین۔ واہ وا۔

رئیس زادہ۔ اگر ہمارا کچھ خیال ہی تو ساتھ چلیے۔

ظہورن۔ اچھا چلیے کل کو کہین یہ کہنا نہ دیجیے کہ کہا نہ مانا۔

رئیس زادہ۔ (ہاتھ مین ہاتھ دیکر) چلی آؤ چپکے چپکے۔

ظہورن۔ (ہاتھ چھوڑا کر) یہ چھیڑ خانی رہنے دیجیے مین اس طرح ساتھ جاؤن تو خود بھی نکالی جاؤن۔ بس حضور اپنی عنایت تہ کر رکھیے۔ یہ آج تو بڑی مستیون پر ہین آپ۔

رئیس زادہ۔ اچھا آپ پہلے چلین۔ خداوند برا نہ مانیے۔

ظہورن۔ ہماری مجال ہی بھلا۔ جب مین پہونچ جاؤن اوپر تب قدم اٹھائیے گا

بدگمانی سے ڈرے۔

چھت پر جو پہونچے تو دیکھا کہ انکی چاہیتی بیوی ایک نازک مسہری پر خواب نازمین ہین فرش صاف جیسے بگلے کا پر نزاکت کا یہ عالم کہ سایے سے بھی کمر نازک لچکنے لگے چھوٹی بیگم گلبدن کا پائجامہ پہنے تھین اور سفید باریک تن زیب کا دوپٹہ کھسک کر آدھا مسہری کے داہین طرف لٹک رہا تھا زلف پریشان تکیے پر بکھری ہوئی تھی کچھ بال بل کھاتے ہوے گوری گردن کے ارد گرد کالی ناگن کی طرح لہرا رہے تھے ظہورن نے جاکر آہستہ آہستہ جگانا شروع کیا مگر ڈرتے ڈرتے۔

ظہورن۔ چھوٹی بیگم صاحب چھوٹی بیگم صاحب بیوی اے حضور ذری آنکھ تو کھولیے دیکھیے سرہانے کون کھڑے ہین۔

رئیس زادہ۔ مکر کیے پڑی ہین۔

ظہورن۔ حضور اب آپ جانین آپ کا کام جانے مین تو جگا چکی۔

رئیس زادہ۔ ذرا ہاتھ پکڑ کر بلاؤ۔

ظہورن۔ اب حضور ہی اتنی جرأت کرین۔

رئیس زادہ۔ (گڑگڑا کر) اُٹھو۔

ظہورن۔ اُٹھیے حضور ہمکو تو حکم دیا تھا کہ ذری چھوٹے نواب صاحب کی چال ڈھال کو دیکھتی رہنا اور آپ ہے کہ دنیا اور خود سو رہین۔

رئیس زادہ۔ اخاہ۔ یہ جب ہی تم کہتی تھین ظہورن کہ جیسے ڈرتے آپ۔ خیر صاحب اب ڈرا کرینگے۔

ظہورن۔ جی اور کیا۔

رئیس زادہ۔ اے صاحب اُٹھیے۔ اُٹھو تمھین خدا کی قسم۔ ہمین ایک گلوری بنا دو بس پھر چاہے سو رہو۔

بیگم۔ کیا ہو گیا۔ جہان اتنی دیر رہے وہین جاؤ وہین گلوریان بنوائیے۔

رئیس زادہ - آئین! خدا خیر کرے - یہ نئی بات سننے مین آئی -

ظہورن - کسی نے آپ کی طرف سے کان بھر دیے ہین -

بیگم - اسوقت سر مین درد ہی بے اختیار سونے کو جی چاہتا ہے اب صبح کو صاف صاف بیان کرینگے سونے دو -

رئیس زادہ - درد سر اور نیند! خیر اچھا سو رہو اسوقت -

معشوقۂ نازنین اور ہمخوابۂ مہ جبین کو نواب زادہ باتمکین نے خشمگین اور چین بہ جبین جو پایا تو آہستہ سے قدم اٹھایا اور دبے پاؤن جاکر پرند مشکین کو رخ انور سے ہٹایا اور گوش صفا کوش دلبر ناز فروش کے قریب یون فرمایا ؎

چہ کردہ ام سبب رنجش تو چیست بگو		بگو بگرد سر بد گمانیت گردم	

حیرت تھی کہ یا للعجب یہ کیا اسرار ہی کہ یہ فتنۂ خوابیدہ برسر پیکار ہی اور صورت سے اس درجہ بیزار ہی کہ آدھی بات تک نہ پوچھی آنکھ تک نہ کھولی میدان فکر مین عقل کے گھوڑے لاکھ دوڑائے مگر منزل مقصود تک نہ پہونچنے پائے سوچے کہ ابھی کل تک تو یہ کیفیت تھی کہ ہماری جدائی ایک آنکھ نہین بھاتی تھی ذرا دیر ہوئی تو پیش خدمت پر پیش خدمت آتی تھی چلیے بیگم صاحب یاد فرماتی ہین صبح سے صورت بھی نہین دیکھی بیقرار ہوئی جاتی ہین اور آج ایسی بگڑین کہ روٹھنے کے آثار صاف عیان ہین رنجش و ملال کی باتین نمایان ہین چہرۂ زیبا پر نقاب ہی - آفتاب عالمتاب تہ سحاب ہی - ؎

نیم موسی نقاب از چہرہ بردار		نمی آید خوش ایشم این لن ترانی	

حضرت نے گدگدانا شروع کیا تب تو چھوٹی بیگم نے نزاکت سے ہاتھ جھٹک کر چادر کو خوب زور سے لپیٹ لیا تو نواب صاحب نے چادر کے چھیننے کا قصد کیا -

اس چھینا جھپٹی کے بعد نواب نے خوب دل کھول کر گدگدایا کئی بار چھوٹی بیگم نے چٹکیاں لین کئی مرتبہ جھلا کر انگلیون کو یون ہی سا کاٹ کھایا -

میان بیوی کی لڑائی جیسے ۔ ساون بھادون کی جھڑی ایک چھینٹا پڑا اور کھل گیا ۔ ابر محبت سے غبار کلفت دھل گیا الغرض شکر رنجی ع

اگر باند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

اور اس روٹھنے منانے بگڑنے اور گدگدانے مین بھی لطف ہے ۔ یہ خیالات نواب زادہ والا تبار کے دل مین آئے تو خوب ہی مسکرائے ۔ ؎

نہ جاؤ عاشق ومعشوق کی لڑائی پر	بگاڑ بھی نہین آنکا بناؤ سے خالی

نواب ۔ تم ایسا روٹھین کہ میرے آئے حواس غائب ہو گئے ۔

بیگم ۔ یہ ٹھنڈی گرمیان رہنے دیجیے بس ۔

نواب ۔ (ہنسکر) کیا ہو گیا ۔

بیگم ۔ یہان سوکھے ٹھٹے کسی کو پسند نہین ۔

نواب ۔ آخر یہ ماجرا کیا ہی ۔

بیگم ۔ تمھین سوجھو ۔

نواب ۔ یاالٰہی کچھ سمجھ مین ہی نہین آتا سوچون کیا خاک جب کوئی بات بھی ہو ۔

بیگم ۔ اپنے ہی دل سے پوچھو ۔

نواب ۔ دل تو قابو ہی مین نہین ہی ۔

بیگم ۔ دیکھا ۔ ع

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

دل قابو ہی مین نہین ۔ کاہے سے بے قابو ہو گیا ۔ خدا نا کردہ کون ایسی سختی اٹھائی یہ بے قابو کاہے سے ہوا ۔

نواب ۔ تمھاری خفگی سے ۔

بیگم ۔ بجا ۔ تمنے کہا اور مین نے مانا بندی کا میکا بھی اس لکھنؤ ہی مین ہے کرسی مین نال نہین گڑی ہے ۔ ہماری خفگی سے آپ کا دل بے قابو ہو گیا

کیون صاحب؟ بجا۔ ایسے انیلے ہم نہین ہین کسی کے خفا ہونے سے دل بے قابو نہین ہوا کرتا۔

نواب۔ یہ بدگمانی! خدا حافظ ہی۔

بیگم۔ دل جب بے قابو ہوتا ہی کہ جب کسی کے قابو مین آجائے۔

نواب۔ آین! اوچھا جی۔ این گل دیگر شگفت۔

بیگم۔ مین تو تمیز جان دون تمھاری تصویر تک کی دن مین سیکڑون بار ہی بلا ئین لون اور تم یہ ہتکھنڈے سیکھو کہو دل جلے یا نہ جلے۔

نواب۔ الٰہی خیر۔ الٰہی خیر۔

بیگم۔ کیا ننھے ہین (منھ چڑا کر) الٰہی خیر۔ الٰہی خیر۔ جانو کچھ جانتے ہی نہین۔

نواب۔ قسم جناب امیر کی۔

بیگم۔ چلو بس قسم وسم نہ کھاؤ لڑکورے گھر مین جھوٹی قسمین کھانا گناہ ہی۔

نواب۔ تو جب جھوٹی قسم ہو نہ۔

بیگم۔ (پلنگ سے جھپٹ کر اٹھین) اور اوپر سے باتین بناتے ہو۔

نواب۔ اے تو کچھ کہو تو منھ سے (بیگم کے سر پر ہاتھ رکھکر) اس سر کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ۔

بیگم۔ (منھ پر ہاتھ رکھکر) بس بس (کر) کے آگے اور کلمہ نہ نکلے ہم ایسی سننے نہین ہین۔ ہمارا سر بھی کوئی کدو مقرر کیا ہی آپ یہ قسم بازی تہ کر رکھیے۔ اسی موئی مالزادی کے سر کی قسم کھاؤ جسکے پھیر مین پڑے ہو۔

نواب۔ یہ آج تمنے سوگ نشینون کی وضع کیا بنائی ہی۔

بیگم۔ (ہاتھ زور سے پٹک کر) مین کہتی ہون تمھین یہ آج ہو کیا ہی جو اول جلول منھ پر آتا ہی بے دھڑک بک دیتے ہو سوگ نشین ہون ہمارے دشمن واہ کہین سبزی تو نہین پی آئے ہو۔

نواب۔ جی ہان بھنگ پی ہی۔ تمنے آج یا قوتی ضرور کھائی ہی تمھاری زبان

کتری کی طرح چلتی ہو۔
بیگم۔ پھر آپ کے تو خیر سے ابھی داڑھی بھی نہیں۔
نواب۔ (ہاتھ میں ہاتھ دے کر) اب جی خوش ہو گیا بس۔
بیگم۔ ہوا ہو ہمارے تو دل کا کنول بجھا جاتا ہے۔
نواب۔ (پیشانی کا بوسہ لیکر) واسطے خدا کے بتاؤ تو یہ روٹھی کیوں ہو۔
بیگم۔ اچھا اب کی پھر میرے سر پر ہاتھ رکھو کہ ہمیں کچھ نہیں معلوم۔
نواب۔ (سر پر ہاتھ رکھکر) اس سر کی قسم جو مجھے معلوم ہو۔
بیگم۔ ہائے غضب میں فقط تمھیں آزماتی تھی اف ہمارے سر کی قسم کھائی غضب خدا۔!!!
نواب۔ خدا ہی سمجھے جو میں کچھ بھی سمجھتا ہوں۔
بیگم۔ کیا اڑتے ہیں ہمسے۔
نواب۔ خیر اب میں اصرار نہ کرونگا (تنک کر) اس بدگمانی کا علاج ہی نہیں اللہ ری بدگمانی۔
بیگم۔ اچھا یہ آج ابھی تک غائب کہاں تھے آپ۔ شام کے گئے گئے اتنی رات جاکے آئے! جانے کیا کیا برے خیال جاتے تھے۔
نواب۔ ہوا کھانے گیا تھا اور گیا کہاں تھا۔ یہ بھی گناہ ہے۔
بیگم۔ یہ اڑان گھائیاں کسی اور کو بتائیے۔
نواب۔ کہا نہ کہ اس بدگمانی کا علاج ہی نہیں ہاری مانو نہ جیتی مانو۔
بیگم۔ آپ کو ہوا لگی ہے۔
نواب۔ (ہنسکر) تمھیں سودا ہو گیا ہے۔
بیگم۔ بجا۔
نواب۔ آخر میں کوئی دودھ پیتا بچہ ہوں جو سر شام سے گھر میں گھس رہوں ساری خدائی کے خلاف باتیں کرتی ہو۔

بیگم۔ ہان نواب تک دودھ پیتے ذری سارے بچے تھے اب آج رات سے جوان ہو گئے۔ ہاہ نہ۔
نواب۔ ایک ڈاکٹر نے کہا ہی کہ صبح شام ہوا کھانے سے طاقت آتی ہی۔
بیگم۔ اس ڈاکٹر نگوڑے کا سر۔ نہ کہین جاؤ نہ آؤ اور سینے اللہ جانتا ہے۔ ٹھیک ٹھیک بتاؤ ورنہ مہنا متھ جاؤنگی اور جو اپنی دالی پر آئی تو پھر خوب سا تماشا بھی دکھاؤنگی۔
نواب۔ ٹھیک ٹھیک بتا دون پھر۔
بیگم۔ ہان اور جھوٹ بتاؤ گے تو کیا مین جان نہ جاؤنگی۔
نواب۔ مین وہان گیا تھا سمجھ جاؤ بس۔
بیگم۔ ہان ہان آپ مسکرانے کیا ہین کیا جھوٹ بھی ہی۔
نواب۔ شان خدا۔
بیگم۔ سنا ہوا ہی سب۔
نواب۔ (بوسہ لیکر) تم ہمسے اسدرجہ بدگمان ہو۔
بیگم۔ ہین ہی۔
نواب۔ اچھا پھر کچھ دن مین تمھین خود ہی معلوم ہو جائیگا۔
بیگم۔ ای ہی کچھ دن مین تو تم کھُل ہی کھیلو گے۔
نواب۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی۔
بیگم۔ اور یہ نیچے چپکے چپکے ظہورن سے باتین کیا ہوتی تھین۔
نواب۔ کس سے۔؟
بیگم۔ تمسے تمسے اور کس سے۔ ہونھ ا کس سے۔
نواب۔ مجھسے؟ کب؟
بیگم۔ (چٹکی لیکر) ابھی ابھی جب ادہر آتے تھے اور کب؟
نواب۔ کچھ نہین۔ باتین کیسی۔

بیگم ہان ما بلاؤن ظہورن کو قلعی کھل جاے۔ کچھ نہین! ہم سب سُن رہے تھے۔
نواب ۔ تم تو مین دیکھتا ہون اب اُڑتی چڑیان پکڑنے لگین۔
بیگم ۔ کیسی کچھ۔ جب تم نے کہا کہ اوپر تم بھی ساتھ چلو تو اُسنے کہا کہ مین نہین جاؤنگی پہلے آپ جائین۔
نواب ۔ اچھا پھر اس اتنے کہنے مین بھی کچھ گناہ ہوا۔
بیگم ۔ گناہ نہین ہوا مگر تم نے چھپایا تو۔
اتنے مین کالی گھنگھور گھٹا جھومتی ہوئی اُٹھی اور چوطرفہ تاریکی چھا گئی تھوڑی دیر مین بجلی لوکنے لگی اور رعد نے سوتون کو خواب سے جگایا۔ ایک دم کے دم مین ننھی ننھی بوندین ٹپ ٹپ گرنے لگین۔
بیگم ۔ چلیے مسہری اور پلنگ اُٹھائیے۔
نواب ۔ ٹھہرو ظہورن کو بلالین۔
بیگم ۔ (جبین بہ جبین ہوکر) پھر وہی بات۔
نواب ۔ نہین نہین بھول گیا بھول گیا خطا ہوئی مین نے تمھاری تکلیف بچانے کے لیے کہا تھا مجھے کیا نہ سہی۔
بیگم ۔ تو اور اتنی لونڈیان باندیان اصیلین مغلانیان ماما چھو چھو بھری ہوئی ہین اُنکا کسی کا نام نہ چھوٹا (منھ بنا کر) ظہورن کو بلاؤن۔؟
نواب ۔ (ہنسکر) توبہ۔
اتنے مین ایک لونڈی آئی اور آتے ہی زینے کے پاس سے چلائی کہ حضور لونڈی حاضر ہی۔ الغرض پلنگ کمرے کے اندر بچھایا گیا اور مسہری بھی آدھی بھیگ چکی۔ جب اندر گئے تو نواب صاحب نے ٹھنڈی ہوا سے مسرور ہوکر یہ اشعار بہ لحن باربدی پڑھنے شروع کیے۔

پیک فرخندہ فال آپہونچا	پھر پیام وصال آپہونچا
پھر مبارک ہو صحبت ساقی	موسم برشکال آپہونچا

ابر باران کا جب آ پہونچا		اُڑ کے اب جائیگی کہان بطمی

بیگم - اہا ہا کیا ٹھنڈک ہے اسوقت ہان یہی شعر پڑھتے جاؤ۔
نواب - اس مین ایک شعر بہت اچھا ہے دیکھو برسات کی تعریف مین کچھ اشعار پڑھین پسنو گی۔

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ پڑوس سے گانے کی آواز آئی اُسوقت کا سمان بھی قابل دید تھا بلکہ دید تھا نہ شنید تھا کالی کالی گھٹا چو طرفہ چھائی ہوئی - مینھ چھاجھم برس رہاہے رعد کا گرجنا اور بجلی کا چمکنا اور بھی لطف کی آگ کو بھڑکاتا ہے کمسن ماہر دنو خیز میان بیوی ایک سجے سجائے کمرے مین بیٹھے مزے مزے سے باتین کرتے ہین ایک دوسرے کی محبت کا دم بھرتے ہین اور پڑوس مین گانا ہو رہاہے سیجھے وائرے والا گت بجاتا ہے مطرب اپنے فن کے جوہر دکھاتا ہے کیساہی غنچہ طبع کیون نہو یہ سمان اُسکی بیکلی کو دور کردے انقباض خاطر اور ملال طبیعت کو کافور کردے۔

نواب نامدار وجم اقتدار اور اُنکی زوجہ مقدسہ رشک بتان فرخار کو گانیکی آواز ایسی بھائی کہ کھڑکی کھول کر دونون نے چپکے چپکے تاک جھانک لگائی تو دیکھتے کیا ہین کہ بارہ بارہ چودہ چودہ برس کی پانچ چھ چھوکریان ملکر گاتی ہین اور سامعین کو وجد مین لاتی ہین - کبھی اندر سبھا کے اشعار عاشقانہ ورد زبان کبھی برکھا کی رت کا بیان - گو علم موسیقی سے ناواقف ہان نیچر نے اُنکو ایسی نازک آوازی عطا کی تھی اور اُن کی آواز اسدرجہ پر تاثیر تھی کہ سامع دل وجان سے عاشق ہوجاتا فرط بیقراری سے تاب مفارقت نہ لاتا اول تو سب کی سب سراپا انداز و طناز دوسرے خوش الحان ونازک آواز تیسرے نوخیز دکمسن چوتھے برسات کی رات بارش کے دن اس سب مصالحے نے ملکر دو رنگ اثر جمایا کہ روح تک وجد مین آئی۔

ایک دفعہ دو تین چھوکریون نے ملکر آدھی رات پچھلے رسے پہر کا کویل

کو کے بار بار) یہ تان جو اونچے سر دن مین لگائی تو نواب اور بھی مست بادۂ جنون ہو گئے عاشق مفتون ہو گئے۔

کشیدہ ام ز جنون ساغرے کہ ہوش نماند — دگر معاملہ با پیر میفروش نماند

خون جوش زن ہوا طائر دل نخچیر تیر محن ہوا ؎

چنان مست جنونم کز غمش چون در سماع آیم — ز شادی روح مجنون با من دیوانہ می رقصد

پچھلے پہر بیگم کی آنکھ لگ گئی مگر نواب صاحب ادھر سے اُدھر کروٹین بدلتے تھے نیند نہین آئی تھی۔ یہو دنون کی یاد نے اُنکو سخت پریشان کیا آخر کار اُنکو یہ سوجھی کہ چل کے ظہورن کو چپکے سے جگائین آہستہ آہستہ گئے دیکھا کہ وہ سرمست نازنینی پلنگڑی پر لیٹی ہوئی ہے مگر غافل۔ نواب صاحب نے بے اختیار بوسہ لیا۔ بوسہ لیتے ہی اُسکی آنکھ کھل گئی دیکھا تو چھوٹے حضور اشارے سے کہا چلے جائیے یہ بوسہ لینے کی جرأت تو کر ہی چکے تھے آو دیکھا نہ تاؤ پھر ایک بوسہ لے لیا ظہورن کہ زنکہ پانزدہ سالہ اور ستوالی تھی بڑی ہی خوش ہوئی مگر حیادامنگیر تھی۔ اس عرصے مین دو ایک عورتون نے انگڑائی لی۔ ایک دو نے کھانسا تو نواب صاحب معًا چلے گئے اور تھوڑی دیر مین تڑکا ہو گیا۔ کوئی دو گھڑی دن چڑھے باہر برآمد ہوئے تو دیکھا کہ چھمن اور ایک اور مصاحب مین گلچھپ ہو رہی ہی رفتہ رفتہ تکرار بڑھ گئی اور لپاڈگی کی نوبت پہونچی چھوٹی بیگم نے ظہورن کو حکم دیا کہ نواب کو ہمارے نام سے بلواؤ۔ ظہورن ڈیوڑھی مین آئی اور نورا دربان کو پکارنے لگی۔

ظہورن۔ نورا۔ نورا۔ اے نورا۔ موت لے گئی موے اینچی کو۔

خدمتگار۔ نورا۔ او نورا۔

نورا۔ (نیند سے چونک کر) کیا ہے میان۔

خدمتگار۔ دیکھو ظہورن دروازے پر کھڑی پکار رہی ہیں۔

نورا۔ (آنکھ کھول کر) کیا ہے ظہورن۔

ظہورن - تیرا سر ہو کب سے کنواڑے پاس کھڑی غل مچا رہی ہون -
نورا - کہو کہو نا -
ظہورن - چھوٹی بیگم صاحب پوچھتی ہین کہ لڑائی کس سے ہوئی یہ ہلڑ اور غل کیسا ہے
نورا - لڑائی دڑائی تو کہین نہین ہوئی - خواب دیکھتی ہو کیا -
ظہورن - ارے یہ محلے بھر مین کھل بلی پڑ گئی ہو تجھے خبر ہی نہین ابھی - موا دوانہ (دیوانہ) گھنٹہ بھر سے برابر بم چخ پچی سے تیرے حساب کچھ ہوا ہی نہین -
نورا - (خدمتگارون سے) کیا بات تھی بھئی بتاؤ بھائی -
خدمتگار - چھمن اور روشن علی مین دو دو چونچین ہو گئین اسوقت -
نورا - ہان یہ کاہے پر - ہوا کیا تھا کوئی چتھا بھی ہوا -
خدمتگار - چتھا کہین ہوئے دیتے ہین دو دو پنجے کسا لیے بس تھوڑا ہے چٹ الگ کر دیا -
نورا - چھمن کرارا ہی بھئی -
خدمتگار - اجی روشن علی بھی جٹا رہا چھکے چھوڑا دیے میان کے ظہورن نے جاکر اندر پرچہ جڑا -
ظہورن - (چھوٹی بیگم سے) اے حضور وہان تو کشتی ہو گئی تمام خون خچر - موے دوانے کھا کھا کے سنڈے ہوے ہین اور چھوٹے نواب صاحب نے انکو اور بھی منھ لگا رکھا ہے - اور نورا تو موا اونگ رہا تھا - جب مین نے چار پانچ ہانکین دین تب لوگون سے پوچھتا ہو کہ یہ کیا بات تھی -
چھوٹی بیگم نے کہا ذری بلواؤ تو ظہورن نے نورا کو پکارا -
نورا - (بہ آواز بلند) حاضر - بھی تھین ابھی پھر اونگ گیا -
ظہورن - چھوٹے نواب صاحب سے عرض کرو کہ ظہورن پردے کے پاس کھڑی ہی کچھ پیغام لائی ہے ذری یہان تک آجائیے کھڑے کھڑے بڑے حضور نے یاد کیا ہی -

نورا۔ (نواب سے) حضور ظہورن پردے کے پاس ذرا حضور کو بلاتی ہین۔
امام الدین۔ لاحول ولا قوۃ۔
تراب علی۔ یہ جھمن سب کو نکلوائینگے۔
ایک رفیق نے کہا جی ہان انکی ایسی ہی حرکتین ہین دو چار ڈونڈ کیا کیے کہ زمین پر قدم ہی نہین رکھتے۔ نواب صاحب نے کہا لاحول اب جانے نہتی ہے نہ انکار کرتے بنتی ہے جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ توبہ توبہ لاحول ولا قوۃ ان بدمعاشون سے خدا بچائے ابا جان کو خبر ہو گئی اب سخت ذلیل ہونا پڑیگا۔ کہا کیا کچھ حضور انکی بدذات جو نہو سو تھوڑا۔ یہ جھمن نے پہل کی۔ ڈونڈبل پر بہت پھولے ہین۔ نواب زادۂ باوقار بھجوائے۔ قہر درویش برجان درویش۔ مضطر و بیقرار اُٹھے اور چلے تو پردے کے قریب مغلانی کی چھوکری ظہورن سے کہ صاحب حسن وجمال خوبرو زہرہ تمثال پانزدہ سالہ آفت کا پرکالہ تھی دوچار ہوئے ظہورن اسوقت چھوٹی بیگم کے دوپٹے مین عطر عروس ملکر آئی تھی عطر کی لپٹ جو نواب کے دماغ مین پہونچی تو مست ہوگئے اور ظہورن کا پیارا پیارا ہاتھ چوم لیا ظہورن کے ہوش پران کہ خدا ہی خیر کرے بیگم صاحب اسوقت دیکھ لین تو مفت مین مہنا متھ مچا ئین خدا جانے کس کس قسم کے خیالات دل مین جگہ پائین لیکن اُس خوشرو اور خوش ابرو رئیس زادے پر ریجھی ہوئی تو خود ہی تھی موقع غنیمت جانکر ایک ادا سے ہوش ربا سے ذرا کھسک کر کھڑی ہوئی اور مسکرا کر کہا۔ دیکھو نواب یہ دل لگی ہمین گوارا نہین ہے۔
نواب۔ (ہاتھ جوڑ کر) خطا ہوئی۔
ظہورن۔ (تیکھی چتون کرکے) اے واہ صاحب اچھی خطا ہوئی کہ ایک سیانی لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر مروڑ ڈالا۔
راوی۔ واہ مروڑ ڈالا یا چوم لیا۔

نواب۔ معاف کرو پیاری۔
ظہورن۔ (پھر تبسم کرکے) اہا ہا پیاری! (ہنسکر) کہاں ہو اسوقت۔ یہ پیاری کی کیا تقریر تھی حضور۔ کہ دون چھوٹی بیگم سے جاکے۔
نواب۔ (دانتون کے تلے اُنگلی دباکر) ارے! کہین ایسا غضب بھی نہ کرنا ہم تو خیر تم تو فوراً ہی گھر سے نکالی جاؤگی۔
ظہورن۔ (تنک کر) اُنھ اُنھ ذری دیکھیے گا بڑے نکلوانے والے آئے۔
نواب۔ قریب آؤ کچھ کہینگے۔
ظہورن۔ (اور پیچھے ہٹ کر) بس الگ ہی رہیے دور دور۔ دیکھو ہمنے کہدیا ہی ہان۔
نواب۔ اچھا قسم کھاؤ کہ چھوٹی بیگم سے نہ کہوگی۔
ظہورن۔ اللہ جانتا ہی جو کسی سے بھی ذکر کرون اور چھوٹی بیگم سے کہکر بھلا سوتیاڈاہ پیدا کرونگی۔

نواب صاحب اندر تشریف لے گئے سمجھے تھے کہ بڑے حضور یعنے بڑے نواب صاحب کو خبر ہوگئی مگر جب سُنا کہ چھوٹی بیگم نے بلوایا ہے تو جان مین جان آئی منٹ بھر کے بعد بی ظہورن بھی پہونچین لیکن اب وہ ظہورن نہین ہین جو پہلے تھین۔ اب نواب صاحب کے سامنے اٹھکیلیان کرتی چلتی ہین پایپنچے ناز وادا سے اُٹھائے اور جھوم جھوم کر چلنے لگین چھوٹی بیگم کو کیا خبر تھی کہ ظہورن بھی اب مطبوع طبع نواب نامدار ہین اُنھون نے نواب صاحب کو خوب آڑے ہاتھون لیا۔
چھوٹی بیگم۔ یہ دنگا کیسا تھا۔
نواب۔ دو بد معاش لڑ پڑے باہم۔ مگر مین ابھی ابھی اُنکو سزا دونگا۔
چھوٹی بیگم۔ بھلا محلے والے کیا کہتے ہونگے اپنے دل مین۔
نواب۔ شدنی امر۔
چھوٹی بیگم۔ کیا قصا تھی۔

نواب۔ کیا؟۔
چھوٹی بیگم۔ پوچھتی ہون کیا قضا تھی کہ ٹالے نہ ٹلتی شدنی امر کیا۔
نواب۔ مین ابھی ابھی خدا کی قسم اسی دم سزا دونگا جسمین پھر انکو جرأت نہ ہو۔
چھوٹی بیگم۔ موے کھا کھا کے سنڈے ہوئے ہین روٹیان لگی ہین نگوڑونکو۔
نواب۔ اور کیا۔
چھوٹی بیگم۔ اوپر سے ہنستے ہو اور کیا جو میرے نوکر ہوتے نہ تو کھٹے کھڑے نکالدیتی۔
نواب۔ کیا خوب۔ اور ہین کسکے نوکر آخر۔
چھوٹی بیگم۔ ہائین غضب خدا کا دنگا ساد نگا مچا تھا۔ اور طرہ یہ کہ آپ بیٹھے ہین وہ رئیس کیا کہ جنکے سامنے دنگا ہو۔ مصاحب کشتیان لڑین اور رئیس بیٹھے منھ تاکا کرین۔
نواب۔ مین جا کے ابھی موقوف کیے دیتا ہون دونون کو۔
ظہورن۔ پہلے اس موئے ایمی کو تو دفان کرو نورا کو۔ اتنا غل غپاڑا مچا اور اسکو کانون کان خبر ہی نہین۔ دن رات بیٹھا اونگا کرتا ہے دربان ایسے ہوا کرتے ہین۔
راوی۔ اللہ اللہ اب بی ظہورن بھی شیر ہین نواب صاحب سے فرمایشین ہونے لگین کہ فلانے کو موقوف کرو ڈھکے کو موقوف کرو۔ سچ ہے۔ع

خواجہ با بندۂ پری رخسار	چون در آید ببازی و خندہ
چہ عجب کو چو خواجہ حکم کند	وین کشد بار ناز چون بندہ

چھوٹی بیگم۔ چاہے نورا کو پنشن دو۔ چاہو کسی اور کام کے لیے مقرر کرو مگر میرے دروازے پر آج سے آیا تو مین نکلوا ہی دونگی۔
ظہورن۔ حضور آپ نہ کچھ کہین جواب کی یہان دروازے پر بیٹھا نہ تو اللہ جانتا ہی تاک کرتا ٹانگ ہی توڑ ونگی موے کی پینک مین تو ہوتا ہی ہے موئے اُتو کی شکل سے ہمین نفرت ہے۔

نواب ثریا جاہ بیگم صاحب کی میٹھی میٹھی باتون اور ترشروئی کے ساتھ پیار کی گھاتون اور بی ظہورن کی رنگین ادائی اور دلربائی کے لطف اُٹھا کر باہر تشریف لائے پردہ اُٹھاتے ہی دیکھا کہ نورا اور بان بداطوار افیونیون کا سردار وقافلہ سالار تپائی پہ بیٹھا اونگ رہا ہے مارے غصے کے کسکر ایک لات جمائی تب تو میان نورا چونک پڑے اور متحیر ہو کر بولے کہ یا الٰہی یہ کیا آفت ناگہانی آئی آنکھین جو کھولین تو دیکھا کہ چھوٹے حضور ہین جھک کر بہ ادب آداب بجالایا اور چپکا ایک کونے مین دبک رہا۔

نواب۔ تم ابھی ابھی برطرف۔

نورا۔ کیا مجال۔

نواب۔ (چانٹا لگاکر) مردک۔

نورا۔ کیا خوب یک نشد دو شد پہلے لات جمائی اب چانٹے کی نوبت آئی بڑے حضور کی دہائی۔

مصاحب۔ ارے چپ دل لگی کرتے ہین۔

نورا۔ ہمارا تو پھر کس نکل گیا آپ کے نزدیک دل لگی ہی۔

نواب۔ تجھکو ہمنے اسی دم موقوف کردیا۔

نورا۔ اجی حضور کیا طاقت

نواب۔ کوئی ہی۔

خدام۔ حاضر۔ حاضر پیر و مرشد حکم حضور۔

نواب۔ اس پاجی کی گردن مین ہاتھ تو دو۔

نورا۔ پہلے حضور ہاتھ لگا کر دیکھ لین پھر اورون کو حکم دین۔

نواب۔ (دھپ جماکر) اب خوش ہوا ایک اور دون۔

نورا۔ بس ہمین پہ شیر ہین دُبلے مارین شاہ مدار۔

نواب۔ بھنگ پی گیا ہی کیا۔

نورا۔ اے حضور کہہ دیا ہی بس اسی مین خیر ہی کہ زبان نہ کھلوایئے غلام اس ڈیوڑھی پر حضور کے باپ کے ابا جان کے وقت سے مقرر ہی۔ خدا گواہ ہے جو پردے کے پاس کبھی ایسی گفتگو سُنی ہو جیسی ابھی ابھی سُنی سمجھے۔؟

نواب۔ (رنگ فق ہمت بک نالائق نابکار۔

مصاحب۔ (دونگ) حضور یہ گھاگس کھا گیا ہی۔

نواب۔ نورا ادھر آ (علحدہ لیجاکر) کیا بکتا ہی بے تو۔

نورا۔ (کان مین چپکے سے) غلام سے اور اس چھوکری ظہورن سے لاگ ڈانٹ ہی مگر حضور آسپر بے طور ریجھے۔ اسوقت تو واللہ آپ نے غضب ہی کیا کہ عین ڈیوڑھی مین زبردستی بوسہ لے ہی لیا اب خدا کے لیے مجھ بوڑھے پر رحم کرو ظہورن آپ کو اور آپ ظہورن کو مبارک مگر مجھ بڈھے بیچارے کو اس خام پارہ کے چغلی کھانے سے کیون در بدر ٹھوکرین کھلواؤ گے۔

نواب۔ خبردار نوراتمک حرامی نہ کرنا کسی سے جو یہ راز کہا تو حلال ہی کر ڈالونگا سمجھا ؟۔

نورا۔ خوب سمجھا۔ مگر یہ حرام کا موں کے لیے حلال کا لفظ بھی کتنا موزون ہے حضور مین کوئی چرکٹا تو ہون نہین غلام بھی فارسی خوان ہی۔

نواب۔ ہمنے تمھارا قصور معاف کر دیا۔

نورا۔ ہونھ! کیا احسان جتاتے ہین۔ پیر و مرشد حضور نے میرا قصور معاف کیا یا غلام نے زبردستی قصور معاف کروایا انصاف کیجیے۔

نواب۔ زیادہ بک بک ہمین پسند نہین۔

نورا۔ واہ! ظہورن سے گھنٹون گھل گھل کے باتین کیا کیے۔ ہمنے جو ایک بات کہی تو بگڑ کھڑے ہوئے۔ شان خدا۔

نواب۔ تمنے ظہورن کو چڑ بل کیون کہا۔

نورا۔ بغض اور تعصب کے سبب سے عداوت اور حسد کے سبب سے۔

نواب۔ شاباش نورا بڑے سچے آدمی ہو۔ اچھا سچ بتاؤ۔ ظہورن کیسی ہے خوبصورت اور جوان کہ نہین۔

نورا۔ ای حضور بس ڈبیا مین بند کرنے کے لائق ہے۔ جوانی پھٹی پڑتی ہے ابھی پورے پندرہ کی بھی تو نہین پھلا وا ہے پھلاوا ہے۔

نواب۔ نورا تم اب راز دان ہو۔

نورا۔ حضور کے باپ اور دادا تک کا تو مین راز دان ہون آپ تو ابھی کل تشریف لائے ہین افشاء راز کرون تو کھڑا چنوا دیجیے ایسی بات ہے بھلا۔

نواب۔ نورا ظہورن پر ہماری جان جاتی ہے۔

نورا۔ ای خداوند حضور کے دادا کے وقت مین ایک مغلانی تھی رارے بس کچھ نہ پوچھیے ظہورن سے بھی بڑھی ہوئی اُسپر آپ کے دادا جان مرتے تھے اور بڑے حضور کا بھی ایک منہارن پر دل آیا تھا۔ یہ تو پشتہا پشت سے حضور کے ہان ہوتی آئی ہے ہان فرق اتنا ہے کہ وہ لوگ کامیاب نہوے۔ اور حضور میری راے پہ چلینگے۔ تو سرخرو ہونگے۔ ع

اگر پدر نتواند پسر تمام کند

نواب۔ تم اگر کوئی صلاح بتاؤ نہ تو عمر بھر کے لیے خوش کر دون۔

نورا۔ واہ ہم درگذرے۔ عمر بھر کے لیے خوش کر دینگے ہان ہان جانتے ہو نہ کہ ابھی آدمی ہے منحنی سا۔ صدہا عوارض مہلک مین مبتلا۔ بہت جیا بہیائی سے اور دس پانچ مہینے کھینے لگے عمر بھر کو خوش کر دو نگا بس اپنی کائنات رہنے دیجیے۔

نواب۔ ارے کمبخت پھر کیا انعام دین۔

نورا۔ بس مین اسی ڈیوڑھی پر رہون۔

نواب۔ اچھا ظہورن سے کہو۔ وہ مان جائین تو کیا مضائقہ۔

نورا۔ مانا۔

نواب۔ پھر نکل نہ جانا۔

نورا- اجی ہوش کی دوا کیجیے حضور-
نواب- نورا تم بڑے گستاخ ہو گئے ہو-
نورا- حضور کا لفظ تو آخر مین کہہ دیا تھا کہ نہین- پھر کیا ؟-
نواب- اچھا ظہورن کی مان کو تو گانٹھو-
نورا- اجی تو اس جھگڑے سے آپ کو کیا مطلب میرا جو جی چاہے وہ کرون آپ کو آم کھانے سے واسطہ ہو یا درخت گننے سے-
نواب- پھر اسکا کب جواب دوگے-
نورا- ٹکا سا جواب کہیے آج ہی دے دون مگر جواب باصواب کل دونگا-
نواب- اچھا مگر ضرور-
امام الدین- اخاہ! اسوقت تو میان نورا خوب کھل کھل کے باتین کر رہے ہین
نورا- ہونھ! آئے وہان سے بڑے مصاحب کی دم بنکر- بھائی یہان برسون سے اسی سرکار کا نمک کھاتے آئے ہین تم سے ایرے غیرے پچکلیان سیکڑون آئے اور سیکڑون گئے-
نواب- نورا تم جاکے اب بیٹھو مزے سے ڈیوڑھی پر-
نواب نامدار مع رفقا و ستما جبین بدکردار اپنے عالیشان کمرے مین جاکر بصد زیب و تجمل متمکن ہوے-
میان نورا نے میدان خالی پایا تو پردے کے پاس سے ظہورن کو بلایا ظہورن ململ کا دوپٹا سنبھالتی ہوئی باہر آئی تو نورا کو ڈیوڑھی پہ دیکھکر بہت جھلائی- چین بہ جبین ہو کر بولی کہ اس افیمی نگوڑے کو موت بھی نہین آتی ہو قضا بھی اس کھوسٹ کو بھول بھول جاتی ہو-
نورا- لو ظہورن اب کیا پوچھنا ہے گھی کے چراغ جلاؤ چھوٹے حضور نہیر ریجھ گئے-
ظہورن- اے ڈرموے کچھ شامتین تو نہین آئین-

نورا - ابھی ابھی مجھسے پوچھتے تھے کہ بی ظہورن کوئی چودہ پندرہ برس کی ہونگی مین نے کہا قربان جاؤن حضور اُٹھتی جوانی ہی متوالی ہو رہی ہی -

ظہورن - ارے خدا سے ڈر مردوے کہین آسمان نہ پھٹ پڑے -

نورا - دادی جان کے مرنے کی قسم -

ظہورن - (ہنسکر) اے لو اور سنو مسخرے کی باتین - قربین باتون تو خود تنکا کے بیٹھا ہی تیری دادی کیا عاقبت کے بوریے بٹور یگی -

نورا - بھئی ہماری دادی دادی کو نہ کوسا کرو - ظہورن تیری نشیلی انکھڑیون کی قسم تو نے چھوٹے نواب صاحب پر جادو کر دیا - رسیلی نینون والیون نے جادو ڈالا -

ظہورن - (قہقہہ لگاکر) اخاہ خیر سے نان سین کی بھی پیٹ کھا گئے ہین -

نورا - ظہورن اللہ جانتا ہی تیر ہزار جان سے نواب عاشق ہین میرے منھ سے کہین اتنا سا کلمہ نکل گیا کہ گدرایا ہوا بدن ہی تو بگڑ کے فرمانے لگے کہ واہ کہین ہو نہ گدرایا ہوا بدن یون نہین کہتے کہ دھان پان عورت ہی نواب چین کرو -

ظہورن - ای چل دور ہو موے انبھی آج سے ہمسے دل لگی دل لگی نہ کرنا نہین تو جانیگا -

نورا - سنا نہین کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے - زیادہ ترش ہو گی تو مین صاف صاف کہہ چلونگا - وہ اُسوقت کیا میٹھی میٹھی باتین ہو رہی تھین - ہمکو آڑان گھائیان بتاتی ہو کیون . بو ںواب بو لو -

ظہورن - اللہ جانتا ہی تیرا اپنا خون ایک کر ڈالون گی اسوقت جو واہی تباہی منھ مین آتا ہی بیدھڑک بکتا جاتا ہی کچھ دوانہ تو نہین ہو گیا ہی - اُلّو کہین کا -

نورا - ظہورن جو مین جھوٹ کہتا ہون تو بہشت نصیب نہ ہو اللہ جانتا ہی - نواب مجھسے ابھی ابھی کہہ چکے کہ کوئی تدبیر نکالو جس مین ظہورن -

ظہورن - اچھا اب اسوقت مختصر کرو چھوٹی بیگم جب آرام کرینگی تو مین چپکے سے چلی آؤنگی - اور سُن لونگی -

نورا - ای تم سلامت رہو -

ظہورن کو شک کی جگہ یقین تھا کہ نواب میرے عنفوان شباب اور جوانی کی آب و تاب پر ہزار جان سے ریجھے ہوئے ہین جاتے ہی صابون سے منھ دھویا اور خوب ہی نکھار کیا بالون مین حنا کا سولہ روپے سیر والا تیل گیسو بل کی لیٹے تھے اور رخ انور سے حسن و جمال برستا تھا سرخ موباف پر عالم تھا چھوٹی بیگم نے جو اُنکو دیکھا تو مسکرا کر کہا کہ اللہ اللہ آج تو غضب کے نکھار ہین اسوقت تو ظہورن بیگم زادی معلوم ہوتی ہے -

ظہورن - بندگی پھر آخر پیشخدمت کسکی ہون ابھی آپ کے طفیل مین شہزادی معلوم ہونگی یہ سب حضور ہی کی جوتیون کا صدقہ ہے - کچھ اور ؟ -

اب دوسرا حال سنیئے کہ رئیس زادۂ با توقیر جب نور اور بان مقرر و لستان سے رمز و کنایہ کی باتین کرکے کمرے مین آیا تو مسند جواہر نگار و عظمت بار پر بیٹھکر فرمایا کہ امام الدین خان بھئی اسوقت ہم از بس نادم و خجل و شرمندہ و منفعل ہوئے - امام الدین خان نے گردن نیچی کرکے کہا حضور بات ہی ایسی ہوئی مگر افتاد -

تراب علی بولے قبلۂ عالم یہ سارا تخم فساد میان جھمن کا بویا ہوا ہے ایسے ہی لوگ تو درباروں اور رئیسون کا نام بد کرتے ہین ایک مچھلی سارے تالاب کو گندہ کر دیتی ہے گیہون کے ساتھ ہم لوگ بھی گھُن کی طرح پیسے جاتے ہین -

تراب علی - بہت چل نکلے تھے - جب دیکھو گٹے سے بازی ہی کی باتین کیا کرتے کوئی بولا اور آپ نے نیلی پیلی آنکھین کین اب آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہوگا -

جھمن - حضور قصور اگر ہوا تو دونون سے روشن علی بچ جائین اور غلام معتوب ہو - بھلا یہ کونسی بات ہے انصاف کی اور یون حضور مالک ہین -

تراب علی - اور سنیے؟ انکی اور روشن علی کی برابری؟ وہ وزیر زادہ ہین حضور مگر گردش فلکی سے مجبور ہین یہان جھمن بھی کوئی شریف ہین -

نواب - ہان ا کیا شریف نہین ہین یہ -

تراب علی - ای خداوند نام ہی سے نہ دیکھ لیجیے - جھمن - بھلا جھمن بھی آج تک کسی بھلے مانس کا نام ہوا ہی - یا جیون کے نام ہین شیخ جھمن - یا سید جھمن یا مولانا جھمن کسی نے کبھی سُنا ہو تو بتائے - اور روشن علی میر روشن علی خان صاحب تو مشہور عالی خاندان آدمی ہین -

نواب - جھمن کے سبب سے محلے بھر مین آج ہماری بدنامی ہوئی -

رفیق - اسمین کیا شک ہی خداوند -

دوسرا رفیق - حضور کی بدنامی تو کیا مگر ہان ہم لوگون کی البتہ ذلت ہوئی -

تراب علی - لوگون نے اپنے اپنے دل مین کیا کہا ہوگا کہ یہان کیسے کیسے بدمعاش جمع ہوتے ہین -

مصاحب - حضور آج تو دربار بالکل بھٹیار خانہ ہوگیا -

نواب - پھر اب جھمن کی صورت دیکھنے کا مین کیونکر روادار ہون -

جھمن - حضور زبان مبارک سے بس اتنا فرماوین کہ جھمن انجناب نے تیرا قصور معاف کردیا -

نواب نے کہا جاؤ معاف کیا - تو ایک مصاحب نے کہا جھک کر سلام کر بے ادب - دوسرا بولا سات بار گن کے - تیسرے نے کہا بڑی ذرہ نوازی کی حضور نے - امام الدین بولے ایسے رئیس پیدا کہان ہوتے ہین بھائی جان واہ واللہ کیا مزاج پایا ہی - دھوم ہی دھوم ہی - اللہ جانتا ہی دھوم ہی -

جھمن نے زمین دوز ہوکر کہا آداب حضور - حق تعالی حضور کی مرادین برلائے جلا لیا - خدا جانتا ہی تن مردہ مین اسوقت جان آگئی - اسپر روشن علی نے کہا تن مردہ! ہونہہ تن مردہ یا خاصے ہٹے کٹے بنے ہین -

دور نوان

صحبت رندان ہمدم وہمساز اور خاتون بلقیس مرتبت پر افشاء راز

یہی وظیفہ ہی دن رات مجھکو مستی مین
تمام عمر پیے جام بادۂ گلگون

چڑھاؤن جام کوئی نشہ کا اُتار ہوا
جہان مین تام مرا رند بادہ خوار ہوا

پہلے تو نواب ہلال رکاب سمجھے کہ وہ یاقوت لب سیم غبغب سیو دیئین امین آباد کے بد معاشون کی بد معاشی کے ڈر سے کسی اور محلے مین جاکر مسکن گزین ہوئی ہین چو طرفہ آدمی دوڑا دیے کہ جاکے خبر لائین مگر اُنکا پتا نہ ملا آخر کار نواب صاحب کو یقین ہوگیا کہ ان پریون نے کسی اور شہر کو غیرت پرستان بنایا لکھنؤ کو ویران اور سونا کر گئین دل وحشت منزل کی عجیب کیفیت تھی۔ کسی پہلو چین نہین آتا تھا۔ لہذا نصرت الدولہ اور سیٹھ جی کو بلوایا اور اُنسے کہا کہ از برائے خدا اُن عاشق کش معشوقون کی صورت زیبا کہین سے تو دکھا دو۔ سیٹھ جی نے کہا ہمنے اُڑتی سی خبر سُنی ہے کہ اُن شاہدان طناز نے کانپور کو دار الفرح والسرور بنایا ہے۔ ابھی ہوٹل مین ٹکی ہین مگر کمپنی باغ کے محاذی ایک بنگلا استقامت کے لیے ٹھہرایا ہے اتنا سننا تھا کہ نواب صاحب نے جھمن کو بلایا اور نادری حکم سنایا کہ اسی دم کانپور جاؤ اور اُن اصنام لالہ رو کی خبر لاؤ ہماری طرف سے یہ دو شعر کہ دینا ؎

ای شاہد عشوہ ساز چونی
بی تو منم بنالہ ہائے خونی

معشوقۂ عشقباز چونی
تو بی من خون گرفتہ چونی

اتنے مین تراب علی آیا دست بستہ عرض کیا پیر و مرشد وہ تو بخط راست بمبئی چلی گئین انکو بعض حضرات نے ڈرا دیا کہ سیٹھ جی تمپر نالش کرنے والے ہین۔ اور جو ہری والے سے پھڑک کھا ہی چکی تھین بد حواس ہو کے بھاگ گئین۔

سیٹھ۔ ہائے افسوس۔ انا ام الدین جھبی۔ اسوقت کچھ پلواؤ۔
نواب۔ مین کہنے ہی کو تھا۔ میرے دل کی بات کہی۔

نصرت۔ بے اسکے اسوقت ہرگز نہ رہا جائیگا۔
شرابیون کا قاعدہ ہی کہ روز توبہ کرتے اور روز توبہ شکنی۔ صبح کو توبہ کی شام کو پی رہے ہین۔ پیتے دیر نہ توبہ کرتے۔ اچھے ہم ہین اچھی توبہ اور چاہے کوئی عارضہ ہو شراب کو شب کا علاج سمجھتے ہین۔ غم غلط کرنے کے بہانے سے اتنی پی کہ نواب صاحب بیہوش ہو گئے۔ کسب کو ہوش آیا تو نہ گوہر لال نہ نصرت الدولہ۔ تراب ہے۔ گلباز اور لالہ حسین بخش غین پڑے ہوے حکم دیا کہ انکو جگا کر رخصت کرو اور محلسرا کی جانب سے دور دور۔
نواب نامدار مصاحبین سے رخصت ہو کر محلسرا جانے لگے تو دروازے کا پردہ اٹھاتے ہی دیکھا کہ بی ظہورن خوب نکھر کر کھڑی ایک عورت سے چپکے چپکے باتین کرتی ہین۔
نواب۔ بی ظہورن ہین۔ دیکھون! یہ تو کوئی اور معلوم ہوتی ہین۔ اندھیرے مین کچھ سوجھتا ہی نہین ظہورن ہی ہین نہ۔
ظہورن۔ (شیرین ادائی کے ساتھ ترش ہو کر) اے ہی کیا انجان بنے جاتے ہین جانو کچھ جانتے ہی نہین۔
نواب۔ کہان کہان اسوقت کہان۔
ظہورن۔ آپ کوئی قاضی ہین؟
نواب۔ یہ باتین کس سے کر رہی ہو۔
ظہورن۔ کسی سے کر رہے ہین (عورت سے) دوگانا چلو چلین۔
نواب۔ اخاہ یہ آپ کی منھ بولی بہن ہین؟ ذری باتین تو دکھا دو۔
دوگانہ۔ (ظہورن سے پٹکر) ای ہی بہن یہان تو جیسے کوئی فنکاری مارتا ہو۔
ظہورن۔ اجی یہ نگوڑا او بان ہی۔ موا نور ابو بک خراٹے لے رہا ہو۔
دوگانا۔ اف جی سنسنا اٹھا۔ نوج ایسے کسی کے خراٹے ہون۔ خرخر خرا سہم گئی مارے ڈر کے۔

نواب ۔ ظہورن تمھین واللہ ذری اپنی منھ بولی بہن کا جھلکڑار کھادو۔
دوگانا ۔ اونھ اونھ ۔ بڑی دکھانے والی اتکی ظہورن چلو بہن چلین ۔ اب ہمین پرائے مردوں کی یہ باتین زہر لگتی ہین ۔
نواب ۔ اللہ اللہ یہ تو بڑی گرما گرم معلوم ہوتی ہین ۔
دوگانا ۔ ظہورن یہ مردوا آخر ہی کون ۔ اللہ جانتا ہی تمھارے سبب سے چپکی ہو رہی نہین تو کسو کا مقدور پڑا تھا کہ آدھی بات کر لیتا ۔
ظہورن ۔ ای چپ رہو چھوٹے نواب صاحب ہین ۔
دوگانا ۔ ای واہ حضور ۔ یہ آپ کے وصف تو آج معلوم ہوئے ۔
ظہورن ۔ چھپے رستم ہین بہن ۔ اور ڈھٹائی تو دیکھو ۔
دوگانا ۔ اب ہم نہ بولینگے تم دونون کے بیچ ہین ۔ تم جانو وہ جانین ۔
ظہورن ۔ ہائے میرے اللہ آپ جاتے ہو کہ ہم جا کے چھوٹی بیگم سے کہدین ۔ آپ تو دانست دار آدمی ہوکر وہ بنے جاتے ہین ۔
دوگانا ۔ ای ہی محنت کا جھگڑا انکا ال ہی ہماری تو آنکھین جھکی پڑتی ہین ۔
ظہورن ۔ (ہنسکر) نیند حرام کر دی ۔
نواب ۔ اچھا ذرا انکی صورت دکھاؤ بس ہم چلے جائین ۔
ظہورن ۔ دکھادو دکھادو ۔ کیا گھول کے پی جا ئینگے کچھ ۔
دوگانا ۔ ای واہ اچھی آئین ۔ اسوقت یون ہی جی نگوڑا بدمزہ سے ہے اور آئین وہان سے دل دکھانے ۔ حضور ہماری شکل تو آپ کے دیکھنے کے قابل نہین ۔
ظہورن ۔ (ہنسکر) اُف دوگانا تم بڑی شریر ہوا اچھی پھبتی کہی یون ہی نہ کہدو کہ آپ کا منھ اس قابل نہین کہ ہمین دیکھیے ۔
دوگانا ۔ تم جانو وہ جانین ۔
نواب ۔ ہنسی ہنسی ہین بات اُڑادی ۔ خیر یاد رکھنا ۔

ظہورن۔ سب یاد ہی۔
دوگانا۔ ایک چیز آپ سے مانگین جو دیجیے تو۔
نواب۔ جان تک حاضر ہی۔
دوگانا۔ ای خدا خدا کرو۔ ہم ایک چیز مانگتے ہین۔
نواب۔ مانگو۔
دوگانا۔ ایسا نہو بات ہی جاے۔
نواب۔ کیا مقدور۔ ایسی بات ہی۔
دوگانا۔ ظہورن گواہ رہنا ہین۔
ظہورن۔ ہان گواہ ہین مگر فریاد کس سے کروگی بہن۔
دوگانا۔ مانگتی ہون پھر۔
نواب۔ ضرور کہو نہ۔ اصرار کیون کرتی ہو اسقدر۔ نہ دین جب ہی کہنا دین اور پھر دین۔
دوگانا۔ (خوب کھلکھلا کر ہنس پڑین) ہمین سونے دیجیے اور جانے دیجیے۔
ظہورن۔ خوب کہی ہے بس اب ہم ایک نہ سنینگے۔ ہماری گواہی ہو چکی ہے اب جانے دیجیے۔
نواب۔ آئی یہ تو تمہاری ہی سی طرار نکلین۔
ظہورن۔ ہین ہین۔
نواب۔ اچھا جاؤ۔ اسوقت چل دے گئین۔

نواب صاحب والا مقام بام فلک احتشام پر تشریف لے گئے۔ ادھر بی ظہورن اپنی منھ بولی بہن سے ہنس ہنسکر یون گفتگو کرنے لگین۔
ظہورن۔ تین چار دن سے چھیڑ خانی کر رہے ہین۔
دوگانا۔ مگر کیا مجاز پایا ہی۔ بڑے ہنسکھ ہین۔
ظہورن۔ ہان مگر چلبلے بڑے ہین۔ جب بیگم صاحب سے انسے ہوتی ہے

تب دیکھو کیفیت - وہ بھی خوب جلی کٹی سناتی ہین -
دونون جاکر چارپائی پر لیٹین اور آہستہ آہستہ گانے لگین - ؎

دیوانہ ہی دل یار تری جلوہ گری کا	مشتاق نہایت ہی یہ شیشہ ہی پری کا
انداز کہان یہ روش حور و پری کا	دم بند ہی ٹھوکر سے تری کبک دری کا
ساقی کی نگاہون نے مرے ہوش اڑائی	آنکھون سے دیا جام مے بیخبری کا
سبزہ مری تربت پہ ہرا خوب ہوا ہی	ایسے ہین ———

ظہورن - چپ چپ کچھ بجتا ہی - دو - تین - چار - پانچ - چھ - سات - آٹھ - نو - دس - گیارہ -
دوگانا - اوہ - گیارہ بجگئے - بڑی رات آئی -
ظہورن - جب ہی جمائیون پہ جمائیان آتی ہین -
دوگانا - جیسے ڈاک بیٹھ گئی -
ظہورن - اب سو رہو - صبح اٹھینگے تو باتین ہونگی -
دوگانا - (کروٹ بدلکر) ہمین تڑکے جگا دینا -

نواب صاحب کوٹھے پر سے چپکے چپکے گانا سن رہے تھے دونون کی نازک آوازین دل و جان سے بھائی تھی - مگر تین ہی چار شعر سُنے تھے کہ وہ سو رہین -

نواب صاحب دبستان بادہ گساری کے ابجد خوان تو تھے ہی پینے کو تو برانڈی کے کئی جام پی گئے لیکن کوٹھے پر جاتے جاتے وہ تیز نشہ چڑھا کہ الامان الامان - پہلے تو بند کرے مین بیٹھے بادۂ احمر کے ٹمبلر ٹمبلر اڑائے آدھ آدھ گھڑی کے بعد چسکی لگائی - کبھی اپا پانا کا جام لیا - کبھی برانڈی لیمونیڈ کے ساتھ نوش جان فرمائی اب کھلے میدان مین جو آئے تو خمیازہ کھینچنا پڑا پلنگ پر قدم رکھتے ہی چکر آیا - سنبھلے - لیٹے تو پھر چکر آیا - نازونعم پرورد امیر کے صاحبزادے تکلیف کا برداشت کرنا دل لگی تو ہے نہین - گھبرا اٹھے پہلا پہلا واسطہ اور نشے کا عالم سمجھے نزع مین ہین - تصور جو بند ھا -

تو نشے ہین یہ سوجھی کہ نبض چھوٹ گئی۔ اعزا و اقربا کے ماتم اور شور و شین کی آواز کان مین آنے لگی چھوٹی بیگم تھوڑی دیر مین کسی ضرورت سے اُٹھین تو دیکھا کہ حضرت آرام مین ہین۔ پانوٗن کی آہٹ پاکر نواب صاحب کسی قدر ہوش مین آئے گرمی کی اس درجہ شدت تھی کہ بھنائے جاتے تھے آہستہ سے کہا کہ (پانی) چھوٹی بیگم نے اچھی طرح سُنا نہین۔ قریب آنکر پوچھا کہ کیا کہتے ہو۔ نواب صاحب نے اشارے سے بتایا کہ پانی پیون گا۔

بیگم۔ کیا کر رہے پڑے ہین۔ کوئی جانے خدا ناکردہ دشمن بیمار ہو گئے۔

نواب۔ (آہستہ سے) پانی۔

بیگم۔ (تنک کر) اوہو یہ مکر کی باتین یہان کسی کو بھاتی نہین کیا کہتے کیا ہو۔

نواب۔ (ہاتھ جوڑ کر) پانی (پھر اشارے سے بتا کر) پانی۔

بیگم۔ پانی۔ لو۔

بیگم صاحبہ نے صراحی کا ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پلایا۔ نواب نے چاہا تھا کہ لیٹے ہی لیٹے پیین مگر بیگم صاحب نے کہا کہ لیٹے لیٹے پانی پینا منحوس ہوتا ہے اُٹھ بیٹھو ذری۔ اُٹھنا اسوقت دوبھر تھا۔ مگر بہزار خرابی اُٹھے اور پانی پیتے ہی گر پڑے۔

بیگم۔ ہائین۔ خیر تو ہے۔

نواب۔ اُف۔ پھونک دیا۔

بیگم۔ (پاس آنکر) پنڈا پھیکا ہے۔

نواب۔ پانی سے اسوقت بڑی تسکین ہوئی۔

بیگم۔ کچھ کہو تو یہ ماجرا کیا ہے۔ (منھ بنا کر) ہونھ ہونھ کچھ عجب طرح کی بو سی آتی ہے۔

نواب۔ ہین تھوڑا پانی اور پلاؤ۔

بیگم۔ لو مگر یہ گھڑی گھڑی پانی پینا کیا معنی ہے کیا۔ ماجرا کیا ہے۔

نواب۔ خیریت ہے۔

بیگم۔ اللہ خیریت ہی رکھے مگر کیا ایسا گرما گرم کھا لیا کہ رہ رہ کے دم بدم پیاس لگتی ہی۔
نواب۔ کہو دونگا۔ اسوقت کوئی پنکھا جھلے تو جان مین جان آئے۔
بیگم۔ ظہورن کو چپکے سے بلا لون (زینے پر جا کر) ظہورن۔ او ظہورن ہائین۔ سانپ سونگھ گیا کیا۔
نواب۔ (اپنے دل مین) خدا نکرے۔
بیگم۔ ای ظہورن (کنکری پھینک کر) ظہورن۔
ظہورن۔ (چونک کر) کون ہی؟
بیگم۔ ذری یہان تو آنا۔
ظہورن۔ (اپنے دل مین) یا اللہ اسوقت آدھی رات کو کیا کام ہی اور تو کبھی نہین بلوایا آج معمول کے خلاف بلوائی ہین۔ ہونہ کچھ دال مین کالا کالا ضرور ہے۔ کہین انکی اور ہماری باتین نہ سن لی ہون۔ اللہ بچائے جو تان سنینگی تو کہین کا نہ رکھینگی۔

دوپٹا سنبھالتی ظہورن اوپر داخل ہوتی ہین۔

ظہورن۔ اے حضور خیر تو ہی۔
بیگم۔ اسوقت کہتے ہین کہ گرمی معلوم ہوتی ہی۔ اور ہمکو پنڈا پھیکا نظر آئی دیتا ہی۔ ذرا اچھا ذری پنکھا جھلو۔
ظہورن۔ (سرھانے جا کر) حضور طبیعت کیسی ہی۔ کہین درد ورد تو نہین ہی۔
نواب۔ (نہایت ہی مسرور ہو کر) کون ہی ظہورن۔
ظہورن۔ ہان حضور طبیعت کیسی ہی۔ دیکھواتے ہی مین منہ تکتی سا نکل آیا۔
بیگم۔ (نواب کے کان مین) ایک بات پوچھون سچ بتا دینا کہین کسی مالزادی نے تو نہین ٹونا ٹوٹکا کر دیا۔
نواب۔ (مسکرا کر) کچھ خیر ہی۔

بیگم - پھر ہو کیسے - بے چینی کیون ہے -
نواب - پانی -
ظہورن - ابھی لائی - لیجیے حضور مگر تن کے پانی نہ پیجیے گا - دو گھونٹ پانی پی کے ہونٹھون کو تر کر لیجیے -
نواب صاحب نے چاندی کی کٹوری اُس سیمبدن کے دست رنگین سے لیتے ہی ایک ٹھوکا دیا - ظہورن کھل گیئن کہ اسوقت بھی چھیڑ خانی سے باز نہین آتے -
نواب - آٹ پانی سے ذرا تسکین ہوتی ہے -
بیگم - ارے کہین وہ تو منھ نہین لگی - یہ کھو ہم پر کھ گئے اب کالا پانی نگوڑا بھی منھ لگا -
ظہورن - نہین حضور - اللہ اللہ کیجیے - یہ بدگمانی ہے بیوی -
بیگم - ہم بی ہمسائی کے بیان کو ہنسا کرتے تھے اب لوگ ہمین ہنسینگے -
ظہورن - اے تو حضور اب اسدم تو نہ کچھ کہیے بیچارے آپ ہلکان ہین مین بناؤن ایک گنڈا میرے پاس ہے -
نواب - اب یہ گنواری باتین رہنے دو - گنڈے تعویذ کا خبط ہمکو نہین ہے -
ظہورن - دوا جان کو جگا لاؤن -
بیگم - انھین سے پوچھو -
ظہورن - حضور اب تو ذری ذری آرام ہے - اسوقت جو غنچہ کھلے تو طبیعت ہلکی ہو جائے -
نواب - ظہورن ذرا سر دبا دو - جو تکلیف نہو تو -
ظہورن - اے حضور آپ کے اوپر سے مجھ سی سیکڑون قربان ہو جائین سر کا دبانا بھی کوئی پہاڑ اُٹھانا ہے -
بی ظہورن سر ہانے بیٹھکر پیارے پیارے ہاتھون سے نوجوان

نواب زادے کا سر دبانے لگین - تھوڑی دیر مین ایک عجیب ادائے دلربا سے دوپٹا اپنے سر سے سرکا دیا تاکہ مانگ کا جوبن نواب زادے کی آتش عشق کو اور بھی تیز کر دے -

نواب - اُف کسی کروٹ چین نہین آتا تھا اب کچھ کچھ فرق ہے - عطر کا ایک پھویا تو لاؤ -

بیگم صاحب کمرے کے اندر گئین - صندوقچی کھولی - عطر نکالا - موقع و قت غنیمت جانکر نواب صاحب نے چپکے سے معشوقہ پری چہرہ کے دست سیمین کو چوم لیا اور ظہورن نے بھی ہنسی خوشی ہاتھ ڈھیلا کر دیا - اس تھوڑے ہی سے عرصے مین ظہورن نے وہ وہ پیاری ادائین کین کہ نواب کا دل ہاتھ سے جاتا رہا - اتنے مین بیگم صاحب عطر کی شیشی لیکر نازک کو لچکاتی ہوئی آئین تو ظہورن کی طرف دیکھکر مسکرائین - ظہورن کے دل مین تو چور تھا سمجھی کہ بیگم صاحب نے بھانپ لیا - اسوقت گورے گورے گالونکی رنگت کئی دفعہ سرخ سے سفید اور سفید سے سرخ ہو گئی - مگر وہ مسکرائی صرف اس بات پر تھین کہ عطر کی عوض تیل لائی تھین کہ دیکھون نواب پہچانتے ہین یا نشے کی حالت مین تیل کو عطر کے دھوکے بدن مین مل لیتے ہین شیشی لا کر نواب صاحب کو دے دی -

بیگم - بوجھو تو بھلا کس کا عطر ہے - باجی جان نے قنوج سے بھیجا تھا -

نواب - (سونگھکر) ماشاء اللہ - آپ کی باجی جان کے قربان - ایسا عطر تو پنہاریاں بھی نہ چھوئین - آپ کی باجی جان خیر سے بڑی نفیس مزاج ہین -

ظہورن - (شیشی لیکر) واہ - اے یہ تو حنا کا تیل ہے چھوٹے گندھی کے یہان کا -

بیگم (قہقہہ لگا کر) ہم جان بوجھ کے لائے تھے کہ دیکھین نشے مین چور تو نہین ہین -

ظہورن - اے بس چپ بھی رہیے - ایسا بھی نشہ نوج کسی کو ہو - کیا وہ سوادربان حیثیت مقرر کیا ہے کچھ - کہان نگوڑا تیل کہان عطر -

بیگم - (عطر کی شیشی دیکر) لو -

نواب - ہاں یہ البتہ عطر ہی - دماغ کو معنبر کر دیا -

بیگم - گلوری کھاؤ گے جو جی چاہتا ہو تو بنا دوں -

ظہورن - واہ پان اور گرمی کریگا -

نواب - خدا جانے پان کے عوض کیا بلا ئے آؤ - بس آپ گلوری رہنے دیجیے ہم دگدگی برف ہو چکی کہ ہو -

ظہورن - حضور ساری پگھل گئی - منگوا لیجائے - اس موئے نکھٹو نگوڑے لورا کو بھیج دوں ؟ -

بیگم - واہ آج کا گیا پرسوں کی خبر ہے - سیدانی کو بھیج دو سیدانی کو -

نواب - اور سُنیے - عورت ذات - آدھی رات - برف لینے جاوے - یہ پچاس ساٹھ آدمی کیا دیکھتے ہی بھر گئے ہیں -

بیگم - اے ہو مطلب یہ کہ بات نہ چھوٹنے پائے -

ظہورن - تو حضوری سیدانی کا یہ جگرا نہیں ہو کہ اسوقت اندھیاری میں کوس بھر برف لینے جائیں -

بیگم - کون - اسد جانتا ہو وہ بڑی تھر ہو - جاوے تو لے ہی آوے -

ظہورن - اے وہ شتل کیا ہو بچاری -

بیگم - یہ شوق تمھیں کب سے ہوا - اور کوئی اتنی پی جاتا ہو - بھلا - یہ موئے خوشامد خوروں نے اس ڈھرے لگایا ہوگا -

نواب - سچ یوں ہو کہ مغل پٹھان شیخ سید براہمن چھتری کسی قوم سے نہیں بچی ہے اور ہاں خوب یاد آیا بہت بڑھ بڑھ کے باتیں بناتی ہو تمھارے بھائی نہیں پیتے - واللہ اعلم -

بیگم - واہ تو کو نسا ایسا اچھا کام کرتے ہیں - انھیں کوئی بھی اچھا کہتا ہے - مگر اب تمھاری انگلی پکڑی خوب -

نواب - ہاں ع

خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو

ظہورن - اے بیگم صاحب میں صدقے ہو جاؤں بہت دن ہوئے کوئی چھ مہینے جب سے آپ کے ہاتھ کی گلوری نہیں کھانے میں آئی -

بیگم - (پیشانی نورانی پر دست رنگین ٹیک کر) اے پتھر پڑیں تمھارے اس جھوٹ پر ظہورن چھ مہینے ہوئے ہمارے ہاتھ کی گلوری کھائے کو -!

ظہورن - وہ نہ سہی چھ مہینے مگر بہت دن تو ہو گئے -

بیگم - (گلوری بنا کر) لو -

ظہورن - بندگی - واہ وا کیا گلوری ہے - اللہ جانتا ہے پسینے آ گئے یہی تعریف سے بنانے کی -

نواب - بس اب بہت خوشامد نہ کرو -

ظہورن - اے لو خوشامد کرتی ہوں میں -

نواب - اس پلنگ میں کھٹمل بہت ہیں - آج بے طور دق کیا -

بیگم - اے تو مسہری پر سو رہو - ہم کو نیچ نکلوا لینگے - یہ کھٹمل کہاں سے آئے -

نواب - نہیں آج ہم اس پلنگ پر سوئینگے جسکے ہرے ہرے پائے ہیں - بہت بڑا پلنگ ہے - خوب آرام سے سوئینگے -

ظہورن - تو میں نیچے جا کے جگا نہ دوں دو تین کو ہاتھوں ہاتھ پلنگ آ جائے یہاں -

نواب - نہیں ہم خود چلتے ہیں - تم یہاں سیدانی کو بھیج دو اور مغلانی کو -

ظہورن نے جاکر بی بی سیدانی اور بی مغلانی کو جگایا اور کوٹھے پر بھیجا - نواب صاحب نے پلنگ اٹھایا - ظہورن قریب کھڑی دیکھتی تھیں -

ظہورن - دیکھیے دیکھیے اسوقت بہت زور نہ بدن پر دیجیے - ادہر کہیں منڈیر کی اینٹیں نہ گر پڑیں تو ناحق ناحق چوٹ آئے -

نواب - مضبوط لینا پلنگ - چھوڑوں - چھوڑتا ہوں بی سیدانی -
ظہورن - اوی واہ - (آہستہ سے) ہاتھ پکڑ کر چھوڑ دینا ایسے ہی بے غیرت نکٹوں کا کام ہی -
نواب - (جھیپ گئے) جواب دینے کو تھے مگر نہ سوجھا - کیا! -
ظہورن - بس اب شرمائیے نہ -
سیدانی - حضور پلنگ بچھ گیا تشریف لائیے -
ظہورن - جائیے بس اب جائیے اب کہیں پی پی کے غل نہ مچائیے گا کہ محلہ بھر جاگ اٹھے -
نواب - ظہورن تمھاری ساری وضع قیامت بپا کرتی ہی -
ظہورن - اوی بس اب جاتے ہو یا باتیں بنایا کروگے سیدانی کو کہیں کچھ اور شک تو کیے بیٹھے ہوئے گر پڑے کہیں -
نواب - تمھاری صورت دیکھنے سے اسوقت ہمیں وحشت ہوتی ہی -
ظہورن - کیا کہا - کیا ہوتا ہو کیا ہوتی ہی -
بیگم - ظہورن کیا کرنے لگی وہاں -
ظہورن - حضور پانی پی رہے ہیں - گھونٹ گھونٹ -

بی سیدانی اور بی مغلانی اتر آئیں - اور نواب صاحب کوٹھے پر جاکر پلنگ پر لیٹ رہے - شب کو باد سرد کے فرحناک جھونکوں اور چھوٹی بیگم کی زلف چلیپا کی بوی عنبر بار اور چاندنی کی دل بہھانے والی بہار سے نواب نامدار خوب میٹھی نیند سوئے - تین بجے آنکھ کھل گئی تو مارے پیاس کے لب خشک تھے - اور شدت تشنگی سے کلیجہ منھ کو آتا تھا - بہزار دقت بستر استراحت سے اٹھے اور لڑکھڑاتے ہوئے صراحی سے ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پیا تو ذرا قلب کو تسکین ہوئی - پھر سو رہے - ساڑھے چار بجے کے وقت پھر نیند سے چونک پڑے اور پھر گئی آبخورے پانی کے پیے - سوئے تو آٹھ بجے کی خبر لائے

سویرے منھ اندھیرے بیگم صاحب نے کئی بار جگایا مگر وہ اسوقت سُنتے کب کی تھے۔ بڑے نواب صاحب نے تین چار مرتبہ دریافت کیا کہ آج چھوٹے نواب کیسے ہین۔ تشویش تھی کہ خلاف معمول اتنی دیر تک سوتا کیا معنی۔ چھوٹی بیگم صاحب عورت تھین تمیز دار کھلا بھیجا کہ پنڈا تو ذری پھیکا تھا۔ بے چینی اسقدر کہ پلک سے پلک نہ جھپکی۔ کوئی چار بجے خدا خدا کر کے آنکھ لگی اب اسوقت اچھے ہین۔ مگر رات بھر کے جاگے ہین ذری سو لین تو اچھا۔ بڑے نواب صاحب کو کیا معلوم تھا کہ یہ سیہ کاری اور بادہ گساری کا نتیجہ ہے سمجھے کہ آج کل فصل اچھی نہین ہے اور آدمی ہین نازک مزاج کھانے پینے مین بے اعتدالی ہوئی ہوگی۔ جب آٹھ کا گجر بجا تب تو چھوٹی بیگم بھی گھبرائین کہ تڑکے گجر دم کے لیٹے والے اور اب تک غافل سو رہے ہین۔ ظہورن سے کہا کہ ذری جا کے جگا تو دو۔ کہو سارے محل مین دھوپ پھیل گئی آپ ابھی تک آرام ہی کر رہے ہین۔ ظہورن نے کہا بیگم صاحب حکم بجا لاتے ہین اس لونڈی کو عذر نہین۔ مگر آپ ہی دل مین سوچئے کہ اتنی ڈھٹائی مین کہان سے لاؤن کہ جا کر جگاؤن۔ بھلا کوئی بات بھی ہے ہان حضور کے ہمراہ کہیے تو چلی چلون۔ مگر اکیلے جاتے ہوئے طرح طرح کے خیال آتے ہین۔ اور جو آپ کی یہی مرضی ہے۔ تو بسم اللہ چلتی ہین۔ یہ کہکر ظہورن کوٹھے کی طرف جانے لگی چھوٹی بیگم نے اسکے دوپٹے کے آنچل کو پکڑ کر مسکراتے ہوئے کہا کہ ٹھہرو ہم بھی ساتھ چلتے ہین جو اتنا ہی خوف ہے تو آؤ ہم بھی ساتھ چلین۔ ظہورن نے کہا قربان جاؤن حضور اللہ نہ کرے کہ ڈر کا مقام ہے۔ مگر آپ منصف مزاج ہین آپ ہی خود سمجھیے کہ مین کوئی بوڑھی عورت تیس چالیس برس کی ہوتی تو بے جھجک چلی جاتی مگر تو چھوٹے نواب صاحب کو خدا سلامت رکھے بڑے نیک رہتے ہین لیکن پھر بھی جو دیکھتا وہ اپنے دل مین کیا کہتا کہ یہ جوان جہان اور انکو جگانے گئی حضور ہم

غریب ہین تو کیا ہوا عزت آبرو کا بڑا خیال ہی - بیگم صاحب پھر مسکرا ئین اور بولین کہ ظہورن اللہ جانتا ہے ہم تو اسوقت بہت خوش ہوئے - آؤ چلو چلین جگائین - آخر سونے کا بھی کوئی ٹھکانا ہے - ای آٹھ بجگئے اور اب تک آپ سو ہی رہے ہین - ظہورن پیچھے پیچھے اور بیگم صاحب آگے آگے دونون ملکر گئین نواب صاحب کو جگانے - کوٹھے پر پہونچین کمرے مین گئین تو دیکھا کہ حضرت بالکل غافل سو رہے ہین - دنیا و مافیہا سے بیخبر۔

بیگم صاحب - اللہ اللہ - دنیا بھر مین دھوپ پھیل گئی اور یہ سو ہی رہے ہین بے غافل -

بیگم صاحب - (شانہ ہلاکر) اٹھو اٹھو - اپنی کچھ خبر بھی ہے - اے آٹھ بجگئے -

ظہورن - حضور اب اٹھیے - دن بہت چڑھ گیا -

بیگم صاحب - اجی اٹھو بھی - اللہ یہ کیسی نیند ہوئی وہ ہو گئی -

نواب - (انگڑائی لیکر) کے بجے ہونگے اسوقت -

بیگم - نو بجنیگے اب - ذری آنکھ تو کھولو (منھ پر سے دولائی ہٹا کر) -

نواب - اُف اوہ - نو بجنیگے ! ! توبہ - توبہ -

ظہورن - حضور بڑے نواب صاحب کئی بار پوچھ چکے ہین - مجھ سے -

نواب - (آنکھ کھول کر) آئی ! سچ نو ہی بجے - لاحول ولا قوۃ -

بیگم - اب اسوقت جی کیسا ہی طبیعت تو اچھی ہو -

نواب - ہان - فضلِ الٰہی ہر طرح کی خیریت ہی - ارے پیاس کے لب خشک ہوئے جاتے ہین - حلق مین کانٹے پڑے ہوئے ہین - زبان خشک ہی -

ظہورن - سویرے سویرے نہار منھ پانی پینا برا ہوتا ہی -

بیگم صاحب - ابھی کچھ سردی ہوئی ہی - پانی لاؤ جا کے -

بیگم صاحب نے کہا جو صراحی خوب ٹھنڈی ہوئی ہو وہ لے آؤ - ظہورن نیچے گئی کہ آپ سرد لائے - بیگم صاحب نے نواب سے کہا ہماری ہی بھی کھانے

جو جھوٹ بولے سچ کہنا تمھین قرآن کی قسم اب اسوقت نشہ تو نہین ہے۔ ہائے غضب ارے اتنی انسان پیے ہی کیون کہ دس دن تک خمار باقی رہے ہائے افسوس اب اسوقت کیا کہون۔ شام کو کہونگی۔ نواب سخت خفیف ہوئے۔ مارے شرم کے منھ سے کوئی کلمہ نہ نکلا۔

اتنے مین بی ظہورن ایک شیشے کا گلاس اور ایک صراحی ٹھنڈے پانی کی لائین اور نواب پر اپنی نزاکت ثابت کرنے کے لیے صراحی کو زمین پر پٹکا۔ اور ادئی کہکر بیٹھ گیین۔ اللہ ری نازکی۔ کچھ ٹھکانا ہے۔ ہمین اس مقام پر پھر دیگا قول یاد آیا۔ ؎

خواجہ با بندۂ پری رخسار	چون در آید ببازی و خندہ
چہ عجب کو چو خواجہ حلم کند	وین کشد بار ناز چون بندہ

بیگم صاحب نے صراحی سے ایک گلاس پانی آنڈیلا اور اپنے دست سیمین سے نواب صاحب کو دیا۔ نواب صاحب اسوقت پانی کو غنیمت سمجھتے تھے انھون نے چاہا کہ لیٹے ہی لیٹے پانی پی جائین۔ مگر بیگم صاحب نے تنک کر کہا کہ اللہ جانتا ہے ہم پانی داقی پھینک دینگے اور اُٹھ کے چلے جائینگے ہزار بار سمجھایا کہ لیٹے لیٹے پانی نہ پینا چاہیے۔ ذری اُٹھ بیٹھو۔ پانی پی لو پھر لیٹ رہنا۔

نواب صاحب کوشش کر کے اُٹھے۔ پانی پیا تو جان مین جان آئی پھر لیٹ رہے اور باتین کرنے لگے۔

نواب۔ کیا ابا جان یہان آئے تھے۔

ظہورن۔ نہین حضور یہان تو نہین آئے۔ مگر کئی بار پوچھ چکے۔

بیگم۔ اب اُٹھ کے اُنسے ملتے آنا۔ کہہ دینا کہ رات کو ذری جی مالش کرتا تھا مگر اب اچھا ہون۔ وہ بیچارے بہت بیقرار ہین۔

ظہورن۔ اے ہلا ہی چاہین۔ بیگم صاحب۔

بیگم۔ اور کیا۔ مگر اب آج سے توبہ کرو کہ پھر کبھی نہ پینگے۔

نواب ۔ واسطے خدا کے اسوقت کوئی اور ذکر چھیڑو۔
ظہورن ۔ اچھا اور ذکر سہی۔ وہ سوار بان دفان ہوا کہ نہین۔
بیگم ۔ وہ تو مر کے بھی بھتنا بنیگا موڈھی کاٹا۔
نواب ۔ پشتہا پشت سے اسی سرکار کا نمک پروردہ ہے۔ اب پیرانہ سالی مین اُسکو کیونکر جدا کرون۔ سوچو تو سہی۔
بیگم ۔ تو اُسکو پنشن دو۔ کوئی اور مقرر کرو۔
نواب زادۂ بلند اختر و عالی گوہر خراماں خراماں اپنے پدر بزرگوار کے پاس آئے۔ فرط ادب سے زمین دوز ہو کر آداب بجا لائے۔ بڑے نواب صاحب خوش ہوئے کہ فرزند دلبند صحیح و سلامت سامنے آیا۔
بڑے نواب ۔ شب کو کیسے تھے بیٹا۔
نواب زادہ ۔ آبا جان ۔ جی مالش کرتا تھا۔
بڑے نواب ۔ اب تم دودھ پیتے بچے نہین نام خدا جوان ہو ہزار بار سمجھا یا شبنم مین شب کو سونا مضر ہی۔ دس گیارہ بجے تک خیر چندان مضائقہ نہین مگر تمھارے مزاج مین ضد اور ہٹ بہت ہو۔ رات بھر اوس مین سوتے رہے ہمارا کہا نہ مانا۔
نواب زادہ ۔ بجا ہی کبھی ایسا اتفاق ہو جاتا ہو ورنہ شبنم سے تو مین خود احتیاط رکھتا ہون۔
بڑی بیگم ۔ کمرے مین رات بھر پنکھا چلتا رہے تو کیا ٹھنڈ ہک نہو۔ اُس مین کیا لڑو دھرے ہین (پیشانی پر ہاتھ رکھکر) بنڈا اگنگنا ہو۔
ظہورن ۔ جی ہان رات بھی بنڈا پھیکا تھا۔
بڑے نواب ۔ (نبض دیکھکر) نہین۔ فضل الٰہی ہو
بڑی بیگم ۔ کیا اسوقت بدن صاف ہو۔
بڑے نواب ۔ ہان ہان۔ فضل الٰہی ہے۔ بس یہ اوس مین سونے کے سبب سی خرابی ہوئی۔

اب مصاحبین بادہ گسار کا حال سنئے۔ لالہ جبین بخش نے جو ہوا کھائی تو پاؤں ڈگمگانے لگے۔ یہ گرے وہ گرے۔ اس مصیبت سے تھوڑی دور چلے تھے کہ نشہ اور بھی تیز ہو گیا۔ اب راستہ نہیں سوجھتا۔ ایک درخت کے تنے سے ٹکرائے اور گرے اور وہیں بیہوش پڑے رہے۔

تراب علی ساقن کی دکان پہ پہونچے۔ زبان چرس کے دم لگائے ایک تو برانڈی کا نشہ ہی کیا کم تھا اسپر چرس کا دم اور بھی طرہ ہوا۔ سے اڑا دماغ پر گرمی چڑھ گئی اور چپ سے دکان ہی پر گرے۔ وہ چپا۔ آدمیوں نے ملکر اٹھایا۔ کسی نے پانی کے چھینٹے دیے کسی نے برف کا ٹکڑا کھلایا۔

ساقن۔ میری دکان پر ایسی بات کبھی نہیں ہوئی تھی۔

بٹک باز۔ اور ایسے تو کچھ دم بھی نہیں لگائے۔

چرسیا۔ اجی صاحب تمھارے اگلی چلم کی تو آسمان کی کھبرانی ہی۔ آج تو جب آئے جب ہی ڈھیلے نظر آئے زنقل۔

بٹک باز۔ ڈاکٹر کو بلاؤ۔

ساقن۔ اور دو روپیہ کے گھر سے آئینگے۔ مر جائیگا موا مر جائے۔ کل موا آج

دوسرا دن۔

برق انداز۔ کیا ہوا بیوی سلامت۔

ساقن۔ اجی میاں کیا بتاؤں کیا ہوا۔ یہ آئے اور اک دو دم لگائے بس بیہوش گر پڑے (ارے لو وہ گاڑی ڈاکٹر کی آتی ہے) ذری روک دیجئے روکیے

ڈاکٹر۔ (گاڑی رکوا کر) کیا ہے۔

ساقن۔ ذری ایک مریض کو دیکھتے جائیے۔ یہ سامنے بیہوش پڑا ہے

ڈاکٹر۔ دل کیا ہوا کیا۔

ساقن۔ ابھی کوئی آدھ گھڑی ہوئی کہ یہ دکان پہ آئے تو انھوں نے کہا کہ جی مالش کرتا ہے مگر منھ سے شراب کی بو آتی تھی اور نشے میں تھے میں نے

لاکھ لاکھ منع کیا کہ چرس نہ پیو۔ اے بہن تو اُس طرف کسی کام کو گئی ادھر آپ نے دو دم لگاہی تو لیے۔ بس پھٹ سے گر پڑے۔

ڈاکٹر۔ اچھا آدمی ساتھ کردو ہم دوا دے دیگا۔

ساقن۔ میرے بابو صاحب ایسی دوا دیجیے کہ ہوش آجائے۔

ڈاکٹر۔ اچھا دوا ہی۔ سو گھبرانے کا بات نہین۔

ڈاکٹر صاحب نے ایک گولی دیکر کہا کہ یہ گولی ابھی کھلادو تو استفراغ ہوگا اور ہوش آجائیگا۔ (اسکے بعد اس بوتل کی دوا آدھی چھٹانک اسوقت پلادو اور آدھی چھٹانک دو گھنٹے کے بعد) آدمی نے گولی اور بوتل لی اور حکم کے بموجب ایک گولی تراب علی کو کھلائی۔ استفراغ ہوا ہوش آیا۔ بتایا کہ سر مارے درد کے پھٹا پڑتا ہے اور دماغ پھنکا جاتا ہے۔ آدمی نے بوتل سے آدھ چھٹانک عرق ایک پیالی مین لیکر پلا دیا۔ دس بارہ منٹ مین تراب علی اُٹھ بیٹھے۔

ساقن۔ اب کیسے ہو۔

تراب علی۔ اب اچھا ہون مگر گرمی بہت معلوم ہوتی ہے اور سر مین تھوڑا درد ہے۔

ساقن۔ کوئی ایسا کام کرتا ہی۔ شراب پی کے آئے اور اسپر اتنے دم لگائے۔

چرسیا۔ توبہ۔ توبہ۔ بہت بچے صاحب تمھارے۔

تراب علی۔ اب ہم جاکے سراے سے اکا کرتے ہین اور گھر جاتے ہین۔

چرسیا۔ اِکا نکرنا۔ اُسکے ہچکولے صاحب تمھارے اور بھی حیران کرو ینگے مجے مجے (مزے مزے) پیدل چلے جاؤ۔ ٹھنڈی ہوا ہی اسوقت۔

تراب علی۔ رخصت ہوئے۔

میر کلباز کا حال سنیے۔ یہ جو نواب صاحب کے دربار سے اُٹھے تو سیدھے نان بائی کی دکان پر پہونچے اور نشے کی حالت مین اس سے یون کہنے لگے۔

میر گلباز۔ بھائی جان اسوقت کچھ کھلواتے نہین ہو۔
نان بائی۔ جو حکم ہو مگر کیا پیے ہوے ہو۔ ذری دکان سے الگ ہی رہیے گا کوئی مسلمان دیکھ لیگا تو چھوئیگا نہین۔
میر گلباز۔ سنتے ہو میاں ہم اسوقت پیے ہوے ہین۔
نان بائی (مسکراکر) ہان ہین سمجھا۔
میر گلباز۔ سمجھے نہ جو مین نے کہا۔ ہم اسوقت برانڈی پی کے آتے ہین۔ چار بوتل دو پیگ بوتل والی۔
نان بائی۔ سمجھا سمجھا۔ آپ کے بے کہے سمجھ گیا تھا۔
میر گلباز۔ کہینگے تو ہم اپنے منھ سے کبھی نہین۔ مگر ہم پیے ہوے ہین۔ ارے میاں تمکو ہماری بات کا یقین نہین آتا۔ واللہ ہم پیے ہوے ہین۔ نہ بھئی۔
نان بائی۔ اب جائیے سو رہیے رات بہت آئی۔
میر گلباز۔ لاحول ولا قوۃ انکو یقین ہی نہین آتا۔ خدا گواہ ہے ہم پیے ہوے ہین۔
نان بائی۔ اجی تو مین کیا کرون پیے ہوئے ہین آپ تو میری بلا سے
میر گلباز۔ یہ نہین۔ نہ بھئی مطلب یہ کہ برانڈی اسوقت خوب پی ہے۔
نان بائی۔ خدا نکرے کہ شرابی سے پالا پڑے۔
میر گلباز۔ اور امام الدین بھی پیے ہوئے ہین۔ اور ہم بھی۔
نان بائی۔ امام الدین کون شخص ہین۔
میر گلباز۔ ہونھ۔ جانتے ہی نہین گویا گویا جانتے ہی نہین۔ جان بوجھکے پوچھتے ہین کہ کون شخص ہین گویا کبھی کی ملاقات ہی نہین جانتے ہی نہین گویا۔
نان بائی۔ اب جائیے حضرت۔ گھر جائیے۔

میر گلباز۔ ارے میاں ہم تو نشے مین ہین سمجھے بھائی جان نشے مین غین ہین۔ چور بالکل۔
نان بائی۔ (چلاکر) اجی پڑو جہنم مین نشے مین ہو یا کسی مین ہو۔ ہماری دکان چھوڑ دو۔ چلو اٹھو۔ واہ بک بک کے مغز کھا گئے۔
نان بائی کا آدمی۔ میاں انکو پہچانا نہین یہ تو گلباج (گلباز) ہین۔
نان بائی۔ ارے! توبہ توبہ۔ میر صاحب ہین میر صاحب۔ آئیے مین سمجھا نہین تھا ابھی تک۔
میر گلباز۔ ہم اسوقت خوب پیے ہوئے ہین برانڈی پر برانڈی اور جام پہ جام
نان بائی۔ کہا سنا ماف (معاف) کیجیے گا۔
میر گلباز۔ ٹھنڈی ہوانے اور نشہ تیز کر دیا۔
نان بائی۔ میر صاحب اِتی کیون پی جاتے ہو بھائی۔ ذرا سی پی بس مالہ (معاملہ) ختم گیا۔
میر گلباز۔ تمنے دیر مین ہمکو پہچانا۔
نان بائی۔ جی ہان آپ کو کبھی اس تردن (طرح) دیکھا تو تھا ہی نہین پہلے۔
میر گلباز۔ بجے کے۔
نان بائی۔ یہی کوئی گیارہ کا عمل ہے۔
میر گلباز۔ اوہ۔ گیارہ بجے۔ اچھا سلام۔
نان بائی۔ ذری ٹھہرے رہیے مین اپنا آدمی ساتھ کیے دیتا ہون چھجن ذری انکے ساتھ تو چلے جاؤ۔ گھر تک جانا۔
چھجن۔ اچھا۔ پھر اُدھر ہی سے مین گھر چلا جاؤنگا تڑکے آجاؤنگا۔
میر گلباز۔ آدمی کی تو ضرورت نہ تھی (آگے بڑھے تو ٹھوکر کھائی)
نان بائی۔ یا علی۔
چھجن۔ اُدھر کیچڑ ہے۔ یون آئیے۔ اِدھر اُدھر۔ ہان یہ۔

میر گلباز۔ (دو قدم جاکر پھر پلٹے) ارمیاں سنتے ہو خوب یاد آیا لالہ حسین بخش لالہ حسین بخش بھی پیے ہوے ہیں۔

نان بائی کی دکان پر تین چار آدمی اُسوقت بیٹھے تھے۔ سب کے سب کھلکھلا کر ہنس پڑے کہ اتنی دور جاکر پھر پلٹے اور صرف اتنا کہنے کے لیے کہ لالہ حسین بخش بھی پیے ہوئے تھے لاحول ولا قوۃ۔ نان بائی نے کہا جی ہان سب پیے ہوئے تھے اب آپ جائیے۔ رات بہت آئی کل ملینگے۔

الغرض میر گلباز نے راستے مین کوئی پچاس مرتبہ نان بائی کے آدمی سے کہا کہ نواب نے بھی اور تراب علی اور امام الدین نے بھی برانڈی کے کئی جام لنڈھائے اور لالہ حسین بخش نے بھی خوب ہی مزے سے چسکی پر چسکی لگائی اُس بیچارے کی ناک مین دم آگیا وہ کہتا جاتا ہے کہ آپ چپ چاپ گھر چلے چلیے۔ مگر یہ ایک نہین سنتے آخر کار وہ چور ملے۔ میر گلباز کو دیکھکر جھک کر آداب بجالائے اور یون گفتگو کی۔

چور۔ آپ اسوقت کہان۔

میر گلباز۔ ارے میان کسی سے کہنا نہین نواب نے بھی آج خوب پی اور ہم نے بھی پی۔ اور تراب علی نے بھی پی۔ تمجھے خوب پی۔

چور۔ آپ اسوقت بہت پی گئے ہین۔

میر گلباز۔ چپ بے سور ہمین نے اسوقت برانڈی پی ہو۔

چور۔ چلیے اب ہمارے ہی ساتھ چلیے۔ گھر پر جائیے یا ہمارے ہان چلے چلیے۔

نان بائی کا آدمی۔ (چپکے سے) انکو لیجاؤ۔ یہ راہ بھر بکتے آئے۔

چور۔ چلو استاد گانا سنوائین۔

میر گلباز۔ ہمنے سمجھے نہ ہمنے اور نواب نے اور میر گلباز نے سب نے خوب پی۔

چور۔ آپ نے اور میر گلباز نے پی۔ اور وہ گلباز کون ہین۔

میر گلباز۔ وہ بڑا سور ہو۔

چور۔ کون؟۔

میر گلباز۔ گلباز۔ اور کون۔ اور نواب۔ اور کون۔ اور تراب علی۔ اور کون۔ اور امام الدین اور کون۔ چلا جاؤ بر بتر۔

چور۔ (ہنسکر) اُستاد آج تو اسوقت بالکل غین ہو واللہ۔

میر گلباز۔ چپ سور۔ چپ رہو۔ ہمنے اور نواب نے اور تراب علی نے خوب پی ہی خوب ہی پی ہی۔ واللہ خوب ہی پی ہی۔

چور۔ استاد بس چلو ہمارے ساتھ تم اسوقت بہکے بہت ہو۔

نان بائی کا آدمی۔ ہاں انکو لیجاؤ نہین یہ کیا جانے کیا کر گذرینگے۔

چور۔ استاد چلو ایک جگہ برانڈی پلائین۔

میر گلباز۔ (ریشہ خطمی ہوکر) ہان! برانڈی ہی برانڈی ہی۔

چور۔ استاد اول نمبر کی۔

میر گلباز۔ لا۔ لا۔ جلد لا۔ ابے لا بھی۔ مگر ہم اور نواب سب نے پی۔

چور۔ تو چلو پھر یہان کہان ہی۔

میر گلباز۔ اچھا چلو۔

چورون نے نان بائی کے آدمی کو رخصت کیا اور میر گلباز کو دلاسا دیتے ہوے اپنے ہان لے گئے۔ اور وہان انکو تو تھمبو کرکے بستر پر سلا دیا۔

اب میان روشن علی کا حال سنیے۔ جب نواب کے گھر سے چلے تو یون ہی سا نشہ تھا لیکن راہ مین ایک اور خدائی خوار رند خرابات ملگئے اور وہ ذات شریف انکو زبردستی اپنے گھر لے گئے کہ چلیے آپ کو سونف کی شراب پلائین۔

روشن علی۔ بھئی برانڈی پی کے پھر دیسی پینے والے کی ایسی تیسی۔

رند۔ اجی تم دیکھو تو چل کے واللہ برانڈی ورانڈی سب بھول جاؤ۔

روشن علی۔ مہوے کی ہوگی ٹھرا۔

رند۔ نہین میان خاص سونف کی اور بھبکا بھی نیا تھا۔ خاص داروغۂ آبکاری کی

معرفت ہنوائی ہے۔ تم چلکے دیکھو تو۔

گھر پہونچکر رند خرابات نے روشن علی کو سونف کی شراب کا ایک جام پلایا

روشن علی۔ ہان ہے تو اچھی مگر دیسی اور ولایتی مین زمین آسمان کا فرق ہے

رے اب چلتے ہین۔ بہت پی۔ قسم ہے خدا کی دو پہرسے چسکی لگاتے لگاتے

یہ وقت آیا۔ میان روشن علی نے گھر کی راہ لی۔ مگر ایسے چور تھے میان نے

گھر راستہ نہین سوجھتا۔ لڑکھڑاتے ہوے سڑک پر جاتے ہین۔ ایکبار ایک

آیا سامنے سے آتی تھی یہ جو جھومتے ہوئے چلے تو قریب پہونچتے ہی پانون لڑکھڑایا

اور اسپر اراراکر گرے۔ آیا نے غل مچانا شروع کیا۔ اوئی یہ کون بلا ہے

اپنے پل چل مردوے کیا نشے مین ہے کیا۔ روشن علی سنبھلے دس قدم گئے ہونگے

کہ پھر چکر آیا تو ایک درخت کے تنے کے سہارے کئی منٹ کھڑے رہے۔ بعد ازان

آگے بڑھکر ایک سبیل پر انھون نے پانی پیا اور منھ دھویا تو ذرا تسکین ہوئی وہان سے

آہستہ آہستہ چلے اور بہزار دقت گھر پہونچے لیکن پیاس کے مارے برا حال تھا۔

روشن علی۔ (دروازے پر کھڑے ہوکر) کھولو۔ دروازہ کھولو مبارک قدم او مبارک قدم دکنڈھی کھڑکھڑا کر)۔

مبارک قدم نے دروازہ کھولا اور حضرت گھر مین تشریف لے گئے۔ جاتے ہی چارپائی پر دھم سے گرے اور کہاکہ مبارک قدم ہمنے تمکو طلاق دی۔

مبارک قدم۔ (لونڈی) کیا! اور سنو۔ میان کیا کہتے کیا ہو۔

روشن علی۔ تمکو۔ تمکو۔ سمجھی۔ ہمنے اپنی خوشی اور مرضی سے بحالت ثبات عقل طلاق دے دیا۔ لفظ طلاق تک گفتم پھر اب تو گفتم سو گفتم۔

روشن علی کی بیوی۔ آج ہو کہان اسوقت۔

روشن علی۔ تمکو بھی عاق کیا۔

روشن علی کی بیوی۔ چہ خوش لونڈی کو طلاق دیا اور بیوی کو عاق کیا۔

مبارک قدم۔ بیگم صاحب آپ نہ بولیے۔ اسوقت کچے گھڑے کی چڑھی ہے۔

بیگم صاحب۔ اے ہم پہلے ہی سمجھ گئے تھے۔
روشن علی۔ تمکو عاق کیا عاق کر دیا تمکو۔
بیگم صاحب۔ جورو کو نہین عاق کیا کرتا ہو کوئی۔ عاق اولاد کو کرتے ہین ہوش مین آؤ۔ (مسکرا کر) جاؤ ہمنے بھی تمکو خلع دے دیا۔
روشن علی۔ مبارک قدم تمکو ہمنے طا۔ ط۔ طا۔ طلاق دیا۔
مبارک قدم (ہنسکر) تو میان کیا میرے (خصم) ہو تم۔
روشن علی۔ خصم کو بھی ہمنے طلاق دے دیا۔
بیگم صاحب۔ ابھی تو ہوا سے لڑ رہے تم۔ یہ آج سوجھی کیا کہ سب کو طلاق ہی دیتے پھرتے ہین۔
روشن علی۔ تمکو بھی طلاق دے دیا۔ بس۔ جاؤ۔ طلاق۔
بیگم صاحب۔ اب سو رہو سو رہو۔ مجھ کو طلاق کی باتین ہو رہینگی۔
روشن علی۔ سونے کو بھی طلاق دیا۔
بیگم صاحب۔ یہ آج ہو کیا گیا۔ واہی تباہی بکتے جاتے ہو۔ بس اب سو رہو از برائے خدا سونے کا دھیان کرو۔ طلاق دے چکے گھر بھر کو۔
یہ گفتگو اتفاق سے ہمسائے کی عورتین بھی سنتی تھین۔ روشن علی نے جو کئی بار مبارک قدم کو طلاق دیا اور بیگم صاحب کو عاق کیا تو وہ کھلکھلا کر ہنس پڑین اور پکار کر پوچھا کہ بی ہمسائی آج کیا ماجرا ہو تمھارے میان سب کو طلاق دے رہے ہین۔ روشن علی کے کان مین جو یہ آواز آئی تو آپ نے غل مچا کر کہا کہ جاؤ تمکو بھی طلاق دیا۔ ہمسائے کی ایک طرار عورت بولی کہ ہوش کی دوا کر مر دے۔ کہین سبزی تو نہین پی کے آیا ہے۔ بی ہمسائی بہن انکو سلا دو۔ کسی ترکیب سے۔ روشن علی کی بیوی نے جھینپ کر کہا کہ اے بہن لاکھ جتن کرتی ہون وہ سوتے ہی نہین سب کو طلاق دیتے جاتے ہین۔ تمھاری آواز آئی تمھین کو طلاق دے بیٹھے۔ روشن علی نے چارپائی پر بیٹھکر

کہا کہ آواز کو بھی طلاق دیا۔ تب تو ہمسائے کی عورتون نے اور بھی قہقہہ لگایا اور ہی
ہمسائی کو چٹکیون پر اڑایا۔ روشن علی کی بیوی مارے شرم کے کٹ کٹ گئی مگر بھجولیون
سے چہل دل لگی تو ہونی ہی تھی کچھ بول نہ سکی۔

روشن علی کی بیوی۔ اے ہمسائی بہن کسو کو ہنسنا نہ چہیے۔

ہمسائی۔ اے ہم تھوڑا ہی ہنستے ہین۔ یہ تو خانم ہنس رہی ہے۔

روشن علی کی بیوی۔ اچھا خانم ہنسو ہنسو۔

روشن علی۔ خانم کو بھی طلاق دیا۔

تب تو روشن علی کی بیوی اور مبارک قدم بھی بے اختیار ہنس پڑین۔

مبارک قدم۔ بسم اللہ میان نے ہماری ہی طلاق سے کی۔

خانم۔ اے یہ آج بو کھلائے کیون ہین۔

مبارک قدم۔ جانے کیا سبب ہے۔ جسکا نام سُنا اُسکو طلاق۔ سُنا اور چٹ طلاق۔

روشن علی۔ ہمکو بھی طلاق۔

مبارک قدم۔ نہ میان۔ تم طلاق دے دوگے تو اس بڈھونتی وقت کسکی ہو کے
رہونگی۔

روشن علی چارپائی سے پھر اُٹھ بیٹھے مبارک قدم سے کہا کہ ذرا سا پانی ہمکو پلاؤ۔
لونڈی پانی لیکر گئی۔ تو اب حضرت پانی نہین پیتے۔

میان پانی لائی ہون۔ میان اے میان پانی مانگا تھا۔ روشن علی تو اسوقت
اپنے آپے ہین تھے ہی نہین۔ یاد کسکو کہ پانی مانگا تھا یا نہین انکی بیوی نے جب
یہ کیفیت دیکھی تو مبارک قدم سے کہا کہ دو آفتابے خوب ٹھنڈے ٹھنڈے
پانی کے بھر لا۔ دور سے خوب تڑاڑسے سر پر دیے تو روشنعلی کے دماغ کی
گرمی چھنٹی۔

روشن علی۔ بیگم۔ اف۔ آج تو پھونک دیا ہے۔

بیگم۔ خدا غارت کرے اس ہوئی شراب کو۔ باپ مان کی جمع جتھا سب اسی کے پیچھے

پھونک دی۔ یہ گت ہوئی اب بھی نہین چھوڑتے۔

مبارک قدم۔ ای بیوی اس نگوڑی کا قایدہ (قاعدہ) ہی کہ جہان منہ لگی بس لگی۔

روشن علی۔ توبہ کی۔ بس اب آج سے توبہ کی ہی۔

بیگم۔ ہان ایک دس ہزار دفعہ تو ہمارے سامنے توبہ کر چکے۔

روشن علی۔ خیر جہان دس ہزار وہان ایک دفعہ اور سہی۔

بیگم۔ (آہستہ سے) ہان بیحیائی پر جب کمر باندھی تو کیا ڈر ہی۔

روشن علی۔ اب مین سوتا ہون جگانا دگانا نہین۔

صبح کو جو میان روشن علی اُٹھے تو طبیعت از بس مضمحل پائی سوزش احتراق تشنگی کم طاقتی درد کمر۔ دردسر۔ ان سب کی مہمانی تھی۔ اُٹھتے تو تیورا کے گرے۔

بیگم۔ یا علیؑ۔

مبارک قدم۔ (دوڑکر) ای میان کیا حال ہی خیر تو ہی۔

روشن علی۔ ذرا سا پانی پلاؤ۔

مبارک قدم۔ لیجیے آپ لیٹے رہیے۔ اُٹھیے نہین۔ توبہ۔ کیا حال ہو گیا رات ہی بھر مین چہرہ اُتر گیا۔ کیا بُری چیز ہی۔

روشن علی۔ نہین آج کچھ طبیعت ہی ناساز ہی۔

بیگم۔ اور جاکے پی تو تھوڑی سی۔ طبیعت تو ناساز ہوا ہی چاہے۔

مبارک قدم۔ لپک کے پچھواڑے سے حکیم صاحب کو بلا لاؤن۔

بیگم۔ ابھی ذرا اور ٹھہر جاؤ۔

روشن علی۔ کہین حکیم وکیم کو نہ بلوانا۔ ورنہ بڑی بیعزتی ہو گی۔

یہ کہکر میان روشن علی پھر سو رہے اور مبارک قدم پنکھا جھلنے لگی۔

اب میان گلباز کا حال سنیے کہ رات کو اُنھون نے وہ ہُلڑ مچایا کہ الامان گلا پھاڑ پھاڑ کر کہتے جاتے ہین کہ بوتو آہستہ آہستہ باتین کرو یہان سب

پیے ہوے ہین - نواب نے بھی پی اور لالہ بھی غین ہے اور امام الدین بھی نشے ہین ہین - اور ہمنے بھی پی ہی خبر دار غل نہ مچانا ورنہ سب کو معلوم ہو جائیگا انکے ساتھیون نے سمجھایا کہ میان خدا کے واسطے خاموش بھی رہو - تم تو پی آئے ہو ہم سب کو بھی اپنے ساتھ بدنام کروگے کیا - وہ برابر یہی کہتے جاتے ہین کہ سب پیے ہوئے ہین - لالہ اور تراب علی اور ہمارے نواب صاحب اور جتنے موالی موالی تھے سب پیے ہوئے ہین -

صبح کو جو نواب صاحب برآمد ہوے تو مصاحبون سے یون گفتگو ہونے لگی -

نواب - کہیے رات کی سرگذشت کہیے -

امام الدین - حضور خوب مزے مین کٹی -

نواب - تم اپنی کہو میان تراب علی -

تراب علی - حضور پیاس کی بڑی شدت تھی - خدا جھوٹ نہ بلائے واللہ کوئی دس مشکیرے تو پی گیا ہونگا -

نواب - یہان تو بڑی بے لطفی مین کٹی -

اتنے مین میر روشن علی صاحب دوڑتے ہوئے آئے -

روشن علی - مجرا عرض کرتا ہون خداوند - خان صاحب کو بندگی ہے -

امام الدین - آئیے آئیے مین تو سمجھا آندھی آگئی -

نواب - آپ کیا آئے گویا بھونچال آیا -

جھمن - اعجاز - اعجاز - کیا کہی ہے خداوند -

تراب علی - بہت ہی خوب - قسم قرآن کی کیا پھبتی ہوئی ہے -

امام الدین - اسوقت تو چھاگئے بھئی روشن علی -

روشن علی - (مسکراکر) حضور تو ایسی پھبتی کہتے ہین کہ پھر جواب کی گنجائش ہی نہین رہتی -

جھمن - اور لطف یہ کہ فی البدیہہ -

امام الدین - آدھ ہونا آدھ رد کا نام نہیں -
چھمن - غلام دستگیر - ارے میان کیا آج رمضان شریف ہین -
نواب - حقہ لاؤجی - نہ گلوری نہ حقہ - یہ ماجرا کیا ہے - ہان روشن علی کل کی کیفیت تو بیان کرو -
روشن علی - کیا عرض کرون خداوند - کل تو بے کیف کر دیا -
نواب - ؎

عورت میں خوشی اور دختر رز		دے کے گھر سزاوار طلاق	

روشن علی - حضور یہان سے جو چلا تو راہ مین شیطان کے ایک چیلے مل گئے - اب مین لاکھ لاکھ کہتا ہون کہ اسوقت خوب تیز نشہ ہے معاف کرو وہ کہتے ہین نہین سونف کی شراب ذرا سی پیتے جاؤ - ہماری سنی ہی نہین اپنی ہی کہے جائین - انھین بھی اسوقت سپچے گھڑے کی چڑھی تھی - آخر کار پیچھے جھاڑ کے چمٹ گئے - اور پلا ہی چھوڑی - وہان سے جو ہم چلے تو اب راستہ نہین سوجھتا - ارے لڑکھڑاتے پڑھکتے خدا خدا کرکے گھر پہونچے -
امام الدین - جاکے سو رہے نہ - ڈھنگا تو نہین مچایا -
روشن علی - سو جاتے تو اچھے نہ رہتے -
چھمن - محلے والون پر تو نہین ثابت ہوا -
روشن علی - یہی تو افسوس ہے - اور افسوس کیا ہے -
امام الدین - لاحول ولا قوۃ -
روشن علی - جاتے ہی دھڑسے گر پڑے چارپائی پر - اب - آف - واللہ - مجھے ہنسی آتی ہے کچھ رونا آتا ہے - گرے تو سب جو بولتا ہے اسکو ہم طلاق دے بیٹھے ہین - بیوی نے کہا - یہ آج ماجرا کیا ہے - ہمنے کہا تمکو بھی خلع دے دیا ہمسائی کی آواز آئی اور ہمنے انکو بھی طلاق دیا کسی نے پانی کا نام لیا اور ہمنے کہا پانی کو بھی طلاق دیا تو بہ توبہ ہماری بی بی اسوقت کٹ کٹ گئین

اور میری یہ کیفیت کہ چور۔ ذرا پانی نہ ملا اور ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگا مبارکقدم لونڈی نے پوچھا میاں کیسے ہو ہمنے کہا تمکو بھی طلاق دیا۔
امام الدین۔ حضور ہزار بات کی ایک بات یہ ہو کہ ؎

می کہ بد نام کند اہل خرد را غلط ست		بلکہ مے میشود از خوردن نادان بدنام	

نواب۔ یہ سب شاعروں کے ڈھکوسلے ہین جنھین سے فیصدی بیس بھی شراب سے واقف نہ تھے کہ ہو کیا بلا۔ اصل مین شراب مردار واقعی مین بڑی بُری چیز ہے۔ اُف توبہ۔ توبہ۔ کان پکڑے۔ توبہ کی۔ اب کبھی نہ پینگے۔
اتنے مین غلام دستگیر نے آنکر چپکے سے کہا کہ حضور۔ بی مغلانی کہتی ہین کہ چھوٹی بیگم صاحب ابھی ذری آپ کو بلاتی ہین۔ پوچھا خیر تو ہے۔ کہا کچھ لڑائی سی ہورہی ہو گھر مین۔
چھوٹے نواب صاحب جھپٹکر محلسرا مین تشریف لیگئے۔ ادھر چوکھٹ پر انھون نے قدم رکھا تھا کہ چھوٹی بیگم بجلی کی طرح چمکتی ہوئی سامنے آئین۔
نواب۔ کیا ماجرا ہو کچھ کہو تو۔
چھوٹی بیگم۔ کہین تو اُس سے جو کچھ مانے۔ اور جو سُنے ہی نہین اُس سے کہکے مفت مین بات ہی گنوائین اپنی۔
نواب۔ (کرسی پر بیٹھکر) خیر تمھین اختیار ہو نہ کہو۔
میان بیوی مین یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ بی ظہورن ململ کا صندلی رنگا ہوا دوپٹا پھڑکاتی اٹھکھیلیان کرتی سامنے آئین نواب صاحب نے جو اُس بت آئینہ زانو پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ چہرہ اُداس ہو اور اشک جاری ہین۔
نواب۔ ظہورن۔
نواب صاحب کا اتنا کہنا تھا کہ ظہورن اور بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔
چھوٹی بیگم۔ روتی کیوں ہو ظہورن۔ اﷲ جانتا ہو اسی گھڑی تو موئے کو نکالا دن ڈیوڑھی نہ ٹھہری بھنگیڑ خانہ ٹھہرا اشہد اموا۔

نواب - کون - کون - نام تو لو اسکا۔
بیگم - اسی موئے خبیث نورا کو۔
نواب - بس اتنے ہی کے واسطے۔
بیگم - ہماری تو آنکھون مین تنکے کی طرح کھٹکتا ہی - مگر کیا کرین بس نہین چلتا۔
نواب - کیسی باتین کرتی ہو۔ بیوقوفون کی سی۔
بیگم - اری ظہورن آنچل کی خیر ہو۔ دیکھو دوپٹا سر کا جاتا ہی۔
ظہورن - (دوپٹا سنبھال کر) اللہ کرے ہم مر جائین (رو کر) اب ہم یہان نہ رہینگے
امان جہان ہین رہین چاہے جائین -
نواب - آخر صاف صاف بتاؤ تو کہ نورا نے کہا کیا۔
بیگم - دو روپے لیکے ظہورن پردے کے پاس گئین اور نورا سے کہا کہ کسی آدمی کو دیدو
اور کہو چھوٹی بیگم صاحب کا حکم ہی کہ چھوٹی الائچی جو گھٹرے کی لے آئے - اس
بس ننناک کے بولا کہ چلو چلو۔ آئین وہان سے حکومت کرنے کو کوئی انکے باپ
کا نوکر ہی جیسے - اسپر ظہورن سے رہا نہ گیا - انھون نے کہا چپ رہ موئے
دولنے - جوتیان کھانے کو تو جی نہین چاہتا ہے - اتنا کہنا تھا
کہ ہزارون گالیان دین - بیوا اسکو بنایا - نٹ کھٹ اسکو کہا - تفتل
اسکو کہا - اور اللہ جانے کیا کیا بکا کیا - بھلا زنانی ڈیوڑھی پر ایسے نگوڑے
شہدون کا کیا کام ہی - اللہ کو گواہ کرکے کہتی ہون نماتون جنت کی قسم میری
آنکھون مین خون اتر آیا۔
نواب - منھ دھو ڈالو ظہورن -
بیگم - ظہورن منھ دھو ڈالو۔
ظہورن نے اٹھکر منھ دھویا - مگر منھ دھوتے وقت اور بھی زار زار روئی
نوجوان رئیس زادے نے جو اپنی معشوقۂ نوخیز و پری تمثال حور طلعت جادو جمال
کو پھوٹ پھوٹ کر روتے دیکھا تو ایک عجیب

قسم کا اثر انکے دل پر ہوا جسکو وہی سمجھ سکتے ہین جو سمجھ سکتے ہین بار بار کنکھیون سے اُس
برق وش کو دیکھتے جاتے تھے. اور سچ یون ہے کہ گو اس خندہ پیشانی کے رونے
سے نواب کا دل بھر آیا مگر اُس بت جادو نگاہ کی چشم سرمہ آلود پر اسوقت وہ جوبن
تھا کہ غ. الان حرم بھی دیکھتے تو شرما جاتے. ؎

تعلیم ناز چند دہی چشم مست را	دل آنقدر صبر کہ توانی نگاہ داشت

نواب - (ظہورن کی مان بی مغلانی سے) بی مغلانی ہین گھرٹے اُس مردک
کو نکالے دیتا ہون - تم خاطر جمع رکھو -

مغلانی - اے حضور لونڈی تو اس مالہ (معاملہ) مین بولتی ہی نہ چاہتی ہے بیگم صاحب
جم جم جئیین - اسقدر مجھپر اور میرے بچون پہ عنایت کرتی ہین کہ میرا ہی دل
جانتا ہے - مگر ہان اسوقت اس نگوڑے دربان نے وہ لام کاف بکا ہے کہ جی
چاہتا ہے دست پناہ سے زبان پکڑ کر کھینچ لون - ظہورن اب روؤ نہ بیٹا
علم بردار کا علم ٹوٹے سونڈی کاٹے پہ دیکھو اللہ نے چاہا تو آٹھوین ہی دن
موئے کا جنازہ نکلے -

نواب صاحب ازبس خشمگین ہوکر باہر تشریف لائے اور نادری حکم دیا کہ
ابھی اس بدبخت نورا کے سر پر پانچ جوتے گن کے لگاؤ - یہ کہکر نواب نادار
پھر اندر تشریف لے گئے غلام دستگیر نے نورا سے کہا کہ گردن جھکاؤ حضور کا حکم
ہم ضرور بجا لائینگے - نورا ایک ہی شریر آدمی تھا - گڑگڑا کر بولا - بڑے بھائی
پانچ جوتے ہین تو ہماری کھوپڑی ہی پلپلی ہو جائیگی - غلام دستگیر نے کہا پھر
چاہے جو ہو - حکم ہی دے گئے ہین - نورا بہت ہی بگڑے ہوئے - واہ حضرت کی ایک
ہی کہی تمھین شرم نہین آتی خدمتگاری کرنے آئے ہو یا جوتے بازی اس سے
تو وہ گنڈے پر کتا ہی مارا کرو تھورنے ہنسکر کہا بس اب گردن جھکاؤ خیر اسی
مین ہے بہت سب کی چغلیان کھایا کرتے تھے آج آٹے دال کا بھاؤ معلوم
ہوگا بچہ جی سمجھے - اچھا بھئی غلام دستگیر ایک کام کرو - دیوار پر پانچ جوتے لگا دو

نورانے کہا واہ بھائی تھو رکیوں نہو۔ شاباش۔ کیا تدبیر سوچ کے نکالی ہے۔ اندر تک آواز جاے۔ سمجھین کہ نورا پر بے بھاؤ کی پڑ رہی ہین اور یہان کان پر جون بھی نہ رینگے۔

غلام دستگیر نے گن کے پانچ مرتبہ دیوار پر تڑاتڑ جوتے لگائے اور نورانے وہ غل مچایا کہ الامان پھاٹک پہ سپاہی اور بنگلے سے تراب علی اور امام الدین اور میان چھمن اور روشن علی دوڑ پڑے کہ دیکھین کیا واردات ہوگئی دیکھا تو نورا غل مچا رہا ہے اور خدمتگار دیوار کو جتیا رہا ہے۔ بڑی ہنسی ہوئی۔

بی ظہورن ہشاش بشاش کہ نورا پر جوتے پڑے۔ لاکھ چاہا کہ رونی صورت بنائے رہین مگر لب پہ ہنسی آہی گئی۔ نواب کے غنچہ دل کے ساتھ اس ہنسی نے بادصبا کا کام کیا۔ اسوقت ظہورن کے رخسار تابان کی رعنائی قابل دید تھی اور صندلی دوپٹے پر وہ عالم تھا کہ واہ جی واہ۔ ؎

صندلی رنگ پہ مین مرہی گیا ۔۔۔ زرد ہر کسکا یہان مرہی گیا

نواب۔ اب خوش ہوئین۔

ظہورن گوری گوری گردن پھیر کر مسکرائین۔ اس بت شیرین حرکات کے خندہ نمکین نے انکے دل پہ بجلی گرائی۔ ؎

اگر از بادہ دندآب لبشان چاشنی را ۔۔۔ ہمہ گلہا بے تبسم از لبش ستانہ می آید

عنان صبر ہاتھ سے چھٹ گئی اور اس نا تجربہ کار لڑکی فریب کی چاہ کنویں میں جھکا گئی۔ جسطرح فصل بہار میں طاؤس رنگین پر و بال ابر کی طرح جھوم جھوم کر ناز کرتا ہے اسی طرح یہ زہرہ شمائل مشتری خصائل بصد آن بان دلربائی اٹھکیلیان کرنے لگی۔ ؎

شمع رویش محفل افروز بہار ۔۔۔ نرگستانہا از دو پر وانہ وار
زلف و کاکل سنبل گلزار طور ۔۔۔ ساق و ساعد ماہی دریائے نور
عوارض شوخش دل آوارہ ۔۔۔ قرص مہ از سینہ اش انگارہ

از نگاہِ آن دو چشم نیمخواب	آب دریا قوت میگردد شراب

صبح زار لستر ن دیوانہ اش
کشتی بوے سمن دیوانہ اش

حضرت عاشق تن اور پختہ مغزان جنون خوب جانتے ہین کہ جس وقت عاشق زار اپنے معشوق گلعذار کو کسی خفیف بات کے سبب سے آزردہ خاطر پاتا ہے تو جھوٹ موٹ کا رونا دھونا اور روٹھنا منانا کس درجہ لطف دکھاتا ہے بی ظہورن جو اتنی دیر تک روئین اور پھر رخ انور کو صندلی دوپٹے کے آنچل مین چھپا کر مسکرائین تو نواب صاحب کو وہ لطف مزید حاصل ہوا کہ ظہورن یون ہنستی تو ہرگز نہ حاصل ہوتا ۔

بیگم صاحب ۔ اوہ ظہورن کی آنکھین مارے غصے کے لہو کی بوٹیان ہو رہی تھین ۔

سیدانی ۔ ای بیوی پھر ہوا ہی چاہین ۔

نواب ۔ اور اب ۔

ظہورن ۔ (چہرے پر پنکھیا رکھکر) مسکرائین ۔

سیدانی ۔ پنکھیا کی اچھی آڑ کی ۔

نواب ۔ (پنکھیا چہرے سے ہٹا کر) اَیَن !

ظہورن نے گردن نیچی کر لی اور بیگم صاحب بولین کہ چلو بس اب چھیڑ خانی نہ کرو نہین یہ پھر رو دینگی ۔

نواب ۔ ہان اِ روتی بھی ہین ۔

ظہورن ۔ (تنک کر) جی ہان عشرے کی پیدایش ہے ۔

بیگم ۔ خیر بارے بولین تو اتنی دیر کے بعد ۔

نواب نامدار بیگم صاحب کا دل بہلا کر اور ظہورن کو ہنسا کر باہر تشریف لے گئے ۔

نورا ۔ آداب عرض ہے خدا وند ۔

نواب ۔ اب کی جو شکایت آئی ۔ تو قسم کلام اللہ کی ظہورن سے کہونگا کہ با پنچ

چپتین گن کے لگا دے۔
نورا۔ خداوند افسوس تو یہ ہے کہ وہ بھولی بھالی چھوکری ابھی ایک تک گنتی تو جانتی ہی نہیں۔
تہور۔ ہم نہ گننے جائینگے۔
نورا۔ حضور اللہ جانتا ہے۔ظہورن جب چاہے چپتین لگائے۔ خدا چاہے تو دو دن تک نازک نازک ہاتھ اور ملائم ملائم انگلیان درد کرین اور یہان جون کے متون۔
نواب۔ بڑا بیحیا ہے۔
نورا۔ کون ؟۔
نواب۔ تو اور کون۔
نورا۔ یہ کاہے سے بیحیائی کیا کی۔
نواب۔ ابھی پٹ چکا مگر بیحیائی بلا دور۔ شرم چہ کتی ست کہ پیش مردان آید۔
نورا۔ قسم ہے قرآن شریف کی کس سور پر پھول کی چھڑی بھی پڑی ہو۔
نواب۔ این۔ بدبخت شرعی قسم کھاتا ہے۔
نورا۔ حضور کا نمک ہی پھوٹ پھوٹ کے نکلے جو اسمین ذرا فرق ہو۔
نواب۔ سچ بولو غلام دستگیر۔
غلام دستگیر۔ (ہاتھ جوڑکر) حضور قصور ہوا۔ اب کہیے پانچ کے عوض دس لگا دون
نورا۔ اب مجھے حکم دین حضور تو پانچ مین اسکے لگاؤن۔ بدتمیز اپنے آقا کا حکم نہین مانتا۔ خداوند چھوٹی دینے کا جو غلام نے وعدہ کیا تو جھپ سے راضی ہو گیا دیسا بے ایمان ہے۔
غلام دستگیر۔ امام حسین کی قسم چھوٹی دوتی سب جھوٹ ہے۔
تہور۔ حضور رونے لگا تو انھون نے ترس کھاکے دیوار پر جوتے لگا دیے۔
نواب۔ بڑے خوش قسمت ہو نورا۔

نورا۔ (چپکے سے) مگر خداوند اُس مغلانی کی چھوکری سے کم ہی کم۔

نواب صاحب یہ گرما گرم فقرہ سنکر ہنس دیے۔ اتنی جو شہ پائی تو نورا نے عرض کیا حضور غلام کی مطلق خطا نہ تھی یہ سارے کانٹے بوئے ہوئے اس بوڑھی کھوسٹ مغلانی کے ہین۔ ظہورن کی اما جان۔ ایک ہی بس کی گانٹھ ہو فرہاد کے تیجے کا حلوا اسنے ضرور کھایا ہو گا۔ تاریخ مین دو ہی بڑھیون کا ذکر ہو ایک فرہادکش بڑھیا اور دوسری یہ ڈھڈ ہو اسکے مارے ناک مین دم آگیا۔ یہان حضور کی جوتیون کے صدقے مین بچپنے سے تر مال چکھنے کے عادی ہین۔ اس فضیحتے سے تو یہی اچھا کہ زہر دے دیجیے کہنے کو تو ہوگا کہ مرتے دم تک ڈیوڑھی نہ چھوڑی۔ مر کے نکلا۔ یہان اسی ڈیوڑھی پر بھوین تک سفید ہوگئی ہین۔

نواب صاحب نے نورا کا قصور معاف کر دیا۔

دور دسوان

نواب صاحب کھل کھیلے
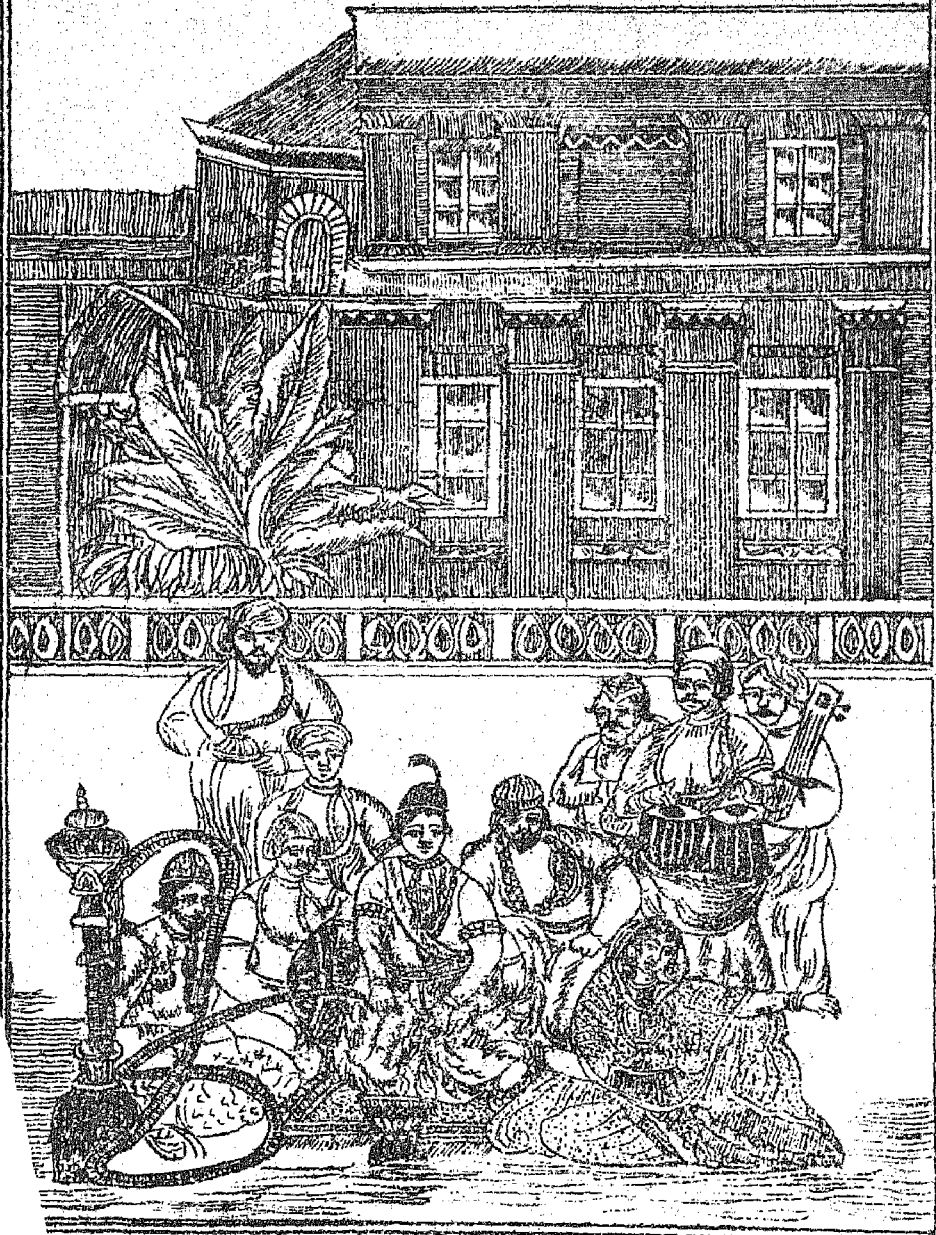
اب نواب صاحب کو جو ساغر و مینا اور اصنام ماہ سیما کی صحبت کا چسکا پڑا تو آزادی کو روز بروز ترقی ہوتی گئی۔ یہان تک کہ مہینون شب کو ایک ایک دو دو بجے گھر مین آنے لگے اور سارے شہر مین انکی بادہ گساری اور تماشبینی کا چرچا ہو گیا۔ مگر ابھی تک بڑے حضور کے کان تک بھنک نہین گئی تھی ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ ادھر لیلائے شب نے حسن ملیح کی جھلک دکھائی اور عروس عدن کی سواری بصد زیب و تجمل آئی اُدھر نواب گردون جناب کے خانہ باغ مین یاران موافق اور رفقای صادق مصاجین خوشخو اور احباب لطیفہ گو دو گھڑی غم غلط کرنے آئے۔ اور حسب معمول سب نے باہم صحبت کے خوب مزے اڑائے کبھی خوش الحانی کبھی شعر خوانی کبھی ارباب نشاط کا تذکرہ۔ کبھی ڈوم ڈھاڑیون کا چرچا۔ ؎

تلیان پیے مشکبو دھوان دھار		بیڑے چکھے پان کے مزے دار	

اِدھر اُدھر کے فقرے چست ہو رہے تھے کہ اتنے مین نواب نصر الدولہ نے رنگین طبع خوش مذاق نوجوان رئیس زادے تھے چھوٹے نواب صاحب سے کہا اسوقت گانا سننے کو جی چاہتا ہے۔ واللہ شب ماہ مین بغیر ماہرو کے کس مردود کو اپنی زندگی کا لطف آتا ہو۔ بلواتے نہین کوئی پری چہرہ اسوقت۔ واللہ یہ گلزار ن کے باغ کاٹے کھاتا ہے۔ اور یہ پھول خار کی طرح آنکھون مین کھٹکتے ہین۔ بلاؤ واللہ۔

حب۔ حضور بنا حیدر جان عظیم آباد سے آئی ہین۔

ن الدولہ۔ واللہ! اہو ہو ہو۔ (چھوٹے نواب سے) یار تحسین جناب امیر ضرور بلواؤ۔

ٹے نواب۔ حضرت یہ آپ ہی کا کام ہے۔

الدولہ۔ اخاہ بے زبان کو بھی زبان آئی۔ خیر۔

حب۔ واللہ چھپے رستم نکلے۔ ہم تو اب تک سمجھتے تھے بڑے قل اعوذیے راز تو آج کھلا کہ ضلع جگت مین بھی طاق ہین۔

نصرت الدولہ۔ ضلع جگت کیا معنی۔ آپ انھیں نرا جانگلو ہی سمجھے تھے اب تک۔ حضرت بہت دور ہیں۔ نرے ملا ہی نہیں ہیں۔

مصاحب۔ خداوند ایک دیہاتن آئی ہو۔ مجرہ بیٹھے۔ واللہ باللہ ثم باللہ کیا نور کا گلا پایا ہو۔ ایسی ٹیپ دار آواز تو کسی نے پائی ہی نہیں (مجھ پا بند پایا گئی مورد) کل دیا دیا گائی ہو کہ محفل بھر کو لٹا دیا۔

امام الدین۔ کہی کہاں ہو۔

مصاحب۔ اجی پرانے حیدر گنج کی طرف جو نخاس کے پل سے جاؤ تو خیراتخانہ کے پاس ایک بارہ دری نہیں ہو بائیں ہاتھ۔

امام الدین۔ ہاں ہاں۔ ہو۔ کسی راجہ کے پاس ہو گروے۔

مصاحب۔ ہاں وہی۔ بس اسی بارہ دری کے سامنے جو میدان ہو۔

امام الدین۔ ہاں اسپتال کے ادھر۔

مصاحب نے کہا ہاں وہی۔ بس وہیں پر ڈیرا ہو۔ حضور یہی بکن سے ہیں تھے سے تعلق۔ اور ہو بہو۔ واللہ ہو اچھے اچھے زاہدوں کو چٹکیون میں کافر کر دے۔ اور وہ گت باندھتی ہو کہ مرقع کھینچ جاتے اور توڑ ون کی یہ کیفیت ہے کہ چاندنی میں شکن پڑ جائے۔ حضور بوٹی بوٹی پھڑکتی ہے اور بارہ تیرہ برس کا تو سن ہے ابھی اور یہ کمبخت کو تو قرار بھی ہے اسکو ایک دم قرار نہیں۔ طرارہ بھرا اور وہ بھوؤ ناک میں بند ادھر جوبن دیتا ہے کہ واہ جی واہ چوک میں ایک تو اس ساتھ کی نہیں۔ فرخندہ نام ہے۔ لوگوں نے قہقہہ لگا کر کہا فرخندہ! کیا کسی کی بھاگی ہے کیا۔ نرے کاو دی ہی رہے۔

مصاحب نے جھلا کر کہا بات سنی ہی نہیں پوری اور بیٹھی جوتی کی ٹانٹ کھول دیے کسی اور صحبت میں ہوتے تو گردن پکڑ کر نکلوا دیے جاتے۔ یہ لوگ صحبت کے لائق نہیں ہیں قسم قرآن کی اٹھوا دینے کے قابل ہیں۔

امام الدین نے کہا فرخندہ دیہاتنوں کا نام ہوتا ہے بھائی اسمیں ہنسی

مصاحب بولا دیکھیے تو بھلا ـــ ۵

کفش چون دندان برآرد دورش از پا میکنند	لائق صحبت نگردد و ہر کہ خندد و بے محل

امام الدین۔ لائق صحبت نگردد نہین لائق صحبت نباشد۔

نصرت الدولہ۔ نواب یار بلواؤ اس دیہاتن کو انھون نے تو تعریف کے پل ہی باندھ دیے (مصاحب سے)۔

نواب۔ آبا جان سن لینگے بھائی تو بڑی ہو گی۔

نصرت الدولہ۔ اجی بیٹھو بھی چپکے سے بلوالو کانون کان تو خبر نہو گی۔

نواب۔ بجا ارشاد ہوا بندہ نواز اور گانے کی آواز تو وہان تک جاویگی ہی نہین۔

نصرت الدولہ۔ تو یہ کیا فرض ہے کہ خواہ مخواہ گانا ہی ہو۔

نواب۔ معقول پھر بلانے سے کیا فائدہ۔

نصرت الدولہ۔ سیدھے سادے مسلمان ہین بیچارے۔ اے نا معقول دو گھڑی گھڑی تمھاری بھی دل لگی ہوگی۔ دیکھو تو چھیڑ چھاڑ کیا لطف دکھاتی ہے۔

تراب علی۔ عرض کرون خداوند یہ دیہاتن یہ باتین کیا جانے۔ جھمن بھائی کر یا۔ اور مکان کو کھری۔ اور آگ کو آگ کہنا جانتی ہین یہان کی شستہ تقریر کی انکو کیا مس ہو بھلا۔

مصاحب۔ (جل بھن کے خاک ہو کر) خدا کی قسم جی چاہتا ہے ابھی جا کے ساتھ صریحی ہم کو رسے ہین کہ اپنا جواب نہین رکھتی مگر مانتے ہی نہین۔

نصرت الدولہ۔ اچھا اسی بات پر لاؤ جا کے۔

مصاحب۔ اجی حضور یہ سب بدمعاش ہنسینگے اور مجھے آئیگا غصہ۔

نصرت الدولہ۔ نواب بھئی واللہ اگر اس وقت نہ بلاؤ تو خدا کی مار تم پر۔

نواب۔ ایک شرط سے کہ اس برج مین چل کے بیٹھینگے چاہے جس قدر غل مچے خبر ہی نہو کسی کو۔

نصرت الدولہ۔ اجی تم چل کے جہنم مین بیٹھو جا سے۔ ۶

بھکو تو دل لگی سے غرض ہو کہیں سہی

اتنی سنہ پاتے ہی نواب نصرت الدولہ بہادر نے اپنے خدمتگار کو بلایا اور پوچھا۔ فرخندہ کو تم جانتے ہو؟ اسنے عرض کیا جی ہان وہ جو چھپر بٹے سے آئی ہین۔ دہان ثوریا گنج کے اسپتال کے پاس رہتی ہین حکم دیا کہ ان کو جاکے سے آؤ۔ ساتھ ہی بلالاؤ۔ خدمتگار نے جا کے بی فرخندہ کی مان سے کہا کہ نواب صاحب نے بلایا ہے ہمارے ساتھ ہی کر دیجیے۔ فرخندہ نے پوچھا (کہان رہت کہان ہین کوئی دو تین کھیت ہوگی) خدمتگار نے کہا۔ (کوئی ٹکا ڈولی) انکو ڈولی پر چڑھنے کی عادت تو تھی ہی نہین۔ ٹکا ڈولی کا محاورہ یہ کیا سمجھین۔

الغرض بی فرخندہ کی ڈولی ایک گھنٹے کے عرصہ مین نواب صاحب کی کوٹھی مین داخل ہوئی۔

بڑے نواب صاحب باسٹھ برس کے تھے۔ باسٹھ یہ اور پچھتر برس کے سن مین انکے پدر بزرگوار نے انتقال کیا۔ اتنی مدت سے اس کوٹھی مین کبھی بیسوا کا نہین ہوا تھا۔ لیکن آج نواب نصرت الدولہ بہادر اور رفقاے بدکردار کی بدولت چھپر بٹے والی فرخندہ چھم چھم کرتی ہوئی آئین فرخندہ ایک سیزدہ سالہ بلند بالا برق دم پری چھم نازک اندام گلفام بیسوا رنگ مین چلبلا چٹی کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ آتے ہی جھک کر سلام کیا اور ایک کرسی پر بے تکلف جا ڈٹی۔

نصرت الدولہ۔ آپ کا نام کیا ہے؟

فرخندہ۔ ہمرا نام فرخندہ۔

نواب نامدار نے جو اس بت پندار پر نظر ڈالی تو عنان صبر ہاتھ سے چھٹ گئی دولت پارسائی لٹ گئی۔ دیکھا کہ ایک ایک عضو بدن سانچے کا ڈھلا ہوا ہے۔ سے

گل سے رخسار گول گول بدن	گات جس طرح تھے روشن
جلوۂ حسن رشک شعلۂ طور	چشم بد دور آنکھیں موتی چور
آڑی ہیکل گلے میں ڈالے ہوئے	پیاری پیاری پھبین نکالے ہوئے
رنگ گل سے کمر لچکتی ہوئی	چوٹی ایڑی تلک لٹکتی ہوئی
سے مسی کے وہ دانت رشک گہر	جان عاشق نثار ہو جس پر

دیکھتے ہی نواب عاشق زار ہو گئے۔ تیر نظر نے گھائل کر دیا عشق رنگ لایا۔ جنون مزاج پرسی کو آیا۔

نواب۔ لکھنؤ میں کب سے ہو بی فرخندہ۔

فرخندہ۔ یہی تین چار مہینے ہوئے ہوئیں عشرہ محرم ہٹا ماں ہوا۔ حسین کا بتیجہ یہاں سہر (شہر) ماں (میں) کیا۔

نواب۔ گانا کہاں سیکھا۔

فرخندہ۔ دوئی برس گوالیر ماں ایک نایک سے تعلیم پائی۔

نصرت الدولہ۔ اللہ اللہ نایک سے تعلیم پائی۔

نواب۔ اور ناچ کس سے سیکھا۔

فرخندہ۔ آآن سکھاین رہین۔

نصرت الدولہ۔ واہ رے لکھنؤ۔ اُف پھڑ کا دیا خدا کی قسم۔

فرخندہ۔ سہر کے لوگن سے تو اللہ پناہ میں رکھے۔

نواب۔ کیوں صاحب؟ اہل شہر کا قصور؟

فرخندہ۔ اے بات بات پر ہنست ہیں۔ ہم تو دیہاتن ہین۔ چاہے کوئی ہنسے یا نہ ہنسے۔

نصرت الدولہ۔ بھئی کتنی ہنس مکھ ہو۔

فرخندہ۔ (ہنسکر) مول بڑھاؤ مول بڑھاؤ۔

امام الدین۔ خداوند ابھی یہ کھلی نہیں ہیں۔

نصرت الدولہ - ایک اوئی بی فرخندہ صاحب یاد رکھیے گا - ہاں بھولنے کی سند نہین -
فرخندہ - تم اپنی لال کتاب پر لکھ جاؤ - جہان (جسین) بھولے نہ پاؤ -
امام الدین - حضور یہ تو قیامت ہو واللہ - رنگ حور ہے - خدا جانتا ہے -
پرستان کی پریان دیکھ پائین تو شرما جائین - کیا بانکی ادا ہے - اوہو ہو ہو -
واہ واہ واہ -
تراب علی - خداوند غلام ناک ناک بدتا ہے جو کوئی اسی ساتھ کی دوسری شہر بھر مین نکال دے -
نواب - واللہ آج تک جوالیسی کا فرنظر سے بھی گذری ہو -
فرخندہ نے کہا اسے تنک حقہ دھر پلاؤ - جیسے ابھی سے رجحان ہے اسکے ان نکھلوا کا تاکھو سکو تو ہوت ہو ہمار اہمکا پسند نا ہین آوت ہی -
اسپر ایک مصاحب بولے - ع

	چہ داند بوزنہ لذات ادرک	

شیخ کیا جانین ساین (صابون) کا بھاؤ - فرخندہ نے بھولے پن کے ساتھ کہا جب تمہارا آدمی گوا تو پہلے تو امان بجست ڈرات راہین مدا پھر پتھے مرہن ہمکا جلدی جانے کی سہے بھائی - اس بھائی کے لفظ پر مذاق ہونیلگا نواب صاحب نے کہا نصرت الدولہ یہ آپ کی طرف مخاطب ہوکر اُنھون نے کیا کہا - وہ بولے آپ کی جیب میرے سر آنکھون پر - مخاطب تو آپ ہی کی طرف تھیں اور صورت بھی ملتی ہے - اسپر بڑا قہقہہ پڑا محلسرا تک آواز گئی اور چھوٹی بیگم صاحب ظہورن کو ساتھ لیکر سہ منزلے پر آئین کہ دیکھین یہ قہقہہ بازی کہاں ہو رہی ہی -
ظہورن - (دریچے سے جھانک کر) ای بیگم صاحب ادھر تو دیکھیے ذری -
بیگم - بہت سے لوگ بیٹھے ہین -
ظہورن - وہ لوگ تو گئے ایسی تیسی مین - اُس کرسی پہ تو دیکھیے ذری غور سے -

بیگم - اوئی - ہان ! یہ بھی داخل ہونے لگین -
ظہورن - آج تک ہمنے کبھی چھوٹے حضور کو اس رنگ مین نہین دیکھا تھا -
بیگم - یہ ان مردوؤن کی بھی کیا ارواح ہو -
ظہورن - بیگم صاحب اللہ جانتا ہو آپ تو آپ - مین تک اس سے آفتابہ نہ اٹھواؤن -
بیگم - واہ ذری قطع تو دیکھو - اللہ جانتا ہو ہنسی آتی ہو -
ظہورن - تپ دق کا عارضہ ہو موئی شفتل کو -
بیگم - اب سب اسوقت اسپروٹ ہین - جانو پرستان کی پری ہو تو یہ ہے ہم تو چوٹی
ایڑی پر قربان کر دین ایسی ایسی ہنر ہزار کو - ہونھ -
ظہورن - شکل چڑیلون کی ناز پریون کا -
بیگم - یہ بھونڈے غمزے تو دیکھو - واہ رے تیرا چونچلا -
ظہورن - جی چاہتا ہو ایک پھار کھینچ ادون اٹھاکے -
بیگم - آج آنے تو دو - اب تو کھل ہی کھیلے -
ظہورن - حضور آج کل کے زمانے مین سب مردؤن کا یہی حال ہے - گھر مین جورو
بیٹھی ہے - باہر مالزادی -
بیگم - نیل کا ماٹھ ہی بگڑا ہو - آئینگے نہ - پہلے تو مین بولون ہی گی نہین - میری آنکھون
مین خون اُتر آئیگا - اور جو چھیڑینگے تو پوچھونگی کہ کیون صاحب یہی منھ ہی کے منے
ہین کہ ہم آپ پر جان دین اور آپ ہمارے سامنے ایک چڑیل کو لے کے
بیٹھین - خیر -
ظہورن - گھر گھنجی چھتیسی -
بیگم - اب تک تو ایسے بے لحاظ نہ تھے - یہ رفیق خوشامد خورے اکھاڑ پچھاڑ کرکے
خواہی نخواہی ایک نہ ایک عادت لگاتے جاتے ہین - آخر اسکا نام کیا ہے
یہ ہے کون -
ظہورن - آہا - مین تاڑ گئی - اللہ چاہے ہو نہو وہی ہو -

بیگم - کون کون - اے جانے کسکا دھیان ہو ستنے بھلا اسے کہان دیکھا تھا -
ظہورن - ایک باری یہ درگاہ جاتی تھی - نوچندی تھی جمعرات اور کچھا کچھ ڈولیوں پر ڈولیان اور فنسوں پر فنسین اور بگھیان اور گھوڑے اور یہ اور دو تا تا لگا ہوا تھا - رجب کی نوچندی - حضرت عباس کی درگاہ مین تل رکھنے کی جگہ نہ تھی - تو یہ بھی گئی تھی - فیروزہ - نہین - نہین - کیا جانے کیا نام ہے بھلا سا نام ہے مگر ہے - کہین دیہات کی -
بیگم - اور ابھی کم عمر -
ظہورن - اے اسی پر تو لٹو ہین - اور اس گھر گھتی مین سے کیا ؟ آپ پہلے اپنے ظاہر نہ کیجیے - باتون باتون مین پوچھیے کہ کہین باہر کی ہوا تو نہین لگی - کبھی گردن پر تو نہین پہونچے - کبھی کوئی ڈولی تو دروازے پر نہین اتری پھر دیکھیے کیسے چھوٹ کے پاس ہانستے ہین -
بیگم - (خوش ہوکر) ہان ہان اچھا - خوب سوجھین ظہورن -
ظہورن - اے ہو ہو - ادھر تو دیکھیے - نواب صاحب کی کرسی کھسک کر پاس آگئی - اخاہ قُل آنی کھلنے بیچ بیچ - اگر جو بڑے حضور دیکھ لین اسوقت تو غضب ہی ہو جائے - اللہ بچائے ہوئی - اللہ بچائے -
بیگم - ہمارا تو اسدم جسم پھپھکا جاتا ہے - کیا سنے دھڑک سے بیٹھے ہین آن رہی ڈھٹائی -
ظہورن - تین روز کے تاجب (تعجب) آتا ہے کہ وہی نواب صاحب ہین یہ کایا پلٹ ہی ہوگئی -

چھوٹی بیگم اور ظہورن مین یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ اُدھر نواب نصرت الدولہ بہادر نے چھوٹے نواب صاحب کے کان مین کہا کہ بھئی اسکو بلوایا ہے تو کچھ خاطر تواضع ضرور کرنی چاہیے - چھوٹے نواب نے بہ خندہ پیشانی کہا کہ رخصت کے وقت دس روپے ہاتھ دھرینگے - وہ بات ہی کیا ہے - نصرت الدولہ

بولے اجی روپیہ تو دو ہی گے اس مین ایک خراب عادت ہے۔ وہ یہ تباہی دون۔ کہنا نہ کسی سے۔ یہ پھبتی بھی ہے۔ چھوٹے نواب جو یہ فقرہ سنا تو اچھل پڑے۔ فرمایا کہ اچھا پھبتی ہین تو پھر کیا پوچھنا ہے۔ امام الدین خان کو حضور نے قریب بلایا۔ وہ پھبتی کے ساتھ حاضر ہوے۔ کان مین کہا کہ اسوقت تخلیے کی صحبت چاہتے ہین۔ اغیار کو اٹھا دو۔ مگر ترکیب کے ساتھ امام الدین نواب باتون مین برق تھے ہی۔ آپ نے صلاح دی کہ سہل ترکیب ہے۔ حضور ذرا کرسی سے اٹھ کھڑے ہون۔ اور مین پوچھون کہ کیا آرام فرماینگا حضور جھوٹ موٹ محلسرا کی طرف جائین۔ ایرے غیرے سب ہر ہو جاینگے تھوڑے ہین کہ دونگا کہ تراب علی اور روشن علی کو نہ اٹھنے دین اور انھین بھی تو چپکے سے کہ دین کہ جائیے نہین کچھ کام ہے۔ بس چھٹی ہوئی۔ نواب صاحب کو یہ تجویز از بس پسند آئی۔ تھوڑی دیر کے بعد اٹھے امام الدین خان نے حسب تجویز پوچھا کیا حضور اب آرام فرماینگے) نواب نے کہا ہان) چلیے حوالی موالی دہان) کا لفظ سنتے ہی سب کے سب ہر بھر ا کے اٹھ بیٹھے نصرت الدولہ بخوبی سمجھ گئے امام الدین خان ساقی بنے اور دور چلنے لگا۔ تھوڑی دیر مین سب مست ہو گئے تو فرخندہ نے بے جھجک گانا شروع کیا۔

فرخندہ۔	بہار آئی ہی بھر دے بادۂ گلگوں سے پیمانہ رہے لاکھوں برس ساقی ترا آباد میخانہ	

ترا آباد میخانہ۔ ترا آباد میخانہ۔

نصرت الدولہ۔ واللہ شین قاف تو درست ہے۔

نواب۔ بھئی گانا وانا موقوف ہی رکھو ورنہ ہم ذلیل ہو جائینگے۔

فرخندہ۔ ایئں! اب کوٗ اتنا بھی جو رو اسے نا ہین ڈرت ہی۔ اسے گا وے تو دیو ہمکا ٹنک۔

تراب علی نے کہا حضور چکر آنے لگے اور قلب پر ــــ یہ کہکر تراب علی

چپت سے گر پڑے اور مارے گرمی کے تڑپنے لگے۔ امام الدین خان نے چاہا کہ اٹھائیں
مگر بے سود۔ نواب نامدار نے تہور کو حکم دیا کہ پنکھا جھلو۔ اور منھ پر خوب پانی
کے چھینٹے دئے۔ فرخندہ کھلکھلا کر ہنسنے لگین کہ ایک تو ڈھلکے۔ تراب علی کے
دماغ پر گرمی چڑھ گئی تھی۔ جب پانی کے چھینٹے دئے تو ذرا ذرا ہوش آیا
آہستہ سے کہا کہ حضور غلام کو ڈولی پر سوار کرا کے اسپتال بھیج دیجیے
اسوقت بڑی بڑی حالت ہے۔ نواب صاحب سوچے کہ کسی طرح اس
بلا کو ٹالون تو جھپ سے راضی ہوگئے مگر امام الدین خان نے سمجھایا کہ خداوند
بڑی بدنامی ہوگی۔ شہر بھر مین مشہور ہو جائیگا کہ نواب صاحب کے ہان شراب
خواری ہوتی ہو۔ آیندہ جو حکم ہو۔ نصرت الدولہ بہادر چسکی لگا کر بولے کہ انکو پانی پلاؤ
اور ہوا مین تھوڑی دیر ٹہلاؤ۔ ایک دس بارہ منٹ مین گرمی چھنٹ جائیگی۔
اسپتال بھیجنا واقعی غلطی ہے۔ تراب علی کو دو آبخورے پلائے گئے اور تہور
نے باغ مین پلنگ بچھا کر کہا کہ چلیے رہان خوب ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے تراب علی
نے ہوا کھائی تو ذرا جان مین جان آئی اور آرام سے سوئے۔

اب سنیے کہ بی فرخندہ بیٹھے بیٹھے دفعۃً اٹھ کھڑی ہوئین پوچھا کہان۔ کہان
کہان جاؤگی۔ بولین ہم ذری نواب صاحب کا محل تو دیکھ لین نواب کے ہوش
پران کہ خدا ہی خیر کرے۔ اب چھٹکارا مشکل ہے۔ نصرت الدولہ نے جو یہ
کیفیت دیکھی تو اٹھکر فرخندہ کو سمجھایا کہ دیوانی ہوئی ہو۔ بھلا اسوقت شراب
پی کر وہان جانا کون سی دانائی ہے فرخندہ کو تو کچے گھڑے کی چڑھی تھی
نصرت الدولہ کی چپت گاہ پر ایک ٹیپ جمائی۔ تو ٹوپی کھوپڑی پرسے ایڑی کی
خبر لائی۔ یہ تو ارباب نشاط کے ہاتھ سے پٹنے کے عادی ستھے کا نون کان خبر ہی
نہوے مگر نواب نامدار البتہ بہت ہی جھلائے فرخندہ ہنسکر بیٹھ گئی مگر بیٹھتے
ہی پھر اٹھی اور ایک طرارہ بھرا تو صحن مین تھی۔ جب تک امام الدین
اور روشن علی وہان تک جائین آسمان سر پر اٹھا لیا

اور اسقدر غل مچایا کہ دربان اور سپاہی بھڑ بھڑا کر دوڑ آئے۔ دیکھا تو بی فرخندہ زمین پر قدم ہی نہیں رکھتیں چمک چمک کر گالیاں دے رہی ہیں مگر ملا جی لوگوں نے دانتوں کے تلے انگلیاں دبائیں کہ غضب ہوگیا۔ یہ لوگ کبھی ایسی باتوں کے عادی تو تھے ہی نہیں اس واقعہ درد انگیز کو حیرت کی نظر سے دیکھنے لگے۔ سب کو یہی خوف تھا کہ مبادا بڑے حضور جاگ اٹھیں یا صبح کو کوئی خوشامد خورا پرچہ جڑ دے تو ستم ہی ہوجائے۔ امام الدین خان اور روشن علی نے آکر فرخندہ کو سمجھایا اور اپنے ساتھ لیجا کر پھر کمرے میں بٹھایا۔

نصرت الدولہ۔ فرخندہ تم امیروں رئیسوں کی صحبت میں رہ کر بھی نادان ہی رہیں۔

فرخندہ۔ (چپت جاکر) تمہارا موڑ۔ ہم تو نواب کا محل جر ور کرکے دیکھیں۔

فرخندہ پھر اٹھی۔ مگر اس مرتبہ نواب نصرت الدولہ بہادر کو جو غصہ آیا تو طیش کھاکر آپ بھی ساتھ ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور فرخندہ کا ہاتھ پکڑ کر زور سے جھٹکا دیا فرخندہ نے چاہا کہ انکو اپنی طرف کھینچے مگر نصرت الدولہ نے بٹھا ہی دیا اس چھینا جھپٹی میں نصرت الدولہ کے انگرکھے کے بند چٹ چٹ ٹوٹ گئے اور فرخندہ کی سبھی چوڑیاں ٹھنڈی ہوگئیں۔

فرخندہ۔ گگاج پڑ جائے۔ جن ہاتھوں سے چوڑیاں ٹھنڈی کیں وہ ٹوٹ جائیں اللہ کرے۔

نصرت الدولہ۔ پھر تم کہا تو مانتی ہی نہیں ہو۔

سلارو۔ دیکھو ہم کہت رہی کہ امیرن کے پاس بیٹھ کے سور (شعور) سیکھو۔ بھڑ بھڑ کرے لاگیو نہ۔

نواب۔ انھوں نے تو ناک میں دم کردیا۔

فرخندہ جھٹک کر پھر صحن میں ہورہی اور لگی غل مچانے یہاں تک کہ طلعت اور چھوٹی بیگم نے مہتابی کی کھڑکی سے پھر جھانکا تو دیکھا کہ وہی بیوا چمک کر

نواب صاحب کو بے نقط سنا رہی ہے اور گرد دس بارہ آدمی آہستہ آہستہ سمجھاتی جلتی ہیں کہ چپ رہو۔ چپ رہو۔ غل نہ مچاؤ۔ بیگم کی آنکھوں میں خون اُتر آیا اور لونڈیوں بھی کمال افسوس کرنے لگی۔ لیکن اتنی خیریت گذری کہ بڑے نواب صاحب کا پلنگ بہت دور تھا۔ انکے کان تک فرخندہ کی آواز نہیں گئی ورنہ غضب ہی ہو جاتا۔ نواب صاحب نے نصرت الدولہ سے کہا کہ بھائی اب ہم گھر میں منھ دکھانے کے لائق نہیں رہے۔ واسطے خدا کے اس مردار کو یہاں سے لیجاؤ۔ نصرت الدولہ نے کہا یار خفیف تو ہم بھی ہوئے مگر از برائے خدا جورو کو تو اسقدر ڈرا کرو۔

نواب۔ اجی خوف کو رکھیے چھپر پر۔ جورو کا خوف چہ معنی دارد۔ اپنا نفس خود ملامت کرتا ہے افسوس کا مقام ہے۔

نصرت الدولہ۔ اجی بس جاؤ بھی۔ لائے وہان سے وہی نرے کٹ ملاؤن کی سی باتیں۔ ؎

مے خورے خور اگر خدا میخواہی	نا کردہ گناہ پیش قاضی بخشند

نواب۔ بس ایسے ہی ایسے کلاموں نے تو شراب خواری کو ترقی دی۔ مجھے خاک نہیں کہ شاعر کا مطلب خاص کیا ہے۔ کہنے لگے می خور می خور۔

نصرت الدولہ۔ بھئی اب تو جو ہوا سو ہوا۔

نواب۔ واللہ بڑے ہی خفیف ہوئے۔ اب ہم اس قابل بھی نہیں رہے کہ نوکروں کو منھ دکھائیں آپ کو دل لگی سوجھی ہے اور یہاں خون خشک ہے جنت سے ہم ضرور محروم رہینگے۔

نصرت الدولہ۔ اجی جنت کو ڈالو جہنم میں۔ اب بتاؤ چلتے ہو ہمارے ساتھ چلو ہمارے مکان پر چلو۔ فرخندہ کو بھی لیتے چلینگے قسم خدا کی۔

نواب۔ کچھ خیر ہے۔ بھلا اسوقت جانے کا کون موقع ہے۔ کوئی ہے۔ ذرا پہرے والے سے پوچھو گھڑی میں کے بجے۔

حسنو۔ حضور اب چار بجینگے۔
نواب۔ اَیں! اتڑکا ہوگیا۔ لاحول ولاقوۃ۔
نصرت الدولہ۔ اجی نہیں کوئی بارہ بجے ہونگے۔
تہور۔ حضور تراب علی کا بُرا حال ہی کھایا پیا سب۔
نواب۔ ہان ہم سمجھے استفراغ ہوگیا۔
تہور۔ بیٹھے رو رہے ہین۔
نواب۔ نصرت الدولہ بھئی اب تم تو اسکو لیکر جاؤ۔ ہم تراب علی کو جاکر دیکھتے ہین۔
نصرت الدولہ۔ ذرا حقہ تو پلواؤ۔
نواب۔ کچھ سڑی ہوگئے ہو۔ تڑکا ہوگیا۔ اب اسکو یہان سے دفان کروگے یا اچھی طرح ذلیل ہی کرنا چاہتے ہو۔ حقہ وقہ رہنے دیجیے۔
نصرت الدولہ کچھ کہنے ہی کو تھے کہ مسجد سے اذان کی آواز آئی تب تو نصرت الدولہ بہادر گھبرائے فرخندہ کو گاڑی پر بٹھایا اور لیے ہوئے۔
شراب پیے تو اتنی تو پیے۔ پیتے پیتے تڑکا کر دیا۔ دور جو چلنے لگا تو دنیا وما فیہا کی خبر ہی نہ رہی۔ خوب شراب لنڈھائی۔ تڑکے گجردم نواب نصرت الدولہ بہادر بی فرخندہ کو ساتھ لیکر اپنے گھر تشریف لے گئے اور یہان چھوٹے نواب صاحب کی یہ کیفیت کہ آنکھیں جھکی پڑتی ہین تہور کو حکم دیا کہ کمرے کے دروازے کھول دو اور قلی سے کہو کہ پنکھا کھینچے۔
نواب صاحب آرام فرمانے لگے۔ ظہورن نے دربان سے پوچھا کہ چھوٹے حضور کہان ہین اسنے کہا آرام مین ہین۔ پھر ظہورن نے کہا کہ چھوٹی بیگم صاحب دریافت کرتی ہین کہ شب کو کہان تھے۔ دربان نے چپکے سے کہا کہ تھے تو یہین مگر اب تو نئی نئی باتین ہونے لگین۔ وہ جو نواب ہین لمبے سے جنکے یہان دوسرا لڑکا پیدا ہوا تھا وہ آئے تھے۔ اور ایک

کہا سرکار انھون نے کل رات کا کل حال اپنی آنکھون دیکھا اور بڑے حضور کو بھی سب خبر ہو گئی۔ بیگم صاحب تو مہتابی پر سے سب دیکھ رہی تھین۔ مگر بڑے حضور کا حال ہم نے ابھی اسی وقت اُن سے سُنا بلکہ یہان تلک سُنا کہ بڑے حضور نے کہا کہ اکیلا لڑکا ہے نہین تو مین عاق کر دیتا۔

عاق کا لفظ سنتے ہی نواب صاحب آگ ہو گئے۔ بیگم صاحب کے کمرے مین بھی نہین جانے پائے اس سے اور غصہ آیا۔ اور اسپر طرہ یہ ہوا کہ بڑے نواب صاحب نے نورن لونڈی کے ہاتھ ایک رقعہ بھیجا جس مین دو سطرین لکھی تھین۔ (چھوٹے نواب مین اپنے مکان مین یہ بدمستی اور سیہ کاری نہین پسند کرتا۔ تم اب کہین اور مکان لو) پڑھتے ہی جھلا اُٹھے۔ کہا طورن اپنی بیگم سے کہ دینا کہ جیتے جی ہم آکر اپنی صورت نہ دکھائینگے یہ کہکر چھوٹے نواب بڑے غصے مین باہر چلے گئے اور اُسیدم نصرت الدولہ کے باغ مین جو شہر سے دو کوس کے فاصلے پر تھا جاکر فروکش ہو گئے۔ اور باپ اور بیوی کے جلانے کے لیے فرخندہ کو سو روپیہ ماہواری پر نوکر رکھ لیا اب تو کُھل ہی کھیلے۔ نہ بیوی کی لعن و تشنیع کا خوف۔ نہ باپ کا ڈر۔ نہ مان کا لحاظ دن رات صحبت فسق و فجور۔ ہو حق۔ روپیہ کوڑیون کی طرح لٹانے لگے ہر وقت نشے مین چور۔ ہر دم مخمور۔ چھ مہینے تک اسی طور پر اُس باغ مین رہے۔ دن عید۔ رات شب برات۔ نہ بیوی کا خیال۔ نہ مان باپ کی فکر۔ بی فرخندہ ہین اور آپ اور مصاحب اور شراب خواری اور سیہ کاری۔

دور گیارھواں

دھوم دھام کی تیاری اور تزک و احتشام کی مہمانداری
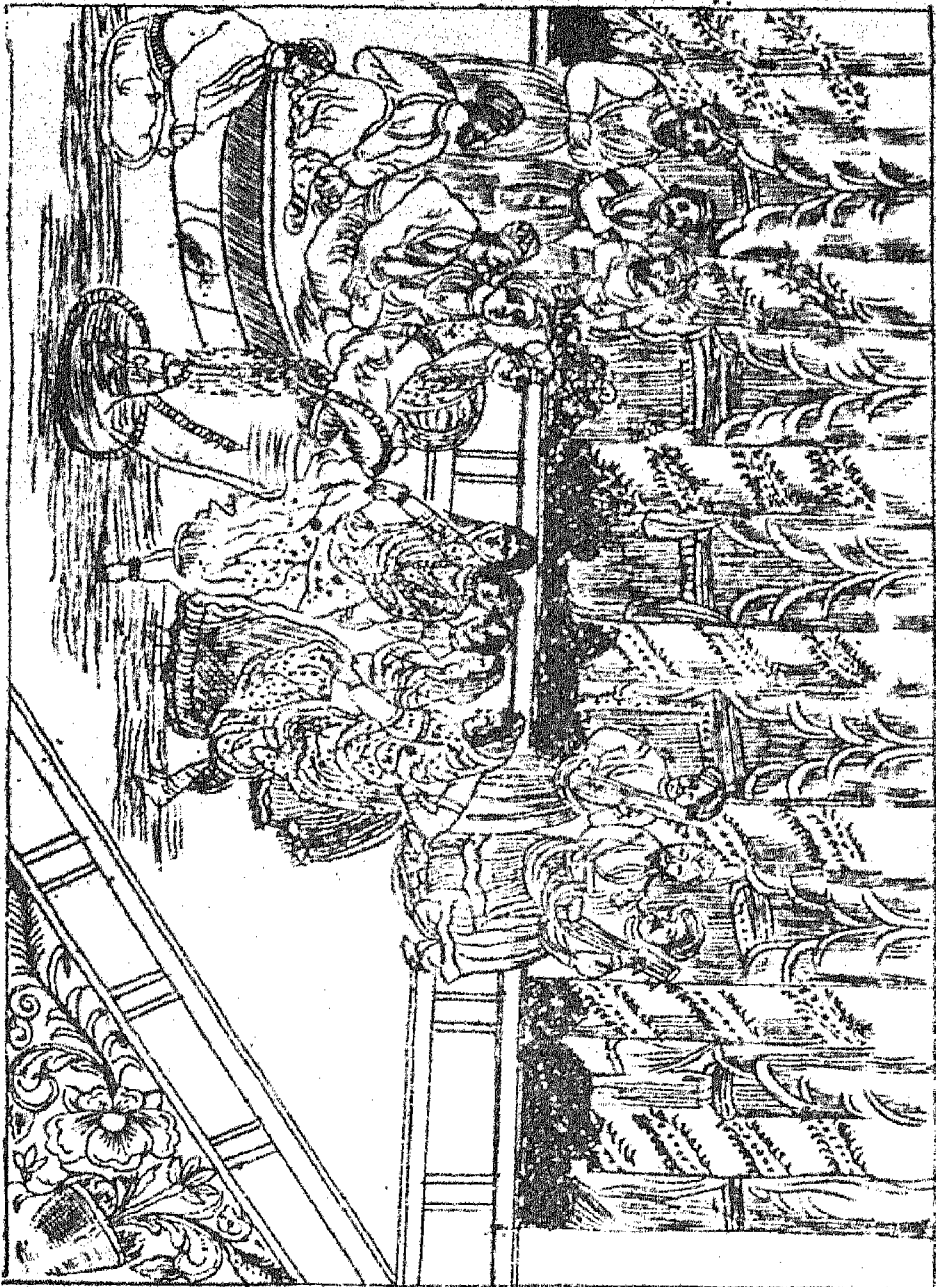
جب تک چھوٹے نواب باغ مین رہے نصرت الدولہ اور سیٹھ جی ہر روز بالالتزام آتے جاتے تھے اور ہر دم شغل میگساری رہتا تھا۔ اس باغ مین ساری خدائی کے افعال قبیحہ و ذمیمہ سرزد ہوتے تھے ایک روز سیٹھ جی نے اپنے ہان نواب صاحب کی دعوت کی اور اس دھوم سے کہ شاید ہی کسی نے کی ہو۔ انکے مزاج مین امارت تو ایسی سمائی تھی کہ کسی سے دب نکلنا کمال شاق گزرتا تھا ادنی ادنی بات مین ہزارون بلٹ جائین مگر بات مین فرق نہ آنے پائے کسی سے آنکھین نیچی نہون۔ کوئی نوک کی نہ لینے پائے۔ اور خدا کے فضل سے روپیہ والے بھی تھے۔ تعلقہ دار۔ ساہوکار۔ تاجر او تار۔ لاکھون کے نوٹ بنک مین جمع۔ ہزارون سود کے آتے تھے۔ سیٹھ کو جنرل صاحب کو فضول خرچ اور بادہ خوار انتہا سے زیادہ تھے۔ ساتھ ہی اس کے دیانت اور سچائی پر ہر دم تلے رہتے تھے۔ دور دور تک انکی ساکھ تھی۔ اس سے بڑھکر ایک وصف انمین یہ تھا کہ غربا کو چار چھ آنے سیکڑا سود پر دیتے تھے اور ضرورت کے وقت کسانون کی مدد مین ساعی بالخیر ہوتے تھے اگر خدانخواستہ فصل اچھی نہوئی تو سود اور قرضے کی بابت اینٹھ سختی نہین کرتے تھے ہان انکے ساتھ ہی ڈوم ڈھاڑی ارباب نشاط اور بدوضع آدمیون کو بھی ہزارون روپیہ بات کی بات مین اُٹھا دیتے تھے۔ اور رفیقون کے ہاتھ ایسے بِک گئے تھے کہ جو اُنھون نے کہا وہ کیا۔ دس کی جگہ بیس خرچ ہون یا سو کی جگہ پانچ سو اس سے انکو سروکار نہ تھا۔ تجارت کے سوا اور امور مین حساب کتاب کو دیکھنا اور اسکی جانچ پڑتال کرنا جانتے ہی نہ تھے۔ جسکے پاس جو رقم رکھی وہ آنکے باپ کی ہوگئی کسی نے عیشے مین ساتھ ہضم کیے اور ڈکار تک نہ لی کسی نے سوا آڑا دیے انکے فرشتون کو بھی خبر نہوئی۔ یار لوگون نے صدہا کے وارے نیارے کیے چٹکیون مین سیکڑون ہزارون چٹ کر گئے انکو کانون کان خبر بھی نہونے پائی۔

نواب والا تبار کی جو اُنھون نے دعوت کی تو ٹھان کی کہ چاہے دس پندرہ ہزار ایک شب مین صرف ہو جائے مگر ایسی معقول دعوت ہو کہ شہر بھر مین

نام جلائی اور اسقدر جلد قضا آئی بڑی دیر تک محفل اداس رہی تھوڑی دیر تک
اسکی اداے رنگین اور شوخی کی تعریف کیا کیے۔ سیٹھ جی بھی ان سب کے افسوس
مین شریک تھے۔

ارباب نشاط کے پاس پھڑی معمول سے زیادہ بھیجی گئی۔ قوالون پر تاکید کی
گئی کہ ٹھیک شام کو حاضر ہون۔

جل ترنگ والے سے کہدیا گیا کہ اگر انعام خاطر خواہ لیا چاہو تو چراغ روشن
ہونے سے قبل ہی آجاؤ۔

ایک انگریز کو جو تھیٹر کا مالک تھا مع اسکی نوعمر اور حسین مس کے بلایا تھا
کہ انگریزی ناچ اور تماشا دکھائے۔ وہ بھی کھٹ پٹ کرتا ہوا ان سے موجود
رفیق اور مصاحب تعظیم کے لیے اُٹھے۔ اور جھک جھک کر آداب بجالائے گویا
کوئی بڑے جلیل القدر حاکم آگئے تھے۔ صاحب نے احمد بیگ سے پوچھا کر دل
صاحب کہان۔ احمد بیگ نے کہا جی حضور۔ مین سمجھا نہیں۔ صاحب بہت جھلائے
یو بلڈی فول۔ مالک کہان اس مکان کا۔ سیٹھ جی نے اُٹھکر کہا مین ہون۔

صاحب۔ ول صاحب (ٹوپی اُتار کر سلام کیا) آپ نے تکلیف کیا۔

سیٹھ۔ واہ مین نے کیا تکلیف کی۔ آپ نے البتہ تکلیف اُٹھائی کہ آج ہی چلے اندر
آے اور منظور کرلیا۔ آج کیا آپ اکیلے تماشا دکھائینگے یا مس
صاحب بھی۔

صاحب۔ ول جگہ بتاؤ۔

سیٹھ۔ جگہ مین خود چلکر بتاتا ہون۔ پس آپ تماشا کرینگے اور
مس صاحب ہے۔ نہ۔

صاحب۔ جگہ بڑی چاہیے۔

سیٹھ۔ میدان اور کوٹھی فراخ سب حاضر ہے۔ لیکن مس صاحب کو تو بلائیے۔

صاحب۔ اب وقت بہت کم ہے آپ ہمین جگہ جلد دکھائین۔

سیٹھ جی اپنے ساتھ لے گئے اور کوٹھی کا سب سے بڑا کمرہ دکھایا۔ صاحب ایک ہی خرانٹ آدمی تھا۔ گرگ باران دیدہ امریکا اور فرانس اور انگلستان اور جرمن اور چین اور ہندوستان ہزار دن کنوؤن کا پانی پیے ہوے بھاپ لیا کہ رئیس بڑا امیر کبیر ہے۔ اصطبل مین دس گیارہ گھوڑے۔ اغل بغل فنسین اور تامدان پالکیان۔ بگھی خانے مین فٹن پالکی گاڑی کارٹ اور عالیٹنڈم ڈوگکینٹ ہر قسم کی گاڑیان۔ دروازے پر سپاہی خدمتگار بار ہی کہار جاہ و حشم دیکھکر سوچا کہ انکو پھانسنا چاہیے۔

کوٹھی مین جو قدم رکھا تو دیکھا کہ ہر کمرہ سجا سجایا دُلھن بنا ہوا ہے۔ جوشے ہے بیش بہا ایک سے ایک بڑھ چڑھکر۔ سیٹھ جی نے جو لڑکپن کے سبب سے کئی بار پوچھا کہ مس کہان ہین۔ وہ بھی آئینگی یا نہین انکو بلوائیے نا۔ تو سوچا کہ اس نوجوان رئیس زادی کو اُلّو بنانا چاہیے۔ سیٹھ جی ہر بات مین یہی پوچھین کہ مس صاحب اب تک کیون نہین آئین مہربانی کر کے انکو بھی بلوائیے۔ آنکے بغیر محفل کی رونق نہین۔ رنگ نہ جمیگا۔ صاحب سنتا جاتے۔ دل ہی دل مین ہنستے مگر جواب نہ دیتے۔ اس سے اُنکی بیقراری کی آگ اور بھی مشتعل ہوتی تھی۔ اتنے مین اُنھون نے کہا کہ اگر آپ ارشاد فرمائین تو مین ابھی ابھی فٹن بھیجدون۔ صاحب نے بہت متانت کے ساتھ یون جواب دیا۔

صاحب۔ ول سیٹھ صاحب مس نہین آسکتین۔ اور آئین بھی تو ناچینگی نہین وہ کسی کے مکان پر جاکر ناچنا گانا پسند نہین کرتین ہان جو خوش ہو گئین تو شاید ہمارے تماشے مین ساتھ دین۔ مگر ہم جانتے ہین کہ وہ نہ آئینگی۔

سیٹھ۔ (ازبس بیقرار ہوکر) نہین آپ ضرور بلوائیے۔ میری محفل کی رونق جاتی رہیگی۔ رنگ بالکل پھیکا ہو جائے گا۔

صاحب۔ اچھا تو چٹھی لکھتے ہین آپ ہمارے آدمی کو فٹن پہ بھیجیے۔ صاحب نے چٹھی لکھی۔

للی - یہ رئیس جسکے ہان آج ہمارا تماشا ہو بڑا امیر آدمی ہے - ہم سے بار بار پوچھتا ہے کہ مس کہان ہے - مس کیون نہین آئی - ہم نے تو تمھارے اور اپنے دونون کے تماشے کا ذکر پہلے ہی کر چکا تھا مگر یہ سیدھا سادہ آدمی ہم سے یہ پوچھتا ہے کہ آپ اکیلے تماشا دکھائینگے - ہمنے کہا بیشک تو بہت بیقرار ہوا - تب مین نے کہا کہ مس کسی کے گھر پر جاکر نہین ناچتی ہین - ہان اگر کسی امیر یا رئیس کی تواضع کریم ہمارا دل لگی سے خوش ہوگئین تو مضائقہ نہین - شاید شریک ہوجاین - تم ضرور آؤ مگر اس طرح کی باتین کرنا کہ سیدھا آدمی ریجھ جائے - اسکے کمرون مین عمدہ عمدہ اشیا ہین - ہم جب تمھاری کارستانی کے قائل ہون دو تین ہزار کا اسباب باتون باتون مین اڑا لیجاؤ - مگر جو کچھ یہان سے وصول ہوگا اس مین تین حصہ ہمارا ایک حصہ تمھارا - تم ہماری تنخواہ اور کھانا پاتی ہو اور تمھارے والدین نے تمکو ہمارے ساتھ بھیجا تھا تو اسی شرط سے بھیجا تھا کہ اگر کوئی رئیس یا امیر اسکو انعام دے تو صرف ایک حصہ کی تم مالک ہوگی اور تین حصے کے ہم - رئیس خوبصورت اور نوجوان آدمی ہے - اسکو کسی نے بہکا دیا ہے کہ تم میری لڑکی ہو - تم انکار نہ کرنا - آج اسکو خوب بناؤ اور اس سے کوئی معقول رقم اینٹھو - چیان کو بین -

یہ خط بند کرکے اپنے نوکر کو دیا اور فٹن پر سوار کرکے اسکو مس کے پاس بھیجا - سیٹھ جی نے کوچبان سے کہہ دیا تھا کہ بچہ اگر ہوا سے باتین کرلی جوڑی نے تو کل تم سو روپے کر دیے جاؤگے - بہت تیز جاؤ - ذرا گھوڑون کو دم نہ لینے دینا خبردار - ورنہ میرا ٹک پھوٹ پھوٹ کے نکلیگا - ایک سپاہی بھی ساتھ بھیجا کہ کوچبان گھوڑون کو ہوا کی طرح اڑائے - خیر صاحب نے اس کمرے مین خود دو اور آدمیون کی مدد سے اپنا اسباب قرینے کے ساتھ رکھا لمپ روشن کیے تاویلین سو باہر نکال کر یہ وہ ڈال دیا - تھوڑی دیر کے بعد برآمد ہوئے -

صاحب - اب سب ٹھیک ہو -

سیٹھ - لیس میر صاحب کی کسر ہے -

صاحب۔ ول ہم نے تو بہت لکھا ہو اور تاکید کی ہو مگر لڑکی ضد بہت کرتی ہے جو سمائی بس سمائی۔ ناچنے گانے مین فرانس تک کے تھیٹرون مین ویسی ایک نہین"

سیٹھ۔ خدا کرے منظور کرین۔

صاحب۔ یہ آپ کے اختیار مین ہو ہم نہین جانتے۔

سیٹھ۔ جو کچھ فرمائینگی۔ مین نذر کرونگا۔ مگر آپ کے ساتھ تماشا دکھانے مین شریک ہون اور ناچین گائین۔

صاحب۔ آپ اپنے گھر سے دکھائے شاید کوئی چیز پسند آگئی بس پھر نا چھتے انکار نہ کریگی۔ نقد کی انکو پروا نہین استغنا۔ شوق ناچنے گانے کا ہے کہ شادی نہین کرتین۔

سیٹھ۔ سن کیا ہوگا۔

صاحب۔ ول ہی ول مین خوب ہنسے۔ ول کوئی اٹھارہ برس بلکہ کم۔

سیٹھ جی نے حسن و جمال کی تعریف تو سنی ہی تھی اب جو سنا کہ اٹھارہ ہی برس کا سن ہو تو اور بھی ریجھ گئے۔ سچ ہو ہے

بسا کین دولت از گفتار خیزد		تنہا عشق از دیدار خیزد

ٹھان لی کہ اگر ایک لاکھ روپیہ بھی منت مانگے اور اپنے ناچ گانے دکھائے تو توقف نہ کرونگا۔ بلا سے لاکھ پچاس ہزار ہون بھی تو کیا پروا ہے صاحب کو انھون نے اپنے حساب اپنا یار جیسا بنایا۔ اور وہ ایک ہی خرانٹ دل مین انکی سادگی اور بھولے پن اور عشق جنون خیز پر قہقہہ لگاتا تھا۔ اور کہلے جاتا تھا کہ آج ایک معقول رقم پنجے چڑھی۔

سیٹھ جی۔ مس صاحب نے اب تک شادی نہ کی۔

صاحب۔ ابھی بچہ تھا صرف اٹھارہ برس کا اب سن ہو۔

سیٹھ جی۔ اب شادی ولایت مین کیجئے گا۔ ہونہہ۔

صاحب۔ ول وہ شادی کرنا اگر پسند کرے۔

سیٹھ جی - یہ کیا - کیا ہندوستانی رئیس کے ساتھ شادی کرنا پسند کریگی -
اس فقرے پر صاحب بہت ہی ہنسے - لاکھ ضبط کیا مگر ہنس ہی دیے اور بولے
کر ول ہم اس معاملے مین دخل نہین دینے اگر وہ پسند کرین تو کیا ہرج ہے مگر
ہندوستانی جنٹلمین امیر ہو - تربیت یافتہ - بدوضع نہو - شراب خوار نہو - جواری نہو
بد معاش نہو - خدا ترس ہو اور حسین ہو - بد صورت نہو - ایسا شکیل اور خوبصورت
ہو کہ جو لیڈی دیکھے پھڑک جائے - تو ہم فورًا منظور کر لین - سیٹھ جی اسوقت دیوانے
تو ہو ہی گئے تھے سمجھے کہ صاحب جو کچھ کہتے ہین سب سچ ہے - یہ تقریر جو سنی تو رشتہ خبطی
ہو گئے - بار بار آدمی پر آدمی دوڑاتے ہین کہ دیکھو فٹن آئی - گاڑی کی گھڑگھڑا ہٹ
ہوئی اور دوڑے کہ فٹن آئی - صاحب یہ سب تماشے دیکھتا جاتا تھا - انکی بیقراری
کی انتہا ہی نہ تھی -

صاحب - کتنے آدمی ہونگے آپ کے ہان -

سیٹھ جی - تھوڑے ہی ہونگے -

صاحب - چاہے جسقدر ہون -

سیٹھ جی - بس سب ملا کر کوئی سو آدمی ہونگے - کیون جی نتھو ل - ہے نہ - یا زیادہ
ہو گئے -

نتھو ل - وہ بیس پچیس ... ہوے تو کیا -

سیٹھ گوجر مل صاحب ... ل نے رعونیت جتانے کے لیے کہا کہ جو
اسکو کچھ دین دین نہین اس - ... رہ ہو چکا ہے کہ پورا تماشا دکھائیگا
بس آئے اور پھر آئے یہ بڑا جھمیلا یہ ... م ہوتا ہے - اسکی نیت مین یہ ہے
سر لیس کچھ سے مرے - سواب دیتہ ... کھاتا ہے جے بات یاد رکھنے کے
کابل (قابل) ہے آئندہ جو جی چاہے (چا ... سو کیجیے آپ کی مرجی (مرضی) سیٹھ جی
تو اس کافر کے حسن گلو سوز اور نور عالم ... سن سنکر دیوانے ہو رہے تھے
انکو تاب کہان کہ کوئی مصاحب یار فیق ... کو بے ایمان کہے اور یہ چپ چاپ

سن لین۔ تھوول پر بہت ہی جھلائے تو بیچ مین بولنے والا کون ہے۔ تو ہے کون
بیچ مین بولنے والا۔ گنوار جاہل۔ خبردار ان باتون مین جو دخل دیا ہو گا تو تو
جانے گا۔ اور سنئیے بڑے مشیر کی دم بن کے آئے ہین۔ جیسے کوئی لونڈا مقرر کیا ہے
کیا اگر ہزار دو ہزار اور اٹھ گئے تو کیا ہو جائے گا۔ دوالا نکل جائیگا ہمارا یا
آخر ہو گا کیا۔ ہماری تو دلی آرزو ہے کہ وہ مس آئے اور ہم سے کچھ
مانگے۔ قسم جناب باری کی دس ہزار کی رقم بھی مانگے تو کون مردود دریغ
کرے۔ طبیعت ہی تو۔ اور تم صلاح دینے آئے کہ صاحب اگر سو پچاس اور مانگے تو نہ
دیجیے گا۔ چلو ہٹو سامنے سے بدتمیز بے شعور۔

لالہ تھوول انکے مزاجدان تو تھے ہی سمجھ گئے کہ اب چاہے ساری خدائی
ایک طرف ہو جائے ممکن نہین کہ یہ کسی کے سمجھائے سمجھین۔ صاحب ہے قسمت کا
دھنی خوب بٹور لیجائیگا۔ اور مزے اڑائیگا۔ اور وہ پرکالہ آتش مس تو بس
لوٹ لیگی۔ مال کا مال لوٹیگی اور دل کا دل۔ اُسکی جوانی اور اس کا چہرہ نورانی
اور مستانہ چال اور حسن و جمال انکو دیوانہ بنا دیگا۔ اب خدا ہی حافظ ہے عشق
انکے چنوائیگا۔ دست بستہ عرض کیا کہ حضور مجھے یہ کیا معلوم تھا کہ آپ کی نیت
کیا ہے اب البتہ سمجھ گیا جواب بولون تو گنہگار۔ ہزارا سیٹھ جی نے کہا
تم پھاٹک پر کھڑے رہو۔ جیسے ہی فٹن آئے ہمین اطلاع دو۔ بہت خوب
کہکے لالہ تھوول روانہ ہوئے۔ اور پھاٹک پر جا کر ٹھہرے اور صاحب کو جو
کچھ اور بندوبست کرنا تھا اُس سے فراغت پائی تو سیٹھ جی نے انکو اپنی کوٹھی
از سر نو دکھائی صاحب نے بڑی دیر تک تعریف کی اور کہا اس مین شک
نہین کہ آپ نے کوٹھی کو خوب سجایا ہے۔ ہم جانتے ہین یہان ایک رئیس کی
کوٹھی بھی ایسی سجی سجائی نہو گی۔ جو چیز ہے لاجواب۔ ہزار دن مین فرد لاکھون مین
انتخاب۔ کوٹھی کیا دلھن ہے۔ مس کو صفائی کا نہایت ہی شوق ہے عجب نہین کہ ہوٹل
کو چھوڑ کر آپ ہی کی کوٹھی مین رہنا پسند کرین صرف دو چار دن تو اس ٹھہرین

دندناتے ہیں۔ سیٹھ جی آدمی تھے فیاض۔ ایک ذراسی بات میں رفیق کو سو روپیہ انعام کا دے دیا۔ دبی دین خوش و خرم کہ سو روپیہ نقد پایا اور رئیس کے دل میں جگہ ہوگئی۔ ہر طرح اچھے رہے۔ حکم دیا گیا کہ بارہ جوان چھتر کلائیں لیکر ہیں پھاٹک پر حاضر رہیں۔ نعش آتے ہی سلامی اتار ریں۔ اگر ایک بندوق بھی رنجک چاٹ گئی تو حضور از بس ناراض ہو جائینگے۔ جب یہ خبر مشہور ہوئی تو مصاحبوں نے قہقہہ لگایا۔ رفیقوں نے کہا کہ دبی دین نے رئیس کو اسدم چٹکیوں پر اڑایا۔ اچھا پھرا دیا اور خوب ہی رنگ جمایا۔ سپاہی بندوقیں بھر بھر کے پھاٹک پر مس صاحب کی آمد آمد کے منتظر ٹھٹنے لگے۔ محلے بھر کے آدمی صدہا زن و مرد میم کے ناچنے کی خبر سنکر کوٹھی کے ارد گرد ٹھٹ کے ٹھٹ لگائے کھڑے تھے۔ کہ ناچ شروع ہو تو دیکھیں میم کس طرح ناچتی ہیں۔

صاحب۔ آپ ساہوکار ہیں۔

سیٹھ۔ ہاں۔ اور تعلقہ بھی ہے۔ اور نوٹوں کا سود آتا ہے اور تجارت کرتا ہوں۔

صاحب۔ واہ واہ۔ تب تو آپ بڑے امیر ہیں۔

سیٹھ۔ امیر ہونا تو مشکل ہے مگر ہاں دال روٹی خدا دیے جاتا ہے یہی غنیمت ہے۔

صاحب۔ آپ کے والد کہاں ہیں۔

سیٹھ۔ انتقال کیا۔

صاحب۔ کوئی بھائی ہے۔

سیٹھ۔ جی نہیں۔

صاحب۔ شادی آپکی ہوئی ہے۔

سیٹھ۔ ابھی نہیں۔

صاحب۔ آپ شادی کیجیے۔

سیٹھ۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک کوئی تربیت یافتہ اور پڑھی لکھی لیڈی

نہ ملیگی مین شادی نہ کرونگا۔ اگر یہان حسب دلخواہ دہ۔ مطلب یہ کہ مرضی کے موافق شادی
ہوگی تو نہوالمراد ورنہ ولایت جاؤنگا۔ مصمم ارادہ تھا کہ فرانس جاکر پیرس مین
شادی کرون۔

صاحب۔ پیرس نہین۔ پیری تلفظ ہے۔ س کا تلفظ نہین کیا جاتا۔ فرانسیسی
لفظ ہے نہ۔ ول۔ تو آپ ولایت کی کسی مس کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہین
اچھا ہم مس صاحب سے کہینگے۔ اگر وہ کسی کو جانتی ہون تو سفارش کرین انکے ساتھ
اسکول مین دو چار بڑی حسین اور نازک اندام چھوکریان پڑھتی تھین اگر وہ آپ کے
عقد نکاح مین آئین تو آپ بھی خوش ہو جائین۔

سیٹھ۔ مس صاحب بھی تو ابھی ناکتخدا ہین۔

صاحب۔ ہان۔ ول۔ مگر ———

سیٹھ۔ مجھے آپ مثل اپنے غلامون کے سمجھئے۔

صاحب۔ اسکے کیا معنی۔ آپ رئیس ہین۔ امیر ہین۔ سرچشم ہین۔ ہم کوشش
کرینگے کہ کسی یورپ مین لیڈی کو آپ بیاہین۔

سیٹھ۔ (جی کڑا کرکے) کوشش کیا معنی۔ آپ کے تو مکان مین اسوقت
ہر آپ کی صاحبزادی۔

سیٹھ صاحب کہنے کو تھے کہ آپ کی صاحبزادی ہی مستعد ہین۔ مگر جرأت
نہوئی۔ مس انکی لڑکی تو تھی نہین ایک غریب آدمی کی لڑکی کو انھون نے تھیٹر
کے لیے تیار کیا تھا۔ تنخواہ دیتے تھے اور ساتھ رکھتے تھے لیکن جہان کہین جاتے
تھے لوگ اسکو انکی لڑکی ہی سمجھتے۔ پوچھا کہ آپ گانا جانتا ہے۔ سیٹھ جی نے
مسکرا کر کہا۔ کیا خوب گانا اور رونا کون نہین جانتا۔ مگر قوالون کی طرح مین
نہین گا سکتا۔ صاحب بولے کہ ول اگر آپ انگریزی ناچ سے واقف ہوتے
تو مس بڑی خوشی سے آپ کے ساتھ ناچتین۔ سیٹھ جی نے کہا کس طرح۔ صاحب نے
انکی کمر مین ہاتھ ڈالکر ناچنا شروع کیا۔ سیٹھ گوجر بل کف افسوس ملنے لگے کہ ہائے ستم

مین واقف کیون نہوا۔ کس لطف کے ساتھ کمر مین ہاتھ ڈالکر ناچتا۔ مگر افسوس صد افسوس اگر کوئی باکمال رقاص اِنسے اسوقت دُس بیس ہزار روپیہ مانگتا اور وعدہ کرلیتا کہ ایک گھنٹے مین ہم ناچنا سکھا دینگے تو سیٹھ بے دریغ دے نکلتے ذرا چون وچرا نکرتے لیکن ایسا رقاص کہان۔

لالہ نھتو مل۔ وہ جل ترنگ والا آیا ہے۔ بٹھا دیا اُس کمرے کے چوترے پر۔

سیٹھ۔ بہتر ہے نٹن نہین آئی۔

نھتومل۔ اب گئی ہو۔ کپڑے۔ دپٹے پہنیگی۔ نہایگی۔ دُھوئیگی۔ نہین ٹھنیگی۔ جب تو آئیگی۔ بے سنگار کیے کبھو نہ آنے کی۔

سیٹھ۔ ہان چاہیے بھی ایسا ہی۔ مگر سچ کہنا حسین ہو۔

نھتومل۔ چاند کا ٹکڑا ہو۔ چاند کا۔ دُبلی پتلی کامنی۔ اور چنچل نار۔

اتنے مین نیب جی نے آکر مژدہ دیا کہ دسون گھوڑے بک گئے۔ اور سب ملاکر گیارہ ہزار کا فائدہ ہوا۔ سیٹھ جی بہت خوش ہوے۔ نھتومل سے کہا کہ بو نواب گیارہ ہزار مفت ملے یا نہین۔ پھر اگر دو چار ہزار اُس کامنی کے لیے بھی خرچ کیا تو کیا۔

اِسنے مین نواب تمر رکاب کا صحیفہ رشیقہ آیا۔

مخدومی جناب سیٹھ صاحب بی فرخندہ کی طبیعت اِسوقت نُصیب اعدایون ہی سی بے لُطف ہوگئی ہو۔

ڈاکٹر صاحب کو بلوایا۔ نسخہ لکھ گئے ہین۔ خاکسار نو بجے حاضر خدمت شریف ہوگا۔ کیا کرون مجبور ہون۔ ورنہ ممکن نہ تھا کہ وقت معینہ سے ایک منٹ بعد آتا۔ نہ کہ گھنٹون کی کسر۔ وجہ معقول پیش کی ہے۔ قصور معاف فرمائیگا۔

آپ کا خادم نواب امین الدین حیدر

یہ خط پڑھتے ہی سیٹھ جی کھل گئے۔ دعا مانگی کہ خدا کرے نو بجے کے بعد نواب صاحب آئین۔ تاکہ اُس بُت جادو جمال سے باتین کرنے کا خوب موقع

سے اُسی دم خط کا جواب لکھا۔

عالی جناب نواب صاحب بہادر آداب عرض کرتا ہون۔ نامۂ نامی پڑھکر طبیعت کو انتشار ہوا۔ خدا شفاے عاجل اور صحت کامل عطا کرے یہان سب سامان لیس ہے۔

آپ کا خادم سیٹھ گوجرمل عفی عنہ تاریخ ——

یہ خط مقبول کو دیا اور باہر گئے۔ تو دیکھتے کیا ہین کہ ایک کمرے مین جل ترنگ والا اپنے لونڈے لاڑھیون کو لیے ہوے بیٹھا ہے۔ دوسرے کمرے مین ارباب نشاط اور ڈھاڑی اور طبلیے اپنے اپنے رنگ مین مست ہین۔ ایک طرف چانڈو اُڑ رہا ہے۔ ایک طرف سازمل رہا ہے۔ تیسرے کمرے مین دو طائفے ٹکے ہین۔ اور آہستہ آہستہ ایک خوش گلو گا رہی ہے

نگر اسکو فریب نرگس مستانہ آتا ہی	ابھی ہین صفین گردش مین جبتک ...
طلب دنیا کی کرکے زن مریدی پہنچلی	خیال آبروے ہمت مردانہ آتا ہے

استاد جی بتاتے جاتے تھے (ہمت مر۔ ہمت مر) دیکھو نغماری ہین۔ انشا اللہ کیسی خوش گلو ہین اور کس دھیان سے سنتی ہین جو ایک دفعہ کہا عمر بھر نہ بھولنگی ہان کہو (ہمت مر۔ ہمت مر) دانہ آتا ہے۔ ہمت مردانہ آتا ہے اور آگے بڑھے تو صادق علی خان صاحب نے اُٹھکر سلام کیا۔

سیٹھ جی۔ آج مقابلہ ہے خان صاحب۔ تان رس خان بھی آتے ہونگے۔

صادق علیخان۔ حضور ہم مقابلہ وقابلہ کیا جانین۔ بس اتنی آرزو ہے کہ ایسی محفل مین جگہ دار بیٹھے ہون۔ کوڑھ مغز نہ بیٹھے ہون جو بھاگ اور بھیرون مین تمیز نہ کرسکین۔

سیٹھ۔ نہین آپ بھی فرد ہین واللہ۔

خان صاحب۔ آپ سے کچھ کان مین کہنا ہے۔

سیٹھ جی۔ کوئی کفر کی بات تو نہ کہیے گا۔

سیٹھ گوجرمل صاحب کے کان مین خان صاحب نے آہستہ سے کچھ کہا۔
اُنھون نے تھولل کو بلوایا اور حکم دیا کہ جو خان صاحب کہتے ہین وہ سُن لو۔
تھولل۔ آپ بھی بس ایک ہی ہین یہان۔ سیٹھ جی اکثر تعریف کرتے ہین۔
احمد بیگ۔ جی دور دور تک ثانی نہین رکھتے خان صاحب قسم خدا کی بس گانا کیا اعجاز ہی اور پھر دین کے تو بادشاہ ہین۔
ایک رفیق۔ دم غنیمت ہو خان صاحب فرد ہو فرد۔ واللہ باللہ بس یکتا ہو۔
صادق علیخان۔ یہ آپ کی قدردانی ہی۔ ورنہ بن آنم کہ من دانم۔
احمد بیگ۔ تان رس خان بھی آتے ہین۔
تھولل۔ آئے ہین یا آتے ہونگے۔
رفیق۔ اجی وہ کوئی آئے ہمارے خان صاحب دب نکلنے والے نہین۔
صادق علیخان۔ وجہ دب نکلنے کی وجہ۔
رفیق۔ سچ ہی۔ اللہ نے جوہر دیا ہی۔
صادق علیخان۔ مگر آج تو لکھنؤ بھر کے طائفے اور قوال اور یہ اور وہ جمع کر لیے ہین بھئی۔ کوئی گھڑی گھڑی بھر کا مجرا ہوگا۔
تھولل۔ یہ پیارکھان (پیار خان) جو مشہور تھے وہ کون تھے۔
احمد بیگ۔ وہ رباب یے تھے۔ گویون کے بھی پیر۔ راگ کا دھرم رکھنا آنپر ختم ہوگیا۔
صادق علی خان۔ ہولی دھرپد کے بادشاہ تھے۔
تھولل۔ اور تان رس خان۔
احمد بیگ۔ وہ خیالیے ہین۔ ٹیپ سے کار۔ رنگ باز۔ منھ چڑھے۔
تھولل۔ کوئی اور نامشور (مشہور) ہین قدو خان یا قدو خان۔
احمد بیگ۔ وہ تان کا کپتان تھا۔ بڑے زور شور کرراگ کا گانا جس کے شانے سے سُر نکلتے ہین سے کار ذرا گھٹ کے سے تھے مگر منھ چڑھے انتہا سے

زیادہ۔

نتھومل۔ اور ہمارے کہان صاحب۔

احمد بیگ۔ کون! یہ صادق علی خان۔ اجی یہ سب گن پورے اُنھین کون کہے تنڈورے۔ خیال ٹپہ ٹھمری سب مین طاق۔ خصوصًا دھن مین شہرۂ آفاق۔ نتھو خان ذرا تان کے مقدمے مین واجبی ہی واجبی لیاقت رکھتے تھے۔

احمد بیگ۔ مگر آستائی تو ایسی بھرتے تھے کہ واہ جی واہ۔ کیون خان صاحب؟

صادق علی خان۔ اس مین کیا شک ہی۔

احمد بیگ۔ مگر استاد تم بھی اپنے فن مین یکتا ہو۔ دھن مین تم نے سب کے کان کاٹے۔ اور یون تو سب اپنی اپنی جگہ اُستاد ہین۔ تان رس خان کی بے کاری کیا کچھ کم ہے۔

رفیق۔ میان خدا کی دین ہی۔ ؎

خدا کی دین کا موسی سے پوچھیے احوال		کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ہو جاسے

کیون صاحب یہ بہادر سین کون تھے۔

احمد بیگ۔ آفتاب تھے اپنے وقت کے۔ سُر سنگار کے یہی موجد تھے رُلا دینا اور ہنسا دینا اُنکے بائین ہاتھ کا کرتب تھا۔ کوئی بات ہی نہ تھی۔

سیٹھ جی اُدھر سے خراماں خراماں برآمد ہوے۔ نہایت حیرت سے پوچھا کہ نتھومل ابھی تک فٹن نہ آئی۔ نتھومل نے کہا خداوند آتی ہو گی احمد بیگ بولے دیر آید درست آید۔ بیچ وبیچ کے آئینگی۔ پھر بننے ٹھننے مین کچھ دیر لگتی ہے یا نہین سیٹھ جی نے دریافت کیا کہ فٹن کے ساتھ سپاہی گیا ہے یا نہین۔ کہا گیا کہ حضور بھیجا ہی۔

سیٹھ گوبرمل صاحب نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ جناب نواب صاحب کے

پاس جاؤ۔ کہنا پوچھا ہے کہ مزاج کیسے ہیں۔ اور کہا ہے کہ ہمکو کچھ جلدی نہیں ہے۔ آپ کو جس وقت فرصت ہو تشریف لائیے قدم رنجہ فرمائیے یہاں سب سامان لیس ہے۔ آدمی کو بٹھا کر روانہ کیا۔ صاحب کے پاس چلے کہ پوچھیں کسی شے کی ضرورت تو نہیں ہے کہ اتنے میں بندوق کے دغنے کی آواز آئی۔ دن۔ دن۔ دن۔ بارہ بندوقیں ایک دم سے دائیں دائیں کر کے دغیں۔ تحویلدار دوڑے ہوئے بدحواس آئے۔ حضور چلیے احمد بیگ کے پیر و مرشد فٹن آگئی۔ دو رفیقوں نے بڑھکر آواز دی خدا وند مس صاحب آگئیں آئیے حضور۔ سیٹھ گوجرمل صاحب تھوڑی دور تک تو بدحواس دوڑتے ہوئے گئے۔ مگر پھر سوچے کہ اگر اس حالت وحشت میں ہمکو دیکھا تو اپنے دل میں کیا کہیگی۔ سمجھیگی کہ کوئی جانگلو ہی گنوار۔ ٹھہر گئے اور ذرا دم دل سے لے کے چلے۔ فٹن کے قریب جا کر کھڑے ہوئے اس بت پندار صنم گلعذار کے اس وقت کچھ اور ہی ٹھاٹھ اور ہی دماغ تھے فرانسیسی فٹن وہ بانکی پوشاک اور کج کلاہ کہ بانکپن بھی اس سے سبق لے بال بکھرے ہوئے ناگن کالی ناگن کی طرح لہراتی ہوئی کمر نازک کے نیچے تک لٹکتی تھیں۔ گوری گوری گردن اور چاند سے مکھڑے کا جوبن اس زلف سیاہ نے اور بھی دوبالا کر دیا تھا۔ بس بلا مبالغہ یہی معلوم ہوتا تھا کہ بن گھٹا چاند ہے۔ ابر زلف سے ماہ رخ ابھی ابھی نکلا ہے۔ ایک رفیق نے ڈرتے ڈرتے کہا حضور مس صاحب سیٹھ جی صاحب فٹن کے پاس کھڑے ہیں اتنے میں صاحب بھی رپ رپ کرتے ہوئے تشریف لائے۔

صاحب۔ سیٹھ کنور گوجرمل آپ ہیں۔

مس۔ (بلطف ہاتھ بڑھا کر) ول سیٹھ صاحب۔

سیٹھ جی نے بڑی خوشی سے مصافحہ کیا۔ نازک دست سیمیں اور ملائم ملائم انگلیاں جو ہاتھ میں لیں تو جامے میں پھولے نہ سمائے۔ مس صاحب فٹن پر سے اترنے لگیں تو سیٹھ جی کی طرف ہاتھ بڑھایا انھوں نے لپک کر ہاتھ دیا اور

فتن سے اُتارا۔ ایک قوال جو بن بلائے آیا تھا اس کیفیت کو دیکھکر بے تکلف گانے لگا۔ رسیلی نینون والیون نے پھندا مارا۔ سیٹھ جی ادب کے ساتھ ہمراہ چلے۔ اٹھلا اٹھلا کر اور ادائے دلربا سے قدم اُٹھا کر مس للی نے خرام ناز سے سیٹھ جی کا دل پامال کر دیا۔ ؎

من باین رفتار شیرین عمر خود در باختم
عمر من بیرفت و من پنداشتم رفتار اوست

سیٹھ جی کا جی چاہتا تھا کہ ہر مقام پر جہان اُس سرو روان گلشن رعنائی کا قدم پڑے بوسے لین اور اُس زمین کو ہزار ہزار بار چوم لین ؎

تو می خرامی و من از بیت نمی دانم
کز اضطراب زنم بوسہ بر کدام زمین

کوٹھی کے ایک سجے سجائے کمرے مین مس للی بصد شان دلربائی و رعنائی متمکن ہوئین۔ اور زلف چلیپا کرسی کے اِدھر اُدھر فرش مکلف پر مار سیاہ کی طرح لہرانے لگی۔ ؎

نہ زلف ست آنکہ ہر دم بر قد دلدار می پیچد
ز مستی ہر نفس بر شاخ صندل مار می پیچد

اس بت لیلی سرشت نے رئیس نوجوان پر بغور نظر ڈالی اور ایسی ترچھی چتون سے انکو دیکھا کہ تیغ نگہ کا گھائل ہی کر دیا۔ طرح طرح کے ناز و ادا اور عشوہ ہاے دلربا سے انکا دل قبضے مین کر لیا۔ کبھی سینۂ صافی کو اُبھار کر تن گئی۔ کبھی گردن نیہوڑا کر پھیر لی اور گلوے مصفا کی جھلک دکھا دی گردن فوارۂ نور تو سینۂ صافی رویش آب بلور ؎

پیدا ست ہمچو نہلہ نما از تن بلورہ
از سینۂ لطیف دل ہمچو آہنش

مست صہباے ناز۔ سراپا انداز۔ شیرین حرکات انتخاب مہوشان کائنات مہ لقا۔ سیمین سیما۔ ایک ایک ادا مین سو سو کی گھاتین۔ پیاری پیاری بھولی بھولی باتین۔ کبھی آپ ہی آپ لجانا۔ کبھی مسکرانا۔ کبھی پیشانی نورانی پر عرق آنا ؎

نیست عرق کہ بر رخت در حرکات میچکد
ہر قطرے کہ می نہی آب حیات میچکد

سیٹھ جی سے کہا کہ چلیے کوٹھی کی ذرا سیر کرین۔ یہ کھل گئے کہ شکر اللہ منہ مانگی

مرادیابی۔ اس معشوق عنبر مو کو بھی ایسی پسند آئی کہ سیر کرنے کو دل چاہا کو بھی دیکھنے کا شوق چرایا

پہلے سیٹھ جی خانہ باغ کی طرف سے چلے تو حوالی ہوالی ایراغیرا نتھو خیرا سب سایے کی طرح اس کے ساتھ پیچھے پھر کر نہایت غیظ و غضب سے دیکھا۔ نتھو مل تو ایک ہی کائیان تھے تاڑ گئے کہ تنہائی کی صحبت اسوقت پسند ہے۔ بھیڑ بھڑکے سے طبیعت نفور ہے۔ شب اودھے ہے۔ بغل مین حور ہے۔ فکر کو سون غم و الم منزلون دور ہے۔ منم مہوش پایا ہے۔ اور اس غیرت گلزار کے ساتھ سیر چمن کا شوق چرایا ہے۔ مس نے بصد انداز دلربائی اٹھکیلیان کرتے ناز معشوقانہ سے قدم دھرتے باغ کو رشک فرخار بنایا۔ سیلون کو آتش حسد سے جلایا۔ گلون کو شرمایا۔ ؎

	وہ یکایک باغ مین پہونچے جو اٹھلاتے ہوے کبک بھاگے سامنے سے ٹھوکرین کھاتے ہوے	

سیٹھ جی۔ آئیے جھولا جھولین۔

مس۔ واہ۔

سیٹھ جی۔ اگر مضائقہ نہو اور طبع نازک پر گران نگذرے تو از راہ کرم جھولا جھولیے۔

نتھو مل۔ (دور سے) ؎

جھولا جھولنے منگے بیجا کے چمن مین جھکو		اترت کہین آئے تو بے حور لگا ساتھ لگی

احمد بیگ۔ کے کانون مین شعر یاد کیا تھا۔ اور حور لگا کی گنتی کہی ہے۔

اس غیرت خوبان فرخار نے چمک کر ایک طرارہ جو بھرا تو دوسری روش مین ہو رہی۔ اور وہان سے جو تن تن کے جھوم جھوم کر چلی تو سیٹھ جی کا دل اور بھی پامال خرام ناز کر دیا ؎

ہر نسیم صبح کا عالم خرام ناز مین		سبزۂ خوابیدہ کو چلتے ہو چونکاتے ہوے

سیٹھ جی سمجھ گئے کہ اب زلف کے پھندے سے نکلنا معلوم۔ بیٹھے بٹھلائے
اچھا درد سر مول لیا۔ مس نے تھوڑی دیر کے بعد پوچھا کہ یہان کسی اچھے نامی
سوداگر کی کوٹھی بھی ہے۔ ہمکو کچھ سودا خریدنا ہے۔ لفٹنٹ راس یہان فوج مین ایک
صاحب ہین۔ ان سے ہم فرمایش کرینگے۔ بیچارے بہت اچھے آدمی ہین۔ اور
ہم سے اُنکو دلی محبت ہے۔ کبھی ہمارا کہنا نہ ٹالا۔ تنخواہ تو کم ہے ابھی مگر گھر کے
امیر کبیر ہین۔ اُنکو ساتھ لیکے جائینگے اور جن جن اشیا کی ضرورت ہے کوٹھی
سے پسند کرکے لے آئینگے۔

سیٹھ جی رقیب کا نام سُنکر دھک سے رہگئے۔ آنسوؤن کا تار بندھ
گیا۔ کہ اُنکے چاہنے والون مین ایک ہم ہی نہین ہین۔ خاص اسی شہر مین ایک
پلٹن کے صاحب بھی ہین جنپر اُنکو یہ دعوی ہے کہ جو چاہینگے اُسکے ساتھ جاکر
کوٹھی سے لے آئینگے۔

سیٹھ جی ۔ ع	فرمائیں حضور نہ اغیار پر کرم موجود ہے یہ تابع ارشاد کس لیے	

مس ۔ (مسکراکر) ہم آپ کے ساتھ باہر نہین جاسکتے۔ آپ نیٹو۔ ہم یورپین۔
سیٹھ جی ۔ جو فرمایش کیجیے یہین حاضر ہے۔
مس ۔ ہم آپ کو تکلیف دینا نہین چاہتے (خدمتگار سے) ٹھنڈا پانی پلاؤ۔ مس
پھر کر دوسری روش مین جا کھڑی ہوئی۔ سیٹھ جی نے بھی اس روش کی
طرف رُخ کیا۔ خدمتگار ایک بیش بہا ٹمبلر مین آب سرد لایا۔ سیٹھ جی نے
بصد ادب اپنے دست مبارک سے پلایا اور دونون باغ مین ٹہلنے لگے
سیٹھ ۔ کل ہم آپ کو اپنے بڑے باغ لے چلینگے۔
مس ۔ کل تو لفٹنٹ راس سے اقرار ہے اُنکے ساتھ ہوا کھائینگے۔

سیٹھ جی ۔ ع	صبا کس درجہ توام شادی و غم ہین زمانے مین شب وصلت سے روز ہجر ہم آغوش آتا ہے	

مس - اب تو ناچ کا وقت آگیا۔
سیٹھ جی - ہم کمال مشتاق ہین کہ آپ کا ناچ دیکھین -
راوی - دیکھتے جایئے - ابھی وہ آپ کو انگلیون پر نچائینگی -
مس - (تنک کر) ہمارا ناچ ؟ ہمارا ناچ کیسا -
سیٹھ جی - (ڈرتے ڈرتے) کیا آپ آج ہمکو نہ ناچینگی -
مس - ہرگز نہین - راس خفا ہو جائینگے -
سیٹھ جی - کسی کو کانون کان تو خبر ہونے نہ پائیگی -
مس - راس کے گوئندے چھوٹے ہوے ہین -
سیٹھ جی - آپ نہ ناچینگی تو ہمکو کمال ملال ہوگا -
مس - خیر - مگر راس کا دل ہم نہ دکھائینگے -

سیٹھ جی ؎

مرے حال پر رحم کرتا نہین ہے
خدا سے بھی اے بت تو ڈرتا نہین ہے

قضا کی نشانی ہے الفت بتون کی
وہ جیتا ہے جو ان پہ مرتا نہین ہے

صبا بیٹھ رہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر
کوئی کام تجھ سے سنورتا نہین ہے

مس - (چین بہ جبین ہوکر) پیارے راس کو برا بھلا نہ کہنا -
سیٹھ جی - (آہ سرد بھر کر) ہا ؎

مر جاؤ نگاہ مین دیکھ تو چین بر جبین نہو
اغیار کے نہ عشق جتانے پہ جائیو

برق غضب یہین نگہ خشمگین نہو
کوئی بکا کرے خبر اے نازنین نہو

مس نے ان کے جلانے اور نائرۂ عشق کے مشتعل کرنے کے لیے لفٹنٹ راس کا نام کئی بار زبان پر لائی - اور واقعی انکے کانون سینہ مین حسد اور بغض کی آگ ایسی تیز کر دکھائی کہ ہر دم آہ شرر بار تھی اور طبیعت از بس بیقرار تھی رقیب کا ذکر سنکر شیشۂ دل جلنا چور ہوا - جگر مین عشق کا ناسور ہوا اس بت سفاک کو

انکی چتونون سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ راس کا ذکر انکی رگ جان پر نشتر کا کام کرتا ہی - اور نام سُنتے ہی آہ سرد بھرتا ہی - سیٹھ جی پہلے تو مثل گل کھل گئے تھے کہ محبوب مطلوب کو باغ مین خندان و فرحان ساتھ لائے مگر اب دل کا کنول بجھ گیا - ع

جھونکے چلنے لگے پیہم جو ہواے غم کے		رہگیا بجھ کے چراغ دل روشن کیسا

کہان تو جشن خسروانہ کی تیاریان تھین کہان آتش فشان ہے - اور بکاولفان ہی - مس نے کہا کہ ہمین اپنی کوٹھی تو دکھلا لاؤ - سیٹھ جی ناشاد و نامراد اُس پریزاد کو ساتھ لیکر چلے - کوٹھی کو جو دیکھا تو ہر در و دیوار نوربار ہے - جو کمرہ ہے جواہر نگار ہے - اشیاے بیش بہا لاتعد و غیر محدود ساری خدائی کی نعمتین موجود -

سیٹھ جی نے ایک نادر جیبی طلائی گھڑی خاص جنیوا کی بنی ہوئی کوئی دو ہزار روپے کی مس للی کی نذر کی اور کہا یہ گھڑی آپ اپنے پاس رکھیے یہ بطریق نذر دیتا ہون - مس للی پھولی نہ سمائین - پیار کی نظر سے سیٹھ گو جرل صاحب کو دیکھا اور مسکرا کر کہا کہ ہمین نہین چاہیے - سیٹھ جی نے دست بستہ عرض کیا کہ کیا خفا ہو گئین اسپر وہ ستمگر قہقہہ لگا کر ایک مسہری پر لیٹ گئی - سیٹھ جی گھڑی ہاتھ مین لیے - کھڑے گھورتے تھے - مس للی معًا اُٹھین اور بجلی کی طرح چمک کر دوسرے کمرے مین ہو رہین - سیٹھ صاحب نے کہا از براے خدا یہ تحفہ قبول فرمائیے - غریبون کا کہنا بھی مانتے ہین -

للی نے گردن نیچی کرکے کہا کہ راس سُن لیگا کہ ایک خوبرو جوان کے ہان سے مفت گھڑی لائی - گو جرل اسوقت نہایت ہی برافروختہ ہوے - پھر بھی رقیب روسیہ کا نام اُس - گلفام کی زبان پر آیا غصے کو ضبط کرکے فرمایا کہ اُنکے تو فرشتہ خان کو بھی خبر نہونے پائیگی - حالانکہ لفٹنٹ راس صرف ایک مصنوعی نام تھا - یہ فقط سیٹھ جی کے پھانسنے کے لیے ساری تدبیرین ہوئی تھین کہ بنے رقم کثیر لیکر ہوا بتایئے اور اُلو بنایئے - سیٹھ صاحب نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی

کہ اگر آپ یہ گھڑی نہ قبول کرینگی تو ہم تماشا دیکھنے نہ آئینگے۔ مس نے اِس بھولے پن کے ساتھ انکی طرف دیکھا کہ سیٹھ گوبر مل صاحب ہزار جان سے عاشق زار ہوگئے۔ اور پھر عرض کیا کہ واسطے خدا کے گھڑی کو قبول فرمائیے مس لِلی نے گھڑی لے لی اور کہا آپ کی خاطر ہے۔

کیا خوب دو سو روپے پر ناچنے گانے تماشا دکھلانے آئیں اور دو ہزار کی گھڑی خاطر سے لی۔ ہمکو یقین آگیا۔

سیٹھ جی سمجھے کہ اب مار لیا ہے۔ یاردن کا وار خالی نہیں جاتا۔ اب اس گلبدن سیمتن کو عقد نکاح میں لائے۔ پانچون گھی مین۔ چین ہی چین لکھتا ہے مس لِلی نے ایک انگریزی شعر پڑھا جسکا مطلب یہ تھا۔

	سرپہ احسان لین امیر دن کا		ہم فقیرون کا یہ دماغ نہیں	

سیٹھ جی۔ احسان! چہ خوش! احسان کیا معنی۔ الله الصمد یہ ذرہ پردہ احسان جتاتی ہو۔ بیشک۔ بیشک۔ ہم کمال مشکور ہوئے آپ نے اسوقت ہم پر وہ احسان کیا کہ دل ہی جانتا ہو اور چاہیے بھی ایسا ہی۔

مس۔ اب ہم پاپا کے پاس ذرا جاتے ہین۔

سیٹھ جی۔ (ہاتھ پکڑ کر) سنا سے

	آج اندھیر ہی گر وصل نہو		رات آئی ہے کہان جائیے گا	

مس لِلی۔ پاپا نے ہمارے ساتھ اس آدمی کو تعینات کر دیا ہے جب سے برابر ساتھ ہی آپ تاجر بھی ہین۔

سیٹھ جی۔ جی ہان۔

مس لِلی۔ کس کی تجارت ہوتی ہو۔ (مسکرا کر) باجرے کی۔

سیٹھ جی۔ وہ کوئی اور ہوتے ہونگے۔ گھوڑے کی سوداگری ہوتی ہو اور جواہرات کی۔

مس لِلی۔ ایک عمدہ سا گھوڑا کوئی چودہ پندرہ سو کا ہو مگر جوان تو ہمارے ہاتھ بیچیے۔ قیمت ابھی دم دینگے۔

سیٹھ جی - بہت خوب ایسی کھری اسامی کہان ملیگی - مگر مول تول کی سند نہین ایک جوان گھوڑا تو مین ہی ہون -
مس للی - آپ تو گدھون کی سی باتین کرتے ہین - پسند آیا خرید ا ورنہ پھیر دیا -
احمد بیگ - (کمرے کے باہر سے) گھوڑے کے لیے پھیرنا بھی کیا خوب کہا ہی حضور واللہ طناز ہی نہین جگت باز بھی ہین -
عنایت بھٹیارے نے پھر آنکر نتھو ل سے کہا کہ خداوند اب سب اکٹھا ہو گئین سرا مین بیٹھی ہین - جب ضرورت ہو یاد کیجیے - نتھول بولے بس اب بلا لاؤ -
مس للی نے سیٹھ جی سے فرمایش کی کہ کوئی تیز اور سبک خیز گھوڑا ہمین دکھایئے مگر گیارہ بارہ سو تک قیمت کا ہو - سیٹھ صاحب مس للی کو ساتھ لیکر اصطبل دکھانے لے چلے - کمرے کے باہر قدم رکھا ہی تھا کہ قوال اور ارباب نشاط اور ڈھاڑی اور حوالی موالی سب نے اٹھ اٹھ کر جھانکنا شروع کیا - للی کی گوری گوری صورت پر سیاہ سیاہ زلف عجب جوبن دکھاتی تھی اور بکھرے بکھرے بال جو کمر نازک تک لٹکتے تھے انسے جوبن اور بھی دوبالا ہو گیا تھا - ؎

کمر تک جو زلف چلیپا گئی		میان دو کمر لا کھ بل کھا گئی	

جس طرف نظر غلط انداز سے دیکھا کٹاؤ کر دیا - کشیدہ قامت - حور طلعت گلعذار - طرح دار - چھریرا بدن - غنچہ دہن - فرط مستی سے جھوم جھوم کر قدم رکھتی اصطبل کی طرف بصد کرشمہ و خوبی چلی - صادق علی خان پکار اٹھے - ؎

موت آئی جو عشق گیسو مین ؛		مغفرت بال بال کی ہو تی ؛	

اصطبل مین جا کر دیکھتی ہین تو ایک سے ایک بڑھکر گھوڑا -
۱- ویلر - پنج سالہ - دور کا یہ گھی مین اس طرح جاتا ہے جیسے آندھی آگئی ہے اسکا نام آندھی روگ ہی -
۲- کمیت - آٹھون گانٹھ کمیت - ران سواری - پوری گھوڑی - چار سال ہوا پیچھے رہی - یہ آگے پہونچے - آڑن کھٹولا نام ہی -

۳۔ سمند سیاہ زانو۔ گھوڑا کیا دُلھن ہے۔ کانپور کی گھوڑ دوڑ مین تین بار اور لکھنؤ کی ریس مین ایک دفعہ بازی جیتا۔ گھوڑ دوڑ نے پھاندنے مین طاق ہے نام صف شکن

۴۔ سبزی گھوڑی پیٹھ پر انسان کیا اور یہ ہوا ہوئی۔ یہ جا وہ جا۔ نہایت خوبصورت گھوڑی ہے۔ نام پری

۵۔ سرنگ بڑا منھ زور گھوڑا ہے چلنے مین بجلی۔ نام برق۔

۶۔ بگو کا ٹانگھن۔ بد قطع۔ بھدّے بھدّے ہاتھ پانون۔ مگر زمین پر قدم ہی نہین رکھتا۔ جگری قدم ایسا کہ اچھے اچھے گھوڑے دُلکی جائین گرا سکو نہ پائین نام چلتا پرزہ۔

الغرض اصطبل بھر کا مس صاحب نے جائزہ لیا۔ اور سمند سیاہ زانو پسند کیا اس فرس تندخو کے کپتان دلماٹ چار ہزار دیتے تھے اور راجہ بھنگانے پانچ ہزار لگائے تھے۔ ایک وکیل محنتانے مین مانگتے تھے شہر بھر مین ایسا ایک گھوڑا بھی نہ تھا۔ سیٹھ جی نے کہا حاضر ہے۔ کھلوائے جائیے۔ تب تو مس بلی بہت ہی خوش ہوئین۔ اور پھر پیار کی نظر سے سیٹھ جی کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا اور یہ پہلا ہی مرتبہ تھا کہ اِنکے ہاتھ مین ہاتھ دیکر اٹھلاتی ہوئی چلین۔ کوٹھی کے قریب صاحب ملے۔

صاحب۔ اب ہمکو آپ اسوقت ذراسی برانڈی پلوائین۔

مس۔ کیا ساتھ نہین ہے۔

مس۔ آپ بھی برانڈی پیتے ہین سیٹھ جی۔

سیٹھ جی۔ ہان کیون۔ کہیے تو لاؤن۔

مس۔ ہم تو میٹھی شراب پیتے ہین۔

سیٹھ جی۔ روز۔ ایاپانا۔ موزیل۔ اسپار۔ گلنک باک۔ چیری برانڈی کیوریسو۔ ہر قسم کی میٹھی شراب موجود ہے۔ نکالون کوئی بوتل۔

مس۔ ول کیوریسو۔

سیٹھ جی ۔ ہمکو بھی یہی پسند ہی۔

مس ۔ آرنج ڈب ۔

صاحب ۔ تم سب کے سامنے مت پینا ۔ الگ جاکر پیو اور اس پیرا کو ساتھ رکھو۔

پیرا ۔ حضور مس بابا کے ساتھ ساتھ تو تھا۔

مس للی ۔ ہان یہ کیا کہین چلا گیا تھا۔

مس للی کو سیٹھ جی پھر کوٹھی مین لیکر گئے اور ایک نیا کمرہ دکھلایا للی دنیا بھر کی سیر کر آئی تھی سوچی کہ اگر اِنسے اب کوئی فرمایش کرتی ہون تو چھوٹی بات ہے ۔ ایک جھاڑ کو غور سے دیکھکر کہا کہ ا با کیا اچھا ہے سیٹھ جی سے اگر اسوقت پچاس ہزار روپیہ نقد بھی مانگتین تو دے دیتے ذرا پس و پیش نہ کرتے ۔ اُنھون نے دیکھا کہ مس للی نے اِسکو پسند کیا ۔ فوراً آدمی کو حکم دیا کہ لے جاؤ علیحدہ رکھو ۔ جب مس صاحب جائینگی تو اِنکے ساتھ بھیجدینا ۔ یہ سوا تین سو روپیہ کو سیٹھ جی نے نیلام سے خریدا تھا ۔ اِس فیاضی کے صدقے دل مین دعا مانگتے جاتے تھے کہ خدا کرے کوئی شے اور پسند کرے کہ تو کوٹھی کی کوٹھی اِسکے نام لکھدون ۔ عشق نے عقل کی آنکھون پر پٹی باندھ دی ۔ اسوقت دنیا و مافیہا کی اِنکو خبر نہ تھی۔

اتنے مین پورن خدمتگار کیوڑے کی بوتل اور ٹمبلر اور برف اور سوڈا اور لیمونیڈ اور کاگ پیچ اور ہڑز لیکر آیا ۔ سیٹھ جی نے کہا پیجیے پیجیے ۔ آج ہمارا آپکا مقابلہ ہے ۔ دیکھین کون زیادہ پیتا ہے ۔ مس للی مسکرا دین اور عجب ناز و ادا سے فرمایا کہ ہم بڑی خوشی سے آپکی تندرستی کا جام پئینگے ۔ بوتل کھولی اور نصف ٹمبلر کیوڑہ مع برف کا ٹکڑا ملا کر پی گئین ۔ سیٹھ جی نے بھی چوتھائی ٹمبلر پیا۔

للی نے کہا ہم جسقدر شراب سے ڈرتے ہین اسقدر شیر سے نہین ڈرتے سیٹھ جی نے پوچھا یہ کیون ۔ کہا طبیعت کہا اور سے ۔ پوچھا اس تو

دشمن لینگے۔

سیٹھ جی اسوقت مین خوشی کی حالت مین تھے مگر اس کا منحوس نام سنتے ہی انکا چہرہ اداس ہو گیا۔ کہا پھر تمنے وہی نام لیا۔ اچھا جاؤ۔ اس مین کونسی بات ہے جو ہم جیتے نہین ہے۔ کہا وہ ملیٹری مین ہے۔ یعنے فوجی کا افسر وہ جو ہمکو یہان دیکھین تو ہمکو گولی ماردین مگر تم بھی خوب آدمی ہو طبیعت بہت خوش ہوئی جب تک ہم اس شہر مین ہین۔ روز آجایے ملنا۔

سیٹھ جی۔ اور اس شہر سے جاؤگی کہان۔ ہم کیا جانے بھی دینگے۔

للی۔ بس اور دس بارہ روز یہان ہین۔ پھر ہم کہان۔ تم کہان۔

سیٹھ جی نے دست بستہ کہا پیاری کوئی تدبیر ایسی کرو کہ ہمارا تمھارا ساتھ ہو۔ واسطے خدا کے کوئی تدبیر سوچو از براے خدا۔ پیاری للی۔

للی نے کہا چہ خوش۔ مزے مین آئے مین تو کہتی ہی تھی کہ پی کر مست ہو جاؤگے۔ یہ پیاری کیا معنے۔ بس۔ اب ہم جاتے ہین۔ سیٹھ جی نے اٹھکر آہستے ہاتھ پکڑ لیا۔ قصور معاف کیجیے۔ پیاری کہا تو گناہ کیا کیا۔ اور گناہ ہوا ہو تو جان بخشی ہو۔ للی مسکرا کر بولی۔ جان بخشی کیسی۔ کیا خون کیا ہے اتنے مین لال تحویل سے آکر عرض کیا کہ خداوند بڑی گھٹا اٹھی ہے۔

سیٹھ جی خوش ہو گئے۔ اہو ہو ہو۔ ع

چار طرف گھٹا جو چھائی	ہے زلف صنم کی یاد آئی
بادل آئے وہ عیش کے جھوم	اسوقت نہ رکھ تو مجھکو محروم
پیا کر دے مجھے سرمست	تا برق کی طرح دل کرے جست

سیٹھ جی جرل صاحب مس للی کو لیکر کوٹھی کے باہر تشریف لاتے تو پھاٹک کے پاس بھٹیارون کا غول دیکھا جو بے نکیلی رنگیلی رسیلی چھیل چھبیلی ایک نوجوان نوخیز بڑی پھرتی سے آگے بڑھی اور لہنگا کچھ یون ہی سا اٹھا کر ہولا پھڑکا کر گر مٹکا کر گانے لگی۔ چنریا کی بندی چھوڑا دے پیارے۔ نینون کے

مارے بان جگر بھئے پارے۔

چڑیا کی بندی چھوڑا دو پیارے

کرتی ہاتھی ہین بولی ٹھولی تم ایسے گاڑھے جوان ملینگے ناہین۔

چڑیا کی بندی چھوڑا دو پیارے

ارے کوؤ۔ چڑیا کی بندی چھوڑا دو پیارے

دس بارہ نوجوان بھٹیاریان ملکر تالیان بجاتی تھین اور دو ایک گتی جاتی تھین (ہک۔ ہک۔ ہک) للی (دھنکر) یہ کون ہین یہ چھوکری تو خوب ناچتی ہے۔

احمد بیگ۔ حضور خدا کی قسم آج تک ایسا ناچ اور گانا سُنا نہ دیکھا۔

نتھو ل۔ نئی بات ہی۔

صادق علی خان۔ معلوم ہوتا ہی یہ پی گیئن ہین۔

احمد بیگ۔ خوب پہچانا۔

رفیق۔ ہم نے بھی اتنی عمر آئی یہ باتین آج ہی دیکھین۔

نتھو ل۔ یہی ہین بھی کہنے کو تھا۔

احمد بیگ۔ ارے میان نتھو ل یہ کون ہے بھئی جو سب سے زیادہ پیش قدمی کرتی ہے۔

نتھو ل۔ کیا خوب۔

احمد بیگ۔ کیا خوب! کیا خوب تو ایک بھانڈ ہی۔

نتھو ل۔ مین کیا کوئی بھٹیاریون کا داروغہ ہون۔

اور سب تو دل لگی دیکھا کیے۔ مگر مولوی محمد ممتاز الحق صاحب اور پنڈت پرمیشری داس صاحب کو اس درجہ انکا آنا اور مٹک مٹک کر گانا اور تالیان بکنا ناگوار گذرا کہ اٹھکر چلے گئے ایک دم بھر بیٹھنا بھی شاق تھا۔

جس وقت بھٹیاریان تھرک رہی تھین شامت اعمال سے سیٹھ گوجرمل

صاحب کے ایک بزرگ بھی آن پڑے یہ صاحب کلکتہ گئے تھے - ریل پر آئے - بگھی
کرایہ کی اور دن سے داخل - یہان دیکھا تو کچھ اور ہی نقشے ہین سترہ سترہ اٹھارہ
اٹھارہ برس کی بھٹیاریون کا غول ہے - اور ہاڑ مچا رہی ہین چپکے سے کوچ بین کو
حکم دیا کہ گاڑی پھیر - ایک اور رشتہ دار کے گھر پہ گئے راہ مین سوچتے جاتے
تھے کہ بس اب سیٹھ جی کا دیوالا نکلا - گئے گزرے اب تو آج کے پینے لگے -
بھٹیاریون کا ناچ کسی نے آج تک نہ دیکھا ہوگا حضرت بھٹیاریان بھی نچوانے
لگے - اور یہ خبر ہی نہ تھی کہ مس کو سمند سیاہ زانو اور جھاڑ بخش دیا - اپنے
عزیز کے مکان پر فروکش ہوئے اور کمال افسوس کے ساتھ اُنسے کہا
کہ گوجرل گئے گزرے بس اب خدا حافظ ہے - ایک سال دو سال شاید
اور کارخانہ چل سکے دیوالا نکلا سمجھو - غضب خدا کا اِس وقت جو جب کر
دیکھتا ہون تو وہ روشنی اور نور کا عالم کہ محلہ بھر جگمگا رہا ہے - اور کوئی
پچاس ساٹھ بھٹیاریان کھڑی بیہودہ بک رہی تھین لاحول ولا قوة - لاحول
ولا قوة - قلم دوات کاغذ منگوا کر گوجرل کے نام خط لکھا -

عزیز از جان من سیٹھ گوجرل جیو سلمہ - بعد دعائے کہ مافوق آن نباشد
مطالعہ نمایند کہ اندرین اوقات از سواری ریل شریف کہ گردون دو دیست بدر
آمدہ بر بگھی دو ٹٹو یہ بر مکان شمار فتم اما دیدم کہ باشندگان نوجوان دیتن وآگ
بھبھوکا سے سرا سے کہ عبارت از بھٹیاریان نازک کمر د شیرین ادا و عشوہ
خوبہاست بر دریچۂ کلان بیٹھے پھاٹک شا دیدم - چہ گویم کہ چہ قدر ملال
عارض حال این خیر سگال عقیدت مآل شد بر دریچۂ کلان مکان
رئیس جوان و عالی خاندان بھٹیاریان را اجتماع نمودن و آنہا را
تحریک دادن اجازت دادن و گفتن کہ ہان مٹک مٹک اور چاپ چاپ کر گاؤ
محض از عقل بعید ست چہ کہ مردمان رہرو و آیندگان و رفتگان و رہگذریان
وغیرہ وغیرہ دیدہ چہ می گویند کہ این مردم سیٹھ بسیار بدمعاش ست

کہ دن دوپہرے بھٹیاریان را طلبیدہ رقصاند۔ لاحول ولا قوۃ۔

لہذا آن عزیز از بزرگانہ فہمائش می کنم کہ آیندہ از ہچو حرکات مجنونانہ کہ صرف بھٹیاریان سرائے را لازم ملزوم ست خویشتن را سپردنہ فرمایند۔ راہ راست برو۔ بابا۔ راہ راست گرفت کن۔ راہ ٹیڑھی مرو۔ کہ شیخ جی گفتہ بودند چنین حیات خود۔

راستی موجب رضی خداست		ندیدم کہ کس گم شدہ از راہ راست	

قول حکما و علما را جان برابر باید فہمید زیرا کہ قول شان باعث سعادت جوانان برائے تعمیل و عملدرآمد ست نہ برائے آنکہ کتاب خواندہ بر طاق کسرائے نہادند۔ و گفتند کہ من ہم در پنجم سواران ہستم۔ واہ۔ این چہ معنی۔ در پنجم سوران ہستی یا نہ ہستی۔ جبکہ آن زنان جوانان و پدر ابر دریچۂ کلان و بزرگ شما دیدم از ہوش رفتم کہ این چہ باشد خرافات بات۔ امید کہ آیندہ خیال دارند۔ برائے خدا از برائے خدا۔

انچہ گویم شما کمن آن کن پا		مصلحت ہین دکار آسان کنا	

این مال وزر و روپیہ دا ٹھنی و چونی و دونی و اکنی خاک ست مگر تا چنین حیات کہ انسان زندہ باشد جان ست و روح روان ست و از ہمین جملہ سامان ست۔ خیر انچہ شد آن شد۔ نشدن آن نمی تواند شد منظا ما منظار کیا خوب (ہجے کیجیے۔ ہجے) امید کہ آیندہ خیال نگہدارند۔

حریفان بادہا خوردند و رفتند		تہی خمخا نہا کردند و رفتند	

راقم آثم مکتا پرشاد

یہ فصیح و بلیغ تحریر جسکے حرف حرف سے علمیت ٹپکی پڑتی ہے سیٹھ جی نے دیکھکر ایک قہقہہ لگایا۔ شراب کے نشے میں چور تو تھے ہی جواب یون لکھا۔

ابے چچا۔ بڑا بزرگ کی دُم بنا ہے۔ بچہ تم اپنی تو خبر لو۔ ہم اپنی بھگت لینگے میان ہم تو رند مشرب آدمی ہین۔ تم پرانے کھوسٹ۔ بھلا بھٹیاریون کے نچانے مین عیب کیا ہے۔ واہی ہو۔ میان دنیا کے یہی مزے ہین۔ ادہ نہین کیا جو نایاب بلبلوں

خوب کہا گیا ہی کہ ایک نیک بخت اگر بہشت مین لی تو اجیرن ہو جائیگی۔ ؎

زن نو کن اے دوست در ہر بہار — کہ تقویم پارینہ نا ید بکار

اب بتاؤ ہمارا قول اچھا یا تمھارا۔ تم اپنے گاڑھا دھوتر بیچو۔ تمکو ان امور سے کیا واسطہ۔ تم گزی گاڑھے مین سکھ چھالٹین کا بھاؤ جانو۔ یہ اور ہی کوچہ ہے تم کیا جانو۔ ؎

درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار — کہ پیدا نشد تختہ بر کنار

سمجھے اب بھی نہ سمجھو تو خدا تم سے سمجھے۔ ؎

ابر ست و بہار ست و ہوا ہم مزہ دارد — برخیز کہ نوشیدن پا ہم مزہ دارد

اور سنو معاملے کی بات تو یہ ہی۔ ؎

ای دل شراب پیجیے دن ہین شباب کے — قربان واعظون کے عذاب و ثواب کے

کس کی بہشت کیسا دوزخ کہان کی جہنم مفت کا غم۔ ؎

مر گئے ہم نجات کے غم مین — ایسی جنت پڑے جہنم مین

دنیا کے لطف اٹھاؤ۔ کھاؤ اور کھلاؤ۔ یہ نہین کہ بڑے زاہد بنے وہ بن کے چلے ہین۔ ؎

اک روز مجھکو زاہد مکار سا تیا — دکھلا کے سبز باغ ثواب و عذاب کا

کہنے لگا ذرا دہ حماقت کہ جیسا

معلوم ہوگا حشر مین پینا شراب کا

انا پ شناپ۔ ہو حق۔ واہ رے مین۔

میان ہم اس وقت ہین چین ہین۔ وا ہی سنے ہوے۔ اور آپ کو سوجھتی ہے پادری پن کی۔ پھر بنے کیونکر۔ قاضی جی دبلے کیون ہوے جاتے ہین شہر کے اندیشے مین۔ خط آدمی کو دیا۔ حضرت نے جو پڑھا۔ تو آگ ہو گئے سبحان اللہ بزرگون اور بزرگون اور یہ چھل

اب ادھر کا حال سنیے کہ نواب صاحب اور نصرت الدولہ بہادر اور امام الدین خان اور تراب علی اور روشن علی اور جھمن اور حاتم علی لیس ہو کر گاڑیون پر سوار ہوے اور چلے۔

دور بارھواں
سناٹا

ظلمتکدہ مین میرے شبِ غم کا جوش ہی — اک شمع ہی دلیل سحر سو خموش ہی
نے مژدۂ وصال نہ نظارۂ جمال — مدت ہوئی کہ آشتیِ چشم و گوش ہی
ای تازہ واردانِ بساطِ ہوای دل — زنہار اگر تمھین ہوسِ نای و نوش ہی
دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو — میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہی
ساقی بجلوہ دشمن ایمان و آگہی — مطرب بہ نغمہ رہزن تمکین و ہوش ہی
یا شب کو دیکھتے تھے کہ ہر گوشۂ بساط — دامان باغبان و کف گل فروش ہی
لطف خرام ساقی و ذوق صدای چنگ — یہ جنت نگاہ وہ فردوس گوش ہی
یا صبحدم جو دیکھیے آکر تو بزم مین — نے وہ سرور و سوز نہ جوش و خروش ہی

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خموش ہی

ایہا الناظرین۔ صبح کس کی یہان رات ہی کو تڑکا ہو گیا۔

اب سنیے کہ محفل رقص و سرود آراستہ و پیراستہ ہوتے ہی کوٹھی کو رئیس جم اقتدار نواب والا تبار مع مصاحبین و رفقاے سلیقہ شعار فٹن پر سوار ہو کر چلے۔ سمند گھوڑیان کنوتیان بدلکر ہوا سے باتین کرتی آتی ہین کوٹھی کے ہر در و دیوار پر عالم نور ہے۔ حیرت تھی کہ یا للعجب یہ مکان ہے یا کوہ طور ہے بیش بہا لیمپ اور جھاڑ کنول سے جگمگاتی تھی دل کی کلی نسیم مسرت سے کھلی جاتی تھی صاحب نے اپنے اسٹیج اور تماشے کے سامان کو لیس کر رکھا تھا مس فوق البھڑک لباس زیب تن کیے ہوے اتراتی پھرتی تھی ایک ایک بن موسے انا البرق کی صدا بلند تھی۔ چمک دمک مین برق جہندہ سے بھی دو چند تھی۔ جوبن پھٹا پڑتا تھا۔ جمال مین حسن یوسف سے ٹکر لڑتا تھا رخِ انور رشک زلف پریشان تا کمر ؎

چھٹنا ضرور رخ پہ ہی زلف سیاہ کا — روشن بغیر شام نہو چہرہ ماہ کا

انکھڑیان لگاوٹ باز۔ ایک ایک اشارے مین لاکھ لاکھ انداز۔

سیٹھ جی کو جرل صاحب اس نگار عنبر موکی لگاوٹ اور رکھاوٹ دیکھکر زبان حال سے کہتے تھے ۔ ؎

مین انھین چھیڑون اور کچھ نہ کہین ۔ چل نکلتے جو مے پیے ہوتے
قہر ہو یا بلا ہو جو کچھ ہو ۔ کاشکے تم مرے لیے ہوتے

وہ صنم عربدہ جو کوچۂ دلبری کی راہون سے واقف تو تھی ہی کبھی لگاوٹ کی باتین کرتی تھی ۔ عشق و محبت کا دم بھرتی تھی ۔ کبھی چین بہ جبین ہو جاتی تھی ۔ کبھی مسکرا مسکرا کر انکے دل پر بجلیان گراتی تھی ۔ ؎

نہ شعلے مین یہ کرشمہ نہ برق مین یہ ادا ۔ کوئی بتاؤ کہ وہ شوخ تند خو کیا ہی

سیٹھ گو جرل نے بصد منت و سماجت کہا کہ اب آپ کچھ دن اس کلبۂ احزان ہی مین تشریف رکھیے ۔ دعوت قبول فرمایئے ۔ فقیرون پر کرم کیجیے ۔ جانے کا لفظ زبان پر نہ لایئے ۔ تو ایک ادائے دلربا کے ساتھ تیکھی ہوکر بولی کہ واہ یہان رہنے کی وجہ ۔ ہم ابا کے پاس جاتے ہین چہ خوش ۔ آپ اڑان گھائیان بتاتے ہین ۔ بے بس اب رخصت ۔

سیٹھ جی نے آہ سرد بھر کر کہا ۔ ؎

یہ بھی کوئی ہنسی ہی کہ رخصت کا لیجے نام ۔ سو بار بیٹھے بیٹھے ہمین تم رلا چلے

سیٹھ جی ۔ یہ رخصت کا لفظ کیون گھڑی گھڑی زبان پر لاتی ہو ۔

مس ۔ اپنے جی کی خوشی کسی کو کیا ۔

سیٹھ ۔ کچھ ہماری دلشکنی کا بھی خیال ہی ۔

مس ۔ دلشکنی تو ہمارا جوہر ہی ۔

سیٹھ ۔ ؎

گر صد ہزار لعل و گہر مید ہی چہ سود
دل را شکستۂ نہ کہ گوہر شکستۂ

مس ۔ ٹھنڈی سانسین کیون بھرتے ہون

سیٹھ جی ۔ ؎

دل ہی تو ہے نہ سنگ وخشت درد سے بھر نہ آئے کیون
روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستائے کیون

ادھر بین کار سو چھون پر تاؤ دیکر بنکارتا تھا کہ واللہ بینڈ باجہ مین وہ مزہ دکھاؤن کہ لوگ کہین سرون کے پینگ دے رہا ہے - میان کی ملار اور کا نھڑا اس لطف سے بجاؤن کہ گویا محمد شاہ کی سواری چلی آتی ہے قربان جاؤن اپنے اُستاد کے جوے کی تیاری اس بلا کی ہے کہ بجاتے بجاتے ہاتھ سیدھا کردون تو معلوم ہو پھرکی گھوم رہی ہے - بھانے مین وہ لطف حاصل ہو کہ نیند آنے لگے گویا کوئی کان مین پھریری کر رہا ہے -

قوال اپنے کمال کے زعم مین اترا تے تھے - اسوقت تو شاہ سدارنگ بھی آئین تو منھ کی کھائین - تان کے گولا مارون تو زمین سے پانی نکل آئے غلام رسول خان کی روح مرحبا واحسنت کہے تو سہی -

جل ترنگ والا کہتا تھا فرنگیون نے پانی اور دھوئین کی ریل چلائی ہم پانی اور چینی کے برتنون سے وہ بات کر دکھائین کہ تمام اہل محفل وجد مین آئین -

بھٹیاریان تخت کے چوکے پر ٹھٹے سے بیٹھی تھین کہ ذرا اشارہ ہو اور چمک چمک کر گالیان بکنے لگین -

ارباب نشاط نکھر نکھر کے تیار تھے کہ اپنا اپنا جوبن دکھائین اور نظر غلط انداز سے کشاکش کرین -

نواب صاحب کی گاڑی تھوڑی دیر مین سیٹھ جی کے در دولت پر داخل ہوئی - چوبدار دوڑا کہ سیٹھ جی کو اطلاع دے - لالہ نتھو مل پیشوائی کو گئے نواب صاحب مع نواب نصرت الدولہ بہادر و رفقا گاڑی سے اُترے تو دھوم دھام دیکھکر از بس محظوظ ہوئے - ایک نازک کمر نازک بدن نازک اندام بھٹیاری نے نواب نصرت الدولہ کو دیکھکر ایسا اشارہ کیا کہ نواب نامدار

سدھارگئے کہ کبھی کی ملاقات ضرور ہو۔
نواب۔ یار مال تو اچھا ہو۔ کھرا مال ہو۔ اور غضب کی صورت زیبا پائی ہے مگر یہ تو بھٹیارن سی معلوم ہوتی ہین۔
نصرت۔ بھئی لکھنؤ کی بھٹیاریان بھی وہ نکیلی ہوتی ہین کہ دیکھنے سے بھوک پیاس انسان کی بند ہو جاے ادائین کتنی بانکی ہین کہ پری بھی شرما جائے۔
نواب۔ ارے بھئی احمد بیگ سیٹھ جی کہان ہین اور یہ تو بتاؤ کے طائفے ہین۔
احمد۔ خداوند اٹھارہ ۲ انیس تو جوان جوان بھٹیاریان ہین اور پانچ طائفے زنانے اور ایک مردانہ ہے۔ اور قوالون مین خان صاحب ہین اور جل ترنگ والا ہے۔ اور حضور ایک تماشے والا انگریز آیا ہے۔ اسکی میا دیکھیے گا تو لوٹ پوٹ ہو جائیگا ایسی چھوکری دیکھی نہ سُنی۔

اتنے مین قریب تھا کہ طبلے پر تھاپ پڑے اور۔ ؎

محفل مین گرد گردانی ہے شوخی نگاہ کی	شیشون سے آرہی ہے صدا قاہ قاہ کی

کہ دفعۃً چوبدار نے مقبول کی طرف مخاطب ہو کر کہا لالہ جی ہمارے سرکار کہان ہین۔ چوطرفہ تلاش کر آیا کہین پتا ہی نہین ملتا۔ کنوؤن مین بانس پڑ پڑ گئے۔ نہ زنان خانے مین ہین نہ کوٹھی مین۔ نہ باغ مین۔ نہ چھت پر۔

سامعین کو حیرت ہوئی کہ سیٹھ جی کہان چل دیے۔ ادھر اُدھر ڈھونڈھا مگر بے سود ابھی تک کسی کا ذہن نہین لڑتا کہ کیا واردات ہوئی۔ کہان چلے گئے۔ گھر مین بزم طرب آراستہ۔ ہزار ہا روپیہ ایک شب کے لیے صرف کر ڈالے اور خود غائب۔ اب مالک مکان کے بغیر جلسہ بھلا کیونکر شروع ہو۔

اتنے مین تماشے والا بوڑھا انگریز آیا۔ اور مقبول سے کہا تمھارا سیٹھ ہماری مس بابا کولے کے کہان چل دیا۔ اس سوال سے مقبول کا

رنگ فق ہو گیا۔

نواب (چپکے سے) کچھ دال میں کالا کالا ضرور ہے۔

نصرت۔ معلوم ہوتا ہے مس پر دل آگیا اور روپے والا دیکھکر وہ بھی پھسل گئی۔

جھمن۔ حضور بڑا اجوتا چلیگا۔ خدا خیر کرے۔

صاحب۔ (بہت جھلا کر) تم نہیں بتاؤ گے جی۔

احمد۔ یہ آپ جھلاتے کس پر ہیں۔ ہم تو نوکر لوگ ہیں۔ ہم کیا جانیں۔ آپ کی زبانی سنا کہ مس بابا بھی نہیں ہیں۔

صاحب آگ بھبو کا ہو گیا۔ چہرہ مارے غصے کے سرخ۔ کئی بار پاؤں زور سے زمین پر دے ٹپکا۔ اور کئی مرتبہ میز پر ہاتھ دے مارا اور اپنی زبان میں خدا جانے کیا کیا بکا کیا۔ اور لپی لپی غل مچاتا ہوا ادھر ادھر تلاش کرنے لگا۔

ادھر نواب صاحب اور نصرت الدولہ بہادر نے احمد بیگ اور چھنومل کو علحدہ لیجا کر دریافت کیا کہ اصل حال کیا ہے۔ سیٹھ جی کو سمجھا دو کہ لڑکپن نہ کریں اگر سیانا بالغ ہے۔ تو یہ تماشے والا پتھر بگاڑ دے گا۔ تم لوگ ہم سے ہرگز مخفی نہ رکھو۔ اگر سیٹھ جی کے خیر طلب ہو تو ہم سے صاف صاف بیان کر دو۔ ان دونوں نے قسمیہ عرض کیا کہ ہمیں ذرا بھی نہیں معلوم ہو کہ سیٹھ جی کہاں چلے گئے۔ اور مس لپی کہاں ہیں۔ مگر اسقدر البتہ جانتے ہیں کہ سیٹھ جی نشے میں چور ہیں۔ اور مس بھی سرور میں ہے۔ اتنے میں ایک ڈھاڑی نے کہا حضور وہ تو ایک کرایے کی گاڑی پر سوار ہو رہے تھے اندھیرا بہت تھا میں پہچان نہیں سکا کہ کون کون لوگ اُنکے ہمراہ تھے لیکن سرکار کو میں نے بخوبی پہچان لیا۔ اسپر نواب صاحب نے آدمی چو طرفہ دوڑا دیے کہ پتا لگائیں اور کل اڑ گڑے والوں سے اپنے طور پر دریافت کر کے چپکے سے ہمیں اطلاع دو۔ مگر باینہمہ سیٹھ جی کا پتا نہ معلوم ہوا۔ دو تین گھنٹے تک تو تلاش رہی۔ اسکے

بعد تماشے والے صاحب نے تھانے پر جاکر رپٹ لکھوادی کہ سیٹھ گوجرمل نے تماشے کے بہانے سے ہمکو اور مس للی کو بلایا اور ہماری لاعلمی مین مس کو نشی دوائی بیہوش کرکے بھگالے گئے۔ وہ ابھی نابالغ ہی۔ اور سیٹھ جی نے ہماری اطلاع کے بغیر بدنیتی سے اسکو بھگا دیا۔

ایک بجے کے وقت نواب صاحب اور نصرت الدولہ بہادر اپنے اپنے گھر جانے لگے تو سیٹھ جی کے ایک خدمتگار نے نواب صاحب کو ایک رقعہ دیا جسکا مضمون یہ تھا۔

جناب نواب صاحب بہادر۔ کورنش طائفون اور قوال اور جلترنگ والون اور بھٹیاریون اور تماشے والے صاحب کو جو کچھ مناسب ہو اپنے ہاتھ سے تقسیم کردیجیے۔ روپیہ خزانچی سے لے لیجیے بندہ ایک اٹھوارے کے بعد آپ سے ملیگا۔ مگر جلسہ ضرور دیکھیے گا ایک مین نہین ہونگا نہ سہی نصرت الدولہ بہادر کی خدمت مین تسلیم۔

آپ کا خادم گوجرمل۔

یہ خط پڑھکر سب تاڑ گئے کہ اُس بُت نازنین و زہرہ جبین یعنی مس للی کے حسن و جمال پر ایسے لٹو ہوے کہ اسکو کہین بھگالے گئے۔ گو صاحب پر اوس پڑگئی مگر خود بھی دھرے جائینگے۔ نواب صاحب نے ارباب نشاط اور کل حاضرین کو حکم دیا کہ کل تین چار گھڑی دن رہے ہمارے داروغہ کے پاس حاضر ہو تو انعام دلوا دیا جاے۔ اور سب نے تو منظور کرلیا مگر صاحب بہادر بہت ہی بگڑے اور بڑے ہی غصے مین تھے لیکن قہر درویش برجان درویش۔

نواب۔ کیون جی لالہ تھتومل کیا واقعی بڑی خوبرو اور نازک بدن چھوکری ہی۔

تھتومل۔ سرکار ایسی کامنی ہمنے تو کدھی دیکھی نہین تھی۔

احمد حضور ممکن نہین کہ کوئی جوان اور شوقین رئیس اسکو دیکھے اور فریفتہ نہو جاے

حوریں تک خدا کی قسم گھورنے لگین۔

نواب۔ تو بس پھر سے اڑا جوان مگر کسی سے مشورہ تو لینا تھا۔

مختول۔ نہ کبوتے پوچھا نہ کسو سے پوچھا اور بھاگ گئے۔

احمد۔ خداوند عالم جوانی ہاست۔

نواب۔ مگر نصیحتا بڑا اڑیگا۔ یہ پیر فرتوت تماشے والا بڑا خرانٹ اور خرانٹ کیا معنی اسکی تمام عمر کی کمائی جاتی ہو۔ کوئی اسکے قلب سے پوچھے۔

احمد۔ حضور سراپا سانچے کا ڈھلا ہوا ہو۔ نہ ایسی گوری کلائی دیکھی نہ ایسا گورا مکھڑا۔ نہ ایسے ابرو۔ سے

تیرے ابروے پیوستہ کا عالم مین فسانہ ہو
کسی استاد شاعر کی یہ بیت عاشقانہ ہو

اتنے مین نواب صاحب وغیرہ گاڑیون پر سوار ہوے۔ ڈوم ڈھاڑیون نے بوریا بدھنا اٹھایا۔ جل ترنگ والے نے پیالے سنبھالے قوال اور بیت کار چلتے ہوے۔ ارباب نشاط نے چھم چھم کرتے ہوے ڈیوڑھیون کو رونق بخشی۔ سب مگر تماشے والا صاحب بلا کی طرح اس کوٹھی کو چمٹا رہا۔

دور تیرھواں

پینگو کا ٹانگھن
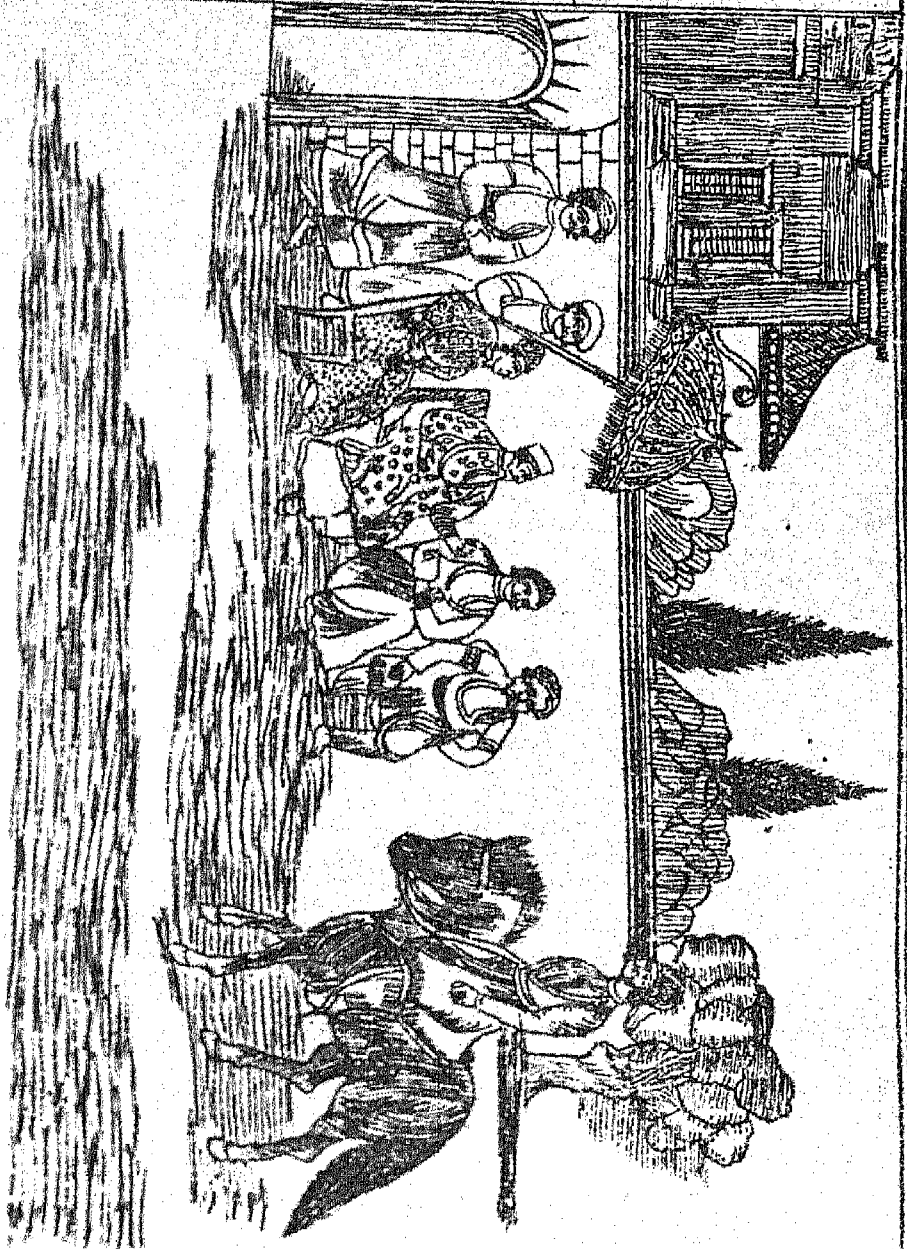
صبح کو نواب نامدار سات بجے باہر آئے۔ تراب علی۔ اور امام الدین خان آداب بجالائے۔ سیٹھ گوجرمل صاحب کی باتین ہونے لگین۔ نواب صاحب نے آتے ہی پوچھا۔ احمد بیگ کوئی اور خط تو نہین لائے تھے۔ لالہ مقبول تو نہین آئے تھے سیٹھ صاحب کا کچھ اور حال تو نہین معلوم ہوا۔

حضور کچھ بھی نہین مگر مین نے ایک رقعہ احمد بیگ کے نام بھیج دیا ہے آدمی جواب لاتا ہی ہوگا۔

اتنے مین میر روشن علی صاحب بھی نازل ہوے۔ آداب بجا لاتا ہون خداوند خان صاحب کو سلام ہے۔ کیسے مزاج اقدس۔ امام الدین خان نے کہا بندگی عرض ہو حضرت۔ آئیے۔ مگر استاد اس وقت تو باچھین کھلی جاتی ہین کیا پایا۔ کچھ ملا ضرور ہو۔ ہے

	جانور فربہ شود از ساے و نوش		آدمی فربہ شود از راہ گوش	

روشن علی نے موچھون پر تاؤ دینا شروع کیا۔ کہہ رہے ہین واللہ کہرے ہین کیا کیا کچھ بتاؤ تو بھئی۔ بتاسے چلے۔ مٹھائی آگے رکھو۔ قتا گردی کرد تو بتلا مین یون نہین بتایا کرتے ہین۔ کاتا اور لے دوڑی۔ نواب کی طرف مخاطب ہوکے خداوند آج کے چھٹے مہینے غلام بھی ملک التجار ہو جائیگا۔ دیکھتے تو جائیے۔ جو کوئی تاجر بھی مقابلہ کرسکے تو ٹانگ کی راہ نکل جاؤن (نواب صاحب مسکرائے) خدا کرے آپ تاجرون کے سردار ہو جائین مگر پھر تو کاہے کو دماغ ملیگا۔ سلام بھی کرینگے تو حضور منھ پھیر لینگے جواب نہ دینگے ہو کہ نہین۔

روشن علی نے کہا کیا مجال خداوند ہم لوگ نمک حرام تھوڑے ہی ہین۔ کرور پتی کیون نہون مگر جب آقا سے ملینگے جھک کر۔ ایسی بات ہو بھلا۔

نواب۔ اب بتاؤ تو ملک التجار کیونکر ہو جاؤگے۔

روشن علی۔ حضور ایک یابو خریدا ہو۔ اہو ہو ہو۔ یابو کیا بس بجلی ہے بجلی برق دم۔ پری چھم۔ زمین پر قدم ہی نہین رکھتا۔ خدا کی قسم اس طرح

کھٹ پٹ کھٹ پٹ جاتا ہو کہ باد و شاید۔ حضور کل تک مین نے آزمایا تھا
آج صبح کو چکر تک گیا۔ بس کچھ نہ پوچھیے۔ ایک کپتان صاحب شکی دور کا بے گھوڑے
پر آتے تھے۔ بابو جو سامنے سے نکل گیا تو دلگی چلانے لگے لیکن حضور قربان
جاؤن اپنے بابو کے ہوا ہو گیا۔ واللہ حق تو یہ ہے کہ ہوا بھی اسکے مقابل
مین گرد ہے۔ ادھر سوار پیچھے پڑ آیا اور وہ گول بھر کے بچتے پر ہو رہا
واہ رے بابو۔ ٹانگھن کیا بلا سے بے درمان ہے۔ حضور دیکھنے کے
قابل ہے۔

امام الدین خان۔ میان ہزار مرتبہ کہدیا کہ اتنا جھوٹ نہ بولا کرو کچھ ٹھکانا ہے
جھوٹ بھی تو کتنا۔ بابو کیا ریل گاڑی ہو۔ بجلی ہو۔ صاعقہ ہے کہنے لگے کپتان
کا شکی پیچھے رہگیا۔

چھمن۔ خداوند واللہ ہے کوئی لدو ٹٹو ہو گا کسی بھٹیارے و بھیارے کا۔ کہنے
لگے ہوا ہے۔ اور بلا ہے اور بجلی ہو اور یہ ہو اور وہ ہے۔ کبھی بابا راج سواری
رکھنا نصیب ہوا تھا۔ بھلا لائیے تو آس بابو کو۔

روشن علی۔ قسم خدا کی جی چاہتا ہو کہ اپنا منھ پیٹ لون۔

نواب۔ فوراً فوراً۔ چھو کو نہین۔

چھمن۔ کون! جو یہ اپنا منھ پیٹ لین۔ تو مین قائل بھی ہو جاؤن۔

روشن علی۔ واللہ اس وقت بے اختیار جی چاہتا ہو کہ منھ پیٹ لون۔

چھمن۔ پھر تامل کیا ہو لگے ایک دو ہتھڑ

نواب۔ ہان صاحب یہ بابو کیا ریل گاڑی کا جواب ہو۔

امام الدین۔ اور خریدا کتنے مین تھا۔

چھمن۔ کوئی دو تین ہزار کو لیا ہو گا۔

روشن علی۔ ایسے ہی ہوتے تو یہان نہ بیٹھے ہوتے تم ایسے گرگے خوشامد
کرتے ہوتے۔ اور ہم بھی رئیس بنے مسند تکیہ لگائے ——————

نواب۔ کہیے تو غلام مسند چھوڑ دے۔
حاضرین۔ اعجاز حضور اعجاز۔
امام الدین۔ خوب کہی۔ واللہ پانی پیتے پیتے مارے ہنسی کے رہ نہ گیا۔
نواب۔ ابھی جاؤ اور ابھی وہ بابو لاؤ۔
روشن علی۔ خداوند اگر حضور پسند فرمائیں تو حاضر ہو مگر اس میں دو آدمی شریک ہیں ایک غلام اور دوسرے شنکر سہاے۔
نواب۔ شنکر سہاے کون۔
روشن علی۔ حضور ایک تحصیل کے قانونگو تھے۔ اب گھوڑوں کی سوداگری کرتے ہیں۔
جھمن۔ لائیے بابو لائیے تو سہی۔
روشن علی نے کہا خداوند اب گیارہ بجینگے۔ گیارہ نہیں تو دس تو ضرور ہی بجینگے۔ اور چکر تک چکر لگا چکا ہو۔ شام کو حاضر کرونگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ اگر اس شہر کا کوئی بابو اُسکے مقابلے میں ٹھہرے تو جو کہیے وہ میں ہاردن ورنہ میاں جھمن پر جرمانہ ہو۔ جھمن نے کہا درست۔ ہم پر تشیر ہیں۔ اور یہ دو گھنٹے سے امام الدین خان بنا رہے ہیں آنکی کچھ نہیں کہتے اور غریبوں پر شیر ہیں۔
امام الدین۔ بھئی کیوں لڑواتے ہو۔ بس تمھاری انھیں باتوں سے تو روشن علی کو تم سے نفرت ہو۔ ہی نہ میاں روشن علی۔
روشن علی۔ جی تم سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہو۔
نواب۔ جی اور کیا سگ زرد برادر شغال۔
روشن علی نے کہا میں جاکر ابھی ابھی لے آؤں۔ ۲۔

	ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے	

دیکھ لیجیے نہ۔ اگر ہوا کی طرح نہ جائے تو ایک مہینے کی تنخواہ جرمانہ

ورنہ روشن علی سرخرو۔ اور چھمن کا منھ کالا۔ یہ بات واجبی کہ نہین۔ یہان تو یاران جوری نہ پیران دغا بازی۔ اور یہ بات تو کوئی ایسی نہین کہ جس کا ثبوت مشکل ہو۔ آج شام کو دو گھڑی دن رہے کسوالا ڈنگا چاہے حضور سوار ہون چاہے میان چھمن۔ بڑے شہسوار کے بچے بنے ہین۔ قلعی کھل جائیگی۔

چھمن نے کہا اچھا میر صاحب بہت نخرے بگھار رہے ہو قدر و عافیت معلوم ہو جائیگی۔ مین راجہ پرتھی سنگھ کا یابو کسوالا ڈنگا چلیے مقابلہ ہی سہی دیکھین تو کیونکر آپ کا یابو نکل جاتا ہے۔ نواب صاحب نے کہا ہم نے وہ یابو دیکھا ہے بیشک ہوا ہے۔ اور شاید ہی روشن علی صاحب کا ٹٹا گھمن اس سے نکل جاے ورنہ امید تو یہ ہے کہ وہ یابو اس کے چھکے چھوڑا دے۔

روشن علی۔ نہیدہ خواہد شد۔ مین تو دعوے کرکے کہتا ہون کہ آدھ میل ریل تک کے ساتھ لیجا سکتا ہون چاہے یقین نہ آئے کسی کو اسکی پروا نہین ہم کہتے ہین کہ ریل اسکی گرد کو بھی نہ پاسکے۔

نواب۔ صاحب نے کہا واہ رے یابو۔ بھلا کیون میر صاحب جادو کے زور کا تو نہین بنا ہے اسپر مصاحب کھلکھلا کر ہنس پڑے اور روشن علی بہت ہی جھلائے دانت پیس پیس کر رہجاتے تھے مگر سوچتے جاتے تھے کہ شام کو ان سب پر آپ ہی کھل جائے گا۔

تین بجے کے وقت میان روشن علی گھر گئے۔ شنکر سہاے سے کہا بھئی سنتے ہو آج ہمنے اپنے نواب کے ہان جو اس یابو کا ذکر کیا تو سب کے سب ملکر ہمکو بنانے لگے۔ کسی نے کہا یابو کیا ریل گاڑی ہے۔ کوئی بولا بجلی ہے کسی نے مسکرا کر کہا جادو کا تو نہین بنا ہوا ہے۔ جان عذاب مین ہوگئی یار آج دو گھڑی دن رہے لیچلو تو وہ سب روسیاہ ہون۔ اور پھر ہم سب کو للکارین کہ دیکھا کیسا یابو ہے۔ شنکر سہاے نے کہا ابھی ابھی چلو۔ خدا کی قسم ایسا یابو دیکھا نہ سنا۔ وہ لوگ جب اسکا جگری قدم دیکھینگے ...)

تب البتہ بگڑ جائینگے۔ ابھی جو چاہیں بک دیں۔ یابو کیا ایک چیز ہے۔ واللہ پیار کرنے کے قابل ہو جانور۔ ہاں خوبصورت نہیں ہی۔ مگر قدم تو بس ستم ہی۔ تم تو چلکر تک آج خود ہی ہو آئے ہو پھر کیسا پایا۔

روشن علی نے کہا جب ہی تو جاکر ہم نے اسقدر تعریف کی۔

خیر پانچ بجے کے وقت لالہ شنکر سہائے نے یابو کسوایا۔ روشن علی سوار ہوے اور نواب صاحب کے مکان پر پہونچے۔

امام الدین۔ کہیے وہ ریل گاڑی کہاں ہی۔

چھمن۔ اُس جادو کے یابو کو بھی لائے یا خالی خولی آئے۔

روشن علی۔ اب آپ فرمائیے راجہ پرتھی سنگھ والا ٹانگھن کہاں ہی۔

چھمن۔ موجود۔ مستعد۔

الغرض نواب صاحب اور رفقا باغ میں جاکر سڑک کی طرف کھڑے ہوے اور یکی سڑک پر دونوں یابو آئے۔ ایک نے کہا ایں! ماشاء اللہ دوسرے نے کہا ارے!! اسی کی اِسدرجہ تعریف کرتے تھے۔ تیسرا بولا لاحول ولا قوۃ شاید ہو

شیطان اسی پہ نکلا تھا جنت سے ہو سوار

صورت حرام جنور ہی۔ گدھا ہی یابو۔ میاں روشن علی کو گدھے کی سواری ہوئی۔ میاں روشن علی اور چھمن سڑک پر گئے ادھر یہ ادھر وہ سوار ہوے۔ نواب صاحب اور رفقا بغور ٹانگھن کی طرف دیکھ رہے تھے روشن علی ادھر سوار ہوے اُدھر نظر سے غائب۔ یابو ہوا ہو گیا۔ چھمن کا یابو بھی نہایت تیز جاتا تھا مگر اسکی گرد کو بھی نہیں پاتا تھا۔

نواب۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔

امام الدین۔ اہو ہو ہو۔ وہ پہونچا یابو۔ اُس باغ کے وہاں پر۔

تراب علی۔ بجلی کی ایسی تیسی۔

تہور - مگر روشن علی میان سچے بھی خوب ہین - دوسرا ہوتا تو اب تک گر پڑتا منہ کے بل -

راہرو - واہ واہ کیا یابو ہے - پری ہے پری -

دوسرا راہرو - ہم نے تو آج تک ایسا جانور نہین دیکھا تھا -

امام الدین - حضور نظر ہی نہین آتا -

تراب علی - میان چھمن پلٹے آتے ہین -

نواب - میان منھ کی کھائی نہ - بھئی روشن علی سچ کہتا تھا کیون -

تراب علی - خداوند ایسا یابو ایک رئیس کے پاس تو نکلیگا نہین -

تھوڑی دیر کے بعد میان چھمن واپس آئے نواب نے پوچھا کہو واپس آئے - چھمن نے کہا خداوند سچ ریل کا دادا ہے - آنو کچھ ٹھکانا ہی اللہ رے قدم -

نواب - تمھارا یابو اسکے مقابل مین گدھا ہے -

میان روشن علی بھی کھٹ پٹ کھٹ پٹ کرتے آئے -

روشن علی - میان چھمن سلام -

چھمن - بھائی سخت خفیف ہوئے -

تراب علی - ات تیرے کی -

روشن علی - امام الدین خان کہان ہین -

امام الدین - شاباش - بھئی کوئی ایسے ٹٹو تو مل دینا -

نواب - اب یہ بتاؤ کہ وہ شنکر سہاے کہان ہین - ابھی بلواؤ -

روشن علی - بہت خوب تہور کی سپاہی سے کہو ہمارے مکان سے لالہ شنکر سہاے کو بلا لانے کیلیے ابھی چلے - سپاہی روانہ ہوا -

لالہ شنکر سہاے صاحب تشریف لائے [illegible]

خدمت مین آداب عرض کیا نواب صاحب نے جواب دیا اور یون [illegible]

نواب - یہ بابو آپ کا ہے -
لالہ ش - ہان حضور -
نواب - برق ہے بابو کیا ہے -
لالہ ش - حضور ایکے ساتھ اور کسی بابو کا چلب دشوار ہے (چلب وشوار) اِس نقرے پر نواب صاحب مسکرائے -
نواب - ہان واقعی نہایت تیز قدم ہے -
لالہ ش - حضور زود گام ہے - اور کوسن منزلین یزدوی ہر چہ تمامتر چلتا ہے - مانو باد صبا -
امام الدین - کہان خریدا تھا -
لالہ ش - حضور ـــــ وہ بٹیسر کے میلے پر -
امام الدین - اَیں! ہم نے نہین دیکھا -
لالہ ش - میلے کے بعد سوداگر لایا تھا - وہ وہ اسپان کہ دیکھنے سے تعلق رکھت ہے -
امام الدین - اسپان تھے اور اسپینی بھی کوئی تھی -
لالہ ش - اسپین ؟
امام الدین - (مسکراکر) جی ہان - گھوڑی سے مراد ہے - بھلا کوئی اسپچہ بھی تھا -
نواب - (ہنسکر) اسپچہ کیا معنی ؟ بچھیرے سے مراد ہے نہ -
لالہ ش - گلستان سعدی مان (مین) اسپچہ اور اسپینی کا ذکر خیر نہین گزرا -
امام الدین - ہان نہین ہے - مگر بوستان جامی مین ہے -
نواب - بھلا کوئی شعر بھی یاد ہے -
امام الدین - جی ہان خداوند - لالہ شنکر سہائے صاحب داد دینگے - ؏

یکے اسپینی بود چون حاملہ	کہ من بعد دہ ماہ شد اسپچہ

اِسپر حاضرین نے قہقہہ لگایا۔ واہ بھئی امام الدین خان کیون نہو۔ واللہ کیا جھٹ پٹ شعر موزون کر دیا۔ اسپین اور اسپیچ دونون کی مثال موجود ہی۔ لالہ شنکر سہاے صاحب سے نواب صاحب نے یابو کی قیمت دریافت کی لالہ صاحب نے کہا اول بیش بہا اُستادون کی راے ہے۔ جون کچھ حضور دے دین تو وہ منظور۔ رئیس سے چکانا چکونہ نہ چہی۔ نواب صاحب نے مسکرا کر کہا بھئی یہ کچھ بات نہین جو قیمت ہو بتا دو۔ کچھ مول لگا جر تو ہے نہین کہ تم دھیلا گھٹو ہم ادھی بڑھین جو قیمت ہو صاف صاف بیان کرو۔ خیر یہ تا منظور ہو گا۔ فوراً خرید لینگے۔ ورنہ خاموش ہو رہینگے۔ لالہ شنکر سہاے صاحب بولے کہ اسمین ہمارا اور روشن علی کا ساجھا ہی۔ اور روشن علی حضور سے نکھوار قدیان خود را بعزا ے قدر ہین۔ جون یہ کہ دین اور آپ فرما دین تون منظور ہی۔ روشن علی نے اشارے سے سمجھایا کہ مجھے اسمین شریک نہ کرو تم خود نپٹ لو۔ مگر شنکر سہاے کی سمجھ مین نہ آیا۔ روشن علی سے نواب صاحب نے پوچھا کہ قیمت کیا ہی۔ روشن علی نے گردن جھکالی۔ بتاؤ بھئی۔ ارے میان بولو۔ جی کیا عرض کرون۔ بتاؤ جی شنکر سہاے۔ شنکر سہاے نے کہا جون مرضی اسپر روشن علی بہت ہی جھلائے۔ جون مرضی۔ جون مرضی اِسکے کیا معنی۔ جون مرضی کیسی۔ صاف صاف کیون نہین کہ دیتے کہ بھئی اسقدر لینگے۔ امام الدین خان نے کہا حضور مین فیصلہ کیے دیتا ہون۔

روشن علی اور شنکر سہاے کو علٰحدہ لے گئے کہا اب یہ بتاؤ کہ یابو ہی کسکا۔ ساجھا کی دونون کا۔ اچھا تو ایک قیمت تجویز کر لو۔ اور کہ دو کہ اِس سے کم نہ لینگے۔ دوسون دونون نے قیمت بتائی۔

امام الدین خان نے نواب صاحب کے کان مین کہا کہ پیر و مرشد ان دونون کا ساجھا ہی۔ اور ابھی اِسکا اعتبار بھی نہ کرنا چاہیے بھلا آپکے نزدیک یہ یابو کہان تک سلے تو اچھا۔

نواب صاحب نے سوچکر کہا۔ میرے علم و یقین مین اگر سات سو تک بھی بکے تو بُرا نہین۔ اور رئیس کو پسند آجاے تو ہزار بھی کم ہی۔ امام الدین خان نے نواب صاحب کی راے سے اتفاق کیا اور کہا کہ خداوند ہمکو اس معاملے مین شک ہی چھمن آدمی بڑا کائیان ہی۔ یہ روشن علی سے مِلگیا ہو تو عجب نہین پرقفی سنگھ کے یابو پر چھمن تھا اور روشن علی اپنے یابو پر تھے باہم دونون نے سازش کرلی ہو تو عجب نہین۔ یا شاید ہماری ہی راے غلط ہو امتحان تو کر لیجیے۔ حضور تو سوار ہون شنکر سہاے والے یابو پر اور غلام راجہ کے یابو پر سوار ہو پھر اگر نکل جاے تو البتہ ہم تعریف کرین۔

نواب صاحب نے اس راے سے اتفاق کرلیا دوسرے روز نواب صاحب روشن علی والے ٹانگھن پر اور امام الدین خان راجہ صاحب کے یابو پر سوار ہوے۔ چالیس قدم تک دونون ٹانگھن برابر جاتے تھے چالیس قدم کے بعد۔ روشن علی کا یابو ایسا ہوا ہوا کہ دم کے دم مین نظر سے غائب تھا۔ یہ گیا وہ گیا۔ اب نظر ہی نہین آتا۔ روشن علی انتہا کے خوش لالہ شنکر سہاے جامے مین پھولے نہین سماتے۔ باغ باغ ہوے جاتے ہین امام الدین خان واپس آئے۔ تھوڑی دیر کے بعد نواب کا یابو بھی آن موجود ہوا۔

نواب۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔

چھمن۔ خداوند پیار کرنے کے قابل ہے۔ آندھی ہے آندھی۔ صورت دیکھیے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ لدو ہے مگر سیرت۔ سبحان اللہ۔

شنکر سہاے۔ حضور لوگون کی قدر دانی ہی۔

امام الدین۔ دو فیض دالی نہین ہی۔

تراب علی نے کہا حضور واللہ ہر سیکڑون ہزارون شاہی یابو انھین آنکھون دیکھ ڈالے۔ ایک سے ایک بڑھا ہوا۔ مگر ایسا یابو اِتنی عمر آئی ہے۔

قسم خدا کی جو کبھی دیکھا بھی ہو۔ واہ زمین پر قدم نہین رکھتا ہوا کو جواب دیتا جاتا ہی اور کسقدر تن کے چلتا ہی کہ واہ جی واہ۔
یابو ہو تو ایسا۔ پرتھی سنگھ کا یابو اس شہر مین بس ایک ہی ہی مگر اسکی تو گرد تک کو نہین پاتا۔

نواب صاحب نے امام الدین خان سے کہا کہ تم جاکر چپکے سے دریافت کرو کہ راجہ صاحب نے یہ یابو کتنے مین لیا تھا۔

امام الدین خان نے کہا بہت خوب۔ بہت خوب کہکر امام الدین خان راجہ پرتھی سنگھ کے مختار کے پاس گئے اور قیمت دریافت کی تو معلوم ہوا چھ سو روپے کو خرید اتھا اور بلا کمیشن۔ امام الدین نے نواب سے کہا کہ حضور چھ سو کو خرید ا ہے۔ نواب کے ہوش اڑ گئے۔ سوچے کہ وہ یابو چھ سو کا ہی تو یہ کم کم ہزار کا ضرور ہی۔ دو سو کو کوڑیون کے مول ہی کہا بھئی اسی وقت روپیہ گنوادو اور اصطبل مین بند ھوادو۔

روشن علی نے جو دیکھا کہ نواب لوٹ ہین تو شنکر سہائے سے کہا کچھ سنری ہو۔ ارے کم سے کم چار سو تو لیے ہوتے۔ اے لعنت خدا کی چپکے سے سنو۔ دو روپیہ اور یہ یابو۔ مگر شنکر سہائے نے قیمت کا بڑھنا نامنظور کیا۔ اب تو جو کہا سو کہا۔ اسی دم دو سو نقد چہرہ شاہی گن دیے گئے اور یابو اصطبل مین بند ھ گیا سو چہرہ شاہی روشن علی نے لیے اور سو لالہ صاحب کے ہاتھ آئے۔ اس یابو کی شہر بھر مین دھوم مچ گئی۔ راجہ پرتھی سنگھ نے مختار کو بھیجا کہ حضور ذرا راجہ صاحب دیکھنا چاہتے ہین۔

نواب زادون نے جو اسکا قدم دیکھا تو غش غش کر گئے یورپین لیڈیون اور جنٹلمینون کی انگلیان اٹھتی تھین۔

نواب صاحب دوسرے تیسرے یابو ہی پر ہوا کھانے جاتے تھے اس یابو کا چھوٹے حضور کو بڑا خیال تھا۔ اور بڑے نواب صاحب بھی دو ایک

بار سوار ہوکر ازبس محظوظ ہوے ۔ کہ واہ یابو کیا عجائبات سے ہے۔
روشن علی نے سو روپے جو پائے تو پچاس کا غلہ خریدا ۔ اور پچاس روپے مین مکان کی مرمت کی۔
اب نواب صاحب کے ہان کا ذکر سنیے کہ ایک روز امام الدین خان آسی قدمباز یابو پہ سوار کھٹ پٹ کرتے ٹھنڈی سڑک پر چلے آتے ہین جسنے یابو کو دیکھا عش عش کرنے لگا واہ کیا قدم ہے ۔ قدم کیا انجن ہے انجن ۔ اہو ہو ہو ۔ اے سبحان اللہ ۔ یہ گیا وہ گیا ۔ ہوا ہو گیا ۔ زمین پر قدم ہی نہین رکھتا ۔ یوروپین لیڈیان بڑے شوق سے اِس یابو کو دیکھتی تھین جنٹلمین انگلیان اٹھاتے تھے میان امام الدین خان تنے بیٹھے ہین۔
اسٹیشن بھر مین اس یابو کی دھوم مچ گئی ۔ امام الدین خان کے پاس روز دو چار آدمی آنے لگے ۔ ایک صاحب آئے ۔ علیک سلیک کے بعد فرمایا ۔ فلان نواب صاحب نے آپ کے پاس بھیجا ہی ۔ اور کہا ہے کہ یہ یابو ہمین ازبس پسند ہے ۔ جو قیمت آپ فرمایئے نذر کیجائے ۔ اور جو آپ کے شوق کی چیز ہی تو مجبوری ہی۔
دوسرے صاحب نے آن کر کہا حضرت اول تو اس یابو کو اپنی ہی سواری کے لیے رہنے دین اور اگر علحدہ کرنا منظور ہو تو ہمکو یاد کیجیے گا پہلے ہم پھر اور کوئی ۔
تیسرے صاحب نے کہا کہ کل سرکار نے آپ کو ٹھنڈی سڑک پر دیکھا تھا یابو پر سوار آپ آصف باغ کی طرف جاتے تھے ۔ مین نے سلام بھی کیا مگر آپ تو اسوقت ہوا کے گھوڑے پر سوار تھے آپ سنتے کس کی تھے۔
امام الدین خان نے عذر کیا حضرت خوف رہتا ہی واللہ قدم قدم پر خوف رہتا ہی کہ میاں کوئی رہرو جھپٹ مین نہ آجائے ۔ جرمانہ دینے کا خیال نہین مگر کسی کا ہاتھ پاؤن منھ کیون ٹوٹے ۔ اسوقت آج کہان تکلیف فرمائی

انھوں نے کہا سرکار نے بھیجا ہے۔ اور کہا ہے کہ اگر یہ بابو آپنے اپنی سواری کے لیے خریدا ہے تو خیر۔ ورنہ اگر بیچے تو ویسا کیجیے۔ بہرکیف خریداری منظور ہے۔ امام الدین خان مسکرا دیے۔ حضرت یہ تو چھوٹے حضور کی سواری کا ہے۔ بیچنا کیا معنے۔ وہ بولے کہ واللہ کمترین محجوب ہوا اگر لاعلمی مین بیان کیا تھا۔ معاف فرمائیے گا۔

امام الدین خان نے نواب صاحب سے جاکر تعریفین کرنا شروع کین

امام الدین۔ پیرومرشد کیا گھوڑا ہی۔ واہ وا واہ۔ ع

قدم باز ایسا کوئی زیر پا موج دریا ہی		ہلے نہ پیٹ کا پانی

روشن علی۔ حضور مہندی نے اور بھی لطف مزید دکھایا۔ سبحان اللہ۔

اسپش کہ چہار زیب فزائے تن اوست		کوہیست کہ لالہ زار در دامن اوست
فرقی غلطم کہ آسمان دگر ست		وز رنگ حنا شفق بہ پیراہن اوست

چھمن۔ حضور کل نواب تہور علیخان بہادر کے ہان بھی اسکا چرچا تھا۔

تراب علی۔ ہوا ہی چاہے۔ اور ایک وہان پر کیا فرض ہے۔ شہر بھر مین دھوم مچی ہوئی ہی۔

نواب۔ ہم تو اسپر عاشق ہون۔ واللہ ہزار جان سے عاشق ہون۔

امام الدین۔ خداوند نعمت ایک اٹھارہ آدمی دروازے پر آچکے۔ فلان رئیس نے بابو پسند کیا ہی جو قیمت ہو بھیج دی جائے۔ کوئی کہتا ہے سرکار نے پسند کیا ہے بابو بھیجیے اور جو کہیے وہ دے دیا جاوے۔

تراب علی۔ واہ رے بابو ع

	آہو شکار شیر طبیعت و خاپسند	

روشن علی۔ حضور ہمین انعام ملے۔

نواب۔ تم نے کچھ نذر کیا ہوتا تو کیا مضائقہ تھا۔

امام الدین۔ واہ حضور کیا خوب بات فرمائی ہی۔ خدا کی قسم کیا بات کہی ہے

تراب علی - چھپے تو نہو گے میان -

چھمن - واہ شرم چہ کتی ست کہ پیش مردان آید -

تراب علی - بھرپور نیت سے چکّے اور انعام مانگتے ہو -

چھمن - شرم نہین آتی -

روشن علی - اجی سرکار سے مانگنے مین کیا شرم ہی - شرم کیسی -

نواب - بھلا صاحب لوگ بھی پسند کرتے ہین -

امام الدین - اسے خداوندا انگلیان اٹھتی ہین اور بیڈیان تو بڑی دیر تک دیکھا کرتی ہین -

تراب علی - اسمین کیا شک ہی -

چھمن - حضور یہ رباعی مصنف نے اسی کی شان مین کہی تھی - ؎

ایسا چالاک کہ اس طرح سے اُڑ جاتا ہے ۔۔۔ جس طرح عاشق دلباختہ کے ہوش و حواس
پہونچے اس رخش فلک سیر زمین پیا کو ۔۔۔ نہ منجم کا خیال اور نہ مہندس کا قیاس

نواب - عرفی نے خوب کہا ہی ؎

نہ توسن تو عرق بر زمین فرو ریزد ۔۔۔ صبا بطرف چمن یاسمین فرو ریزد
چو تازیانہ بجنبد ہزار بحر شتاب ۔۔۔ ز چشمۂ قدم اولین فرو ریزد
اگر بہ طی زمانش ز جا برانگیزند ۔۔۔ بجائے گام شہور و سنین فرو ریزد
برون جہد ز حصار غرور اگر گردش ۔۔۔ صبا بزاہد خلوت نشین فرو ریزد

تراب علی - حضور سینئے گا ذرا - ؎

اسکے بجگاہ کی اعدا سے جھریرہ پیک ۔۔۔ کہکشان جیسے شپیلا ہین نمایان بہ فلک
بیٹھنے مین ہی وہ کوہ اٹھنے مین ہی ابر سیاہ ۔۔۔ فرش رفعت مین ہی اور چلنے مین چرخ اتھک
جھول پر اسکی ستارونکا کہون مین کیا حسن ۔۔۔ تارے جسطرح رہین رات اندھیرے مین چمک
لے کے خرطوم مین زنجیر پھرا دے وہ اگر ۔۔۔ اسکے دانتونکو سمجھے جو کوئی ہو زیرک

نواب - گھوڑے کی تعریف ہوتی تھی یا ہاتھی کی کہتے کیسے ہو -

امام الدین - حضور اسکے یہ معنی کہ ہمکو بھی شعر یاد ہین -
چھمن - جی ہان - ع -

ہم بھی ہین پانچوین سوارون مین

روشن علی - مین بھی سوچتا تھا کہ یہ بجگاہ اور چھول اور خرطوم سے کیا واسطہ
تراب علی - تو کیا قسم کھائی تھی کچھ کہ گھوڑے ہی کی تعریف کیے جا ئینگے -
روشن علی - خداوند گھوڑے کی تعریف کا ایک شعر ہمکو بھی یاد ہی -

خیریت چاہے تو سیدھی چال چل او بدذات
گرتے ہین نشہ مین چلتے ہین اگر بیہوزات

اسپر بڑا قہقہہ پڑا اور واقعی حضرت کیا شعر ہے - سبحان اللہ گھوڑے کی تعریف پوری تعریف بیان کردی - قدم اور کاوا اور میٹھی پوئی اور ایڑن سب کی تعریف آگئی - میان تراب علی بہت ہی جھیپے -

ادھر یہ لوگ چہک رہے تھے - اور ادھر یار لوگ اور ہی فکر مین تھے مصاحب تراب علی کو بنا رہے تھے کہ اتنے مین میر گلباز صاحب آئے -
میر گلباز - خداوند آج تو ایک عجب خبر سننے مین آئی -
نواب - خیریت ہی -
میر گلباز - نہین حضور -
نواب - الٰہی خیر -
امام الدین خان - بتاؤ میر صاحب - جلد بتاؤ - از برائے خدا جلد بولیے وہ حسین بخش والا مقدمہ تو نہین ہی -
میر گلباز - جی نہین -
روشن علی - اجی اسکی اب کیا فکر ہی -
میر گلباز - خداوند یہ یابو منحوس نکلا -
نواب - کیون -

امام الدین - کیا -
چھمن - منحوس !-
میر گلباز - جی ہان منحوس - منحوس - بلکہ اور اس سے بھی زیادہ -
نواب - آخر وجہ - منحوس ہونے کی وجہ -
میر گلباز - خداوند یہ مال مسروقہ ہے -
نواب صاحب کانپنے لگے - یا خدا مدد - مال مسروقہ ! مال مسروقہ ! چوری کا مال - خدا بچائے - یہ چوری کا مال کیسا - روشن علی یہ کیا کہتے ہین روشن علی کے منھ پر ہوائیان چھوٹنے لگین - ع

	کاٹو تو لہو نہین بدن مین	

چپ - تب تو نواب صاحب نے خوب للکارا - بولو صاحب بولو آخر یہ چوری کا مال کیسا ہے - کسنے چوری کی - میر صاحب آپ نے جو کچھ سنا ہے بیان کیجیے -
میر گلباز نے کہا خداوند شہر بھر کی چوری چکاری کا حال غلام کو ضرور معلوم ہو جاتا ہے -
کل شب کو دو چار آدمی بیٹھے حقہ پی رہے تھے کہ ہر دوئی کا ایک چور آیا اور حضور کا نام لیکر کہا کہ نواب صاحب نے چوری کا مال خریدا ہے ہوش اڑ گئے ہین نے کہا کیا جواہرات کی قسم سے ہے - کہنے لگا نہین - زندہ جیتا جاگتا مال ہے - مین یہ زندہ مال کیسا کیا کسی نے بردہ فروشی کی ہے - مسکرایا - کہا ایک ٹانگھن نواب صاحب نے خریدا ہے - پوچھا کیا چوری کا مال ہے - اسنے کہا دو چار روز مین خود ہی معلوم ہو جائے گا حضور یہ یابو ایک راجہ کا ہے - ترائی کے راجہ ہین - نیپال والے نے انکو تحفہ کے طریق پہ بھیجا تھا - کوئی سوا مہینا ہوا کہ ایک چور کھول لیگیا یہ وہے یابو ہے خداوند - اور تھانے پر رپٹ بھی لکھوا دی گئی ہے -

اتنا سُننا تھا کہ نواب صاحب کے ہوش و حواس خیر باد کہ گئے۔ مال مسروقہ کا خریدنا تو جرم ہی۔ امام الدین خان نے کہا اس مین کیا شک ہی۔ حضور جرم سا جرم ہی۔

نواب صاحب نے روشن علی سے پوچھا کہ یہ بابو تمکو کہان ملا۔ روشن علی آئین بائین شائین بتانے لگے۔ خداوند ——————

حضور —————— مین تو برسون سے —————— حضور کیا عرض کرون

نواب۔ آئین ا نالائق۔ بات کا جواب نہین دیتا۔ واہی تباہی بک رہا ہی۔

روشن علی۔ خداوند اگر میری سازش ہو تو توپ کے مُہرے اڑا دیجیے غلام کو ذرا بھی جو کچھ حال معلوم بھی ہو۔ چوری سے منزلون دور رہتا ہون مگر اسوقت یہ خبر سُنی تو ہوش اُڑ گئے۔

نواب صاحب کو یقین واثق ہو گیا کہ بغیر عدالت کے چھٹکارا محال ہے کئی بار روشن علی کو سخت سست کہا۔ کئی مرتبہ پوچھا کہ یہ بابو تم نے کہان سے پایا۔ روشن علی کا خون خشک ہی ہوتا جاتا تھا۔

امام الدین۔ صاف صاف بتاتے کیون نہین۔

تراب علی۔ آخر اب تو ایک حرکت ہوئی سو ہوئی مگر اب تو بتا دو کہ ماجرا کیا ہی۔ وہ لالہ کہان ہین۔ جو اُس دن آئے تھے۔ شنکر سہائے کو بلواؤ اور پوچھو کہ بابو کہان سے لایا کس سے خریدا اور کہان مول لیا۔

امام الدین۔ ہٹ جاؤ سامنے سے اسوقت۔ شنکر سہائے کا پتا لگاؤ۔ ورنہ تم ہی دھرے جاؤ گے۔

روشن علی۔ ہائے افسوس۔

چھمن۔ اب افسوس کیجے سے کیا ہوتا ہے۔ پہلے نہ سوچے چور سے یارانہ پیدا کیا بابو بیچا اور اب بائین بناتے ہو۔ کیون بچہ بڑے بدذات ہو۔

نواب صاحب اسقدر گھبرائے کہ نواب نصرت الدولہ بہادر اور میر محمد محسن صاحب اور منشی جگت سنگھ وغیرہ احباب کو بلوایا تاکہ اُنسے مشورہ لین اور انکی صلاح کے مطابق چلین تھوڑی دیر مین منشی جگت سنگھ اور نواب نصرت الدولہ آئے۔

نواب صاحب نے کہا حضرت آج تو اسوقت کمال رنج ہو وا اسد دوہاؤ جو خریدا تھا وہ چوری کا نکلا۔

منشی جگت سنگھ نے کہا مین کل ہی سُن چکا ہون یہ یابو ترائی کے ایک راجہ صاحب کو نیپال والون نے دیا تھا۔ چودہ سو روپے کا ٹانگھن ہے۔ چور تو آپ جانیے ایک اُستاد شب کو اصطبل سے کھول لائے۔ اور لالہ شنکر سہائے ایک شخص ہو اسکے ہاتھ فروخت کیا۔ شنکر سہائے کو خوب معلوم تھا کہ چوری کا مال ہو گرچور بھٹے چاون تھا۔ ستر روپے کو کوڑے سکیے اُنھون نے خرید لیا آپ کے کوئی مصاحب ہین روشن خان اُنسے اور شنکر سہائے سے بڑا یارانہ ہو اُنھون نے روشن خان سے کہا کہ یار یہ مال ہاتھ لگا ہے مگر چوری کا ہے۔ مصاحب نے کہا بڑی ہو چلو اسپے نواب کے ہاتھ پٹیل ڈالین۔ دو سو روپے کو شاید آپ نے خریدا مگر بہت بُرا کیا۔

نصرت الدولہ بہادر نے بھی منشی جگت سنگھ کی راے سے اتفاق کیا اور کہا ایسا مال بے جانے بوجھے نہ خریدا کیجیے۔ اور مال مسروقہ خریدنا تو بڑا سخت جرم ہے۔ آپ نے غضب ہی ڈھایا۔ کوئی ایسا کرتا ہو۔ مگر تعجب ہو کہ اتنے مصاحبون مین سے ایک نے بھی نہ منع کیا اور سید روشن علی کو یہ کیا سوجھی کہ اُس چور سے سازش کر کے اپنے آقا کو بیٹھے بٹھائے گرفتار مصیبت کیا۔ نمک حلال آدمیون کا یہ کام نہین ہی۔ آخر اب روشن علی کہتے کیا ہین۔ روشن علی نے گردن جھکا لی۔ کمال محجوب ہوے مگر کرتے کیا۔ دل مین تو چور تھا۔ جس نے جو اینڈی بینڈی کہی سُن لی۔

جھمن کو خوب موقع ہاتھ آیا۔ لگے صلواتین سنانے۔ خداوند جو نمک کھائے آقا کو دھوکا دے اسکا منھ نہ دیکھے۔ نمک حرامی سے بڑھکر کوئی عیب نہیں چور دغاباز ونمخوار بے ایمان سب بہتر مگر نمکحرام سب سے بدتر۔ بزار نقانے باواز بلند کہا سچ ہے سچ ہے۔ بیشک بیشک۔ ایسی ہی بات ہے میاں جھمن۔

روشن علی نے جو سون کھینچی تو سب کی سنا کیے لب تک نہ ہلائے۔

دل ہی دل مین سوچتے جاتے تھے کہ نوکری تو اب نہین رہی۔ نوکری سے تو دست بردار ہوئے۔ مگر عدالت مین کیا کرینگے اور معاملہ طول ضرور کھینچیگا یہ ممکن نہین کہ پولیس والے چشم پوشی کرین۔

اتنے مین میر محمد محسن صاحب بھی آئے علیک سلیک کے بعد پوچھا کیون مزاج کیسا ہے۔ نواب صاحب نے کہا حضرت بیٹھے بٹھائے ایک مخمصے مین پڑ گئے وہ یا بوجو اُس دن آپ نے دیکھا تھا اسی کا جھگڑا ہے۔ بلائے جان ہو گیا دو دن بھی سوار نہین ہوئے مگر اب بھگت رہے ہین میر صاحب نے پوچھا کیون کیا جھگڑا۔ اب اس مین کیا ہے۔ نواب صاحب نے پہلے روشن علی کی خوب شکایت کی۔ پھر کہا کہ مال مسروقہ ہے۔ چوری کا مال حضرت نے ہمارے ہاتھ بکوا دیا یہ ان بزرگوار کے ہتکھنڈے ہین۔ اب فرمائیے کس کا اعتبار کرین دن رات یہان رہتے ہین۔ نوکر ہین چار پیسے پاتے ہین۔ مگر جانی دشمن ہین۔ بغلی گھونسا نکلے۔ افسوس صد افسوس مین اب یہ سوچتا ہون کہ آخر انجام کیسا ہوگا۔ آپ سب صاحب ملکر صلاح دین کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ میرے تو ہوش ٹھکانے نہین ہین۔ فرمائیے کیا کیا جائے۔

نصرت الدولہ۔ ہماری تو صلاح یہ ہے کہ آپ صاحب مجسٹریٹ سے ملاقات کیجیے اور کہیے کہ حضور ایک شخص شنکر سہائے نامے میرے ہاتھ یابو بیچ گیا۔ اور روشن علی کے ذریعہ سے آیا تھا مین کیا جانتا تھا

کہ وہ چور ہے۔ بابو کو قدباز پاکر مین نے خرید لیا۔ اگر مجھے معلوم ہو کہ مال مسروقہ ہی تو ہرگز اسقدر جرأت نہو لیکن مجھے کیا معلوم تھا کہ میرا خاص صاحب مجھے چکر دیگا۔ اب سُنا کہ مقدمے کی تحقیقات ہونے والی ہے۔ لہذا مین خود آیا۔ کہ سچا سچا حال عرض کر دون میرا اس مین اصلا قصور نہین۔ مین رئیس زادہ ہون چوری چکاری کے مال سے مجھے کیا واسطہ۔ مگر اتفاق وقت۔ کھا گیا تھا۔ اب جو ارشاد ہو اسکے مطابق عمل مین لاؤن۔ جرمانہ جو کہیے داخل کر دون۔ اسمین عذر نہین۔ اور عذر کر کے کیا بچ سکتا ہون اتفاق سے ایک حرکت ہو گئی کیا کیجیے۔

اس تقریر کو منشی جگت سنگھ اور میر محمد محسن صاحب اور نواب صاحب تینون آدمیون نے پسند کیا۔

منشی صاحب نے کہا ہمارے نزدیک پہلے تو آپ کسی بیرسٹر سے پوچھیے دیکھیے اسکی کیا راے ہے۔ پھر کسی وکیل سے ملیے اور کہیے بیرسٹر صاحب کی یہ صلاح ہو آپ کی کیا راے ہے۔ دو چار اہلکارون سے صلاح لیجیے۔ پولیس کے انسپکٹر سے مین خود جا کر دریافت کرتا ہون۔ آپ گھبرائے نہین خدا نے چاہا کچھ بھی نہو۔ اور آپ رئیس ہین۔ آپ پر یہ شک تھوڑا ہی ہو سکتا ہو کہ چوری کا مال جان بوجھکر خریدا۔ لاحول ولا قوۃ کیا مجال کبھی نہین ہو سکتا۔

نواب۔ آپ مہربانی کر کے انسپکٹر سے ملیے اور پوچھیے دیکھیے وہ کیا کہتا ہے۔

جگت سنگھ۔ ابھی چلا وہ میرے دوست ہین۔

نواب۔ اگر ــــــــــــ سمجھ گئے نہ آپ۔ ہان۔

جگت سنگھ۔ اے لاحول۔ یہ آپ کیا فرماتے ہین۔ وہ بڑے متدین آدمی ہین۔

نواب - خیر - آپ کو اختیار ہی - ؎

سپردم بتو مایۂ خویش را	تو دانی حساب کم و بیش را

مصاحبون کا رنگ فق ہو گیا - کہ ایک معقول رقم ہاتھ سے گئی - اگر انسپکٹر صاحب کے پاس ہم لوگ جاتے تو خوب رقمین اڑاتے - اُنسے کچھ کہتے اِن سے اُنسے کچھ کہتے - خائف تو حضرت ہین ہی - جو چاہتے خاطر خواہ رقم اڑاتے اور چین کرتے - مگر اب سونے کی چڑیا اڑ گئی - ہاتھ مل کے رہ گئے - افسوس صد افسوس - یہ کمبخت جگت سنگھ کہان سے آیا بلا کی طرح نازل ہوا

باسقول - واللہ بڑی رقم ہاتھ سے نکل گئی - ہاے ستم -

نواب - امام الدین خان جانا کہین اِسوقت -

امام الدین - نہین حضور - بھلا جانے کا موقع ہی کہین -

جھمن - خداوند جائینگے کہان - بیٹھے روشن علی کو دعائین دے رہے ہین -

تراب علی - جی ہان - ذرا کوئی صورت تو دیکھے کیسے غریب بنے ہوے ہین - گویا کچھ جانتے ہی نہین -

جھمن - اے لعنت ہی پھٹے سے منھ -

میر محمد محسن - اس تو نوین مین سے کیا واسطہ (نواب سے) بڑے بدتمیز ہین آپ کے رفیق - صریح جانتے ہین کہ اسکے آقا بیٹھے ہین - اور دو چار صاحب اور بھی آئے ہین - کہنے لگے لعنت خدا اور پھٹے سے منھ - انتہا کی بدتمیزی ہی لاحول ولا قوۃ - ؎

حقوق خدمت صد سالہ لعب اطفال ست	بکشور یکہ درو کودکان خدا دانند

نواب نے مسکرا کر کہا میر صاحب برا نہ مانیے تو اسقدر دریافت کرون کہ اِس مقام پر اس شعر کا کیا موقع تھا - انصاف سے کہیے گا - میر صاحب نے کہا مطلب یہ کہ ؎

قدر یاران خود را ہفیزا سے قدر	کہ ہر گز نیابد زپدر درہ عذر

نواب۔ اے سبحان اللہ۔ ایک اور سہی تکی آڑائی یک نشد دو شد۔
میر صاحب۔ اے حضرت مطلب یہ کہ قدمون کو تو آپ منھ نہین لگاتے اور ایسے ایسے نمک حرامون کو مصاحب بناتے ہین جو مال مسروقہ آپ کے ہاتھ بیچ جاتے ہین۔
میر گلباز۔ خداوند آداب عرض ہے۔
میر صاحب۔ اخاہ۔ آپ ہین۔ واہ واہ واہ۔ نواب کے ہان چوری کا مال بکے اور تمکو خبر بھی نہو۔
میر گلباز۔ خداوند مین نے ہی تو اطلاع دی۔
میر صاحب۔ اجی بس جاؤ بھی۔
میر گلباز۔ حضور کے قدمون کی قسم میر صاحب۔
نواب۔ ہان ہان ہمین انھون ہی نے اطلاع دی۔ آنکر۔
چھمن۔ اور ایک روشن علی ہین کہ چوری کا مال بیچ گئے۔
منشی جگت سنگھ صاحب انسپکٹر صاحب بہادر کے پاس گئے۔
انسپکٹر۔ آیئے حضرت کہان رہے۔ اللہ اللہ اب تو ملاقات ہی نہین ہوتی۔
جگت سنگھ۔ جی ہان علیل تھا۔ بخار آتا تھا۔ اور گھر مین بھی علالت تھی اب فضل الٰہی سے بڑی بیماری ٹلی ٹھائی۔
انسپکٹر۔ اب کی فصل بہت خراب ہے۔ خدا خیر کرے ہیضے کی بھی جا بجا چھیٹ چھاڑ ہے۔
جگت سنگھ۔ خدا مالک ہے۔ اسوقت ایک امر مین مشورہ لینے آیا ہون۔
انسپکٹر۔ بسم اللہ بسم اللہ۔ فرمایئے۔ کیا کوئی واردات ہوگئی۔
جگت سنگھ۔ آن۔ ہان سرقہ ایک شخص نے مول لیا ہے۔
انسپکٹر۔ دھرا جائیگا کوئی امیر اور شریف ہے یا کوئی اٹھائی گیرا۔
جگت سنگھ۔ رئیس اعظم۔ نواب زادے۔ بڑے باپ کے بیٹے ہین۔

انسپکٹر۔ اخاہ۔ سمجھ گیا۔ وہ جو آپ کے دوست ہین نواب صاحب نہ دو سو کو دو ہزار کا بابو خرید لیا۔ کیا دل لگی ہے۔ واہ۔ اور وہ جو اُنکا مصاحب ہو بدمعاش آسنے چوری کرا کے گھر پر ٹکایا۔

جگت سنگھ۔ اجی پھر یارانہ کس دن کام آئیگا۔ اگر جرم نہوتا تو آپ سے کہتا کون چلا۔ کوئی تدبیر بتاؤ تو بڑے مشکور ہون۔

انسپکٹر۔ کچھ ہونا نہیں ہی۔ خاطرجمع رکھو۔ کیا مجال جو بال بھی بیکا ہو۔

نواب صاحب کے ہاتھ پانون پھول گئے کہ ہاے یہ کیا غضب ہوا ابکی بیٹھے بٹھائے گھسیٹے والے مقدمے سے تو خدا خدا کرکے جان بچی مگر اس مقدمے سے چھٹکارا معلوم۔ اتنا بڑا رئیس اعظم اور مال مسروقہ خریدنے کا جرم۔ ڈوب مرنے کی بات ہے۔ رفیق سے کہا کسی لائق بیرسٹر کے پاس جاؤ اور جو کچھ وہ صلاح دے اسکے مطابق عمل مین لاؤ مگر ایسا نہو کہ کہین ہمین عدالت جانا پڑے۔ سُنا وہان کٹھرا ہوتا ہے۔ اس مین مجرم بند کیے جاتے ہین۔ غضب ہو بھئی۔

امام الدین خان نے کہا حضور یہان کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین اللہ بچانے والا ہے۔ وہی بچا ئیگا۔ مگر حضور یہ کو غلام ذمہ لیتا ہے کہ کٹھرے مین نہ جائیے گا۔ کرسی حضور کو دلوا ئین کسی نہ کسی ترکیب سے تو سہی مگر خداوند بقول حضور یہی کیا کم ہے کہ عدالت تک جانا پڑے۔ رئیس زادے اور عدالت دیکھین۔ اب گفتگو کا تو بہت ہی کم موقع ہے غلام کو رخصت دیجیے۔ نزاب علی اور چھمن کو بھی ساتھ ہی لیے جاتا ہون دیکھین صاحب کی راے کیا ہو۔

نزاب علی نے کہا اجی پہلے انسپکٹر سے تو ملتے چلو۔ کیا معلوم جگت سنگھ وہان تک گئے بھی کہ باتین ہی بناتے تھے۔ بڑھ بڑھکر دو دو باتین منشی جگت سنگھ سے بھی ہوئی ہونگی مگر ابھی اور بات ہے خداوند

اور خوب یاد رکھیے۔ جانت سنگھ کے چاہے لاکھ دوست ہوں وہ ممکن ہی نہیں
کہ بے لیے دیے مطلب نکل سکے۔

اب سنیے کہ یہ انسپکٹر پولیس بڑے متدین آدمی تھے۔ انسپکٹری کی
حالت میں کبھی کسی سے ایک ٹکا بھی نہ لیا۔ جب ڈپٹی انسپکٹر تھے تو کسی مجرم سے
دو سو روپے دھمکا کر وصول کر لیے بات کھل گئی۔ مقدمہ دائر ہوا قسم کھائی
کہ اگر بچ گیا اور ثبوت جرم نہوا تو آدمی نہ اتھ سے چھوڑونگا۔
رشوت لینا ایک قلم چھوڑ دونگا۔ بری ہو گئے تو۔ لیکن قول اور قسم کا خیال
رکھا کسی سے ایک پیسہ تک نہ لیا۔ صاحبوں نے انسپکٹر کی ملاقات رشوت
دینے اور مال چیرنے کا ذریعہ مقرر کیا۔ سوچے کہ بیرسٹر کے ہاں تو پیچھے جائینگے
اور پہلے تھانے ہی پر سے چلیں۔ امام الدین خان سوچتے تھے کہ انسپکٹر
کو بالکل گانٹھ ہی لیں۔ صاف صاف سمجھا دیں کہ ہمارے رئیس بھولے
بھالے آدمی ہیں تم ذرا ادھر ادھر ڈانٹ ڈپٹ بتانا تو واللہ
کانپ اٹھیں۔

تراب علی بولے خداوند اب اس وقت تو ہم پہلے پولیس والوں سے
ملینگے پھر وہاں سے جائینگے بیرسٹر کے ہاں۔ اور کسی وکیل سے بھی ملاقات
کر لیجیے۔ حضور آپ اک ذرا تسلی دیتے جائیے دل کو۔ ان معاملوں میں استقلال
ضروری امر ہے۔

نواب صاحب اسوجہ سے پریشان اور سراسیمہ ہوئے کہ بے اختیار آبدیدہ
ہوگئے۔ مگر بہت ضبط کیا۔ رفقا نے جو یہ کیفیت دیکھی تو سمجھانا شروع
کیا۔

جھمن۔ حضور وقت تو نہیں رہیگا۔ مگر بس بات رہ جائیگی اس وقت تو ہم روشن
کی جان و مال کو دعائیں دیتے ہیں۔ یہ سب انھیں کے تو کانٹے بوئے ہوئے
ہیں خداوند اسوقت کچھ خیرات کر دیجیے۔

تراب علی - ہاں چاہیے تو ضرور -

نواب - مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہو اسمین - فوراً حکم دے دو آدمیوں کو -

امام الدین - بہت خوب حضور -

چھمن - تہوڑ کو بلا لایئے -

امام الدین - مین خزانچی سے خود کہے دیتا ہون جا کے -

اتنے مین حاتم علی آئے آتے ہی گھبرا کر پوچھا حضور کیا بات ہو - شہر بھر مین ہلڑ مچا ہوا ہو کہ چوری کا مال نواب صاحب نے خرید لیا -

نواب صاحب نے اشارے سے کہا کہ اُنسے پوچھو - (روشن علی کیطرف اشارہ کر کے)

حاتم علی - پیر و مرشد - کیا عرض کرون - کیسے حضرت - اجی حضرت - میان روشن علی تم سے کہتے ہین -

روشن علی - (گردن نیچی کر کے) ارشاد -

حاتم علی - یہ کیا ہوا کیا - وہ لالہ کہان ہین - جو مالک بنے تھے بتاؤ

چھمن - اجی اِن دونون کی سازش تھی -

حاتم علی - اس مین کیا شک ہو - مگر بڑی بڑی بات ہو گھر ای بھی تو کہتی -

چھمن - میرے دل کی بات کہی -

روشن علی - بھائی مجھے یہ کیا معلوم تھا کہ چوری کا مال ہو -

نواب - تمھین معلوم نہین تھا تو ہم کیا کرین - تم تو خود مالک بنکے آئے تھے - تم تو کہتے تھے کہ ہم دونون کا مال ہو - آدھی آدھی قیمت دونون لینگے اور اب ننھے بنے جاتے ہو -

امام الدین - جی ہان اور افسوس تو یہ ہو کہ اب بھی صاف صاف نہین بتاتے غضب ہو کہ نہین - کچھ تو بولو میان روشن علی -

چھمن - اب یہ بھاگنے ہی والے ہین -

امام الدین خان تراب علی کو لیکر چلے۔ پہلے تھانے پر جاکر پوچھا۔ انسپکٹر صاحب کہاں ہیں۔ معلوم ہوا اپنے گھر کھانا کھانے گئے ہیں۔ پوچھا کب تک آئینگے۔ کہا۔ کوئی دو گھنٹے میں۔ یہ دونوں انسپکٹر صاحب کے مکان پر گئے۔ انسپکٹر صاحب سے کہا آپ کے پاس سرکار نے بھیجا ہے کہا ہے آداب عرض کرنا ہماری طرف سے اور کہنا کہ ہمارے مقدمے میں اگر آپ کوشش کریں تو ہم بڑے شکر گزار ہونگے۔ اور آپ کا منھ بھی میٹھا کر دینگے انسپکٹر صاحب کا چہرہ مارے غصے کے سرخ ہوگیا امام الدین کو غور سے دیکھا اور کہا بجا ہے نواب صاحب سے کہہ دیجیے گا کہ آپ کی ریاست کا نقشہ یہی تھا جو آپ نے فرمایا۔ میں کمال مشکور یاد آوری ہوا مگر میرے امکان میں کیا ہے۔ کچھ بھی نہیں اور یہ بھی کہہ دیجیے گا کہ اس مقدمے میں کچھ بھی ہونا نہیں ہے گھوڑا واپس کرنا پڑے گا۔ بس اور یہ کوئی مشکل بات نہیں۔ گھبراہٹ بیکار ہے۔ استقلال سے کام لیجیے۔

امام الدین خان اپنے دل میں سوچے کہ اگر ہم نواب صاحب سے یہ صاف صاف کہہ دیں تو ہم سے بڑھ کے احمق کوئی نہیں ہم تو جاتے ہی پیٹینگے۔ مگر انسپکٹر صاحب نے بات تک نہ کی۔ جب تک ہاتھ نہ گرمائینگے کچھ نہ مانینگے۔ تراب علی کو بھی انسپکٹر کی بات از بس ناپسند آئی۔ انسپکٹر صاحب سے رخصت ہوکر چلے۔

تراب علی۔ اس سے کچھ نہ مطلب نکلیگا۔

امام الدین۔ ای توبہ۔ اجی چلو وکیل کے پاس چلے چلیں۔ دیکھتے تھے کیا خفا ہوتے تھے آگ بھبوکا۔ لینے دینے میں ہیں نہیں شاید۔

تراب علی۔ بات تو اچھی ہے مگر ہمارے نزدیک سب بے فیض ہیں۔

امام الدین نے تراب علی کو بخوبی سکھا پڑھا دیا کہ وکیل سے تم کچھ نہ کہنا خبردار خبردار جو کچھ بھی کہنا ہوگا ہم سمجھ لینگے۔ ایسا نہو تم معاملہ بگاڑ دو۔

تو پھر انکو ہی نہین - تراب علی نے کہا کچھ خبر ہے مجھے بھی کوئی بیوقوف مقرر کیا ہی
ہونھ بگاڑنے کی ایک ہی کہی -
وکیل کے مکان پر پہونچے تو امام الدین نے انسے کل حال کہا - کچھ سوچکر وکیل نے
یون جواب دیا -
مال مسروقہ کی خریداری سخت جرم ہی - ہزار کا مال دو سو روپے کو جب یہ تے
پر خرید لیا - ایک بچہ تک سمجھ سکتا ہے کہ سوداگر کبھی ہزار کا مال دو سو کو نہ بیچیگا اگر یا لالہ
شنکر سہاے کو سوداگر سمجھے تو بارہ چودہ سو کا یا دو سو روپے مین کیونکر
خریدا اور اگر سوداگر نہین سمجھے تھے تو پولیس مین اطلاع کرکے کیون نہ کہا -
کوئی جواب نہین - جرم بخوبی ثابت ہے - مگر یہ بتاؤ کہ لالہ شنکر سہاے
ہین کہان - انسے کل امور دریافت کیے جاہین تو بات بنے - نہ کیے مجرب
کہ دو سو کو خریدا - جو کوئی قیمت دریافت کرے کہے پانچ سو کو
مگر شنکر سہاے نے کمیشن نہین دیا - سب صاحبون سے کہدیجیے کہ پانچ ہی
سو بتا ہین -
امام الدین خان نے کہا بہت خوب - جو راے اقدس ہو - مگر اب عزت
آپ کے ہاتھ ہے - عمدہ صلاح دیجیے گا - اور جو کچھ آپ فرماہین آپکے
مطابق عمل مین آئے - باقی لینے دینے کا خیال نہ کیجیے گا - جو فرماییے
حاضر ہو -
وکیل - ہان مگر اسکا فیصلہ ہو جاے تو بہتر ہو -
امام الدین - دو سو روپے حاضر ہین -
وکیل - ہین تین سو روپے سے کم نہ لونگا -
امام الدین - حضور کو اختیار ہو - بافعل دو سو لیجیے - اور پچاس اور
حاضر کرونگا
وکیل کوئی اور وکیل تو نہین ہو -

امام الدین۔ حضور نواب صاحب کا حکم ہے کہ ایک بیرسٹر بھی ہو۔ حضور ہی کسی کو تجویز فرمائیں یا حکم ہو تو مین جاؤن۔

وکیل۔ دو بیرسٹر تو مفصل مین ہین آج کل۔ ایک صاحب ولایت گئے ہین اور ایک علیل ہین۔ اور وہ جو وہان رہتے ہین۔ حضرت گنج کے اسطرف انسے مین نہ کہونگا لیکن اگر آنکا اور میرا ساتھ ہو تو مضائقہ ندارد۔ مجھے عذر نہین۔ آپ اسوقت انکے ہان جایئے اور کچہری مین مجھ سے ملیے۔

امام الدین۔ بہت خوب۔ دو سو کسکو گن دون۔

وکیل۔ قائم علی یہ روپے گنوا لو۔

امام الدین خان نے روپے گن دیے۔ چلتے وقت کہا حضور دس روپے ہمکو بھی امین سے دیجیے۔ ہمارا بھی حق ہے۔

وکیل۔ اگر استحقاق جتا کر آپ لینا چاہتے ہین تو مین نہ دونگا اور یون مانگتے ہین تو بسم اللہ لیجیے۔

امام الدین خان نے کہا پھر اب جو چاہیے سمجھیے۔ ہم تو جیسے آپکے نوکر ویسے نواب صاحب کے۔ اور حضور آپ ہی لوگون کے ذریعے سے ہمین بھی چار پیسے ملتے ہین۔

نواب صاحب نے تو منع کر دیا ہے کہ کچھ نہ لینا۔ مگر نہ لین تو خرچ کیونکر چلے۔ وکیل نے دس روپے گنوا دیے۔

امام الدین خان نے لیے اور رخصت ہو کر چلے۔ اثنا راہ مین تراب علی اور امام الدین مین باہم مشورہ ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد کوچبین نے کہا حضور کونسلی کا مکان آن پہونچا۔

امام الدین خان گاڑی پر سے اترے۔ تراب علی کو بھی ساتھ لیا۔ اور بیرا سے کہا صاحب کو اطلاع دو۔ بیرا نے کہا چلیے سلام دیا ہے۔ آپئے امام الدین خان اور تراب علی اندر گئے۔

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک راجہ صاحب بہادر ہاتھی پر سوار تشریف لائے۔ دس بیس گنوار لٹھ لیے ہوئے ساتھ پیچھے دو تین گھوڑوں پر مختار لوگ سوار۔ چپراسی نے آکر کہا حضور کٹاری کے راجہ صاحب آگے ہیں۔ بیرسٹر نے ان لوگوں سے کہا آپ ذرا تامل کریں۔ ہم راجہ صاحب سے مل لیں۔ برآمدے میں راجہ صاحب سے ہاتھ ملایا کمرے میں لائے۔ ویل راجہ صاحب آپ بہت اچھے۔ ان صاحب اچھا سب اچھا۔ اکال سے گیا ناہیں تو جو کہیں دس پانچ دن اور نہ برسے تو جب کال پڑ جات صاحب نے کہا ہاں مگر ابھی دو ایک چھینٹے اور پڑنے چاہییں۔ تیسے اس مقدمے میں کیا ہوا۔ وہ جو آپ سے اور آپ کے اس زمیندار سے لڑتا تھا۔ مختار نے کہا وہ مقدمہ تو ہار گئے صاحب کمشنر نے فیصلہ عدالت ماتحت کا بحال رکھا۔ حضور غور اس میں نہیں ہوا ورنہ بڑا مطلب نکلتا۔ اب دس پانچ نالشیں اور بھی دینے والی ہیں اور اس مقدمے کی نظیر دیکر سب کے سب ڈگری پا جائینگے۔ کچھ صلاح دیجیے نہیں تو بڑا نقصان ہوگا۔ آپ صاحب کمشنر کا فیصلہ ذرا پڑھ جائیے تو خود کہیے کہ بیشک اپیل کے قابل ہے۔ بیرسٹر نے کہا اچھا کاغذ آپ ہمارے پاس چھوڑتے جائیے۔ ہم آج دو بجے دیکھینگے۔ مختار نے کہا خداوند آپ تو یہاں سے کہیں چلے جائینگے ہم۔ تین مقدمے دائر تھے تینوں ہار گئے اور مفت بیرسٹر صاحب مسکرائے دل ہارنے میں تعجب کیا ہے۔ ضرور ہارو گے۔ چھوٹے چھوٹے وکیلوں کو مقرر کرتے ہو ہم سے مشورہ لیتے ہی نہیں۔

راجہ صاحب بہت ہی ہنسے۔ ہاں اور کیا۔ صاحب سے پوچھو ٹھیک ہی بات۔ اور نہیں کیا۔

بیرسٹر۔ بیشک جسے پوچھو ہم سب بتائیں۔

مختار۔ بیشک ہم سے پوچھو ہم سب بتائین۔
بیرسٹر۔ نہین۔ اتنی فرصت ہین کہان۔ اب پرسون آؤ۔
مختار۔ اور کل نہین۔
بیرسٹر۔ نہین۔ کل شکار کھیلنے جائینگے۔
اتنے مین چپراسی نے آنکر کہا حضور میم صاحب آئی ہین وہ جو ان صاحب کی بہن ہین جو کانپور سے پرسون آئے تھے۔ صاحب نے کہا آؤ۔ ول کدھر ہین۔ صاحب اُٹھ کر گئے۔ ایک کمرے مین دونون بیٹھے پندرہ منٹ کے بعد میم صاحب گئین اور چلتے وقت کہہ گئین۔ پرسون ہمارا مقدمہ ہے آپ ضرور خیال رکھیے گا کہ وقت پر وہان پہونچ جایئے بیرسٹر نے مسکراکر انکو باادب رخصت کیا۔
امام الدین اور تراب علی نے سلام کیا۔ بیرسٹر نے کہا ٹھہرے رہو۔ یہ کہکر راجہ صاحب کے پاس گئے اور پوچھا کچھ اور کہیے گا اب آپ پرسون آجایئے۔ راجہ صاحب رخصت ہوگئے۔
امام الدین خان صاحب سے ملنے ہی کو تھے کہ ایک فٹن آئی۔ چپراسی نے کہا شارٹ صاحب سوداگر آئے شارٹ صاحب سوداگر نے صاحب کے پاس اپنا کارڈ بھیجا۔ چپراسی نے آکر کہا چلین حضور۔
تراب علی پھر بیٹھ گئے۔ امام الدین خان سے کہا یار یہ بڑی مصیبت ہے خدا ہی خیر کرے۔ اب شاید آج ملاقات ہو پھر دوڑنا پڑیگا —— آدھ گھنٹے تک صاحب بیٹھے رہے۔ اُٹھنے ہی کو تھے کہ وہ مہاجن رتھ پر سوار کسی گانون سے آئے۔
چپراسی نے صاحب کو اطلاع دی صاحب نے انکو بھی بلوا لیا۔
ایک مہاجن۔ بڑا بھاری مقدمہ ہے اکی۔
بیرسٹر۔ ہان دس بارہ لاکھ کی نالش۔

دوسرا مہاجن۔ دس بارہ لاکھ کی نہین تو ستر ہزار مین تو فرق نہین۔
بیرسٹر۔ او۔ یس۔ بہت کم ہو۔
مہاجن۔ کم ہو!
بیرسٹر۔ اپیل ہو کوئی۔
مہاجن نے چپراسی سے کہا ذرا ہمارے کارندے کو باہر سے بلا لو۔ لا رَنجاد حاضر
مختار عام آئے۔ صاحب کو سلام کیا۔
بیرسٹر۔ اپیل ہو کوئی۔
مختار۔ نہین حضور۔ ابتدائی مقدمہ ہو۔ اپیل نہین ہو۔
بیرسٹر۔ اچھا۔
مختار۔ آپ سے تو کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہین ہو۔ بس مین کل حاضر ہو جاؤن گا ہمارے ضلع بھر مین دھوم ہو حضور کی۔
بیرسٹر (ہنسکر)۔ ہم عالم لوگ سے اپنے موکل کی طرف سے خوب لڑتا ہو اچھا پرسون آپ آئین صبح کو۔

دونون مہاجن رخصت ہوئے۔ صاحب نے چپراسی سے کہا ڈل اوسا تیار ہو۔

امام الدین اور تراب علی دونون حیران کہ یا خدا یہ کیا ماجرا۔ اور سب آئے ملاقات ہوئی ہم منھ ہی تاکتے رہے۔ چپراسی سے کہا واہ صاحب سے ہمارا بھی تو ذکر کرو کہ حضور نے کہا تھا ذرا تامل کرو۔ پھر اب کب تک تامل کیا جائے چپراسی نے صاحب سے کہا خداوند وہ دو مقدمے والے کھڑے ہین۔ صاحب نے کہا ہمکو یاد ہو۔

تھوڑی دیر کے بعد اودھا آیا۔ صاحب باہر تشریف لائے۔
امام الدین۔ خداوند ہم کھڑے ہین اسوقت سے۔

بیرسٹر۔ کیا مقدمہ ہے؟
امام الدین۔ حضور بڑے مزے ہوئے۔ نواب صاحب نے ایک یابو دو سو کو خرید کیا۔ سنا وہ چوری کا ہے۔
بیرسٹر۔ اوہ مال مسروقہ۔ پنل کوڈ دیکھیے۔ دفعہ ۴۱۱۔ مگر بد دیانتی سے نہ لیا ہو ورنہ جرمانہ اور قید تین برس تک۔
امام الدین۔ حضور بدنیتی سے نہیں لیا تھا۔
بیرسٹر۔ دل تو پھر کچھ پروا نہیں۔
تراب علی۔ اسکا ثبوت دینگے ہم۔
بیرسٹر۔ اچھا آپ لوگ ایک گھنٹہ ٹھہریں یا جائیے شام کو آئیے کوئی پانچ بجے ٹھیک پانچ بجے ملو۔
یہ کہکر بیرسٹر صاحب اڑے پر سوار ہوگئے اور دونوں مصاحب نواب صاحب کی گاڑی پر سوار ہوکر چلے۔ مگر بیرسٹر کی ملاقات سے خوش ہوئے۔
امام الدین۔ اللہ رے دماغ۔
تراب علی۔ کچھ ٹھکانا ہے۔
امام الدین۔ چین کرتے ہیں۔ واللہ پانچوں گھی میں۔
تراب علی۔ ارے یار ہم بھی بارسٹر ہوتے تو بڑا لطف تھا کیوں امام الدین۔
امام الدین۔ اب بیرسٹر ہو چکے۔
تراب علی۔ جی ہاں رہیں جھوپڑوں میں خواب دیکھیں محلوں کا۔
امام الدین۔ بات تک اچھی طرح نہیں کرتے۔
تراب علی۔ جی اور کیا۔ بھلا ہوگی کوئی ہزار روپے مہینے کی آمدنی۔
امام الدین۔ واہ کوستے ہو۔ کم سے کم تین ہزار۔
تراب علی۔ آہوہ۔ اللہ اللہ۔

امام الدین - اب پانچ بجے پھر آنا ہے -
تراب علی - یار یہ تو بڑا غضب ستائی کہ جرمانہ اور قید اور سزا -
امام الدین - بےشک کیونکہ ثابت ہوگی -
تراب علی - ہاں رئیس آدمی ہیں - اور مشہور رئیس -
تراب علی - بچ تو جاوینہی گے مگر استاد ہماری تمہاری چڑھ بنی ہے کہ نہیں جینا ہی چین لکھتا ہے -
امام الدین - بچ نہ جاوینگے تو ہوگا کیا - کوئی ایسے ویسے ہیں اور ہم تم تو قسمت کے دھنی ہیں ہی -

امام الدین اور تراب علی نواب صاحب کے مکان پر پہونچے تو دیکھا کہ کمرے ہیں اور کئی سفید پوش تشریف رکھتے ہیں - یہاں ہی کی باتیں ہو رہی تھیں چھوٹے نواب صاحب نے پوچھا کیسے وکلانے کیا رائے دی - امام الدین خان نے کہا - خداوند فضل الٰہی ہے - گھبرانے کی بات نہیں ذرا خوف نہ کیجیے وکیل کے ہاں پہلے گئے - انکی صلاح ہوئی کہ ایک بیرسٹر بھی ہو - بڑی دیر تک سب حال پوچھا کیسے کیسا بابو ہے - کس کا بابو ہے - جیسے جب کسکے ذریعے بکا - کب خریدا - قیمت کیا دی جس نے بابو بیچا وہ کہاں ہے ہزاروں ہی باتیں پوچھیں آخر کار تسلی دی کہ کچھ خوف کا مقام نہیں ہے - پھر وہاں سے بیرسٹر کے ہاں گئے خداوند بس بیان کا حال نہ پوچھیے کوٹھی ایسی سجی سجائی ہے کہ بادشاہ - باتیں ہونے ہی کو تھیں کہ ایک راجہ صاحب آگئے - ہاتھی پر سوار بڑی شان و شوکت سے اب آئے ہوئیں باہم سے مخاطب ہوئے - پھر وہ صاحب آئے اُنسے باتیں رہیں پھر خدا جانے کون کون آیا - مگر سب امیر کبیر - سب رئیس زادے اور روپے والے ہم باہر ٹہلتے رہے - اتنے میں چپراسی نے آکر کہا کہ صاحب آگئے ہیں - آپ چلے نہ جائیے گا - آپکے گھنٹہ بھر

کرتے ہوئے۔ دل کیا مانگتا ہے: عرض کیا خداوند ہمکو سرکار نے بھیجا ہے حضور کا نام سنتے ہی کرسی دی اندر سے گئے۔ بٹھایا سب حال پوچھا آخر میں کہا کہ کچھ ہونا نہیں ہے۔ ہمارے پاس شام کے پانچ بجے آؤ۔

نواب صاحب نے کہا کہ اتنی عمر آئی۔ ہزاروں گھوڑے اور بابو اور باغ اور مکان اور محل اور بارہ دریان اور قفسین اور ہوادار خریدے مگر خدا کی عنایت سے ایسا اتفاق کبھی نہیں ہوا۔ ابکی یہ گل کھلا۔ اب گو کچھ ہونا نہیں ہے مگر بدنامی تو ہے۔

منشی کرپارام صاحب نے کہا جی نہیں نواب صاحب بدنامی کیسی یہ کیسے کرمنت کی جھنجھٹ ہے۔

نواب صاحب بولے ہاں صحیح ہے۔ پریشان کر دیا۔ انتہا کا پریشان کردیا اب طرح طرح کے خیالات دل میں آتے ہیں۔ چوری کے مال کی خریداری۔ ہم قانون سے واقف نہیں۔ حکام کا ساتھ۔ اللہ ہی اپنا فضل کرے ہمیں تو اب تک یقین ہے کہ اور چاہے کچھ نہ ہو جرمانہ تو ضرور ہی ہوگا ملک بے سیاست مال بے تجارت مشہور ہے۔ سیاست مدن کے اصول ہی یہ ہیں کہ جو خلاف قوانین وآئین موضوعہ واصول قانون عمل میں لائے ضرور سزا پائیگے۔ اب وہ تو ہے نہیں کہ حبیب الدولہ بہادر نے سفارش کی اور چاہے کیسا ہی مجرم کیوں نہو رہا کر دیا گیا۔ نجیب الدولہ بہادر کی خوشامد کی اور معہ چھوں پرتاؤ دیتے چلے آتے ہیں۔ اب تو سزا اور جزا دو قوت ہیں مگر جزا کم سزا زیادہ اگلے وقتوں میں زرا زراسی بات پر شہنشاہ خوش ہوکر لاکھوں کروڑوں دے نکلتے تھے۔ کسی کو جاگیر عطا کی کسی کو خلعت دے دیا۔ اب کبھی سننے ہی میں نہیں آتا۔ کھوشا ڈھنگ ہیں۔ ہاں اتنا ہے کہ خطاب شاہی ملتے ہیں۔ نجم الہند۔ ستارۂ ہند۔ کے سی وس

خدا جانے کیا ہم تو اچھی طرح کہہ بھی نہین سکتے۔ انکے ہان ذرا اخلاق کم ہو ظاہرداری گو اچھی نہو مگر لازمہ انسانی ہو اور ضرور کسی قدر برتاؤ اسکا بھی چاہیے۔
یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ برق انداز وردی پہنے۔ چپ رپ کرتا ان موجود ہوا۔
چھوٹے حضور بولے خدا وندا خیر کیجیو۔ روشن علی کانپ اٹھے حوالی موالی کی نظر انکے جانب تھی۔ اُسکے بعد جمعدار صاحب آئے۔ حاضرین جلسہ مین سے ایک صاحب نے کہا چلیے بس اب بات بن گئی یہ ہمارے ساسے ہین۔
جمعدار صاحب نے بڑے ادب سے چھوٹے نواب صاحب کو بندگی کی اور بیٹھکر کہا۔ حضور یہ کیا بات ہوئی۔ اور وہ نمک حرام مصاحب کون ہو جسنے دھوکا دیا۔
نواب صاحب نے کہا یہ تشریف رکھتے ہین۔ جمعدار صاحب نے کہا اخاہ آپ ہین۔ تو کیون نہو پھر یہ تو تھانے لگیے ہین بڑا شرابی ہے۔ ایک قتل کے مقدمے مین بھی ماخوذ ہوسکے حضرت۔ خدا انسے محفوظ رکھے۔ انکے کاٹے کا تو منتر ہی نہین۔ یہ بابو کس کا تھا بولو۔
روشن علی۔ اجی صاحب ہم تو چور ہو ہی گئے سارا قصور ہمارا ہی ہو کیون مگر ہمارا خدا خوب جانتا ہو کہ ہم بے قصور ہین۔ اللہ جانے بندہ جانے یا نہ جانے کچھ پروا نہین۔
جمعدار۔ کون ۔اجی یہ ڈھکوسلے رہنے دو بالاے طاق۔ صاف صاف جواب دو۔ وہ کون تھا جو بابو لایا تھا۔
روشن علی۔ ایک شخص ہو۔
جمعدار۔ تقریر کو سینئے۔ ایک شخص ہو شخص نہین تو کیا گدھے بھی بابو بیچا کرتے ہین۔
روشن علی۔ تو آپ بگڑتے کیون ہین۔

جمعدار۔ اچھا تیکھے بھی ہوے چلتے ہین آپ مین ٹھیک بنا دونگا ابھی نکرام نہین کا۔

روشن علی۔ خدا خوب واقف ہی۔

جمعدار۔ ہم لوگ تو واقف ہو ہی گئے۔ خدا کا واقف ہونا کوئی تعجب کی بات ہی۔

روشن علی۔ خدا ہی مالک ہی ہمارا۔

نواب صاحب کو از بس تشویش تھی کہ یا خدا یہ ہونا کیا ہی اور کچھ نہو تو اسیقدر کیا کم ہے کہ مال مسروقہ کی خریداری کا جرم عائد ہوا۔

یہ تھوڑا ہی۔ اور اگر حاکم نے دس پانچ روپے جرمانہ کر دیے تو ستم کا سامنا ہی۔ گو دس پانچ ہزار مین بھی ہمارا بال بیکا نہین ہو سکتا تاہم بیعزتی تو ہی۔ اور بیعزتی بھی کیسی کہ بدنیتی سے مال مسروقہ خرید لیا۔ مگر جمعدار نے جو جھک کر سلام کیا اور روشن علی کو للکارنا شروع کیا تو کسی قدر ڈھارس ہوئی۔ حاضرین نے کہنا شروع کیا کہ خدا وند دیکھ لیجیے گا جو کچھ بھی ہو۔ ہونا ہوانا کچھ بھی نہین ہی۔ لیکن روشن علی چپیٹ مین آ گئے انکی خیر نہین نظر آتی۔ یہ اب دین کے رہے نہ دنیا کے۔ ع

گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

دمڑی کی ہنڈیا گئی کتے کی ذات پہچان لی۔

جمعدار۔ تشکر ساسلے کہان ہین۔

روشن علی۔ ہم سے کہکر گیا تھا کہ کانپور جاتا ہون۔ خدا جانے کہان گیا۔

جمعدار۔ تم سے کہان کی ملاقات ہی۔

روشن علی۔ ہم اور وہ شاہی مین رسالے والی پلٹن مین نوکر تھے۔

جمعدار۔ وہ تمھارے ہان کتنے روز ٹکا رہا۔

روشن علی۔ دس بارہ روز۔

جمعدار۔ بابو کی نسبت کیا بیان کرتا تھا۔
روشن علی۔ کہتا تھا کہ وہی باٹن کے میلے سے لایا ہوں۔
جمعدار۔ تمہارا ساجھا کیونکر ہوا۔
روشن علی۔ ہم سے کیا واسطہ۔ ہمارا ساجھا کیسا۔
امام الدین۔ ایں۔ خدا سے خوف کرو۔ خدا سے ڈرو۔ لاحول ولا قوۃ۔
روشن علی۔ کیا کچھ جھوٹ ہو۔ ہمارا ساجھا کیا معنی۔
امام الدین۔ مرد خدا تم نے نہیں کہا تھا کہ ہمارا اور انکا ساجھا ہو۔
چھمن۔ اور انھوں نے بھی انگریجی بیان کیا۔
چھوٹے نواب۔ تو یہ کہیے آپ بیچ بیچ دھر دانے ہی کی فکر کی تھی۔
امام الدین۔ صاف ظاہر ہو۔
جمعدار۔ آپ کا کچھ دگڑ یگا۔ انکے ماتھے جائیگی۔ انکی خیر نظر نہیں آتی۔
چھمن۔ توبہ توبہ۔
حاتم علی۔ ایک مچھلی سارے تالاب کو گندا کرتی ہو۔
چھمن۔ جی اور کیا انکے (سبب سے) ہماری بھی ساکھ گئی۔
نواب۔ پہچاننے والا آدمی چاہیے۔ یہ تو ابھی بالکل ناتجربہ کار ہیں۔
جمعدار۔ جی ہاں حضور۔ ابھی کم سن نام خدا کم عمر ہیں۔
شیخ صاحب۔ گر ابل اور رسید اور سعید۔
چھوٹے نواب۔ روشن علی تمنے ہمیں بہت بدنام کیا۔
جمعدار نے کہا بابو ہمارے ساتھ کیجیے۔ روشن علی آپ تو نے بابو نواب صاحب کے ہاتھ فروخت کیا۔ تمہارا چلنا بھی فرض ہے۔ نہیں تو چلو گے تو چلیگا کون۔ اور امام الدین خاں کو ساتھ بھیج دیجیے۔
انہیں بالفعل یہی کافی ہو۔ روشن علی نے تلخ مچایا۔ واہ نہ میں نے جلدی ڈبلے کیا رہن شاہ مدار۔ امیروں سے چلتی نہیں۔ غریبوں کے سیدپا

جمعدار بن بیٹھے - اور چلنے کو جہان کہو چلتا ہون - نہ چلنا کیا معنے چلین پیچ
کھیت - یاران چوری نہ پیران دغا بازی - چلیے - مگر ہماری آہ تو ضرور ز
اثر دکھائیگی -

جمعدار - اخاہ آپ ولی بھی ہین -

روشن علی - اب تو چور ہین - مگر اللہ بچانے والا ہی -

حاضرین نے متفق الرائے ہو کر کہا کہ بیشک اسمین روشن علی ہی کا
قصور ہی - اور روشن علی کے چور ہونے مین اصلا شک نہین - نواب صاحب
کی شرافت ہی کہ خاموش بیٹھے ہین ورنہ کوئی دوسرا ہوتا تو زدوکوب کی
نوبت آجاتی -

ایک صاحب نے یہ کہا - دوسرے نے اتفاق رائے کیا - تیسرے
نے کہا خدا کی قسم اسقدر بے بھاؤ کی پڑتین کہ ایک بال تو کھوپڑی کی پر رہ جاتا
بالکل گنجی نظر آتی - چار ابرو کا صفایا - چوتھے صاحب بولے - واللہ [illegible]
کوٹھری مین اتنا گڈیاتا - اتنا گڈیاتا - اسقدر پیٹتے کہ عمر بھر [illegible]
چھٹی کا دودھ یاد آتا دل لگی نہین ہی -

شیخ صاحب - جی اس مین کیا شک ہی -

چھمن - خداوند مین اس شخص سے بہت ڈرتا تھا کئی بار مجھ سے اس سے
تکرار بھی ہو چکی چھوٹے حضور اسکو خوب جانتے ہین - مگر مین نے چاہا کہ حضور
سے عرض کرون لیکن خوف تھا کہ مبادا چغلخور سمجھے - بس اسی سبب سے خاموش
ہو رہا - ورنہ پہلے ہی کہ دیتا - اللہ پھر یہ بھی سمجھا کہ جاریچے حضور کی بدولت
پاتے ہین [illegible] بیچ مین بھانجی کیون ماردون -

الغرض بابو کو لیکر جمعدار اور کانسٹبل رخصت ہوے اور روشن علی
ساتھ گئے -

چھوٹے نواب صاحب نے امام الدین خان کو حکم دیا کہ جاکر بیرسٹر

کرہیں آدٔ شام کو اُنھون نے بلایا تھا۔ بیرسٹر کی کوٹھی سے واپس آکر یون گفتگو کی۔
امام الدین۔ خداوند پہلے تو کہا تعزیرات ہند دیکھو۔ یہ ہو وہ ہی۔ ہم ایسا مقدمہ نہین لے گا۔ نواب اور رئیس ہوکر چوری کا مال خرید یا۔ جرمانہ ہوگا اور قید ہوگا وہ ہوگا۔ پھر کہنے لگے کہ کچھ لائے بھی ہو۔ یا خالی خولی باتین ہی بناتے ہو۔ بس کیا دینگے نواب تمھارے۔ مین نے کہا جو آپ فرمائین۔ خداوند کہنے لگے تین ہزار۔ میرے تو ہوش اُڑ گئے۔ مگر تراب علی نے تڑسے کہ دیا کہ منظور اور یہ کہکر صاحب کے قدمون پر ٹوپی رکھ دی کہ حضور ذرا غور کرکے سب باتین متعلق مقدمہ سن لیجیے۔ کہا پہلے روپیہ لاؤ حاتم علی بولے انکو جانے دیجیے۔ مین بیٹھا ہون۔ مگر سن لیجیے کہ بات کیا ہوئی۔ کونسلی نے کہا بس۔ ہم سب سمجھ گئے۔ اب خداوند کوئی ہندوستانی ہو تو بس چلے۔ ان لوگون سے بھلا کیا بس چل سکے۔ تو اقرار یہ ہوا کہ پندرہ سو آج دین۔ اور پندرہ سو پیشی کے دن۔

امام الدین خان نے پندرہ سو روپیہ ایک مہاجن کی دکان مین جمع کرادیا چور کے ساتھ گرو سکٹے میان تراب علی اور حاتم بھی ساتھ ساتھ گئے تھے کہ ایسا نہو امام الدین خان رقم کی رقم نلوہ اُڑا دین۔ چور کے گھر مین چور آئے۔ یہ دونون بھولون چاٹ کے رہ جائین۔

چھوٹے نواب نے تاکید کردی تھی کہ جس طرح ممکن ہو ہم عدالت مین جانے سے بچ جائین۔

امام الدین خان دوسرے روز پھر بیرسٹر کے ہان گئے۔ ملاقات ہوئی بیرسٹر نے کہا ہم ڈیڑھ ہزار روپیہ لینگے۔ امام الدین خان کی باچھین کھل گئین دست بستہ عرض کیا کہ خداوند غلام حاضر ہے جو حکم ہو پیش کرے مگر بارہ سو قبول فرمائیے۔ بیرسٹر نے کہا۔ ہرگز نہین۔ جو کہا وہی لینگے۔

امام الدین خان بیرسٹر سے رخصت ہوئے سات سو روپیہ مہاجن سے لیکے بیرسٹر کو دیا اور کہا پانچ سو پیشی کے روز ضرور دونگا - حضور نواب صاحب کو عدالت تو نہ جانا پڑیگا -

بیرسٹر - ضرور جانا پڑیگا -

امام الدین - بھلا خداوند کوئی ترکیب بچ جانے کی بھی ہو -

بیرسٹر - عدالت میں ضرور حاضر ہونا پڑے گا - اس سے بچ نہیں سکتے -

امام الدین - حضور اگر کوئی تدبیر بن پڑے تو کچھ اور نذر کیا جائے -

بیرسٹر - ہاں غیر ممکن ہے - وارنٹ آگیا ہو نواب صاحب کے نام -

امام الدین - معلوم نہیں - تھانے سے جمعدار اور سپاہی آیا تھا یا ہو لیگئے اور روشن علی تو پڑے سکتے پھر نہیں معلوم کیا ہوا - خدا جانے -

بیرسٹر - پیشی کب ہے -

امام الدین - ابھی نہیں معلوم - کوئی دن مقرر نہیں ہوا - تو خداوند پھر اب عدالت کا جانا ضروری ہو - کوئی بات ایسی نہیں پیدا ہوسکتی کہ حاضری عدالت سے بری ہو جائیں -

بیرسٹر - نہیں کوئی نہیں - ایسا نہیں ہوسکتا -

امام الدین خان بیرسٹر سے رخصت ہوئے - وکیل کے ہاں آئے تین سو روپیہ محنتانے کا وکیل سے اقرار ہوا ڈیڑھ سو نقد دیے ڈیڑھ سو کا وعدہ کیا کہ پیشی کے دن دینگے -

نواب صاحب کے ہاں تشریف لائے چھوٹے نواب صاحب تو منتظر بیٹھے ہی تھے اِنکے پہونچتے ہی پوچھا کہو خیریت ہے کیا بات چیت ہوئی -

امام الدین خان - حضور بیرسٹر نے بہت غور کیا - کئی کتابیں انگلش پلٹیں ادھر دیکھا اُدھر دیکھا کہا - کچھ پروا نہیں - ہم نواب صاحب کو بچا لینگے - بال تک بیکا نہو گا - تم لوگ گھبراؤ نہیں - خداوند میں آبدیدہ ہوگیا

والد کی قسم آنسو جاری تھے۔ صاحب نے کہا رونے کی بات نہین ہم نواب صاحب کو بالکل بری کر دے گا۔ مگر شکرانہ ضرور دے گا۔ عرض کیا کہ لینے دینے کی طرف سے آپ مطمئن رہین۔ خدا نے چاہا تو آپ کی امید سے زیادہ آپ کو ملیگا۔ مگر واسطے خدا کے بہت کچھ پیروی کیجیے تشفی کی کہ اب تم جاؤ اور نواب صاحب سے بھی کہہ دو کہ گھبرائین نہین کچھ نہو گا۔

نواب۔ شکر ہی شکر ہی۔ مگر ہمکو عدالت تو نہ جانا پڑیگا۔ اسکا جواب دو۔ اگر عدالت تک جانے کی ضرورت نہو تو جان مین جان آئے۔ دو چار سو اور زیادہ لین چاہے مگر بری کر دین۔ اجی مطلب یہ کہ مقدمے سے اور جرم سے تو ہم بری ہو ہی جاینگے مگر حاضری عدالت سے ہمکو مستثنی کر دین تو خوب بات ہی کوئی قانونی بحث کرین۔ آخر قانون دان ہین کہ باتین یا نام ہی کے بیرسٹر بن بیٹھے ہین۔

امام الدین۔ خداوند غلام کی تو یہی راے ہی کہ پیشی کے دن پالکی گاڑی پر حضور سوار ہون اور عدالت تک چلے چلین دم کے دم مین مقدمہ ہو جائیگا ذرا جو تکلیف ہو تو جو جی چاہے وہ کیجیے۔ وکیل نے کہا کہ اگر عدالت مین حضور حاضر ہونگے تو فوراً بری ہو جاینگے اور اگر نہ تشریف لے گئے تو جرمانہ ضرور ہوگا۔ سو حضور اپنی تکلیف گوارا کرین اور وہان تک چلے چلین بس اللہ اللہ خیر صلاح۔ اک بس دم کے دم مین حضور چلے آئینگے بات کرتے۔

تراب علی۔ کہتے تو سچ ہین خداوند۔ غلام کی بھی یہی راے ہے۔ جانا ضروری امر ہے۔ مجبوری ہو اور آپ کی تو خود صاحب مجسٹریٹ تعظیم کرینگے حضور کچھ اس طرح تھوڑا ہی جاینگے جیسے اور لوگ جاتے ہین۔ کیون بھائی امام الدین خان ہمہ شما کی اور بات ہی۔ اور حضور کی اور بات ہے۔ ہے کچھ نہین۔ حضور چلے چلین اس روز۔

نواب۔ اُف۔ غضب ہو گیا آج تک عدالت جانے کا اتفاق نہین ہوا تھا۔

تھانہ دار نے کہا محرر تھانہ کے پاس جاؤ۔ محرر نے علحدہ لیجا کر کہا کہ روشن علی
بالکل انکار کرتا ہی اگر نواب صاحب کچھ دین تو اظہار بدل
دون۔

امام الدین خان نے چالیس روپے بھیجے اور کہا تھوڑی دیر مین اور
روپیہ بھی نذر کرونگا۔ اظہار بدل دیجیے۔ چالیس روپے لیکر کہا بس چالیس
ہی واہ مگر خیر کہ دینا کہ باقی کا روپیہ بھی جلد بھیجین۔ آدمی رخصت ہوا۔

محرر نے روشن علی سے کہا کہ تم صاحب مجسٹریٹ کے اجلاس مین انکار
مت کرنا۔ کہنا ہم کچھ جانتے ہی نہین اور ادھر اظہار نواب صاحب کے
خاطر خواہ لکھ دیے۔ روشن علی اجلاس پر پہونچے اظہار لیا گیا تو کہا کہ خداوند
مین تو غریب آدمی ہون مجھے کی اوقات۔ شہر بھر جانتا ہی کہ بد وضع نہین
شریف زادہ ہون۔ مگر نواب صاحب کا نمک کھایا ہی اسکے خلاف کیا
کہون حضور صاف صاف تو یون ہی کہ لالہ شنکر سہائے کو مین پہلے نہین
جانتا تھا۔ صورت آشنا بھی نہ تھا۔ نواب صاحب نے مجھکو حکم دیا کہ اسکے
مکان مین سے اسکو نکال لو۔ آقا کا حکم مین نے فوراً منظور کر لیا مجھے کیا معلوم
کہ کیا ہنڈیا پک رہی ہی۔ نواب صاحب نے باسٹھ روپے کو بابو خریدا
اور لالہ سے لے کے چل دیے۔ جب یہ حال کھلا کہ چوری کا مال ہی تو
نواب صاحب نے کہا کہ تم جرم اپنے اوپر عائد کر لو ہم تمھارے گھر مین تیس
روپیہ مہینے کے مہینے بھیجا کرینگے۔ اور دو سو نقد دینگے۔ اور اگر حاکم نے
جیل خانہ کیا تو وہ بھی ہمارے ذمے۔ اب خداوند چاہے پھانسی
دیدیجیے۔ غلام [illegible] جھوٹ نہ بولے گا مین تو راضی ہو گیا۔ سوچا
کہ اگر قید ہوئے تو گھر مین تیس روپیہ مہینے کے مہینے پہونچینگے
اور دو سو نقد ملینگے۔ [illegible] تو مری جیسے ہو گھر مین جا کر جو بیان
کیا تو [illegible] کہا ہم نا قدری کرینگے مگر تم

نواب صاحب کا حکم نہ مانو - قید ہو گے نام بد ہو گا - کسی کو منھ دکھانے کے قابل نہ ہو گے - خداوند یہ بات میں نے پسند کی اور کیوں نہ پسند کرتا - نواب صاحب کے سب مصاحب مجھسے بگڑ گئے - اور تھانے بھجوایا - وہاں سے یہاں آیا اب خدا مالک ہے - جو حکم ہو بجا لاؤں -

صاحب کے دل پر اس تقریر نے بڑا اثر کیا سمجھ گئی کہ یہ شخص بے قصور ہے - فوراً حکم دیا کہ نواب صاحب کے نام وارنٹ جاری ہو اور روشن علی حوالات میں رہے -

سر رشتہ دار نے معاً نواب صاحب کو اطلاع دی - اور جی کڑا کرکے یہ رقعہ لکھا -

حضور اقدس - گو حضور کی خدمت میں نیاز نہیں حاصل ہے -

مگر آپ ہمارے شہر کے رئیس اعظم ہیں چاہے موقوف ہو جاؤں چاہے سزا پاؤں مگر ایک افسوس ناک خبر سنی ضرور اطلاع دونگا - کہ بابو واسے مقدمہ مال مسروقہ میں ہمارے صاحب بہادر نے وارنٹ گرفتاری جاری کرنے کا حکم دیا ہے - افسوس صد افسوس - یہ خط بعد ملاحظہ چاک کر ڈالیے -

آپکا خادم مشتاق علی عفی عنہ

یہ خط نواب صاحب کے پاس بھیجا -

اب سینئے کہ صاحب بنگلے چل دیے - سر رشتہ دار صاحب نے وارنٹ تو لکھوایا مگر صاحب سے دستخط کے لیے نہ کہا کل کارروائی ختم کرکے نواب صاحب کے دولتخانے پر پہونچے -

اب یہاں کا حال سنیے کہ ادھر خط آیا ادھر نواب صاحب دھاڑیں مار مار کر رونے لگے خط کے آتے ہی امام الدین خان بھی داخل ہوئے -

امام الدین - حضور غضب ہو گیا -

نواب - اُف ہائے کیا کرون زہر کھا ہون -

بڑے نواب صاحب کو خبر ہوئی - خود بھی دوڑے آئے پُرانی شکر رنجی کا اصلاح خیال نہ کیا - اور محبت پدری کا مقتضا ہی یہ تھا بولے مالک ہو خدا مالک ہو - کچھ گھبرانے کی بات نہیں ہو - دیکھو مین ابھی فکر کرتا ہون -

چھوٹے نواب - ابّا جان

بڑے نواب - کچھ نہ گھبراؤ -

چھوٹے نواب - اب فکر کا وقت کہان ہو - وارنٹ آتا ہو گا -

سررشتہ دار - نہین نہین یہی تو مین نے چالاکی کی - آج دستخط کے لیے صاحب کے پاس وارنٹ نہین لے گیا - اور کل اتوار ہو پرسون تعطیل -

بڑے نواب - بڑا احسان کیا ہو - حضرت

امام الدین - حضور شریف زادے ہین -

بڑے نواب - تو پرسون تک ہمکو مہلت ہو -

سررشتہ دار - جی ہان حضور -

بڑے نواب - آپ کا تو درم ناخریدہ غلام ہون - خط چاک کر ڈالو -

سررشتہ دار - مین تو سوچ چکا تھا کہ چاہے نوکری جائے مگر حضور اِس بلا سے بچین -

بڑے نواب - بڑا احسان کیا -

بڑے نواب نے صاحبزادے کی تشفی کی اور کہا کہ بیشک ہو تو گھبرانے ہی کی بات بلکہ زہر کھا لینے کی - لیکن تسکین یہ ہو کہ دو دن ہم کو اختیار ہو چاہے جس طرح کا بندوبست کر لین - آج اور کل آج تو

کچہری برخاست ہی ہوگئی - اور کل اتوار ہی -

سررشتہ دار صاحب نے پھر کہا کہ حضور پرسون بھی تعطیل ہی -

نواب صاحب بہت ہی خوش ہوے فرمایا الحمد للہ - جان مین جان آئی خدانے عزت رکھ لی - ورنہ باقی کیا رہا تھا -

رفقا اور مصاحبین نے کہا اسمین کیا شک ہی خداوند - بڑی بیڈھب ہوگئی تھی - نواب صاحب بولے مگر اب کرین تو کیا کرین - جان خفتلے مین ہی کچھ کرتے دھرتے بن ہی نہین پڑتی - سنگ آمد و سخت آمد مگر - ع

بر سر اولاد آدم ہر چہ آید بگذرد

شاکر اور صابر رہنا چاہیے - ان اللہ مع الصابرین والشاکرین افسوس تو یہ ہی کہ اب وارنٹ ٹالے نہین ٹل سکتا -

چھوٹے نواب صاحب نے کہا ابا جان واسطے خدا کے زہر منگوا دیجیے - مجھسے یہ بیعزتی نہ سہی جائیگی - ایسی زندگی سے تو مرنا ہی بہتر ہی -

امام الدین خان نے کہا خداوند اب کچھ بن ہی نہین پڑتی - اور حضور خدا نکرے کہ کہین صاحب کو یاد ہو - اور خدانخواستہ وارنٹ جاری ہی کر دین - تو بس غضب ہی ہو جائے - خداوند اب یہ موقع نہین ہی کہ جھوٹ موٹ باتین بنائین اب موقع یہ ہی کہ حق نمک ادا کرین - قدیم نمک پروردہ سرکار ہین - حضور جب سے سنا ہی اللہ جانتا ہی روح لرزتی ہے - اُف (کانپ کر) - خدا وہ وقت نہ دکھلائے مین تو کانپ اُٹھتا ہون خداوند - بس اب ہماری صلاح یہ ہی کہ چھوٹے حضور آج ہی انتظام کرکے حج عتبات عالیات کے لیے چپکے سے چل کھڑے ہون - ہم خرما و ہم ثواب - اور تب تک یہان بڑے حضور سب ٹھیک ٹھاک کر رکھین -

میان جھمن بولے خداوند اب سوچنے اور غور کرنے اور صلاح

وشورہ کا موقع نہین۔ ا۔ اب تو آبرو پر بن آئی ہو۔ ورنہ ہماری تو صلاح یہی ہو
کہ نیپال کی ترائی مین ہو رہئے۔ اور وہان سے خاص الخاص نیپال اتر جائیے۔
ذرا ہم جوکھم کی بات نہین۔ غلام ساتھ ساتھ چلے گا۔ ہمراہ رکاب دو مہینے چار
مہینے مین یہان معاملہ رو براہ لائیگا۔ چلیے کچھ بھی نہ تھا۔

دوسرے روز بڑے نواب صاحب خود صاحب ضلع کی ملاقات
کو گئے اور وہان سے آکر یون بیان کیا۔

بڑے نواب۔ آج ملاقات کا دن ہو۔ صدر الصدور صاحب اور ڈپٹی
صاحب اور دو ایک تعلقہ دار اور اہلکار اور خدا جانے کون کون تھے۔
ہمارے آنے کی اطلاع ہوئی تو استقبال کو آئے۔ بڑے خلیق آدمی ہین۔ ہاتھ
ملایا۔ کمرے مین لے گیے۔ جاتے ہی مین نے کہا اب اس شہر سے ہمارا چل
چلاؤ ہو۔ اب کہین اور جاکر رہینگے۔ پوچھا۔ کیون کیون یہ کیا بات ہو۔
مین نے کہا۔ بس اب یہان نہ رہینگے اور وہ ہین تو کس منھ سے بہت اصرار
کیا کہ نہین ضرور بتائیے اور جلد بتائیے۔ مین نے کل داستان بیان
کی۔ وارنٹ کا نام سنتے ہی کرسی سے اٹھ کھڑے ہوے۔ ول۔ وارنٹ
!!! کیا جاری ہو گیا۔

مین نے کہا نہین جاری نہین ہوا مگر لکھا گیا ہو۔ بہت افسوس کیا
اور کہا آپ جائین اور جاکر جلسہ دیکھین اور خوشی کرین ہم اسے مقدمہ
اپنے ہان منتقل کر لینگے۔ مین نے کہا مین از بس مشکور ہوا۔ فرمایا آپ اس
بارے مین کچھ نہ کہیے جب کچہری کھلی تو بڑے صاحب نے آتے ہی کہا
منشی روبکار لکھو۔

روبکار محکمہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر

حسب منشاء چٹھی انگریزی صاحب کمشنر بہادر نمبری ۱۶ دربارۂ انتظام

تصفیہ حدود اینجانب کے نزدیک لفٹنٹ کریب صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر کا جانا موقع پر ضرور ہی۔ لہذا کل مقدمات مال و فوجداری اجلاس صاحب موصوف سے منتقل ہو کر مقدمات مال باجلاس پنڈت رائے درگا پرشاد صاحب بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر منتقل کیے جائیں۔ اور چالان فوجداری باجلاس اینجانب منتقل ہوں لہذا حکم ہوا کہ نقل روبکار ہذا پاس لفٹنٹ کریب صاحب بہادر کے بھیجکر تلقی ہو کہ فوراً موقع پر تشریف لیجائیں اور آج ہی مقدمے منتقل کر دیں۔

چھوٹے صاحب نے۔ چارج دیا روانہ ہو گئے۔

اتنے میں نواب صاحب کی جانب سے ایک باضابطہ عرضی صاحب بیرسٹر نے پیش کی کہ صرف ایک آدمی کے ذریعے سے جو خود مال مسروقہ فروخت کرنے کا مرتکب ہوا ہمارے نام بلا شہادت وارنٹ جاری ہونا ہماری کمال توہین ہی۔ لہذا عرض پرداز ہوں کہ از راہ نوازش وارنٹ کے عوض سمن بھیجا جاوے۔

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے حکم دیا کہ عرضی شامل مسل پیش ہو اور تا حکم ثانی کوئی کارروائی نسبت اجرائے وارنٹ نہ کیجاوے۔ مقدمہ کل پیش ہو۔ رفقا اور مصاحبین نے جانتے ہی آسمان سر پر اٹھا یا فتح ہی۔ فتح ہی۔ بڑے حضور کو اطلاع کرنا بھی کہہ فتح ہی۔

دور چودھوان

بچھڑے ہوؤں کی ملاقات اور دن عید رات شب برات
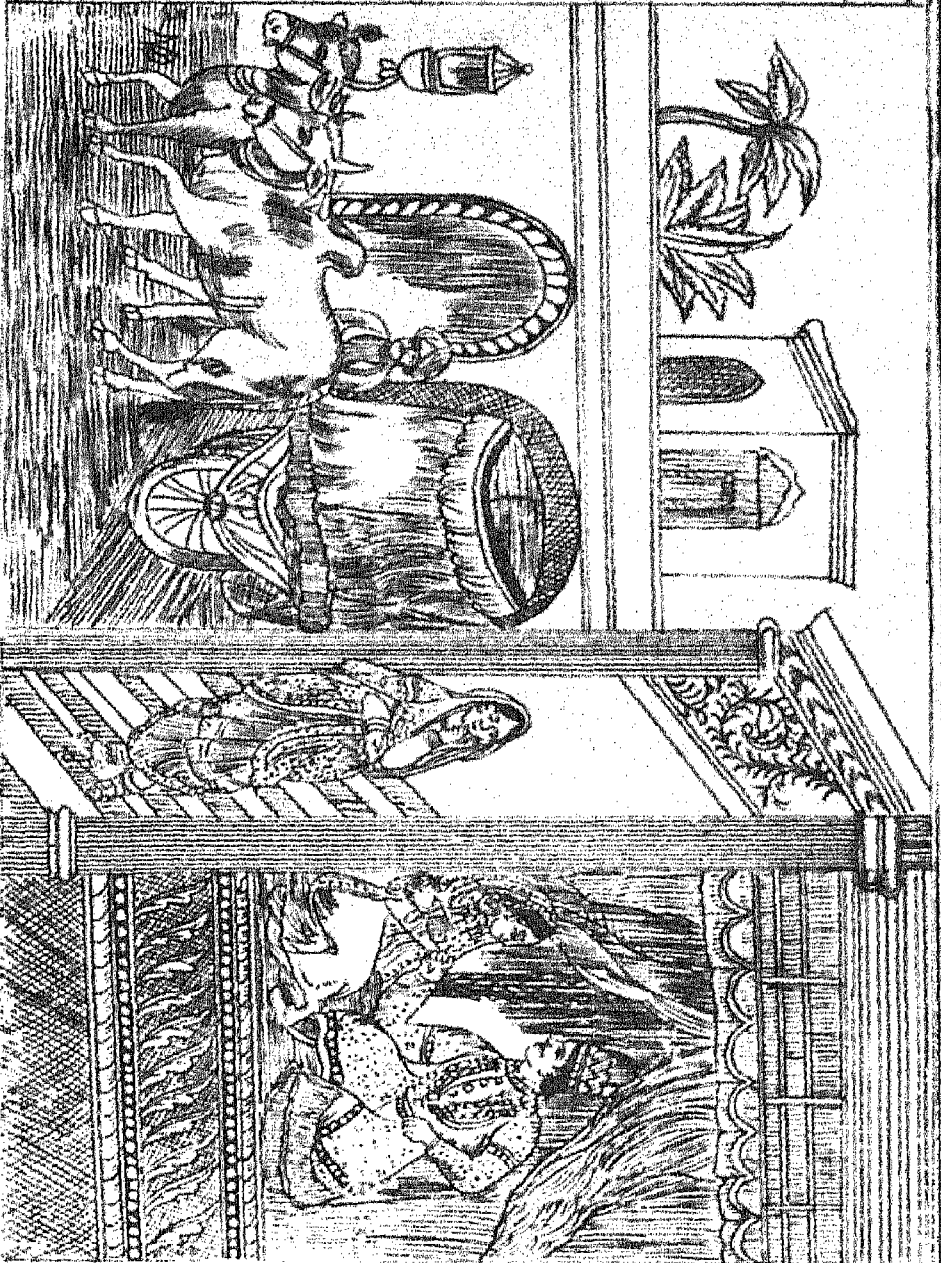
پیشی کے دن تین بجے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے چھوٹے نواب صاحب کو مال مسروقہ خریدنے کے جرم سے بری کر دیا۔ تو اُنکے کل مصاحب اور احباب بدرجۂ غایت محظوظ و مسرور ہوے۔ بڑے نواب صاحب دریا پر بیٹھے دعا مانگ رہے تھے پہلے چھوٹے نواب اپنے والد ماجد کے پاس حاضر ہوے عرض کیا۔ ابا جان تو فتح ہی۔ بڑے نواب کی جان مین جان آئی۔ فرزند دلبند سے کہا بیٹا اب گھر چلو۔ اُنھون نے عرض کیا سرکار تشریف لیچلین۔ فدوی بھی حاضر ہوتا ہی؛ اور امام الدین خان کو حکم دیا کہ ہماری نشست کی کوٹھی صاف کرار کھو اور کل اشیا قرینے سے لگا دو یہ کہکر باغ تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر مین بہت سے احباب اور اعزا جمع ہو گئے۔ کوئی پانچ بجے جب ذرا جماعت کم ہوئی۔ تو خدمتگار نے اطلاع دی (سرکار) ظہورن آئی ہین۔ چھوٹی بیگم صاحب نے کچھ پیغام بھیجا ہی چھوٹی بیگم اور ظہورن کا نام جو سنا تو بیوی کی پچھلی محبت اور سلامی کی آس فتنۂ عالم چھوکری کی اُٹھتی جوانی یاد آئی جتنی دیر مین خدمتگار نے عرض کیا اور اُنھون نے سنا اتنی ہی دیر مین اُن دونون اصنام مہوشن کی چاہت نے ایسا ایسا گدگدایا کہ فرخندہ کی جانب سے طبیعت ہٹ گئی ظہورن کا نام سنکر یہ اُٹھنے ہی کو تھے کہ فرخندہ نے پانٔون سے دامن دبا لیا۔ سوچی کہ بیگم صاحب کا پیغام آنا بیڈھب ہی۔ ایسا نہو جواب دیدے مین عورت تھی ٹن کی۔ ؎

منھ سے تو کچھ نہ بولی وہ پر فن	پانون سے پر دبا لیا دامن

مگر نواب صاحب بے اعتنائی کے ساتھ چلدیے۔ حکم دیا کہ ظہورن کو ڈولی سے اُتار دو اور اس کمرے مین تخلیے مین بھیجو۔ ظہورن ڈولی سے اُتری۔ کمرے کے دروازے پر قدم رکھا ہی تھا کہ عطر کی بو باس نے نواب صاحب کے دماغ کو طبلۂ عطار

بنادیا اور رُخ انور اور پیشانی نورانی اور گوش صفا گوش اور جبین مبین اور ساعد سیمین پر جو نظر پڑی تو بجھ د ہو گئے۔

ظہورن (مسکراتی ہوئی) لونڈی مجرا عرض کرتی ہے۔

نواب۔ (جھیپتے ہوئے) آیئے آیئے تشریف لایئے۔

ظہورن۔ آنے میں تو کچھ ہرج ذری بھر بھی نہیں ہے۔ مگر آپ آدمی نٹ کھٹ ہیں اس سبب سے کلیجہ کانپتا ہے۔

نواب۔ آؤ تمھیں ہمارے سر کی قسم۔ چلی آؤ جی۔

ظہورن۔ ایسی بے طور قسم دے بیٹھے ہیں کہ بس۔ اچھا بڑی روٹی کی قسم کھاؤ کہ چھیڑ چھاڑ نہ کیجئے گا نہیں۔

نواب۔ ہیں! ماشاء اللہ آپ بھی اپنے آپ کو کچھ سمجھتی ہیں اور جو حسن ہوتا تو زمین پر قدم ہی نہ رکھتیں۔

ظہورن اِدھر اُدھر دیکھکر کمرے کے اندر گئی اور فرش پر بیٹھی نواب صاحب کرسی پر متمکن تھے اُنھوں نے بہت اصرار کیا کہ ہمارے سامنے والی کرسی پر بیٹھو مگر ظہورن نے کہا یہ ہماری منجال (مجال) نہیں ہے کہ حضور کے سامنے کرسی پر ڈٹ کے بیٹھیں۔ نواب صاحب کو چین کہاں خود بھی کرسی چھوڑ کر ظہورن کے پاس بھڑ کے بیٹھنے کو تھے مگر وہ ذرا کھسک گئی۔

ظہورن۔ دیکھو چھیڑ خانی نکرنا نواب اللہ جانتا ہے ہم اُٹھ کے چلے جائینگے ہاں۔ چھوٹی سرکار تو ہمیں آنے نہیں دیتی تھیں مگر ہم سے نہیں رہا گیا مگر حضور سچ کہتے ہیں کہ مرد کی ذات بڑی بیمروت ہوتی ہے۔

نواب۔ تمھاری بیگم صاحب بدگمانی کے سبب سے تمکو ہمارے پاس نہیں آنے دیتی ہونگی۔

ظہورن۔ (شوخی کے ساتھ) اے تم مردوں کو اس بدنیتی کے سوا

اور بھی کچھ آتا ہے۔ تیسون کلام کی قسم کھا کے کہتی ہون دیکھیے اُنکا پیٹھ پیچھا ہے
کہ روز رویا کرتی ہین بیچاری۔ تین دن سے بڑی حضور اور چھوٹی حضور نے
کھانا کھایا ہو تو قسم لیجیے۔ ہزار خرابی سے بیٹھین تو بس دو نوالے زبردستی
کھائے اور ہاتھ کھینچ لیا۔ اور آپ یہان رنگ رلیان مناتے
ہین۔

اتنے مین پردے کے پاس سے ایک خدمتگار نے کہا (سرکار فرخندہ اپنے گھر چلی جاتی ہین۔ کیا حکم ہوتا ہے) نواب صاحب تو ظہورن کے دام زلف مین اسوقت گرفتار تھے اور اِس زبان دراز طرار معشوقہ گلعذار خورشید رخسار کی شکوہ سنجی اور والدۂ بلقیس مرتبت اور دُرالجانہ حور طلعت کا حال زار سُنکر کسی قدر منفعل اور خجل بھی تھے کچھ جواب نہین دیا ظہورن نے آہستہ سے کہا اُسے جانے دو موئی چھتیسی چھلپل پائی کو۔ یہ کہکر چق کے پاس سے جھانکا تو دیکھا ایک دُبلی پتلی سانولے رنگ کی کمسن عورت بیت ہوئے چل رہی ہے۔

ظہورن ایک تو شوخ چنچ۔ دوسرے نواب صاحب کی مطلوبہ تیسرے حسن خداداد پر مغرور۔ فوراً آوازہ کسا (دیکھ تا سانپ ٹوٹے اور رسان رسان چل) اللہ رے تری نازکی۔ عورت کاہے کو ہوئی تپ دق ہے۔ فرخندہ ایک تو یون ہی جلی ہوئی تھی۔ یہ سُنکر اور بھی جل بھُن کے خاک ہو گئی اور بہلی پہ سوار ہوکر چلدی۔ نواب صاحب کو اپنے منہ سے کہنا بھی نہ پڑا۔ ایک گھنٹے تک ظہورن نے بیگم صاحب کی بیقراری اور گریہ وزاری اور راتون کی اختر شماری کا حال اس حسرت کے ساتھ بیان کیا کہ نواب صاحب کا دل بھر آیا۔ کہا سنو ظہورن چلنے کو تو ہم چلتے ہین اور اباجان سے بھی وعدہ کر لیا ہے۔ اور فرخندہ کو بھی دھتا بتائی ہے۔ مگر ایک شرط ہے کہ ہم دو فصلون کے بغیر نہ رہینگے۔ ایک

محل مین گھبرائے دوسرے مین چلے گئے تم ہمارے گھر پر جاؤ۔
ظہورن۔ (بلائی ہوئی) یہ بھپاڑے کسو گنوارن انیلی کو دو جاکے ٹھنے اڑانی ہین تو ہم نے بھی بھون بھون کھائی ہین۔ اب ہم کو امی جان سے کہ دنیا پڑا کہ ہمارا نکاح کسو کے ساتھ پڑھوا دین۔ چاہے بھیائی ہی سبھی اوغرا بلاسے۔
نواب۔ بس وہ ہمارے ساتھ نکاح پڑھوا دینگی۔
ظہورن۔ نواب اللہ جانتا ہو آج تمنے ہمین بڑا ذلیل کیا۔ ہمارا دل تو صاف ہو مگر لوگ کیا کہتے ہونگے کہ یہ جوان جہان چھوکری وہان اکیلے مین نواب کے پاس کیون بیٹھی ہو گھر سے نکلواؤگے کیا۔
نواب۔ (بوسہ لینے کو تھے) بڑی وہ ہو۔
ظہورن۔ (دروازے کے پاس آنکر) بس بہت چونچلے نہ بگھارو یہ نخرے چٹخاؤ۔ گزو۔ ازہی۔ زرلکھ۔ لزسے۔ گزا۔
نواب۔ پزر۔ دزا۔ گزیا۔ ہزی۔
دو گھنٹے تک نواب صاحب اور بی ظہورن اس کمرے مین رہین اور جب باہر برآمد ہوئین تو دونون بند پالکی گاڑی مین سوار ہوے اور جوالی موالی سب بھاپ گئے کہ ظہورن محل مین داخل ہو گئین تھوڑی تھوڑی دور کے فاصلے پر ظہورن کی ڈولی تھی۔ گاڑی روک لی گئی ظہورن ڈولی پر سوار ہوئین۔ اور گاڑی سے اترتے وقت نواب صاحب کے گال مین بہت آہستہ سے چٹکی لی۔
نواب صاحب کے ہان اندر سے باہر تک سب خوش۔ بڑی بیگم نے جو لڑکے کو اتنی مدت کے بعد دیکھا تو مارے خوشی کے آنسو روان ہوے چھوٹی بیگم کے پاس گئے تو کئی سنٹ تک یہ مارے جھیپ اور وہ مارے خوشی اور حیا کے خاموش رہین اسکے بعد نواب صاحب

نے زلف چلیپا کو جو رخسار تابان پر مار سیاہ کی طرح لہرا رہی تھی ہٹا کر ایک گرم گرم بوسہ لیا اور کہا ہم اپنی بد اعمالیون سے خود نادم ہین۔

اب سنیئے کہ باہر آئے تو سنا کہ بڑی بیگم صاحب نے محلے کی کل مسجدون مین گھی کے چراغ جلائے ہین اور بڑے نواب صاحب نے تھیٹر والے پارسیون کو چار ہزار روپیہ دیکر تماشہ کرنے کو بلایا ہے۔

دوسرے روز دس بجے شب کے تماشا شروع ہوا۔ خیمہ نشینون کے اوپر کے کمرون مین بیگمات مخدرات پردے مین بصد آن بان تمکن تھین۔ اور محفل مین شہزادگان گردون مدار اور روسائے ذوی الاقتدار اور عمائد و امرا رونق بخش تھے۔ اور بارہ دری کے باہر دو مقام پر شامیانون کے نیچے ناچ ہوتا تھا۔ بارہ دری کے پردے جواہر نگار پر بہار۔ ہر در و دیوار۔ لطافت بار۔ بارہ دری چراغان سے جگمگائی ہے رات شب قدر کو شرماتی ہے۔ باہر دکانین جمی ہین۔ کوئی بی بی ساقن کے دھون کی خیر مناتا ہے۔ کوئی چرس کا دم لگاتا ہے۔ تنبولی کی دکان پر بھیڑ لگی ہے۔ گلوری پر گلوری چباتا ہے پیچے مین منھ لال ہے مہوا گردو گرد ڈالا ہے کا منھ کالا سوڈا واٹر والا بوتلون پر بوتلین کھولتا جاتا ہے۔ دناون کا گت اڑاتا ہے۔ تماشا شروع ہوا نواب صاحب اور منجھو صاحب اور نصرت الدولہ بہادر کرسیون پر بیٹھے تماشا دیکھنے لگے۔ تماشے کے بعد ایک دلچسپ نقل شروع ہوئی۔

ایک نوجوان عورت موجد رسم دلربائی طراز آستین خودنمائی طاؤس سیہ ملائک نظر فریب۔ آفت ہوش۔ ستم کوش۔ سر تا سر سرخ ساری پہنے آئین۔ وہ سرخ ساری گویا قوت احمر ہیرا کھائے۔ معشوقون کے لعل لب کو شرمائے اور اس حور وش کے ساتھ اسکا شوہر بھی آیا۔ میانہ قامت گدرایا ہوا بدن باڑ واڑیون کی سی لال پگیا سر پر جمائے ہوئے۔

مرد۔ ایک کام کو جاتا ہون ابھی ابھی آتا ہون۔
عورت۔ اچھا جایئے۔ مگر ایسا نہو کہ غوطہ لگاؤ تو کل تک نہ آؤ۔
مرد۔ نہین دو تین گھنٹے مین آجاؤن گا۔

حضرت چلے گئے۔ اثنائے راہ مین ایک دوست سے کہا کہ ہمین نوکر کی ضرورت ہو۔ ہمارے پاس کوئی آدمی نہین ہو۔ کوئی ہوشیار آدمی تلاش کر دیجیے۔ اُنھون نے کہا اچھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک جوان آدمی کو ساتھ لائے اور کہا یہ خدمتگار حاضر ہو نوکر رکھ لیجیے۔

مرد۔ تم نوکری کروگے۔
خدمتگار۔ (آہستہ سے) ہان۔
مرد۔ کیا کہا۔
خدمتگار۔ مین نے کہا ہان۔ لیکن ایک شرط ہو آپ آدمی ذرا عقل کے بھدے معلوم ہوتے ہین۔
مرد۔ مطلب یہ کہ نوکری کروگے۔
خدمتگار۔ (بآواز بلند کھڑک کر) ہان۔ ہان۔ ہان۔
مرد۔ یہ ہونہیز معلوم ہوتا ہو۔
دوست۔ بڑا کھرا آدمی ہو۔
مرد۔ تمھارا کیا نام ہو۔
خدمتگار۔ جعفر۔
مرد۔ اچھا جعفر تم ہمارے ساتھ رہو۔
خدمتگار۔ بہت خوب۔

جعفر کو لیکر چلے تو ایک باؤلی کے قریب پہونچے۔ پَن بھریان پانی بھر رہی تھین ایک سے ایک بڑھکر حسین و ناز نین۔ کوئی جادو نگاہ کوئی غیرت مہر و ماہ کسی کی دھانی پوشاک جس سے بکھراج شرمائے۔ کسی

کی گلابی دھوتی - جو ہے نئے ہی رنگ اور نئے ہی ترنگ مین سے

ہر لطف حسینون کی دورنگی کا امانت		دوچار گلابی ہون تو دو چار بسنتی

آقا - جعفر جعفر - او جعفر -
جعفر - اجی کیون غل مچاتے ہو بیکار -
آقا تو تم بولے کیون نہین -
جعفر - گھورین کہ بولین -
آقا - ہان رنگین مزاج بھی ہو -
جعفر - کیسے کچھ پرلے سرے کے -
آقا - ان مین سے کسی کا زیور اُتار لاؤ تو کھرے ہین -
جعفر - اجی یہ مجھ سے نہو گا -
آقا - ہائین وجہ - نہونے کا سبب -
جعفر - پکڑا جاؤن - جوتیان کھاؤن - الو بنون - سزا پاؤن -
آقا - مین ایک تدبیر ایسی بتاتا ہون کہ سزا سے بھی بچو اور مطلب بھی نکلے -
جعفر - تو پھر کیا ہو - سب کا زیور اُتار لاؤن -
آقا - تو کنکریان لیے کھڑا رہنا - جب عورتین ادھر پانی لیکر نکلین تو ایک کنکری پھینکنا جو رنگیلی ہو گی اشارے سے بُلا لیگی -
جعفر - تو جاؤن پھر -
آقا - جاؤ -

میان جعفر کونے مین چپ چاپ کھڑے رہے - عورتین باؤلی پر آئین پانی بھرا باتین کین - جب چلنے لگین تو جعفر نے ایک عورت پر کنکری پھینکی - وہ پاک دامن تھی چپکی چلی گئی پھر دوسری آئی - اُس پر کنکری پھینکی تو وہ بھی چلدی - اسکے

بعد ایک بانکی عورت آئی اسپر جو جعفر نے کنکری پھینکی تو پھر کر اشارے سے بلایا جعفر ریشہ خطمی ہی تو ہو گئے نہایت بشاش ہوئے کر منھ مانگی مراد پائی - پری پیکر اڑکر آغوش مین آئی لپکے اور اُسکے ساتھ اُسکے گھر گئے اُس رنگیلی عورت نے جعفر کو بیجا کر بڑے تپاک سے بٹھایا اور پیار کی باتین شروع کین -

جعفر - آپ کا نام کیا ہے -

عورت - کیسر -

جعفر - اہو ہو ہو - آپ کا نام کیسر اور میرا نام جعفر - دونون نام ایک سے -

کیسر - آپ کی ملاقات سے ہم بہت محظوظ ہوے -

جعفر - آپ کی عنایت -

کیسر - کبھی کبھی آیا کیجیے -

جعفر - کبھی کبھی کیا معنی مین تو چاہتا ہون کہ روز آؤن -

کیسر - واہ اس سے کیا بہتر ہے نیکی اور پوچھ پوچھ -

جعفر - حورون کا ذکر سنتے تھے آپ کو آنکھون دیکھا - ؎

وصف واعظ سے تو ہم سنتے ہین حسن حور کا	کون جانے جھوٹ ہے یا سچ ہے شہرہ دور کا

کیسر - واہ آپ البتہ حسین جہان ہین - ؎

تمھاری سُرخی لب نے اڑایا رنگ ہنس ہنسکر	حنا کا لعل کا یاقوت کا خون شہیدان کا

جعفر - ہم لاکھ حسین ہون پھر مرد ہین تمھارے حسن و نزاکت کا بھلا مقابلہ کرسکتے ہین کیا مجال -

کیسر - کچھ علم موسیقی مین بھی دخل ہے -

جعفر - ہان کچھ کچھ -

کیسر - پھر کچھ گائیے -

جعفر - بہت خوب -

جعفر ایسے مزے مین آئے کہ بے دھڑک گانا شروع کیا۔ ؎

جب رُخ سے حجاب اس گل رعنا نے اٹھایا — کیا لطف تماشا دل شیدا نے اٹھایا
گلشن مین تری نرگس مخمور کے آگے — خجلت سے نہ سر نرگس شہلا نے اٹھایا
اٹھا نہ فرشتون سے بھی جو بار محبت — وہ بوجھ ترے عاشق شیدا نے اٹھایا
یون تھا یہ ہمارا کہ جلے عشق مین برسون — کیا داغ تھا جو لالۂ صحرا نے اٹھایا

شاعر تھا مین ایسا کہ پس مرگ بھی صفدر
تابوت مرا میر نے سودا نے اٹھایا

کیسر۔ واہ آپ نے اسوقت نہایت محظوظ کیا۔
جعفر۔ لطف تو جب ہو کہ آپ بھی ہمین محظوظ کرین۔
کیسر۔ (مسکرا کر) ؎

تمنا ہے بٹھا کر سامنے دیکھا کرون ہر دم — تری اس بھولی صورت کو تری پیاری چتونکو

جعفر۔ احسان ہے ؎

بوسہ دو ہمین بغیر مانگے — اتنی ہمت تمھین خدا دے

کیسر۔ ہمارے میان تمھارے سے جوان نہین ہین۔

چمن مین مئے کا مزہ ہے جو پاس یار بھی ہو — ہوا سے سرد بھی ہو ابر نو بہار بھی ہو

جعفر۔ ہان اس رنگ مین بھی ہو نہ پھر لاؤ۔

خرابات جہان برباد ہو جائے تو ہو جائے — رہے ساقی سلامت تم کی خیر آباد میخانہ

کیسر۔ کل۔
جعفر۔ کیسر پیاری (کیسر کا گورا گورا ہاتھ چوم لیا۔
کیسر۔ (ہاتھ چھڑا کر) آج جائیے کل آئیے گا۔
جعفر۔ واہ کیا خوب۔ ؎

سنتے ہی نام وصل وہ پہلو سے اٹھ گئے — جھنجھلا کے طیش کھا کے بگڑ کے چھڑا کے ہاتھ

کیسر (منہ پر ہاتھ رکھکر مسکرائی)۔

جعفر۔ شکر ہی ے

بجلی کی چمک رہگئی آنکھون کے سامنے		منھ پر کسی نے رکھ لیے جب مسکرا کے ہاتھ

کیسر۔ اب جاؤ۔ لو یہ ایک اشرفی لو کل نو بجے رات کو آنا۔

جعفر نے اشرفی لی اور نہایت ہی محظوظ ہو کر چلے۔ راہ مین اِنکے آقا اِنکو ملے۔

آقا۔ کہو کوئی ہتے چڑھی۔

جعفر۔ اہو ہو ہو۔ اہو ہو ہو۔

آقا۔ کیا پایا معلوم ہوتا ہو کسی نے بلا لیا۔

جعفر۔ اہاہا ہا۔

آقا۔ ارے کچھ کہئیے گا بھی۔

جعفر۔ کچھ نہ پوچھو۔

آقا۔ توبہ۔ عجب آدمی ہو۔ ارے کمبخت بول تو بھلے مانس۔

جعفر۔ کئی عورتین آئین۔ کنکری پھینکی چلی گئین۔ ایک پری پیکر پر اوہر کسن کڑی بڑی اِدھر آ نکے مجھے بلایا۔ اور اچک کر ہم ساتھ ہو لیے تھے اپنے گھر لے گئی۔

آقا۔ واہ وا چھین ہی چھین لکھتا ہی۔ مکان کہان پر ہی۔

جعفر۔ اجی مرغی بازار کے آگے تمھاری دکان ہی نہ۔ اُس کے بائین ہاتھ کو گلی گئی ہو۔ اُس گلی مین جو پہلا مکان ہی۔

آقا۔ کیا کہا۔ مرغی بازار کے پاس جو گلی اور اُسکا پہلا مکان۔

جعفر۔ ہان ہان جی چھپر پنی چھپکی ہی۔

آقا۔ ارے غضب یہ میرے ہی گھر مین گھس گیا۔ ے

کس نیا موخت علم تیر از من		کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد

اِس نے ہم ہی پر ہاتھ صاف کیا۔

جعفر - ایسا اچھا مکان ہی کہ جی خوش ہو گیا۔
آقا - اچھا پھر کیا ہوا۔
جعفر - غزل گائی پیار کی باتین کین - ایک اشرفی دی اور کہا کل نو بجے آنا۔
آقا - ہان تو تم نو بجے کل ضرور جانا۔
جعفر - مین تو جاؤنگا مگر تم میرے پیچھے ہی رہنا۔
آقا - ارے مین تو خود بخود ساتھ رہون گا - تو جا تو۔
دوسرے دن نو بجے جعفر حسب ارشاد کیسر کے مکان پر گئے - کھولو
کھولو دروازہ کھولو۔
کیسر - کون ہی۔
جعفر - [illegible] ہون جعفر
کیسر نے نازو ادا کے ساتھ اٹھکر دروازہ کھولدیا جعفر اندر تشریف لائے
جعفر - کہو جان جان اچھی تو رہین -
کیسر - ہان شکر ہی کہیے آپ کا مزاج -
جعفر - آپ کو دیکھا گویا قارون کا خزانہ ملگیا - ؎

یہ اب دریافت ہوتا ہی مجھے دل کی گواہی سے		زمانہ وصل کا نزدیک ہی فضل الٰہی سے

اتنے مین اس عورت کا شوہر آگیا اور جعفر کو الماری کی آڑ مین چھپنا پڑا آتے
ہی میز کے نیچے خوب لکڑیان لگائین مگر جعفر وہان سے چلے گئے تھے - راہ مین میان
جعفر ملے -
جعفر - سلام ہی -
آقا - کہو گئے تھے -
جعفر - گئے اور بیچ کھیت گئے اور خوب باتین کین -
آقا - پھر کیا ہوا - جلد جلد بتا - سب حال - بولو -
جعفر - اجی تو بولتے بولتے بولون کہ بات آٹھون - مثلاً - لکھتا ہون - کہتا ہون

آقا۔ ہم ایسا آدمی نہین چاہتے۔ جھٹ پٹ کیون نہین بتاتا۔ بولو جلد بولو۔
جعفر۔ گیا۔ بیٹھا۔ پیار کی باتین کین مجھے دیکھکر کیسر کھلی جاتی تھی۔
آقا۔ "پیچھے کیا ہوا"
جعفر۔ بڑی کھلائی احمد آباد سے آئی تھی۔
آقا۔ (آہستہ سے) ارے رے رے۔ احمد آباد کی بڑی بھی کھلائی کمبخت نے۔
جعفر۔ پانی پیا۔ پھر پان کھایا۔
آقا۔ ارے پتھر کھائے۔ پھر کیا ہوا۔ انجام کیا ہوا۔
جعفر۔ مزے سے بیٹھا تھا کہ اُسکا شوہر آگیا۔ خدا اُسکو غارت کرے روسیاہ ہو مردود۔ خدا بچھے اُس سے وہ آگیا۔ آواز دی کھولو۔ کھولو جلدی کھولو۔ بڑی مصیبت مین مبتلا ہو گیا تھا۔ مگر بخیر گذشت۔
آقا۔ پھر کیا ہوا۔ تجھکو دیکھ لیا تھا۔
جعفر۔ اے توبہ اُسکی کیا حقیقت ہے۔ کیا مجال۔ اسکی عورت بڑی چالاک مگر مرد نرا گدھا
راوی۔ حضرت نے جو اپنی سرگذشت سنی تو منھ بنایا۔ مگر خاموش منظور۔ تو یہ تھا کہ جعفر کو کیسے باتین کرتے ہوے گرفتار کرین۔ واہ
آقا۔ پھر تمکو کہان چھپا دیا تھا۔
جعفر۔ الماری کے اُدھر۔
آقا۔ ارے رے رے۔ سب کہین دیکھا۔ الماری کے اُدھر دیکھنا ہی بھول گیا افسوس صد افسوس۔ خیر اب سہی۔
جعفر۔ اُسکے شوہر نے آتے ہی چوطرفہ دیکھنا شروع کیا اور وہ غل مچایا کہ تو بس ہی بھلی۔ ہوش اُڑ گئے۔ مگر مجبور۔ اِدھر اُدھر دیکھکر وہ تو چل دیا پاگل تو ہے ہی۔ گدھا زمانے بھر کا۔ عورت کے بچے کہا تو ڈرتے ڈرتے الماری کے اِدھر اُدھر دیکھ بھال کر مین اُس قید تنہائی سے کیسے سامنے آیا۔

آقا۔ اچھا جلدی جلدی بتاؤ پھر ہوا کیا۔
جعفر۔ مجھے ایکے تین اشرفیان دین۔
آقا۔ ہان تین اشرفیان دین۔
جعفر۔ اجی روز ایک ایک اشرفی بڑھتی ہی جائیگی۔
آقا۔ (جلکر) ہان کیون نہین۔ ایک ایک اشرفی روز بڑھتی ہی جائیگی آج کسوقت بلایا ہی۔
جعفر۔ گیارہ بجے رات کو۔
آقا۔ ضرور جانا۔ ایسا نہو سو جاؤ۔
جعفر۔ واہ سوتے کوئی اور ہونگے۔ ہونہہ۔ سونے کی ایک ہی کہی۔
آقا۔ اچھا تو پھر ضرور ضرور جانا۔
جعفر۔ مین تو جاؤنگا اس مین شک ہی نہین۔ مگر آپ میرے ساتھ ہی رہیگا ایسا نہو اکیلا چھوڑ دیجیے۔ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ اسکے شوہر کو قتل کر ڈالین تب پھر چین ہی چین لکھتا ہی۔
اس فقرے کے سنتے ہی انکا جی چاہا کہ جعفر کو قتل کر ڈالین۔ مگر غصے کو ضبط کیا۔ اور خاموش ہو رہے۔
شب کو میان جعفر پھر پہونچے۔ کھولو۔ کھولو۔ دروازہ کھولو۔ دروازہ کھولو۔ کیسر نے شوخی کے ساتھ اٹھکر دروازہ کھولا تو میان جعفر تشریف لائے۔
جعفر۔ کہیے مزاج شریف۔
کیسر۔ آپ ہی کے انتظار مین تھی۔
جعفر۔ مین ٹھیک وقت پر حاضر ہوا۔ مگر وہ کمبخت تو نہ آتا ہوگا۔
کیسر۔ نہین۔ وہ یہان کہان۔ وہ خدا جانے کس پھیر مین ہوگا۔
جعفر۔ کل تو آسنے جان عذاب مین کر دی۔ ناک مین دم کر دیا سخت مصیبت مین مبتلا ہو گیا تھا۔

اتنے مین انھون نے آتے ہی غل مچایا - کھولو - کھولو - دروازہ کھولو
جعفر کے ہوش فقرو - حواس بپترا - بوکھلایا ہوا چوطرفہ پھرتا ہے - کہان چھپون
آج کہان چھپون - آج مارہی ڈالے گا - اب زندہ نہ چھوڑے گا - واسطے
خدا کے بچاے کیسر -

کیسر - الماری کی آڑ مین چھپ رہو -

جعفر - اب آن وہان نہ چھپونگا -

کیسر - اچھا صندوق کے اندر چھپ رہو -

جعفر روتے پیٹتے صندوق مین داخل ہوے - اتنے آقا تشریف لائے
اور آتے ہی الماری کے ادھر ادھر اتنے ڈنڈے لگائے اتنے ڈنڈے لگائے
کہ توبہ ہی بھلی - گھر بھر مین ڈھونڈھا - چوطرفہ تلاش کی کوئی جگہ باقی
نہ رکھی -

مرد - بتا کہان ہے -

عورت - ہائین - ہائین! کچھ خیر ہے -

مرد - خیر کے بھروسے نہ رہنا - ہان بس کہہ دیا ہے -

عورت - تو کیا ہے کیا -

مرد - وہ کہان ہے -

عورت - وہ کون - آخر کچھ معلوم تو ہو -

مرد - وہ جسکو اشرفیان دین - برفی کھلائی - پان چکھائے - مزے مزے سے
باتین کین - اور کون - اور اوپر سے باتین بناتی ہے -

عورت - کیا! (تنک کر) ہوش کی دوا کرو -

مرد - اب بتا دو کہ ہے کہان - مین ایک نہ مانونگا - ہرگز ہرگز نہ مانونگا اور
کیونکر مان لون بیوجہ -

عورت - تم کیا کہتے ہو - ہماری تو سمجھ ہی مین نہین آتا کچھ -

مرد - ہان ٹھیک ہی۔

عورت - (منھ بناکر) تین چار دن سے جب آتے ہین ہلڑ ہی مچاتے ہین۔

مرد - ہان ہلڑ مچاتے ہین۔

عورت - زار زار رونے لگی۔

مرد - اس رونے سے کیا ہوگا۔

عورت - تو مین نے کیا کیا۔

مرد - یہان کون آیا کرتا ہی۔

عورت - واہ (رو کر) آنکھین ہی پھوٹین۔

مرد - کسکی - کسکی آنکھین پھوٹین - یہ نہ بتائے گی - میری آنکھین پھوٹتی ہین یا اُسکی وہ جو آتا ہی۔

الغرض عورت نے بہت کچھ مکر کیے مگر اسکے شوہر نے کہا مین ایک نہ مانونگا تو بڑی مکار ہی - تین دن سے ایک آدمی یہان آتا ہی - اور روز روز کا کچا چٹھا مجھے کہ سناتا ہی ایک دن میز کے نیچے چھپایا - دوسرے دن الماری کے پاس - تیسرے روز کہین اور چھپایا ہوگا - ہم آج گھر ہی پھونک دینگے جس مین وہ جل بھن کے خاک ہو جائے۔

عورت - اچھا پھونک دو۔

مرد - اب دیکھین کدھر بچ کے جاتا ہی۔

عورت - اچھا پھونک دو۔

مرد - لاؤ آگ۔

عورت - یہ روپیہ اور زیور اور اشرفیون کا صندوق تو یہان سے ہٹا دو۔

مرد - یہ کیون۔

عورت - سب پھونک دوگے تو کھاؤگے کیا۔

مرد - اچھا۔

عورت نے کہا صندوق اٹھاو۔ حضرت نے صندوق اٹھایا تو پانی ان پر گرنے لگا۔

مرد۔ یہ صندوق سے پانی کیسا گرتا ہے۔

عورت۔ اسمین گنگا جل رکھا تھا۔ گر پڑا ہوگا۔

صندوق اٹھا کر انھون نے علحدہ رکھ دیا۔ اور گھر بھر پھونک دیا تھوڑی دیر کے بعد اکڑتے ہوے نکلے۔ مونچھون پر تاؤ دیکر کہتے تھے کہ اب تو ہمنے پھونک دیا۔ دیکھین میان جعفر اب کیونکر آتے ہین۔ یہ کہتے ہی تھے کہ جعفر آن موجود ہوے۔

آقا۔ ارے! یہ بھوت بنکر آیا۔ کیونکر آیا آخر۔ کہان تھے۔

جعفر۔ اجی آج کا حال نہ پوچھو۔

آقا۔ کچھ تو بتاؤ۔ نہ پوچھو کیا معنی۔ بتاؤ۔

جعفر۔ گیا۔ بیٹھا۔ پان کھایا۔ باتین کین۔ مزے سے گپین اڑ رہی تھین کہ وہ بدبخت بدنصیب پلید نالائق نابکار پھر آن پہونچا۔

آقا۔ ہان پھر کیا ہوا۔ مطلب کی بات چھپا جاتا ہے۔

جعفر۔ سُنتے جلیئے اب جاؤن تو کہان جاؤن۔ بولو۔

آقا۔ بھاڑ مین جا۔ مطلب تو کہہ۔ پھر ہوا کیا۔

جعفر۔ اجی ہوتا کیا عورت تو بڑی چالاک ہے۔ مگر مرد گدھا ہے۔

آقا۔ ہان ہان گدھا تو ہے ہی۔ مطلب بیان کر۔ جلد بتا۔

جعفر۔ صندوق مین مجھے بند کر دیا۔

آقا۔ ارے رے رے سب کہین دیکھا صندوق ہی مین نہ دیکھا۔ افسوس (ہاتھ ملکر) کیا رنج ہوا ہے کہ بیان سے باہر۔

جعفر۔ آنکھ چوطرفہ دیکھا گدھے نے۔ اِدھر۔ اُدھر۔ اوپر۔ نیچے۔ الماری کے آس پاس۔ میز کے نیچے۔ کہین پتا نہین۔ اپنی جورو پر بہت خفا

ہوا خوب للکارا۔
آقا۔ پھر کیا ہوا۔
جعفر۔ صندوق اُٹھا کر لیچلا۔
آقا۔ ارے رے رے۔ گھر بھر پھونک دیا مگر اُسکو چھوڑ دیا۔
جعفر۔ اجی کوئی ایسی تدبیر نہیں کرتے کہ اُسکے شوہر کو مار ڈالو۔ تو وہ ہمارے ساتھ بھاگ جائے کا ٹھیا وار جانے والی ہو۔
آقا۔ ہاں ہاں فکر ہو جائیگی۔ پھر تو جا۔
جعفر۔ بھیج دوگے۔
آقا۔ ہاں ضرور بالضرور (آہستہ سے) بھیج دونگا کالے پانی۔
جعفر۔ اجی صندوق بڑا بھاری تھا۔ مگر اسنے اٹھا ہی لیا۔

آقا نے بھلا کر خوب پیٹا۔ جعفر بھاگا۔ آقا پیچھے۔ جعفر آگے آگے بھاگا۔ یہ جا وہ جا۔

نقل کے بعد صحبت رندان می آشام آراستہ ہوئی نصرت الدولہ اور دو ایک اور رؤسا رتو تھوڑی تھوڑی پی کر رخصت ہوئے مگر ان لوگوں نے بوتلوں پر بوتلیں لنڈھائیں کوئی گیارہ بجے تک پیا کیے اتنے میں امام الدین اُٹھے مگر لڑکھڑائے اور گرے۔ ستھو نے کہا یا علی آف۔ بہت بچے بھئی بہت ہی بچے۔

نواب صاحب کرسی پر سے گرے۔ دھم۔ ستھو نے لپک کر اُٹھایا اور حاتم علی اور چھبن کو پکارا۔ تینوں نے ملکر کرسیاں ہٹائیں پلنگ بچھایا۔ نواب صاحب کو بھزار خرابی پلنگ پر سلایا۔ تراب علی کو جگایا اُٹھا کر بٹھایا۔ مگر وہ پھر لڑھک رہے ستھو نے کہا۔ آف آج سب کے سب بہت پی گئے۔
حاتم علی۔ سزا بے اعتدالی کا انجام یہی ہے۔

چھمن۔ یہ امام الدین خان جو چاہیں سو کریں۔
تہور۔ اور آج خود بھی بہت پی گئے۔
چھمن۔ دیکھو نہ پڑے ہیں چاروں شانے چت۔
حاتم علی۔ سزا ہمکو نکلوا دیا تھا۔ جلتے ہیں نہ ہم سے جلا کریں۔
چھمن۔ ہم کو بھی دھروا دیا تھا جی۔ وہ کیا چوکتا ہی۔
تہور۔ اب کوئی علاج تو بتائیے۔
حاتم علی۔ علاج کیا بس سونے دیجیے۔ دو تین گھنٹے میں ہوش آ جائے گا۔
تہور۔ سب کے سب پڑے ہیں آج۔ نہ وہ چہچے ہیں۔ نہ دل لگی۔
چھمن۔ اور سنیے۔ پیچھے لیے پھرتے ہیں۔ ہوش تو بجا نہیں کسی کے کہنے لگے پیچھے۔ یار کسی تدبیر سے امام الدین خان کو نکلوانا چاہیے یہاں سے مگر مشکل ہے ذرا۔ ذرا کیا بہت مشکل ہے۔ مزاج میں دخیل ہو گیا کسی کی دال ہی نہیں گلنے دیتا ہی۔ کیا کیا جائے۔
تہور۔ دیکھیے تو کیا ہوتا کیا ہی۔
تہور نے چپکے سے امام الدین خان کا انگرکھا چاک کر ڈالا اور باہر سے کیچڑ لا کر پاجامے میں مل دی۔ اور ٹوپی فرش کے تلے چھپا رکھی۔ تراب علی کا پاجامہ تھوڑا سا چاک کیا اور بٹے قینچی سے کتر کر ادھر ادھر منتشر کر دیے۔ اور کہا کیوں کیسی سوجھی۔ چھمن اور حاتم علی بہت ہی ہنسے۔
حاتم علی۔ واہ بھئی کیوں نہو۔ اللہ جانتا ہے خوب سوجھی شاباش شاباش۔
چھمن۔ استاد ہو۔ آج ہم مان گئے۔ دور کی کوڑی لائے

واللہ۔
حاتم علی۔ ڈنڈ ل دو تہور کے۔ اور لطف یہ کہ سعادت سوجھی ہے آمد ہی نہ۔
تہور نے دیکھا کہ اور تو سب نے مزے مزے شراب لنڈھائی ایک ہم ہی رہے جاتے ہین چپکے سے ٹہلیر مین تھوڑی سی انڈیلی اور پانی ملا کر پی گئے۔ حاتم علی نے کہا اور سنیئے یہ تو خود ہی پینے لگے بس جاؤ تم کہہ چکے۔ اب تمھارے قول و فعل کا بھی اعتبار نہین رہا جھمن نے بھی ڈانٹ بتائی۔ مرد خدا یہ کیا کفر کی باتین ہین۔ اسے لاحول بس اب تم خود اپنے آپے مین نہ رہو گے۔ امام الدین خان اور تراب علی کو دھروانا تو دور رہے۔ تم کہین آپ ہی نہ دھرے جاؤ تہور نے کہا آپ دیکھتے ہی جاییئے۔ ممکن کیا کہ ذرا معلوم بھی ہو کہ اسنے پی ہے۔ ایسی بات ہے بھلا۔ کیا مجال۔ ہمکو بھی کوئی وہ سمجھا کیا ہے۔ تراب علی اور امام الدین خان ہم نہین ہین۔ یہ کہکر تہور نے تھوڑی اور پی۔
جھمن۔ چلیے یک نشد دو شد۔
حاتم علی۔ بلکہ سہ بلکہ چہار شد۔
تہور۔ جی کہین شد نہو۔ ہونھہ۔ کیا الّو سمجھے ہین۔
جھمن۔ سب یہی کہتے ہین۔ اور پھر الو بن جاتے ہین۔ امام الدین خان بھی یہی کہتے تھے۔
حاتم علی۔ جی تراب علی بھی بنکارتے پھرتے تھے کہ ہمچو من دیگرے نیست اتنے ہین میر گلباز آئے۔
حاتم علی۔ آئیے آئیے میر صاحب آئے ہین۔ کہیے شہر کی کیا خبرین ہین
میر گلباز۔ اسوقت ایک مژدہ سنا۔ جی خوش ہو گیا۔ سنا کہ بڑے صاحب نے حضور سے کہا کہ ہم مقدمہ اپنے اجلاس مین منتقل کرینگے

بڑی خوشی ہوئی۔ میر گلباز نے پوچھا این! کیا سب کے سب ختم ہوئیں آج۔ یہ امام الدین خان پڑے ہیں۔ واہ ہو۔ اور یہ کون ہے۔ تراب علی شاباش۔ اور حضور بھی بیہوش سے معلوم ہوتے ہیں۔ سبحان تہور تم نے بھی چسکی لگائی ہے۔ حاتم علی نے کہا ابھی سب بے کیف ہیں یہاں تہور نے تو تھوڑی سی ابھی پی ہو۔ مگر رفتہ رفتہ یہ بھی نشے میں چور ہو جائینگے ایک ہم اور جھمن البتہ بچے ہوئے ہیں ابھی تک باقی خیر صلاح۔ میر گلباز نے کہا بڑی شرم کی بات ہے خدا گواہ ہے بڑی شرم کی بات ہو خیال تو کیجیے اتنے بڑے رئیس اور یہ حرکتیں اسے لاحول اس وقت کوئی آئے تو کیا کہے۔ لعنت اور نفرین کرتا ہوا یہاں سے جائے یا نہیں۔ ؎

مے کہ بدنام کند اہلِ خرد را غلطست
بلکہ مے شود از صحبتِ نادان بدنام

یہ صحبتِ نادان ہو۔ ایک وہ پڑا ہو۔ ایک یہ لوٹ رہا ہے۔ انکو دیکھیے دنیا و مافیہا کا ہوش ہی نہیں۔ یہ میخواری ہو یا سیہ کاری۔ ہو لاحول واللہ پچاسوں بار پینے کا اتفاق ہوا مگر ایسی حرکت کبھی سرزد ہوئی کہ آپے سے گذر جائیں کیا مجال۔ لطف میخواری یہ جائے کباب کھاتا جائے مزے مزے کی باتیں ہو رہی ہوں یہ لطفِ زندگی ہے۔ یہ نہیں کہ پیتے کے ساتھ ہی ہوش خفہ و حواس رخصت اسے لاحول۔ یہ کہکر دیگر میر گلباز نے ایک جام پیا۔

حاتم علی۔ این! کیا خوب

جھمن۔ خود فضیحت و دیگران را نصیحت۔

حاتم علی۔ اتنی لمبی چوڑی تقریر کے بعد چسکی لگائی۔

جھمن۔ نہ رہا گیا نہ آخر۔ ع

چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

م علی- ہاے افسوس- واللہ ابھی لاحول پڑھتے تھے اور اب خود پیا

ہے ہین-

گلباز- (باآواز بلند) رباعی

من دانم و بہ بدینی وبے ایمانی	تو بہ تقوے وریا ارزانی

ہان باش چنین و طعنہ بر غیر مزن

من کافر و من یہود و من نصرانی

تہور نے چپکے سے کہا ابھی اور پی لو تو تمھاری بھی گت بناؤن گا۔

ہو تو تہور نام نہین- حاتم علی اور چھمن مسکرائے تو میر گلباز نے سمجھے

ا کسی بات پر ہنسے- کہا اب یون تو چاہے جسکو بنا لو- مگر انصاف

ہے- کوئی کلمہ کوئی بہکی بات کوئی لفظ ایسا زبان سے نکلے جس سے

شی کا ثبوت ہو تو ناٹک کی راہ نکل جاؤن- ایسی بات ہے بھلا- یہ

یہان تو وہ مشق بہم پہونچائی ہے کہ اگر بوتل کی بوتل لنڈھا جاؤن

تو معلوم نہو کہ پی یا نہین-

تہور آدمی تھا کائیان- بولا میر صاحب یون گپ اڑانے کو کہو

اڑایا کرون مگر اللہ جانتا ہے آدھی بوتل بھی پیو تو تین دن تک ہوش

ہے کہین ٹھکانے اور آپا پیا ہو گا- یہ ولایتی ہے- خاص برانڈی- میر صاحب

اکر بولے نہ پیے اسکی بھی ایسی تیسی اور نہ پلائے اسکی بھی ایسی تیسی

رنے بوتل سامنے رکھ دی آدھی بوتل سے کوئی چار یا پانچ ما

ہی- میر گلباز نے چسکی پر چسکی لگائی- جام پر جام پیا- تو جھومتے

اٹھے مگر لڑکھڑائے- بیٹھے تو طبیعت بے چین- کسی بات کا ہوش

نہ تھا- ہان بس ہوش تھا تو اس بات کا کہ پیتے ہی جاہین- کر

پھر جا بیٹھے سوڈا کی ایک بوتل کھولی- دن کی آد ارے امام الدین تھا

ک پڑے گزشتہ تیز تھا پھر سو رہے- ادھر میر گلباز نے

لونیڈپیا۔ اہا ہا۔ کیا خوش ذائقہ ہے۔ ذائقہ خوش ہے۔

جھمن نے اشارے سے کہا چڑھ گئی۔ حاتم علی نے مسکرا کر گردن پھیر لی۔ تہور گردن ہلانے لگے کہ ہان اب راہ پر آئے۔ تھوڑی دیر مین تنکے چننے لگو تو سہی۔ میر گلباز نے پھر گلاس مین انڈیلی اور چسکی لگائی اور یون غل مچایا۔ ؎

بہت سے غم گیتی شراب کم کیا ہے		غلام ساقی کوثر ہون مجھکو غم کیا ہے

تہور نے سمجھایا کہ آہستہ آہستہ کیسے غل نہ مچایئے۔ میر گلباز فرش پر بیٹھے گر بیٹھتے ہی آنکھ بیٹھے۔ اور بڑی دقت سے پھر کرسی پر جا ڈٹے تھوڑی دیر تک اونگھتے رہے گویا افیم کی پینک تھی۔ اس کے بعد پھر شراب پی اور کہا۔ ؎

یار کی تیغ نظر کرتی اگر مجھکو شہید
لاش ہمچشمون کی ———

اُف۔ بہت پی گئے۔ آج —— اسوقت —— سمجھے نہ تھے (غل مچاکر) سمجھے! سمجھے!! کیا خاک سمجھے!!!

یہ کہکر حضرت گلباز اُٹھے مگر پانون ڈگمگایا۔ تہور نے ہاتھ مین ہاتھ دیا اور کہا بیٹھیے بیٹھیے۔ بہزار خرابی بیٹھے۔ جھمن نے کہا واہ ری شراب خدا اس شراب حرام زادی کو غارت کرے واللہ کچھ عجیب اثر ہے۔ جب حضرت تشریف لائے تو بہت ہی بگڑے تھے۔ اُفّ! یہ بھی پڑے ہین تراب علی بھی غبین ہین۔ بہت ہی خفا تھے۔ بڑی دیر تک شراب کی ہجو کیا کیے۔ اور فرمایا کہ ہم اس طرح نہین پیا کرتے کہ غبین ہو جائین یہ لوگ شراب پینے کے طریقے ہی سے واقف نہین اور اب دیکھیے خود لوٹ رہے ہین۔ حاتم علی نے کہا جی ہان یہ بڑی بلا ہے۔ خدا ہی اس سے

حاتم علی ۔ اور کیا ۔
جھمن ۔ ارے یار ہمکو بھی سب شرابی سمجھے ہونگے ۔
تہور ۔ جی نہین ۔ آپ نشان خاطر رہین ۔
حاتم علی ۔ کچھ پروا نہین ہے

تو پاک باش و برادر مدار از کس پاک	زنند جامہ ناپاک گازران بر سنگ

امام الدین خان کو نور اور بان ۔ گجراج ٹھاکر ۔ مانک سنگھ سپاہی لاؤ تینون آدمیون نے دیکھ لیا تھا کہ صحن مین پڑے لوٹ رہے ہین ۔ مگر سوچ کہ اگر جاکر اٹھایا اور نواب صاحب نے دیکھ لیا تو بڑے خفیف ہونگے ۔ لہذا چپ چاپ بیٹھے رہے ۔ ٹک ٹک دیدم دم نکشیدم امام الدین خان اور میر گلباز مین خوب جوتی چلی ۔ تہور اور جھمن نے لاکھ لاکھ سمجھایا مگر ایک نہ سنی امام الدین خان نے کہا تمھاری ایسی تیسی ۔ میر گلباز بولے تمھارے باپ کی ایسی تیسی امام الدین خان نے کہا پھر اٹھون ۔ میر گلباز آستینین چڑھا کر بولے تمھارا اٹھو تو آؤ امام الدین خان نے دھول جمائی گلباز نے چپت لگائی لڑتے لڑتے دونون نواب کے پلنگ پر گرے پٹی چٹ سے ٹوٹ گئی اور نواب صاحب [illegible]

نواب ۔ کیا ہے ۔ کیا ہے کیا ہے ۔ ارے کیا ہے ؟ [illegible]
تہور ۔ حضور غل نہ مچایئے ۔ خاموش ہو رہیے
نواب ۔ کیا ہے کیا ہے ۔
تہور ۔ سو رہیے سو رہیے ۔ بہت غل نہ مچایئے ۔

نواب صاحب نے تہور کو ایک تھپڑ دیا ۔ اس زور کا تھپڑ مارا کہ آنکھون سے آنسو نکل پڑے ۔

حاتم علی نے کہا خداوند یہ کیا غضب کر رہے ہین آپ ۔ حضور نے اس زور سے تھپڑ لگایا کہ آنکھین نکل پڑین بیچارے کی ۔ نواب صاحب

حاتم علی کے کان پکڑے اور کہا دور ہو مردود دور ہو سامنے سے
ل دور۔ جھمن دبکے دبکائے بیٹھے تھے۔ تراب علی پھر لیٹ رہے
ن کی حالت سب سے زیادہ ردی تھی۔ مگر آدمی تھا ضابط ضبط
چاپ پڑا رہا۔ نواب صاحب نے تراب علی کے سینے نوچے تو
ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کون ہے بے نوچتا ہے۔ آنکھیں کھولیں
حضور ہین۔ اب اٹھتے نہیں لیٹے ہی لیٹے سمجھا رہے ہین کہ حضور
عظم ہین۔ حضور رئیس زادے ہین (دس منٹ تک خاموش
حضور جو ہین سو دو دو بک۔ کیسا بیترا دیا کھانے ہین ہم
دہیل ہین۔

جھمن نے رسوخیت جتانے کے لیے کہا دیکھو تراب علی۔ چھوٹے
ن۔ یہ کیا بھونڈی تقریر ہے۔ نمک حرام۔ گھونسے لگائے بات تیرے کی
۔ نالائق۔ جھمن کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ اور ایک قہر آلود نظر نواب صاحب
حاتم علی نے دیکھا کہ تیور بدصب ہین۔ ایسا نہو جھمن اسوقت حماقت
ایک ہاتھ لگا بیٹھیں تو نواب صاحب کی کرکری ہو۔ جھمن کے
ہاتھ کوڑے گئے۔ نواب صاحب نے آؤ دیکھا نہ تاؤ حاتم علی پر
[illegible] یا اور کہا خداوندا سوقت نتے ہین
لیٹ رہیے۔ ورنہ جھگڑا مچ جائیگا۔ نواب صاحب نے اگالدان
پر حاتم علی کے سر پر دے مارا۔ فوراً خون کے فوارے
ے۔

۔ ہائیں! ہائیں!!
۔ ف۔ مر گیا۔ ارے مار ڈالا۔
(اگالدان چھینکر) امام الدین خان سے خدا سمجھے۔
۔ کپڑا لاؤ۔ کپڑا لاؤ۔

ر- لاؤ جی کپڑا کپڑا اور ریشم لاؤ- ذرا جلد لاؤ- توبہ- توبہ-

اب سنیے کہ دربان اور خدمتگار اور فنس کے کہار اور سپاہی اور کوچبان سائیس اور حافظ جی اور لونڈیان اور ماما ئین اور ایرا غیرا نتھو خیرا سب آئے کہ خون ہوگیا-

سر مین خوب چوٹ آئی- خون کے فرائے بہنے لگے- یاران سرپل نے اڑا دی کہ خون ہوگیا- بات کا بتنگڑ کر دینا تو یارون کے بائین ہاتھ کا کھیل ہے- اب لطف یہ کہ اس حماقت کو بتائے تو کون بتائے کہ سب اپنے اپنے رنگ مین- حاتم علی زخمی تراب علی نشے مین چور امام الدین سیہ مست مخمور- نواب صاحب مدہوش میر گلباز کو دنیا و ما فیہا کی خبر ہی نہین- تو وہ بھی پیے ہوئے- ایک جھمن وہ نواب صاحب کی خبر لین امام الدین خان کو سمجھائین یا گلباز کو للکارین یا تراب علی کی فکر کرین یا حاتم علی کے زخم کی دوا درمن مین کوشش کرین یا اپنی خیر منائین-

مگر جھمن نے جو دیکھا کہ اتنے آدمی جمع ہو گئے اور آدمیون پر آدمی ٹوٹے پڑتے ہین- تو باہر نکل کر کہا- کیا ہو گیا- چلو یہان سے- اچھا- تماشا مقرر ہے- سبحان اللہ- ان لوگون نے صاف صاف سنا [illegible]

[illegible] ان نہ کیا-

بین- بڑے کام کا برا نتیجہ-

ئیس- اور کیا بھائی- یہ تو ہوہی ہو جی-

بان- روز یہی ہوتا ہے یہان-

ر- بی بہت گئے-

ہی- توبہ توبہ مسلمان ہو کے اور شراب پئین-

فظ جی- الامان- الامان- ابھی بڑے حضور سن لین تو غضب ہی ہو جاوے-

ڈی- آدمی اللہ نکرے- ابھی جوان جہان ہین چھوٹے حضور عیش کے

ہی ہین۔
اجی۔ ایسے ہی لوگون نے تو سلطنتین غارت کر دین۔
۔ اوئی ذری بیچ کہیے گا۔ میرے منھ نہ لگنا میان۔
۔ حافظ جی۔ ذرا اس بھیڑ کو تو ہٹائیے۔
اجی۔ یہ خون کا کیا ذکر ہے۔
۔ کچھ خبر ہے۔
لی۔ اجی حافظ جی کو یہان تو بلاو۔
۔ آئیے دیکھ لیجیے۔
۔ شور کہان ہے۔
حافظ کہیے۔ اجی یہ تو سب بین خرافات مشہور ہو گیا۔
۔ پھر یہ ہوا کیا۔
کچھ نہین۔ حاتم علی صاحب جو لپک کر جانے لگے تو گر پڑے پٹی پہ سر کھٹ
لا۔ ذرا سا خون چھلک آیا تھا۔ ریشم بھر رہا ہے چلیے چھٹی
۔
اجی۔ (کمرے کے اندر جا کر) الامان۔ الامان۔ کچھ خوف خدا
ہے۔
علی۔ خوف خدا ہوتا تو یہ کفر کی باتین ——————
اجی۔ شرم نہین آتی تمھین۔
لی۔ بجھے بادرست۔ بجا۔
چھمن نے بڑا کام کیا جتنے آدمی جمع ہوے تھے سب کو ہٹا دیا
لی کے زخم کی فکر لی اور شرابیون کو دیکھے رہے کہ واقعہ اعتدال سے باہر
نہ نکالنے پائین۔
تھوڑی دیر مین نواب صاحب نے کوشش کی کہ احاطے مین جا بین

جھمن نے روک لیا کہ کہان ہرگز مین نہ جانے دونگا۔ چاہے حضور غلام کو قتل
کر ڈالین مگر غلام نہ جانے دیگا۔ چرچا چہ ا راز دان ہو جائے گا واسطے
خدا کے باہر جانے کا قصد نہ کیجیے۔ تہور نے کہا حضور بس یہی تو بڑا کاب
سرکار کسی کا کہنا ہی نہین مانتے۔ باہر جاکے مفت مین فضیحت ہونا کون سی
عقل کی بات ہی۔ اور یون سرکار مالک ہین۔ نواب صاحب نے کہا ہم
ضرور جائینگے۔ جھمن نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا۔ خداوند ہم لوگون کے
لیے بڑی بدنامی کا باعث ہوگا۔ اسوقت حضور اسقدر کہنا مان لین۔ نواب
صاحب سنتے کس کی تھے۔ حملہ کیا کہ چلا جاؤن۔ مگر ایک طرف سے جھمن
دوسری طرف سے تہور نے روکا حضرت نے غل مچانا شروع کیا۔ دوڑو
کوئی ہے یہ لوگ مجھے قتل کیے ڈالتے ہین۔ دو تین سپاہی ایک دربان
اور حافظ جی بھی لپکے آئے۔ دیکھا کہ نواب صاحب سیہ مستی کی حالت
مین واہی تباہی بک رہے ہین اور جھمن اور تہور سمجھاتے ہین مگر وہ
ایک نہین مانتے۔ حافظ جی نے کہا۔ ہائین ہائین۔ خداوند خیر تو ہی
یہ ماجرا کیا ہی۔ افسوس ہاے افسوس۔ سپاہی بولا۔ ہی کیا چڑھ گئی ہین
کسی کا اجارہ ہی۔ اسی سے تو ہزار مسائل مین لکھا ہی کہ شرابی کی صحبت مین نہ
بیٹھے۔ دربان نے کہا یہ لوگ اور بھی مٹی خراب کرتے ہین آج تو نواب علی
نے پلائی اور اتنی پلادی کہ دیکھیے سب نشے مین پڑے ہین نواب صاحب
نے پھر حملہ کیا مگر لوگون نے روک لیا۔ نورا دربان کو جو خبر ہوئی تو اُس نے
ظہورن کو بلایا۔

نورا۔ ظہورن۔ بی ظہورن۔ اجی بی ظہورن صاحب۔

ظہورن۔ کیا ہی۔ ارے کیون پکارتا ہی۔

نورا۔ (منہ چڑھا کر) کیا ہی۔ ہی کیا۔ یہان آؤ۔

ظہورن۔ ای کام تو بتا۔

نورا - ذرا یہان تک آؤگی بھی کہ دہین سے باتین بناؤگی -

ظہورن پردے کے پاس آئی - نورا نے کہا کچھ خبر بھی ہی - دہان ہو کیا رہا ہی - آج تو ستم ہی ہو گیا - اور تم اندر قہقہے بیٹھی لگا رہی ہو -

ظہورن نے کسی قدر متحیر ہو کر پوچھا کہان کہان - ہم کچھ سمجھتے ہی نہین نورا نے کہا جاؤ نہ بتائینگے - ظہورن نے اصرار کیا کہ ٹانگین توڑ ڈالین اور یہ نہین ہو انخرہ - نورا نے کہا کچھ چھوٹے حضور کی بھی خبر ہی -

ظہورن - نہین - نہین - کیا ہوا کیا - خیریت تو ہو - یا اللہ خیر کیجیو -

نورا - ہان خیریت کے تو ڈھیر لگے ہین - مگر سر ور بھی خوب گھٹے ہین -

ظہورن - ای ہٹ بھی اُدھر - سرور کیسا - کیا کچھ -

نورا - کچھ وچھ کے بھروسے نہ رہنا - تم سیدھی جا کے چھوٹی بیگم صاحب سے کہدو کہ ہم یہان پردہ کرائے دیتے ہین ذرا سی آن کر نواب صاحب سے مزاج کی کیفیت پوچھین -

ظہورن - اُوئی اسقدر کا نشہ چڑھ گیا ہی کیا - کیا کالا پانی پیا -

نورا - حاتم علی کا سر پھٹ گیا -

ظہورن - (کانپ کر) ! ہی ہی یہ نوبت آئی - یا اللہ خیر کیجیو -

نورا - اِنکے رُنفا خوشامد خورے ہین -

ظہورن - چھوٹے حضور ہین کیسے -

نورا - نشے مین چور -

ظہورن - سر کسنے پھوڑا - چھوٹے حضور کو اطلاع ہوئی کہ نہین -

نورا - اری چھوکری تو دیوانی ہی رہی - نواب ہی نے تو سر پھوڑا - خون کے شراٹے بہ رہے ہین -

ظہورن - ہی ہی مر تو نجا ہیگا دہ -

نورا - نہین اب لہو بند ہو گیا -

ظہورن - اچھا تو مین حضور سے کہتی ہون جاکر۔

نورا - اور تمکو بلایا کس لیے اسوقت اتنے مصاحب اور رفیق اور سپاہی اور آدمی یہان سے وہان تک بھرے ہین کسی کو بھی نہ سوجھی بس نورا ہی خیرخواہ نکلا باقی سب خوشامد خورے ہین - حضور سے جاکر کہو کہ چپکے سے پردہ کرا دیتے ہین - پرندہ تک پر نہ مار سکے گا - بڑا اچھا ٹک بند ہو جائیگا آدمی سب ہٹا دیے جائینگے - تشریف لائین۔

ظہورن محل مین گئی - پہلے تو خوب بنی ٹھنی - نواب صاحب کے رجھانے کے لیے سولہ سنگار کر کے بیگم صاحب کے پاس گئین - ارے حضور کیا عرض کرون - نورا تو کیا جانے کیا بک رہا ہے - جیسے ہاتھون کے توتے اڑ گئے اللہ بچائے - ابھی ابھی مجھکو پردے کے پاس بلایا اور کہا کچھ چھوٹے حضور کی خبر ہی - مین نے کہا جلدی بتا خیریت تو ہی۔

بیگم - ظہورن اللہ جانتا ہی ہوش اڑ گئے - اب اتنا بتا دو کہ اچھے تو ہین۔

ظہورن - ہان حضور فضل الٰہی ہی۔

بیگم صاحب - اُن جیسے سن سے جان نکل گئی - کیا ہو گیا۔

ظہورن - حضور کہتا ہی کہتا ہی کہ پی بہت گئے - وہ تو کہتا ہے کہ ایک آدمی کا سر پھوڑ ڈالا - اللہ جانے۔

بیگم - (دانتون کے تلے انگلی دبا کر) ارے!

ظہورن - کہتا ہی خون کے تراٹے بہنے لگے۔

بیگم - اور وہ تھا کون - کہین مر تو نہ جائیگا۔

ظہورن - اللہ نہ کرے - اب خون بند ہی۔

بیگم - نورا کو ڈیوڑھی مین بلا لو - بوڑھا تو ہی ہی۔

ظہورن - بہت خوب کہتا ہی پردہ کرا کے حضور نواب صاحب کو تو جاکر دیکھین۔

بیگم - اچھا تو ہو -
ظہورن - مگر بڑے حضور نہ سن لیں کہیں اتنا سوچ لیجیے -
بیگم - تم چپکے سے جاکر دیکھ آؤ کہ کیا کر رہے ہیں -

ظہورن گئی تھوڑی دیر میں آکر کہا بڑے حضور تو آرام میں ہیں اور بیگم صاحب بھی ابھی کھانا کھانے بیٹھی ہیں - پردہ کراؤں اب - بیگم صاحب نے کہا ہاں - مگر بڑا پھاٹک بند ہو جائے - اچھی طرح سے اور وہاں کوئی نہ بیٹھنے پائے - ظہورن بولی ایسی بات ہے حضور - پرندہ تو پر مار نہ سکے پردہ کے پاس سے ظہورن نے نورا کو بلایا اور کہا پردہ کرا دو - حضور آئی ہیں - باہر کا پھاٹک بند ہو جائے - نورا خوش خوش اٹھے اور ڈھائی گھڑی خوب حکومت جتائی - اکڑ اکڑ کر حکم دینے لگے - گویا داروغگی ہو گئی تھی -

سپاہی کہاں ہیں سب سپاہیوں کو بلاؤ - کہو سب حاضر ہوں -

"اخاہ - اس وقت تو نورا بھی ڈپٹ رہے ہیں - کیا سپاہیوں کا جائزہ لو گے -

"باتیں بنانا - پہلے ادھر آؤ - نہور کو بلاؤ -

"کہو - کہو - کیا ہو گیا - تم اور ہلڑ مچا رہے ہو"

"ہلڑ ورڑ کے بھروسے نہ رہنا - چھوٹی بیگم صاحب یہاں تشریف لانے والی ہیں"

نہور کے ہوش اڑ گئے - ارے غضب - ہٹو بھئی ہٹو سب کے سب - وہ جو بڑھا کر اُن کو کھڑیوں میں سٹے ہیں آنے کو ذرا باہر ٹھہریں اور سپاہی بھی سب پھاٹک کے باہر ہو جائیں - نورا نے للکار کر کہا کہ امام الدین خان کہاں ہو چلو - تراب علی کدھر ہے - نکلو - بھائی حاتم علی بیچارے کے سر گئی تک - ذرا باہر ٹھہرو - میر صاحب اُن ! واہ سے - انہیوں کے بھی کان کاٹے - ابھی میر صاحب تشریف کا ٹوکرا کھسکائے - مصاحبوں نے جو سنا کہ چھوٹی بیگم صاحب آنے والی ہیں - تو حواس نفرو - کوئی ٹوپی ڈھونڈھتا ہے

کوئی جوتی کی تلاش میں ہو۔ کسی کے انگرکھے کا تپا نہیں۔

اور نورا للکارتے جاتے ہیں۔ کہ چلو کوٹھی خالی کرو۔ تھورا اور جھمن نے جھٹ پٹ بوتلیں ہٹائیں تُمبلر اور گلاس پلنگ کے نیچے چھپائے۔ لمونیڈ اور سوڈا کی خالی بوتلیں مسہری کے پاس رکھیں بیچارے ٹھاکر جو ٹکے ہوئے تھے انکو بھی نورا نے کھڑ کھڑایا۔ کوئی کہتا ہے بھیا دال چڑھائی ہے جلجائیگی۔ کسی نے کہا چاول کرے ہو جائینگے۔ مگر نورا نے ایک کی نہ سنی سب کو نکالدیا پھاٹک بند ہوا تمام کوٹھی اور احاطے میں سناٹا ظہورن نے کہا۔ پردہ ہو گیا۔ نورا بولے جی ہاں سب خوشامد خوروں کو نکال باہر کیا۔

ظہورن۔ آئیں حضور آئیں نہ اب۔

نورا۔ بے تکلف۔

اب سنیے کہ تراب علی نشے کے مارے باہر تک جا نہ سکے۔ چق کے قریب ایک کونے میں دبک رہے تھے نورا نے انکو دیکھ لیا تو کس سے دولاتیں جمائیں۔ اور نالائق۔ یہاں بیگم صاحب تشریف لاتی ہیں اور تو گھورنے کے لیے دبکا پڑا ہے بے ادب۔ لاتیں کھائیں تو تراب علی کا نشہ ہرن ہو گیا لڑھکتے پڑھکتے بھاگے پھاٹک کھلوایا۔ نورا نے پھر اپنے سامنے پھاٹک بند کرادیا۔

ظہورن۔ نورا۔ نورا۔ اری نورا۔

نورا۔ کہیے۔ کہیے۔ میں یہاں انتظام کرتا تھا۔

ظہورن۔ بیگم صاحب آتی ہیں۔ آئیں۔

نورا۔ شوق سے۔

ظہورن۔ نورا تم منھ پر کوئی کپڑا رکھ لو۔

نورا نے اچھا کہکر جالی لوٹ کے رومال سے منھ ڈھانپ لیا۔ بیگم صاحب نے ناز و ادا سے قدم بڑھایا باہر آئیں تو نورا جالی لوٹ کے رومال سے

چہرہ لپیٹ کر کھڑا ہوا اور جھک کر آداب بجا لایا۔ بیگم صاحب نے کہا۔ اے لو مونڈی کاٹے کی باتیں تو دیکھو۔ موا مسخرہ۔ ظہورن بولی حضور دو سو برس کی تو عمر ہے۔ چلی آیئے۔ بیگم صاحب آگے بڑھیں تو ظہورن نے نورا کی کھوپڑی پر ایک چپت جمائی۔ کوٹھی میں آن کر دیکھا نواب نامدار کو پلنگ پر بیہوش پایا۔ فرش سمٹا سمٹایا۔ خون دیکھ کر سہم گئیں کہا اوئی یہاں تو خاصی مار دھاڑ ہوئی ہے۔ سر پھٹ پھٹ گئے۔ خانہ جنگیاں ہوئیں۔ ظہورن نے کہا حضور بس غضب ہے۔ نورا باہر سے بولے حضور ذری مسہری کے پاس جایئے صندوق کا ڈھکنا اٹھائیے دیکھئے تو کیا کیا کفر کی باتیں ہوتی ہیں ظہورن نے ڈھکنا اٹھایا تو برانڈی کی بھبک آئی۔

ظہورن۔ (نخرے کے ساتھ) ای ہے۔ یہ کیا بلا ہے۔

بیگم صاحب۔ دیکھو ان اُف یہ تو بوتلیں ہی بوتلیں جمتی ہیں۔ واہ واہ واہ۔

ظہورن۔ حضور کو جگاؤں۔

نورا۔ کہیں ایسا غضب بھی نہ کرنا سونے دو سونے دو۔

بیگم صاحب۔ سوتے ہیں کہ غش آ گیا کہ مکر کیے پڑے ہیں (نواب کا ہاتھ پکڑ کر) کیا سچ مچ سوتے ہو۔

نورا۔ اے حضور غلام کا التماس قبول فرمایئے۔ بس سونے ہی دیجیے ورنہ قتل عیارہ ہوجائیگا۔

ظہورن۔ ہاں سونے دیجیے۔

بیگم صاحب۔ (آہ سرد بھر کر) کیا سونے دوں ظہورن۔

ظہورن۔ بیٹھ جایئے یہاں۔

بیگم صاحب۔ نورا کہو بی مغلانی سے جا کے دیکھیں بڑے حضور اور بڑی بیگم صاحب کہاں ہیں۔

ظہورن نے نورا کو حکم دیا نورا نے بی مغلانی سے کہا۔ انھوں نے

جاکر دیکھا اور نورا کے کان مین پردے کے پاس کہا۔

نورا - ظہورن -

ظہورن - ہان کہان ہین -

نورا - بڑے نواب صاحب تو آرام فرماتے ہین - اور بڑی بیگم صاحب ابھی ابھی لیٹی ہین خاصہ نوش فرماکے -

بیگم صاحب - بس تو کچھ خوف نہین ہی -

ظہورن - کوٹھی خوب سجی ہی - کیون حضور -

بیگم صاحب - ہمارے اُس گھر سے زیادہ - ؟

ظہورن - وہ اور بات ہی یہ اور بات ہی -

نورا نے باہر سے کہا خداوند ہم تو حضور کا نمک کھاتے ہین - اور نمک حلال ہین - یہ امام الدین خان جو حضور کا رفیق ہو ایک ہی شریر آدمی ہے - اسکے کاٹے کا منتر ہی نہین - حضور بہت دور ہے - اسی کے تو سارے کانٹے بوئے ہوئے ہین - اور ہمارے حضور سیدھے سادے آدمی ایک نہین سُنتے - مین لاکھ بد ہون - مگر خیر خواہی کی بات کہونگا - یہ نہین ممکن کہ کوئی بات حضور کے خلاف کہون - کیا مجال - منھ پر کہہ دونگا - اور تراب علی ایک ہی گھاگ ہے درخت کو جڑ اور پھُنگی اور پتّے سمیت کھا جائین اور ڈکار تک نہ لین - جی یہ اُن لوگون مین ہے - اور گلباز واہ - کیا صحبت ہے - چھٹا ہوا بدمعاش چور ڈاکو - اُچکا بلکہ اُچکون کا سردار - خدائی خوار ساری خدائی مین ایسا چور ایک نہ پائیے گا اُنسے ہمارے حضور سے یارانہ ہے - ہم تو صاف صاف کہینگے - چاہین توپ کے مہرے اُڑا دین مگر کلمۂ حق ہی زبان سے نکلیگا - اب حضور کوئی تدبیر ایسی کیجیے کہ یہ شہر سے نکالے جائین - قسم قرآن کی جو غلام کو حکم ہو جائے نہ تو ہجا ٹک پر پہرا دوان اور ان بدمعاشون مین سے ایک کو قریب تو آنے دون نہین جو آیا

گردون مین ہاتھ۔ جو آیا دھتا بلایا۔ کوئی جون تک تو نہ کرے۔ بولا اور ٹٹو ایا نالائقون
نے رئیس کے بدنام کرنے کی فکر کی ہے۔ یہ خیال نہیں کر جسکا نمک کھایا اسکی
بدنامی نہو۔ اپنے حلوے مانڈے سے مطلب ہے۔ مردہ بہشت مین جائے
یا دوزخ مین اس سے واسطہ نہیں۔ حضور دن بھر کے یہے حکم دین تو اللہ
جانتا ہے کسی کو پھٹکنے نہ دون۔ روشن علی سے وہ حرکت سرزد ہوئی کہ
توبہ ہی بھلی۔ سرکار تک نوبت آئی۔ بس اب اس سے بڑھکر کیا ہوگا۔
اور ایک روشن علی پر کیا فرض ہر یہ سب ایسے ہی ہین۔ سگ زرد برادر
شغال۔ ایک سے ایک بڑھا ہوا پاپین تو پٹری تک آتار لین اور آج کی کیفیت
تو حضور نے خود ہی دیکھ لی۔ کہ اتنی دیر سے باپین ہو رہین ہین حضور کو ہوش
ہی نہیں۔ مگر اسوقت کا سونا اکسیر ہر۔ مین نے کہا۔ سونا اکسیر ہر۔ حضور
اگر جاگے ہوتے تو اسکی داد دیتے۔

ظہورن۔ نے کہا نورا اللہ جانتا ہر تکو ہم ایسا نمک حلال نہیں سمجھتے تھے۔

بیگم۔ قدیم آدمی ہر نہ۔

ظہورن۔ جی اور کیا حضور۔

بیگم۔ اسکی کیا عمر ہوگی۔

نورا۔ حضور نوے برس کا ہون۔ ابھی عمر ہی کیا ہر میری۔

ظہورن۔ ای ہر۔ اب اور کیا عاقبت کے بورہے بٹورو گے۔

نورا۔ اب چلتے چلاتے امام الدین اور تراب علی اور ان سب بدمعاشون کو اپنے
سامنے نکلوا لون تو سبھون کر جی آٹھا۔

بیگم۔ واہ کیا نمک حلال آدمی ہر۔

ظہورن۔ کیا شک ہر حضور۔

بیگم۔ اس سے کہدو کہ چار روپیہ مہینا ہم بھی دیا کرینگے۔

نورا۔ آداب بجا لاتا ہون۔ حضور یہ سب کسکا ہر۔ حضور ہی کا ہر یا کسو اور کا۔

ظہورن - تو نورا حضور کی پرورش ہوئی -

نورا - ہان - مگر بی ظہورن تمنے تو مجھ بوڑھے کو نکلوا یا ہی تھا -

ظہورن - پرانی باتون کا ذکر نکرو اب -

نورا - ہان بہت خوب -

بیگم - اسنے کسکا نام لیا تھا اسوقت کہ وہ سب مین زیادہ شریر ہو -

ظہورن - امام الدین -

نورا - ہان حضور - امام الدین - ذات کا جلاہہ ہو -

ظہورن - ادئی - یہ جلاہے ہوے اسکے مصاحب آئے -

نورا - جی یہی تو رونا ہو - اور رونا کیا ہو -

بیگم صاحب - سچ مچ جلاہہ ہو -

نورا - حضور سے کبھی جھوٹ نہ بولونگا - چاہے ادھر کی دنیا ادھر ہو جاوے جو یہ جلاہہ نہو تو ناک کاٹ ڈالیے - یہ جلاہہ - اسکا باپ دادا جلاہہ - اسے حضور مین تو اب کبھا بیٹھا ہونگا نہ -

ظہورن اپنے دل مین سوچی کہ کہین ہمارا حال نہ کہدے - نورا کی بڑی تعریف کی - واہ نورا واہ - شاباش - اسی سے کہتے ہین کہ پرانے نمکخوارون کی قدر کرنا چاہیے - اتون مین ایک اسی بیچارے سے آنکر کہا باقی اور سب تو نیچے کے ساتھی تھے - اللہ جانتا ہے نورا ڈبیا مین بند کر رکھنے کے قابل ہے - نورا تم سے حضور بہت خوش ہین - اب کل سے تم کسی کو یہان نہ آنے دنیا - اور اس جلاہے کو تو بس نکلوا ہی دو - وہ بڑا خراب طینت ہو -

نورا سمجھ گیا کہ ظہورن کو اپنا بھی خوف ہو - مونچھون پر تاؤ دے کر اکڑنے لگا -

ظہورن - بھلا تک پر وہ شرابی غل تو نہین مچاتے ہین -

نورا - کیا مجال -
بیگم - کہو جاکر دیکھے -
ظہورن - حضور کا حکم ہو کہ جاکر دیکھ آؤ -
نورا - بہت خوب ابھی چلا -
یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ نواب صاحب نے کروٹ بدلی - ظہورن نے کہا لیجیے اُٹھے بڑی بات -
بیگم صاحب نے شانہ ہلا کر کہا - اے اٹھو تو کب تک سو یا کروگے -
نواب - اَنتِ تجلس - اَنتِ تجلس -
بیگم صاحب - این ! اے واہ -
نواب - راحتی فی الراح لا فی السلسبیل -
بیگم - ہم سے سیدھی سادی زبان میں بولو تو سنیں یہ عربی ترکی ہم کیا سمجھیں -
نواب - ہن بالسن والجروح قصاص -
بیگم - کبریا کے لیے ذری تو ہوش کی باتیں کرو - اوئی -
ظہورن - حضور بھلا اس گھنے سے ہوش کی باتیں کرنے لگینگے -
بیگم - اسوقت کیسے ہو گیے -
نواب - لاتنم قم - لاتنم قم -
بیگم صاحب - نے بصد حسرت کہا خدا کے لیے اب تو اٹھ بیٹھو ذری کچھ ہوش بھی ہے یا بالکل آپے سے گئے گذرے - ہائے ان لوگوں نے تمھاری کیا گت بنائی - نواب صاحب نواب صاحب حضور پیر و مرشد خدا وند کہکر جنگ پر چڑھایا - اللہ کرے یہ مونڈی کاٹے دنیا سے اٹھ جائیں اپنے علم بردار کا علم لوٹے - جنازہ نکلے موذن کا یہ بوتلوں پر بوتلیں جبھی ہو رہیں روز ایک نیا ہی گل کھلتا ہے - ایک دن موئی بیسوا آئی تھتھے پر ـــــ تھتھے

پڑتے تھے آنکھون کے سامنے اُسکو لیکے بیٹھے - اُسدن توبہ کی کہ اب نہ پیون گا - جب وہ مرگیا تھا لالہ کوئی - وہ ایک دن ہو تو کوئی کہے یہ تو اب تیس دن کا ورد ہوگیا - اور ابھی دیکھیے کیا کیا ہوتا ہی نواب نے اِس کل لکچر کے جواب مین بسہولت تمام کہا - ع

	بات الصبوح عبوا یا ایہا السکارا	الخ

ظہورن منھ پھیر کر مسکرانے لگی - بیگم صاحب نے کہا سچ کہتا تھا نورا - اِنکا سونا ہی اچھا تھا - جاگی ہوگے پکو منھ سے بو تو تو - توبہ - مین کہتی کس سے ہون اسوقت سنتا کون ہی -

بیگم صاحب - ظہورن - اے سچ کہون رونا آتا ہی -

نواب - ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر سے

ما طرف بادہ نگرے کنیم		ور شب آدینہ گندے کنیم

بیار بادہ وبا زمزمہ زبان زر بجوری کہ ہم بہ بادہ توان کرد دفع مخموری	

بیگم صاحب - اب یہ شعر ہی ہوتے رہینگے یا اُٹھوگے بھی -

نواب صاحب پلنگ سے اُٹھے مگر متحیر حیرت کی نظر سے چوطرفہ دیکھتے تھے - پوچھا تم اسوقت یہان کہان - بیگم صاحب نے کہا بھلا خیر ہوش تو آیا - حواس تو بر جا ہوے - ہائین ہا کوئی اتنی پی جاتا ہے - ذرا ہوش ہی نہین - نواب صاحب نے گردن نیچی کرلی - از بس خجل و منفعل سوچنے لگے کہ اللہ اللہ ہم تو پی کر اپنے جامے سے باہر ہوگئے - یہ نوبت آئی کہ بیگم صاحب کو یہان آنا پڑا - اور آبا جان تک بھی خبر گئی ہی ہوگی - ہائے ستم غضب ہوگیا - پوچھا کہ بڑے حضور کو تو نہین خبر ہوئی - ظہورن نے کہا نہین - حضور - وہ آرام کررہے ہین اور بڑی بیگم بھی آرام مین ہین - پوچھا مین نے ہلڑ تو نہین مچایا - بیگم صاحب نے کہا کسی سے تم

لڑائی ہوئی تھی۔ نواب صاحب نے گردن نیچی کرکے کہا۔ مجھے نہین یاد ہے
افسوس خدا جانتے ہین نے کیا کیا بدعت کی ہوگی۔ اُف۔ اِسوقت
جی چاہتا ہے زہر کھالون۔ اب نہ پینگے آج سے بس قسم کھائی
توبہ کی۔

بیگم صاحب۔ توبہ اہوتھ۔ ہزار بار توبہ کرچکے۔

نواب۔ اب کی توبہ شکنی نہوگی۔

بیگم۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔

ظہورن۔ آمین اللہ آمین۔

بیگم۔ آج کا حال تو بس رونے کے قابل ہو۔ فرش پر یہ کیا پڑا ہو۔

نواب۔ (خون دیکھکر) اُف۔

نواب صاحب اِس درجہ ملول ہوئے کہ منھ ڈھانپ کر پلنگ پر لیٹ
ہے اور خوب روئے بیگم صاحب نے سمجھایا کہ اب تو جو ہوا سو ہوا اب ایسا
بس نواب صاحب نے آہستہ سے پوچھا کہ یہ خون کیسا ہے۔ ظہورن بولی
مصاحب کو آپنے مارا اُسکا سر پھٹ گیا۔ مگر اب اچھا ہے۔ نواب
ل کا عجب حال تھا۔ اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی نواب صاحب
یٹھے۔ پوچھا اور بھی کوئی بدعت کی تھی۔ بیگم صاحب نے تشفی دی اور
جو ہوا سو ہوا اب خیال رکھنا نہین تو تمکو اختیار ہے۔ نواب صاحب
ن کہا کہ اب تم جاؤ مین سو رہونگا۔ بیگم صاحب ظہورن کو لیکر
ے آدمیون کو بلایا۔ نورا اور تراب علی
لدین خان اور میر گلباز اور چھمن اور حاتم علی سب آئے۔ حافظ جی آگئے
۔ حافظ جی کو دیکھکر نواب صاحب سخت نادم ہوئے۔
ر جو نظر ڈالی تو گردن نیچی کرکے خاموش ہو رہے اور آنکھون
جاری ہوئے۔

نواب - حاتم علی تم ڈاکٹر کے پاس جاؤ -
حاتم علی - نہین خداوند مین گر پڑا تھا پٹی پر سر کھٹ سے بولا - اب فضل الٰہی ہے -
نواب - ہان - خیر ہم سب جانتے ہین -
حافظ جی - حضور اب اسکا خیال نہ فرمایئں - گذشتہ را صلوات -
نواب - مگر آئندہ را احتیاط -
حافظ جی - ہان بیشک -
نواب - بھئی اب اسوقت سب جاؤ اپنے اپنے گھر ہم ذرا آرام کرینگے -
حافظ جی - ہان خداوند سور ہیے ذرا -
امام الدین - آداب عرض ہے حضور - کل حاضر ہونگے -
نواب - بہت اچھا مگر حاتم علی کی خبر ————
امام الدین - حضور اب فضل الٰہی ہے -
حاتم علی - پیر و مرشد حضور کے نمک کی قسم - اب غلام تندرست ہے -
نواب - افسوس صد افسوس -
جھمن - خداوند حافظجی سچ کہتے ہین اب زیادہ خیال اسکا نہ فرمایئے - آئندہ ایسی صحبت ہی نہ ہوگی -
نواب - انشاء اللہ - انشاء اللہ -
امام الدین - کیا غضب ہوگیا -
جھمن - ع

	ای باد صبا این ہمہ آوردۂ تست

تراب علی - چلو جو ہوا وہ ہوا -
جھمن - ہان بجا ہے -
حافظ جی - خداوند اسی سبب سے حرام ہے -

چھمن - اور کیا۔

	یہ دختر رز حرامزادی مردار		مینا بازاری ہر رہنے والی	

امام الدین - حضور کا مزاج کیسا ہے۔
نواب - مزاج تو بخیر ہے مگر۔
چھمن - غضب ہو گیا تھا آج۔
حاتم علی - میں تو خداوند ہی پر گر پڑا تھا۔
چھمن - بیشک ذرا سا خون آگیا تھا۔
نواب - ہمیں ذرا ہوش نہیں کہ کیا کارروائی ہوئی۔
حافظ جی - حضور تو آرام میں تھے۔
نواب - آرام میں تو کیا تھے بیہوش تھے۔
چھمن - نہیں خداوند ایسے بیہوش نہ تھے۔
واب - غضب کیا واللہ - اب کسی کو قتل کر ڈالتے تب بیہوش [illegible]
م الدین - [illegible] شراب [illegible] [illegible] چڑھا ہے۔
[illegible] ابھی ٹھیک نہیں ہیں۔
ذرا چپ بے گدھے۔
ب - امام الدین خان - بھئی تم اور تراب علی انکو لیکر انکے گھر پہونچاؤ۔
علی - بہت اچھا خداوند۔
دین - اب [illegible] سب حاضر ہو گئے
[illegible] ہیں کہ ذرا تشریف لائیے۔
ب - ذرا کیا معنی اب ہم چلتے ہی ہیں۔
ین - آداب عرض ہے۔
- کورنش عرض کرتا ہوں خداوند۔
- بندگی میر حاتم علی صاحب سلام۔

حاتم علی۔ آداب عرض ہو خداوند نعمت صبح کو ضرور حاضر ہونگا۔

حوالی موالی سب رخصت ہوئے۔ نواب صاحب تشریف لے گئے۔ ظہورن ڈیوڑھی مین بنا ؤ چناؤ کرکے معطر و معنبر کھڑی تھین۔ نواب صاحب کا نشہ تو اُترا تھا ہی نہین اس البیلی رنگریا نزدہ سالہ کی اچپلاہٹ اور شوخی نے ایسا بےاختیار کر دیا کہ آگے دونون کاندھون پر ہاتھ رکھ دیے (اے ہٹو بھی حمت محت کے نخرے نہ بگھارو) یہ کہکر آگے ہاتھ ہٹانا چاہا تو نواب بوسہ لیکر اندر چلے گئے۔

بیگم۔ یہ بابو کا تو اچھا جھگڑا پیدا ہوگیا۔ تمھارے جتنے رفیق ہین سب ایسے ہی ہین۔ ایک سے ایک بڑھکر۔ انکو تو چن چن کے نکالو۔ یہ سب موئے خوشامدخورے ہین۔ اب یہ بتاؤ وہ داروغہ آپ کے کون امام الدین خان انکو کیون نہین نکال باہر کرتے اور ایک اُسپر کیا فرض ہے۔ سب ایسے ہی بدمعاش بھرے ہین۔ دیکھو خدا گواہ ہے ایک نہ ایک دن اِنکے ہاتھون نصیب اعداوقت جاگی رہیگی۔ آیندہ تمکو اختیار ہے۔ جو چاہے سو کرو۔ ظہورن نے بھی ہان مین ہان ملایا۔ حضور سچ فرماتی ہین بیگم صاحب نواب نے کہا کہتی تو سچ ہین مگر سب کو ایک ہی لاٹھی ہانکتی ہین۔ امام الدین بڑا خیرخواہ ہو بڑا معتبر آدمی۔ اُسکو مین کیونکر نکالدون نورا کی نسبت ظہورن نے کہا تھا۔ مین نے کہا اچھا اس ڈیوڑھی پر نہ بیٹھنا پھاٹک پر بیٹھا رہے مگر خان صاحب تو بڑے کام کے آدمی ہین اُنکو کیونکر بے قصور نکالدون۔

بیگم صاحب چین بہ جبین ہوکر بولین بجا ہے۔ ایسے ہی بڑے کام ہی مین ڈبو دینے کے لائق ہے۔ کام کا آدمی وہ جو بُری صحبت مین نہ بیٹھے۔ نواب صاحب تھوڑی دیر تک خاموش رہکر بولے بات مگر مین کوئی ننھا ہون۔ اگر صحبت بُری ہے تو ہمارا ہی قصور ہے

امام الدین خان کا کیا قصور اس میں۔ بیگم صاحب نے تنک کر کہا جی درست ہی (اگر صحبت بری ہی) ابھی صحبت کے برے ہونے میں آپ کو شک بھی ہی (اگر) کی ایک ہی کہی۔ ہونہہ۔ اب اور اس سے بری کیا ہو گی صحبت۔

ظہورن۔ نورا کو ہم برا سمجھتے تھے مگر وہ کام کا آدمی ہی۔

بیگم۔ نمک حلال ہی۔

نواب۔ بھلا شکر ہے کہ ایک تو اچھا ہے۔ مگر کل برا تھا آج اچھا ہو گیا یہ کیا بیگم صاحب نے کہا افسوس تو یہ ہے کہ شرماتے تک نہیں۔ مگر ہان جس وقت ہوش آیا تھا اور ہمنے کہا کہ تم نے ایک رفیق کا سر پھوڑ ڈالا۔ تب البتہ خفیف ہوے تھے۔ ہی بڑی بری چیز۔ خدا ہی شریف کو اس سے بچائے۔ عجیب بلا ہے نگوڑی۔ ظہورن نے کہا نگوڑی تو اچھا نام رکھا حضور نے کہا شرابی کے پاؤن نہیں مثل مشہور ہی چلا اور لڑکھڑا کر گرا۔

اتنے میں دو بجے اور بیگم صاحب نے ظہورن کو رخصت کیا۔ تخلیے میں ان دونون میان بیوی میں شکوہ و شکایت کی باتین ہوئین اور تھوڑی دیر میں دونون نے آرام کیا۔

دور پندرھواں

نواب حور لقا محل
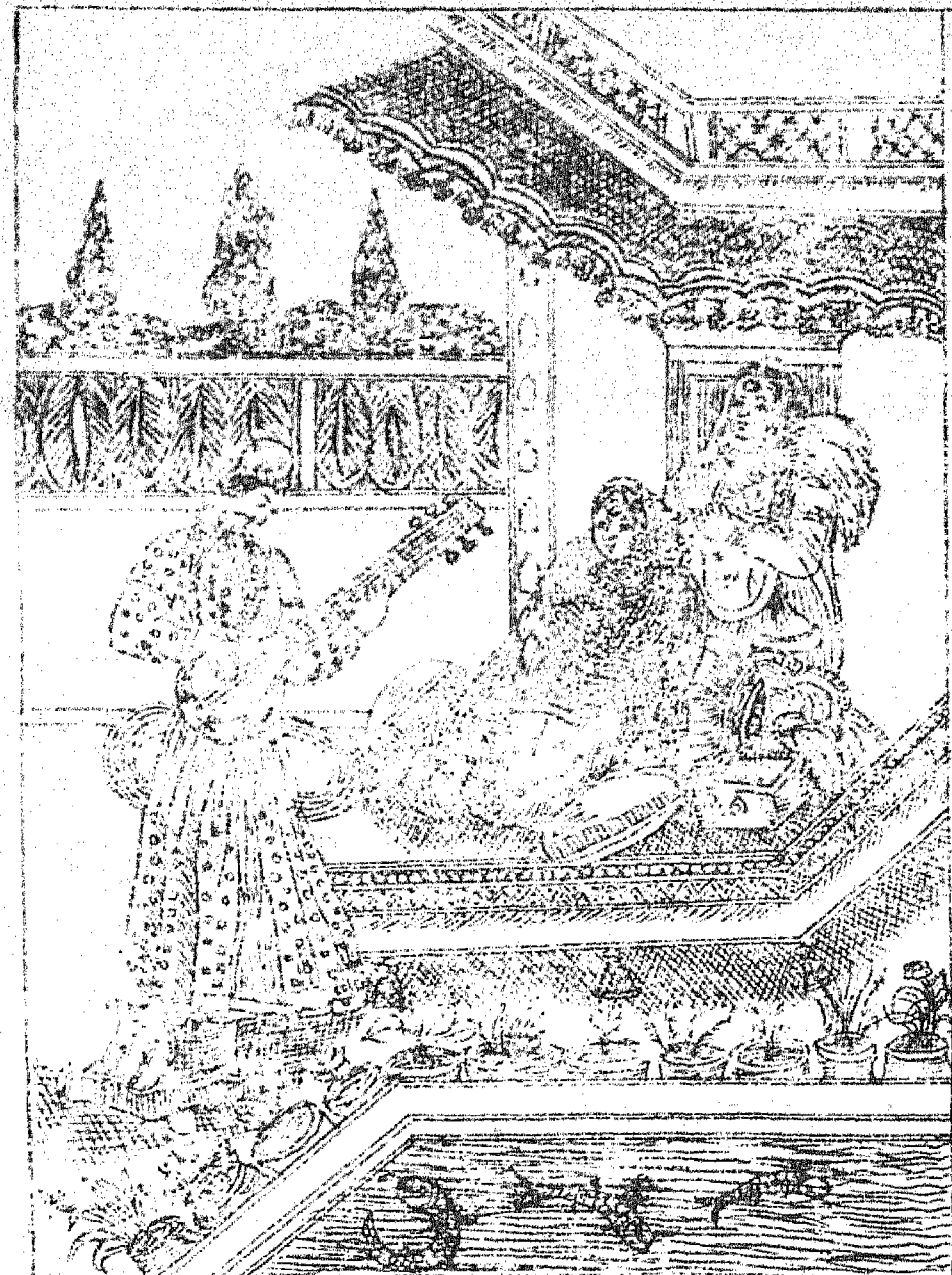
سات آٹھ مہینے کے بعد جو بچھڑے ہوؤن کی ملاقات ہوئی تو دس بارہ روز تک میان بیوی مین خوب بنی رہی۔ ایک دوسرے کا عاشق زار جان و دل سے نثار۔ مگر وہ قتالۂ عالم ملانی کی چھوکری کہ از سر تا پا دریاے حسن مین غرق اور آفت جان آشوب دوران تھی اُنکے دل مین جگہ کرتی جاتی تھی اور اُسکی شوخی اور اچپلاہٹ سے یہ ازبس بیقرار تھے۔ ایک روز ڈیوڑھی کی ایک لونڈی نے جسکا نام نورن تھا بیگم صاحب سے اُن کے یہ شکایت جڑ دی کہ کل نواب صاحب کو ہم نے شاہ فصیح کے تکیے کے پاس ایک گلی مین کمرے سے اُترتے دیکھا تھا۔ اور ایک عورت جسے کہتی تھی کہ دوسرے تیسرے اس موئی ہرجائی کے یہان آپ پہونچا کیا کرتے ہین۔ ہم تو بچور کی کھیر کھواہین۔ ہم سوچے کہ آپ سے چلکے کہ دینگے کہ کل بھیا بجور یہ آنکھا ندین کہ تنگے خرامجادی دیکھا تو ہم سے کیون نہ کہا۔ بیگم صاحب یہ تقریر سُنکر دل ہی دل مین خفا اور رنجیدہ ہوئین جب شام کو نواب صاحب تشریف لائے تو چھوٹی بیگم نکھار کرکے بڑے ٹھسے سے فرش مکلف پر بیٹھی عطر کی شیشیان قرینے کے ساتھ ایک خوشنما ولایتی صندوقچی مین رکھ رہی تھین اور ظہورن ایک نازک پنکھیا چاندی کی ڈنڈی کی لیے ہوے جھلتی ہے آپ بھی جاکے وہان بیٹھے چھوٹی بیگم اپنے مخاطب ہوئین تو انھون نے چھیڑ خانی شروع کی۔

نواب۔ بیگم صاحب۔ یہ اس شیشی مین کسکا عطر ہی۔

ظہورن اس بیگم صاحب کے لفظ پر مسکرائی مگر بیگم صاحب نے کچھ جواب نہ دیا۔

نواب۔ ارے! توبہ۔ دھوکا ہوا۔ عطر نہین تیل ہی۔ مگر ذرا ذرا سی شیشیون مین تیل رکھتے آج ہی دیکھا۔

ظہورن پھر مسکرائی تو نواب صاحب نے کہا دیکھیے بیگم صاحب آپکی پیشخدمتین ہماری باتون پر ہنستی ہین۔ انکو سمجھا دیجیے اسکے کیا معنی۔

بیگم۔ (منھ پھیر کر) ظہورن۔ یہ مسند و تنچی اور سارا سامان اس کمرے میں لیجلو اور کنواڑے بند کر دینا خبردار خبردار کوئی بھی آنے نہ پائے ہم کسی سے بولیں نہ چالیں۔ ہمیں یہ چھیڑ چھاڑ ایک آنکھ نہیں بھاتی۔

ظہورن۔ (مسکرا کر) حضور اور تو کسی کی کیا مجال ہے کہ قدم بھی رکھ سکے مگر چھوٹے حضور آئیں تو بھلا سوا آپ کے اور کون روک سکتا ہو۔

بیگم۔ (بہت ہی تیکھی ہوکر) چلو ان باتوں سے کیا واسطہ تم یہاں سے اٹھا لے چلو۔

ظہورن۔ ذری ادھر دیکھیے تو۔

بیگم۔ دیکھیں کیا۔ ہم اس کمرے میں چلتے ہیں۔ تم یہ سامان لیکے آؤ۔

ظہورن۔ اے بیوی لونڈی حکم تو بجا لائے مگر دیکھیے تو ذری چھوٹے حضور تو مسند و تنچی بھر پر قبضہ کر بیٹھے۔

بیگم۔ کیا! اے واہ۔ چہ خوش۔ کیا شہر شلہ ہو۔ پرائے مال پر کسی کا کیا اجارہ۔

ظہورن۔ حضور اسکو چھوڑ دیں۔ ہمیں بیوی کا حکم ہے کہ اس کمرے میں لے چلو۔

چھوٹی بیگم صاحب منھ پھیر کر تو بیٹھی ہی تھیں نواب صاحب نے موقع پاکر ظہورن کے ہاتھ میں چپکے سے ایک ٹھوکا دیا ظہورن نے تیکھی ادا کے ساتھ جھٹک دیا۔ اور بعد شان دربائی اشارے سے کہا کہ بیگم صاحب بیٹھی ہیں۔ ہاتھا پائی کا کون موقع ہو۔

نواب۔ انسانیت کے یہی معنے ہیں کہ بھلے مانسوں کی طرف پیٹھ کرکے بیٹھے۔

بیگم۔ جب بھلے مانس مردنگیوں کے پاس بیٹھتے ہیں تو شریفوں کی بہو بیٹیاں ایسا ہی برتاؤ انسے کرتی ہیں۔

نواب۔ کوئی دو بدو باتیں کرے تو ہم جواب دیں۔

ظہورن۔ حضور منھ ادھر پھیرئے۔

نواب - کیون صاحب ہم ذرا سا عطر لین یہین سے -

بیگم - ظہورن اللہ جانتا ہے - تم بڑی نٹ کھٹ ہو - تم ہی سکھاتی جاتی ہو یہ ساری باتین

نواب صاحب نے ظہورن سے کہا کہ ذرا جا کے دربان سے کہو پوچھے گھڑی مین کے بجے - ظہورن اُٹھنے ہی کو تھی کہ بیگم صاحب نے جھڑک کر کہا ظہورن جو تم یہان سے ہمارے حکم کے بغیر اٹھین نہ تو تم جانو گی بیٹھو بس خبردار جو اُٹھین - نواب صاحب خوب ہی ہنسے کہا ظہورن انکا کہنا مان چکین - اب ہمارے کہنے سے جاؤ - ظہورن اٹھ کھڑی ہوئی تو بیگم صاحب نے ہاتھ پکڑ کے بٹھا دیا -

ظہورن - اوئی اللہ اچھی اُٹھا بیٹھی ہے - جیسے مکتب خانے مین مولوی لوگ لڑکون کو اٹھاتے بٹھاتے ہین - اب ہم کسکا کہنا مانین کسکا کہنا نہ مانین -

نواب - دیکھیے بیگم صاحب - آپ کی خواصین اب ہم پر پھبتیان کہنے لگین کٹ ملا ہمکو بنایا - ایک ہوئی بی ظہورن صاحب -

بیگم - اوئی اب ظہورن سے بھی چھیڑ چھاڑ ہونے لگی چھچھی! منھ لگائی ڈومنی اور ناچے تال بے تال -

ظہورن - سرکار - لونڈی کی مٹی ہر طرح خراب ہے -

بیگم - یہ کاہے سے - ملتے اللہ جوان جہان ہو - نازک ہو - دھان پان ہو گیا اب اس نگوڑی دیہات سے بھی گئی گذری ہو - موئی کالی کلوٹی میلا جیسے تماکو کا پنڈا - مگر ان لوگون کی بھی کیا ارواح ہے - ہر دم بیچھے - یہ تم ہی ناحق کو کہتی ہو کہ مٹی خراب ہے - مٹی خراب ہو تمھارے دشمنون کی -

ظہورن - حضور ہمارا دشمن ہمارا پیٹ ہے - جسکی بدولت سب کے نکتوڑے سہنے پڑتے ہین -

ظہورن تو باغ مین نواب صاحب کی خدمت مین اتنی گستاخ اور بے ادب ہو گئی تھی اور رنگین موصوف کے ساتھ جو پالکی گاڑی مین آنے

سے اور بھی نڈر تھی۔ اور ان سب باتون کے علاوہ اپنے حسن پر مغرور بھی تھی۔ جل کے جو بیگم کو جلی کٹی سنائی تو وہ انتہا سے زیادہ بد دماغ ہو گئین نکتورے کا لفظ سنتے ہی بلبلا پڑین (کیا کہا) بہت اترا چلی ہے کہتی ہے کہ سب کے نکتورے سہنے پڑتے ہین۔ تو صاحب اب ہماری یہ وقعت ہو گئی۔ ہمارا بھی اور سب مین شمار ہونے لگا انھین کر توتون تو آدمی فضیحت ہوتا ہے۔ مثلا پی کی چھوکری گھر کی پرورش یافتہ ساختہ پرداختہ اور ہمارے پر بدو آئے۔ اور ہین تو تیری چال ڈھال اور چلبلے پن سے سمجھتی تھی کہ تو بیسواؤن کے بھی کان کاٹے گی۔

ظہورن نے تو نواب صاحب کے دل مین جگہ کر لی تھی آدھی بات سننے کی تاب نہین۔ تنک کر بولی (بس بس حضور اپنی نوکری لین راجہ رو ٹھیگا راج لیگا۔ رانی روٹھیگی سہاگ لیگی۔ اور چلبلا پن کیا معنی چلبلے پن کے تو ہمارے دن ہین) اسپر اور۔ دو ا۔ مہری یہ وہ سمجھانے لگین کہ کیا وا ہیات بکتی ہے۔ بہت چل نکلی ہر چھچھ کری۔

الغرض ظہورن نیچے اتر آئی اور بیگم صاحب نے حکم دیا کہ اسکو کھڑے کھڑے نکال دو۔ جب تک یہ یہان سے نہ نکلیگی ہمین پانی تک پینا حرام ہے۔ اسی دم ڈولی منگوائی گئی۔ مگر ظہورن کے جانے کے قبل نواب صاحب بھی باہر چلے گئے۔ ظاہر انو باہر گئے مگر اصل مین ڈیوڑھی مین کھڑے ہو رہے۔ اور ایک عورت کو جو ڈیوڑھی کے ایک کونے مین گنڈیریان چھیل رہی تھی اشارے سے کہا کہ یہان سے چلی جا۔ ڈولی ڈیوڑھی مین لگائی گئی پردہ ڈالا گیا۔ کہار (ڈولی لگائی گئی) کہکر باہر چلے گئے تو ظہورن سنکیان بھرتی ہوئی آئی ڈولی پر سوار ہی ہونے کو تھی کہ نواب صاحب نے جو اس طرح گھات سے دبکے ہوئے کھڑے تھے جیسے بلی چوہے کے پکڑنے کو کھڑی ہوتی ہے فورا جھپٹکر ظہورن کا

ہاتھ پکڑ کر اپنی جانب گھسیٹنا چاہا۔ وہ ایک کلان کار خوب جانتی تھی کہ نواب
میرے فراق مین ضرور ڈیوڑھی مین کھڑے ہونگے جیسے ہی اُنھون
نے ہاتھ پکڑا ویسے ہی (تھو تھو) کرکے زور سے جھٹکا دیا اور ہاتھ چھوڑا کر
ڈولی مین بیٹھنے بھی نہ پائی تھی کہ غل مچاکر کہا کہا رو چلو۔ اب نواب صاحب
کو بھاگتے ہی بن پڑی۔

اُس روز نواب صاحب بی ظہورن کے فراق مین بہت بیقرار
رہے دوسرے دن انھون نے سُنا کہ ظہورن کے جانے کے تھوڑی
دیر بعد ہی اسکی مان بھی چلی گئی۔ اور بھی زیادہ متوحش ہوے
کہ اب پتا بھی نہ ملیگا۔ اتنے بڑے شہر مین کہان ڈھونڈتے
پھرینگے کئی ہفتے گذر گئے اور باوصف تلاش بی ظہورن کا کہین
پتا نہ ملا۔ جس روز سے ظہورن کو بیگم صاحب نے نکالا تھا اُس
روز سے نواب صاحب نے محلسرا مین قدم نہین رکھا۔ اِس
سے بیگم صاحب بھی پریشان ہوئین۔ ایک تو نواب صاحب نے جانا
آنا ترک کردیا دوسرے ظہورن جو انکی ایک قسم کی گوئیان سی ہوگئی
تھی وہ بھی دفعتہً چلی گئی۔ مگر یہ بھی ٹین کی رئیس زادی تھین۔ انھون
نے بھی نواب کے بلانے یا پیغام بھیجنے مین اپنی طرف سے
پہل نہین کی۔

جب ڈیڑھ دو مہینے اس طرح سے گذر گئے تو نواب صاحب
نے اپنے گھر کی دواجی کو گانٹھنا چاہا کہ اُسکے ذریعے سے ظہورن کا حال
معلوم ہو تو کسی آدمی یا کٹنی کو بھیجکر بلوائین۔ ایسا نہو کہ کسی اور رئیس
کی نظر پڑے۔ عورت ہے نوخیز اور شوخ اور حسین شوقین کی نظر ضرور
پڑیگی اور شوقین کی نظر پڑکر پھر نے نہ چڑھیگی۔ دواجی نے بالکل لاعلمی ظاہر
کی یہ بڑی وضعدار بوڑھی عورت چھوٹی بیگم صاحب کی خیر خواہ

اور نمک پروردہ قدیم تھی۔ نواب صاحب کی دال یہاں بھی نہ گلی۔ کچھ عرصے تک یہی کیفیت رہی۔ ایک روز جھمن نے عرض کیا کہ دوا جی کی زبانی آج معلوم ہوا کہ بڑے حضور کی طبع مبارک کسیقدر ناساز ہے۔

نواب صاحب نے اپنے والد کے ایک خدمتگار کو بلاکر دریافت کیا اُسنے کہا حضور کل سے کھانا بھی نہیں کھایا ہے۔ اور بخار بھی بہت تیز ہے اور اعضا شکنی بھی ہے۔ اور درد کے مارے سر خدانخواستہ پھٹا جاتا ہے بڑی بے چینی رہی۔ سرکار کو خبر کو ضرور چلنا چاہیے۔ نواب صاحب نے بڑی بے اعتنائی کے ساتھ کہا (دیکھا جائیگا)۔

جب شام کو اُنکے احباب جمع ہوئے اور اُنکو معلوم ہوا کہ بڑے حضور کی طبیعت ناساز ہے تو افسوس اور رنج درکنار یوں گفتگو ہونے لگی۔

نصرت۔ ہمسے میاں جھمن نے کہا بڑے حضور کی طبیعت دو دن سے ناساز ہے۔ مگر کسی ملعون ہی کو یقین آتا ہوگا۔

بہادر۔ بڑے حضور معلوم ہوتا ہے دھوکے ہیں آب حیات پی گئے ہیں۔

چھٹن۔ (صاحب) ہمنے سُنا ہے آپ کے والد نے قسم کھائی ہے ہیں ہرگز نہ مرینگا آدمی ہیں وضعدار زبان ہارگئے۔

نصرت۔ ارے یار نواب اب یہ بتاؤ جسدن آپ کے پیر فرتوت والد ماجد کا واقعہ ہوگا اُسدن کی طائفوں کا ناچ دکھائیے گا۔ بھئی ہمیں عظیم آباد سے حیدر جان ضرور بلوائی جائیں۔

نواب۔ واہی ہے ع

مرن فال بد کا ورد حال بد

اسپر احباب نے قہقہہ لگایا اور نواب صاحب بھی خوب ہنسے ایسے باپ کے نالائق لڑکوں کی یہی کیفیت ہے۔ ہردم دست بدعا کہ یا خدا

ابا ڈھلگین تو مزے اُڑین - بابا جان کھسکین تو باچھون کھلی ہین بعض بعض ناخلف لڑکے ہزارون لاکھون روپیہ اس بنیاد پر قرض لیتے ہین کہ جب باپ خدا گنج کی راہ لینگے تو قرضہ ادا کرینگے - وہی ہزار دیجیے دس ہزار کا تمسک لکھوا لیجیے - جب بادا مرینگے تو بیل بنینگے - دینے والے اس آرزو پر اندھا دُھند قرضہ دے نکلتے ہین کہ ایک ایک کے دس دس بنا لینگے -

خیر ایک ہفتے کی علالت کے بعد بڑے حضور راہی ملک بقا ہوے انکے اعزا و اقربا مصروف ماتم تھے - مگر چھوٹے نواب کے احباب اور لنگوٹیے یار انکو مبارکباد دیتے تھے - اور یہ کبھی مسکرا تے اور کبھی ظاہرداری کے لیے منھ بناتے تھے -

نصرت - نواب صاحب اب صبر کیجیے - مشیت ایزدی! (مسکرا کر) آپ پر کوہ الم ٹوٹ پڑا -

نواب - (ہنسی کو ضبط کر کے) ابا جان خود تو چل دیے اور مجھے یتیم کر گئے مجھ معصوم کو کسی کے سپرد بھی نہ کیا -

نصرت - اب آپ مجھ کمبخت کو اپنا باپ سمجھیے - اسپر سب کے سب کھلکھلا کر ہنس پڑے - ماتم اور پرسا اور تعزیت در کنار یہان قہقہے پڑ رہے ہین -

بہادر - خدا ہمارے نواب کو اس کا نعم البدل دے - اسپر پھر فرمایشی قہقہہ پڑا -

چالیس دن تک تو نواب صاحب کچھ نہ بولے - اسکے بعد پر پُرزے نکالے - سب کے پہلے یہ فکر ہوئی کہ دل بستگی کے لیے کوئی معشوق سمن بر تجویز ہو - ورنہ جی کیونکر لگیگا - مصاحبون نے اپنی اپنی رسوخیت جتانے کے لیے اِدھر اُدھر سے عورتین تلاش کرنے

کر کے اپنے نوجوان اور رنگین طبع آقا کی خدمت مین پیش کین مگر کوئی پسند نہ آئی انکی طبیعت روز بروز پریشان ہوتی جاتی تھی اور یہ اہی چاہ تھے

باغبان کونسی صورت مرے جی کو لگنے کی	ایک تو مجھکو قد یار سا بوٹا و کھلا

ایک دن نواب صاحب کے داروغہ نے تخلیے مین عرض کیا کہ خداوند آج ایک بوڑھی دلالہ مجھے ڈھونڈھتی ہوئی مکان پر آئی اور مجھسے کہا کہ اگر آپ ذری ہمین اپنی سرکار کے پاس تک پہنچا دیجیے تو بڑا احسان ہو۔ ہمین ایک ضروری بات کہنی ہے۔ مین نے لاکھ لاکھ دریافت کیا۔ چھانچھ تک نہ دی نواب صاحب بوڑھی دلالہ کا ذکر سنکر بہت شائق ہوے۔ کہ اُس سے ملین۔ کہا بھئی تمنے غضب کیا۔ یہان اُسکو ساتھ کیون نہ لے آئے۔ مین تو اس قسم کی عورتون کی تلاش ہی مین تھا۔ اُسنے عرض کیا سرکار حاضر ہے اپنے پر سوار کر کے لایا ہون حکم ہوا کہ فوراً حاضر کرو۔ بوڑھی دلالہ حاضر ہوئی۔ دیر تک اسمین اور نواب صاحب مین باہم گفتگو رہی آسنے کہا سرکار ایسی ایسی صورتین دکھاؤن کہ حضور غش غش کر جائین۔ مگر یہان وہ نہین آسکتین حضور کو لونڈی کے گھر تک چلنا ہوگا رات کے وقت تکلیف کیجیے اور اگر حضور کی مرضی ہو تو دن ہی کو آئیے مگر دن کو شاید حضور کے خلاف ہو نواب صاحب نے اس سے وعدہ کیا کہ ہم کل شام کو تمھارے مکان پر آئینگے۔ مگر کوئی غیر اُسوقت وہان نہو۔ اور داروغہ کو حکم دیا کہ تم خود جا کے مکان دیکھ آؤ۔ دوسرے روز نواب صاحب مع داروغہ حسب اقرار اِس بوڑھی دلالہ کے مکان پر گئے۔ اسکا مکان ایک تنگ گلی مین واقع تھا۔ مگر پختہ اور خوشنما۔ ایک سجے سجائے کمرے مین اِنکو اُس بوڑھی عورت نے بٹھایا۔ اور تابڑ توڑ کئی جوان جوان عورتین دکھائین نواب صاحب نے ان عورتون کے سامنے تو کچھ نہین کہا بلکہ آنسے گھڑی دو گھڑی باتین کین ڈولی کا کرایہ اور فی عورت دس دس

روپے انعام دلوا کر رخصت کیا - مگر اُس بوڑھی دلالہ سے کہا کہ ہم تو کچھ اور ہی سمجھکر تمھارے ہاں آئے تھے - ہم تو چاہتے ہیں کہ کوئی پری نظر سے گذرے تو کچھ دن اس سے بناہیں - یہ بات تو ہمکو گھر بیٹھے بھی حاصل ہو سکتی ہے -
دلالہ بولی سرکار مین تو صرت مٹولتی تھی کہ حضور کتنے ہین - معلوم ہو گیا کہ حضور کی نیت کیا ہے لیکن ایک قول دیجیے - اگر کوئی آفت بجھو کا ایسی دکھاؤن کہ حضور اگلی پچھلی سب کو بھول جائین تو حضور بوڑھی کو تمام عمر کے لیے بے پرواہ اور مالا مال کر دینگے کہ حضور کی بادولت اس کار کو چھوڑ دون -

نواب صاحب نے کچھ دیر تامل کر کے جواب دیا کہ تم کل باتین ہماری ہی راے پر چھوڑ دو - عمر بھر کے لیے خوش کر دون اور پشتہا پشت تک چین کرو بشرطیکہ کوئی ایسی صورت تو دکھاؤ -

بوڑھی دلالہ کوئی آدھ گھنٹے کے بعد آئی - داروغہ نے نواب صاحب سے آکر کہا حضور وہ قتالۂ عالم اب کی لائی ہے کہ ساری خدائی مین ایسی حسینہ دوسری پیدا نہین ہوئی ہو گی حضور کے قدمون کے قسم نور کی صورت سے نکلتے اور بجلی تک غلام ہو آیا مگر ایسی پری نہین دیکھنے مین آئی - پھولون کی پنکھڑی سے بھی زیادہ نازک ہو - گلاب کا پھول کہا اس سے کہو حاضر کرے - داروغہ نیچے چلے گئے اور بوڑھی دلالہ اس قتالۂ عالم کو ہمراہ لیکر آئی - پہلے تو عطر روح افزا کی بوے عنبر بار نے دماغ کو تازہ و معنبر کر دیا یہ معلوم ہوا کہ عطر روح پرور کے قرابے کسی نے کھول دئے ہین اسکے بعد چھڑون کی چھما چھم نے شور محشر بپا کیا کمرے کے دروازے کے پاس بوڑھی دلالہ اور اس شوخ قتالہ مین آہستہ آہستہ باتین ہونے لگین -

دلالہ - اری چلو بیٹا - اری نگوڑی حیا بھی انوکھی حیا ہو -

شوخ - شرم آتی ہے خالہ جان ہم نہین جانے کے

دلالہ - اے ہے! گھونگھٹ کاڑھے ہوئے لڑکی - بڑی حیا دا منگیر ہے رے چلو بالبس اب نخرے نہ بگھارو -

شوخ - میری اچھی خالہ - ہمارے عوض باجی جان کو بھیج دو - زناخی جان کو بھیج دو -

دلالہ - کیا ! باجی جان کو بھیج دو - اے واہ ہے - اب رنگ لائی گلہری اور جوکسو کے ساتھ نکاح ہو گیا ہوتا تو وہان بھی باجی جان کو اپنی عوضی بھیجتی - (بلائین لیکر) خالہ صدقے جاؤ بیٹیا -

شوخ - کلیجہ جیسے کانپتا ہو - اچھا خالو ابا کو ہمارے ساتھ بھیج دیجیے -

دلالہ - (جھڑک کر) اے کچھ دوانی ہوئی ہو لڑکی - اور سنو خالو ابا کو اُنکے ساتھ بھیج دو - خالو ابا کو اب اس بوڑھوتی وَ نحت یہی تو کرنا رہگیا ہے سفیدی مین سیاہی لگانی -

شوخ - اچھا پہلے تم چلو -

دلالہ - دکمرے مین قدم رکھکر) ادئی کوئی جانے توپ لگی ہو کمرے مین -

نواب - اے حضور تشریف لائیے - بھلے مانسون سے یہ خوف - کیا کوئی چور یا اُچکا بقرر کیا ہو -

دلالہ - اے حضور یہ کیا فرماتے ہین - صدقے جاؤن حضور پوتڑون کے رئیس ہین - مگر لڑکی ابھی انیلی ہے - بچہ ہو - ڈھٹائی کہان سے لائے - جی مین تو خوش ہو گئی ہو گی کہ ایسا رئیس زادہ پایا جو لاکھ بچاس ہزار مین ایک ہو مگر وہ ہندی مثل ہو نہ کہ من بھائے موندھی ہلائے - اب یہ پردہ کب تک کروگی بیٹیا آخر کھونٹے تو انھین کے بندھو گی - سچ تو یون ہے کہ میان اور بیوی ہون تو ایسے ہون - چاند سورج کی جوڑی -

الغرض بعد خرابی بسیار بڑی منت اور سماجت سے اُس شوخ گلبدن نے

کمرے مین قدم رکھا مگر ہنوز نواب صاحب سے چار آنکھین بھی نہین ہونے پائی تھین کہ لجا کر منھ پھیر لیا اور تھر تھر کانپنے لگی۔ اتنے مین نواب صاحب نے اٹھکر اُس دلالۂ ضعیفہ کے سامنے اس جادو جمال کا دست سیمین آہستہ سے اپنے ہاتھ مین لیا اور دلالہ سے اشارہ کیا کہ تم چلی جاؤ۔ اسکو نیچے جاتے ہوے دیکھکر اُس شرمیلی نازنین نے دبے دانتون یہ کہا (ابھی خالہ جان آپ یہان اکیلا نہ چھوڑ جاؤ) اُسنے زینے سے تشفی دی (مین واری بیٹا) گھبراؤ نہین۔ ہمارے جانے بوجھے ہین اللہ چاہے تو کل ہی نکاح ہوجاے دو گھڑی بیٹھ کے چلی آنا۔ اُنھون نے ہاتھ پکڑکر کھینچنا چاہا تو اُس نازنین نے ہاتھ ڈھیلا کردیا۔ اُنھون نے اپنے قریب فرش پر بٹھا لیا۔ مگر ابھی تک اچھی طرح صورت نظر سے نہین گذری تھی صرف اسکی اولے دربا اور پیاری پیاری سڈول کلائی اور دست حنائی اور پور پور چھلے اور گورے گورے پانؤن دیکھ کر لٹو ہوئے تھے۔ کچھ عرصے کی خوشامد اور چھینا جھپٹی کے بعد جو اس مہوش خورشید رخسار کے چہرۂ زیبا پہ نظر پڑی تو دنگ ہوگئے اور دل ہی دل مین سوچنے لگے کہ یا خدا تو بڑا مسبب الاسباب ہے۔ جب دینے پر آتا ہے تو چھت پھاڑ کے دیتا ہے۔ اس نازنین مہ جبین کی جانب مخاطب ہوکر کہا کہ مین تیرے صدقے ہوجاؤن جانی۔ میری جسقدر ثروت اور دولت اور مال اور متاع ہے سب تیرے قدمون پر رکھ دونگا۔ یہ کہکر بڑے جوش دل کے ساتھ اُسکے رخسار رشک مہر کا بوسہ لیا اور اس پری پیکر نے بھی اسی جوش اور محبت کے ساتھ بوسے کا جواب دیا۔ اس بوس وکنار کے بعد باہم یون مکالمہ طرب انگیز ہونے لگا۔

نواب۔ جان جان جس روز تم روٹھ کے ہمارے ہان سے چل دی تھین

اُس روز سے آج تک مین تمھاری تلاش مین تھا - ایک دم بھی کسی پہلو
چین نہین آتا تھا سیکڑون تدبیرین کین مگر مطلب نہ نکلا - آخر کار مین نے
جی کڑا کرکے دداجی سے کہا اُنھون نے صاف انکار کیا سوچا کہ یا الٰہی
اب کیا کرون - ظہورن اپنی پیاری جانی کو کہان سے لاؤن سو خدا
نے آج ہم بیکسون کی سُن لی -

ظہورن - نواب یہ تو تم جھوٹ کہتے ہو - اگر ہماری ایسی ہی چاہ تمکو ہوتی
تو تم یہان اس پھیر مین نہ آتے - تم خوب جانتے تھے کہ مین کوئی ہرجائی
تو ہون نہین کہ کسی کٹنی کے ہان آؤن جاؤن - مگر ہماری محبت کو دیکھو کہ تم
چھٹ اور کسی مرد پر نظر ڈالی ہو تو یہ دونون آنکھین پھُم ہو جائین - چلو خیر
اب جو ہوا سو ہوا - ع

بات پیشانی کی ہوتی ہو سو پیش آتی ہے

اب اللہ کرے ہماری تمھاری عمر بھر نبھ جائے مگر بیگم سینگی تو بڑا خار
کھائینگی - ہماری جوتی کی نوک سے کیا پروا ہے -

نواب - ظہورن کے سر کی قسم جو اُس روز سے صورت بھی دیکھی ہو مگر تم بھی
اُسوقت عجب نخرے سے آئین مجھے اب تک نہین معلوم ہوا تھا کہ تم ہو -
ذرا جو شک بھی ہوا ہو مگر دل کو دل سے راہ ہے - شکر ہے کہ اللہ نے
تمھاری صورت دکھائی -

ظہورن - تمھاری بیگم ہمین کوس کوس کے کھا جائینگی -

نواب - اُسکی ایسی تیسی تمھاری لونڈی بنا کر رکھون تو سہی -

راوی - حضرت ناظرین رونگٹے کھڑے ہونے کی بات ہے - بڑی عبرت
کا مقام ہے منکوحہ بیوی رنج و غم خوشی شادی کی شریک - دل و جان
سے ہر دم حاضر - آسایش تن - پھر غریب غیور - عفیفہ - پاک باز
ہسمکھ - خندہ پیشانی - اور حسن و جمال سن و سال مین بھی سو پچاس

ہین ایک۔ مگر نواب کی اس حرکت نا ملائم کو ملاحظہ فرمایئے کہ مغلانی کی چھوکری سے کہتے ہین کہ ہم اُسکو تمھاری لونڈی بناکر رکھین گے۔ ہیہات صد افسوس۔

اُسی شب کو نواب نامدار اپنی معشوقۂ سیم بدن گلعذار کو اپنے مکان پر لیگئے۔ اور دوسرے ہی دن کھلے بندون نکاح کی رسم ادا ہوئی اور بی ظہورن کا نام نواب حور لقا محل رکھا گیا۔

نواب حور لقا محل کا دماغ عرش برین پر تھا۔ پھولون کے بل چلتی تھین زمین پر قدم ہی نہین دھرتی تھین۔ اور نواب صاحب کی یہ کیفیت کہ کل جتھا جتھا اُنکے حوالے کردی یہی سیاہ سفید کی مالک تھین نواب کو صبح سے شام اور شام سے صبح تک سواے بدمستی [illegible] پرستی کے اور کوئی کام ہی نہ تھا۔ چار مہینے کے عرصے مین یار لوگون [illegible] جمع اڑادی اور اُنکے کان پر جون بھی نہ رینگی مگر ظہورن یعنی حور لقا محل کے سر پڑے تھے جو حکم اُنھون نے دیا بسر و چشم بجالائے بس یہی معلوم ہوتا تھا کہ یہ اُس ناز آفرین کے غلام ہین اور وہ آنکی آقا بیگم صاحب دل ہی دل مین کڑھتی تھین۔ مگر اُنکی سنتا کون تھا۔ بڑی حضور بالکل بے بس بی ظہورن کا طوطی بولتا تھا۔ مگر اُنھون نے جتنی خادمہ اپنے ہان نوکر رکھی تھین سب بوڑھی یا ادھیڑ جوان عورت گھر مین نہین آنے پاتی تھی یہ نواب صاحب سے ہمیشہ کھٹکتی رہتی تھین کہ ایسا نہو جس طرح بیگم صاحب نظر بند ہوگئین اسی طرح اب کسی اور نوخیز چھوکری پر میان ریجھین اور ہم بھی نکالے جائین اور ہماری طرح وہ محل مین داخل ہون ایک مرتبہ انکو مہری کی ضرورت تھی ایک ماما محل کی ایک لڑکی کو جسکا نام گلچین تھا نوکری کے لیے لائی۔ چونکہ یہ بھی بڑی نگین اور خوبصورت نوخط سترہ سالہ تھی بی ظہورن صاحب نے اُسکو نوکر رکھنا پسند نہ کیا۔

دور سولھوان
سحر حرام و حلال اور نصرت الدولہ کا پتلا حال

مکالمے شاہد سے دغا سے
خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

نواب صاحب اس فکر میں تھے کہ کسی طرح سیٹھ گوجرل صاحب
سے ملے تو انکو صلاح نیک دین اور ہندوستان کے لائق فائق بیرسٹر دن
گرامی وکلا سے مشورہ لیں اور سیٹھ جی کو مصیبت سے بچائیں - مگر لاکھ
کی گوجرل کا پتا نہ ملا - ایک روز نصرت الدولہ بہادر سے اپنے شفیق
دمجبور کی حالت زار کی نسبت گفتگو کرتے تھے کہ ایک سپاہی نے
خداوند ایک صاحب آئے ہین امام الدین خان نے پوچھا کون
آئے کہا انگریز ہین - انگریز کا نام سنکر نواب صاحب نے کہا
دیکھو تو ذرا - امام الدین خان باہر گئے - دیکھا ایک صاحب کھڑے
ہین - امام الدین خان نے جھک کر سلام کیا اور کہا کیا
سے ملیے گا -

صاحب - ہان ہم اسسے ملاقات کرینگے - آپ بول دین جاکے -

امام الدین خان - کیا کہون -

صاحب - کہو صاحب سلام کرنے آیا ہے -

امام الدین - آپ کا نام کیا ہے -

صاحب - آن جی آسلر -

امام الدین - کیا ؟ -

صاحب - ول کیا کا جواب کیا - بولو آن جی آسلر صاحب آیا ہے -

امام الدین - بہت خوب - اور آپ نوکر کہان ہین کس محکمے مین -

صاحب - جہنم مین - ہم دوزخ کے داروغہ ہین سمجھا آپ یا نہین سمجھا اجم

امام الدین - آپ تو دل لگی باز آدمی ہین - صاف صاف بتائیے -

صاحب - ول بولو کہ ایک پاگل آیا ہے - ابھی پاگل خانے سے آتا ہے

امام الدین - اب صاف بتاتا ہو ہتاؤ - ورنہ مین جاتا ہون -

صاحب - آسکر ہمارا نام ہی - اور ملیگا نواب سے -

امام الدین نے آکر کہا حضور ایک صاحب خاص ولایتی - سرخ سفید ایک ٹٹوی پر آیا ہی - مگر بڑا مسخرہ ہے آپ سے ملنا چاہتا ہے - مین نے کہا آپ کہان نوکر ہین کہنے لگا ہم دوزخ کے داروغہ ہین نواب صاحب نے کہا بلاؤ - صاحب رپ رپ کرتے ہوے آئے - اور آکر کہا - سلام ہو نواب صاحب -

نواب - سلام آئیے کرسی پر بیٹھیے مزاج اچھا آپ کا -

صاحب - ہان نواب صاحب ہمارا مزاج بہت اچھا - آپ کا مزاج بہت اچھا -

نواب - ارشاد فرمائیے -

صاحب - سلام کو آیا ہی - ملاقات کرنے -

نواب - مشکور ہوا - کہان مکان ہو آپ کا - اس [illegible] ہی ہین نہ آپ -

صاحب - ول ابھی آیا ہو - چار دن ہوے - ہم ایسٹرالجر -

نواب - کیا ٹرالا گیا -

صاحب - ایسٹرالجر - ایس یو او - ایس - بھرٹرا - ٹرا - بچھر یچر -

نواب - ہم نہین سمجھا - تم کیا بولتا ہو -

چھمن - یہ کون لغت بولے صاف صاف بتاؤ -

تراب علی - صاحب ہم لوگ انگریزی نہین جانتا - اُردو بولیے -

صاحب نے کہا ول آپ لوگ یہ پڑھے ہمارا سارٹیفکٹ ہو - نواب صاحب نے سارٹیفکٹ لیکر امام الدین خان کو دیا کہ پڑھو مگر با آواز بلند پڑھنا - امام الدین خان نے یون پڑھنا شروع کیا - نواب صاحب اور رفقا غور سے سنتے جاتے تھے -

ہم اُس بات کی تصدیق کرتے ہین کہ مسٹر آف جی آسلر نجومی نے

ہمکو بہت سی باتین بتائین - اور آئین سب باتین سچی نکلین - پچھلا حال بھی خوب بیان کیا اور مطابق ہوا - اور آئندہ کا حال چہار دفعہ بتایا - دو باتین صحیح نکلین - دو کا ابھی وقت نہین آیا - ہم اُنسے بہت خوش ہین اور اُنکو سچا اور فن نجوم مین لائق تصور کرتے ہین - جو جو اصحاب اُنسے کچھ بد پوچھینگے یہ خوب بتائینگے -

راقم راجہ تیغ بہادر تعلقدار ضیرابود

نواب - اللہ اللہ یہ نجومی ہین - معقول - یہ کیسے - سہ

	آن نہ دانی کہ در سرائے تو کیست	تو باوج فلک چہ دانی چیست	

بتانے کا اچھا موقع ہاتھ آیا ہے پوچھو نصرت الدولہ بہادر -

نصرت الدولہ - اچھا -

صاحب نے [illegible] سارٹیفکٹ جیب سے نکالا اور کہا اسکو آپ لوگ دیکھو نصرت الدولہ بہادر نے آواز بلند پڑھنا شروع کیا - قابل سننے کے ہے -

یہ صاحب - اُف - جیگ آسلر نجوم کی باتان مین ہوشیار دکھے - دو تین باتان پوچھین سب بتادین - ستائی (۲۷) تاریخ کو کہا اٹھائی (۲۸) کو مینہ برسیگا سو برسا - اور ہمکو کہا کہ تمہارے باپ کابل کی لڑائی مین لسٹن صاحب کے ساتھ مارا گیا - سو ٹیک (ٹھیک) ہو دو نون باتان ٹیک (ٹھیک) نکلا صاحب بڑا کرتبی ہے -

پنجم سنگھ رسالدار -

نواب - یہ کسی پنجابی نے دیا ہے -

صاحب - ہان رسالدار ہے -

نصرت الدولہ - وہ تو زبان ہی کہے دیتی ہے -

امام الدین - باتان کی لیک ہی کہی اور ستائی سمجھے حضور -

نواب - نہین مین نہین سمجھا -

جھمن - ستائیس سے مراد ہے - ہم تو شہر سر مین رہے ہین -

امام الدین - کہان رہے ہین آپ ؟

جھمن - عنبر سر ہین -

نواب - امرتسر ہین - بڑے مدی بنے ہین - عنبر سر کیسا -

نواب صاحب نے پوچھا یہ کتاب کون ہے - صاحب نے کہا اسمین نجوم کا ذکر ہی - بہت دام خرچ جب کتاب پایا - اسکا پہلا صفحہ دیکھیے ٹیٹل پیج -

نواب صاحب نے کتاب لی - تو پہلے صفحے پر ایک تصویر نظر آئی -

نواب صاحب نے پوچھا یہ کیا ہی - نجومی نے کہا اس مکان مین نجوم کے علما مُردون سے باتین کرسکتے ہین - اڈورڈ کلی ایک تھے بڑے زبردست نجومی اور سحر مین بھی مسلم الثبوت اُستاد - لنکاشر ایک ملک ہے وہان جو آدمی مرگیا تو کلی صاحب نے لوگون سے کہا کہ ہم جادو کے زور سے اس سے باتین کرسکتے [illegible] لوگون نے پوچھا - کیونکر تب آپ ایک اپنے دوست کو ساتھ لیا اور قبر [illegible] مین چلے تھے کہ فلان فقیر چند روز ہوے مرگیا تھا - مشہور تھا کہ سوفی بڑا مالدار تھا - مگر آسنے اپنی دولت کا حال مرتے دم تک کسی پر ظاہر نہ کیا - کوئی کہتا تھا اُسکے مکان مین اشرفیان دفن ہین - کوئی کہتا تھا کہ میدان مین دفن کرآیا - مختلف روایتین مشہور تھین - ٹھیک بارہ بجے رات کے وہ لوگ قبرستان مین داخل ہوے کلی نے سحر کے زور سے مردے کو اُٹھایا - مردہ سامنے آن کھڑا ہوا - اپنی دولت کا کل حال بیان کردیا - اور بعض پڑوسیون اور محلے والون کی نسبت پیشین گوئیان کین اور وہ سب صحیح نکلین -

نواب - ہان ! ہمکو تو یقین نہین آتا - مردے کو زندہ کرنا محال ہی -

نجومی - نواب صاحب اگر آپ اس کتاب کو پڑھے تو یقین کرے -

نصرت الدولہ - آپ مردے کو زندہ کرسکتے ہین -

نجومی - ہم نجومی ہے - جادو والا نہین ہے - یہ جادو کا بات ہی آپ سمجھے کہ جو لوگ زہر کھا کر مرتا ہے - یا پرانی عمارت کے تلے دب کر یا جہاز مین ڈوبتا ہے یا دریا مین ڈوبتا وہ ایک ستارہ ہے

(سیٹرن) اُسکے اثر سے مرتا ہے۔ اور جو لوگ آگ سے جلکر مرجاتا ہے۔ یا بجلی گر پڑتا ہے۔ یا بندوق یا گولا توپ سے مرتا ہے۔ یا گھوڑے پر سے یا اونچے پر سے گر کر مرتا ہے۔ یا پھانسی سے وہ ایک ستارہ ہے (مارس) اُسکے اثر سے آپ لوگ (مارس کو (مریک) بولتے ہین۔

نصرت الدولہ۔ مریخ۔

نجومی۔ ہان ہان۔ یہی ہم بتا سکتا ہے کہ کتنی شادیان ہون۔ کتنا روپیہ ہوگا پاس ہاتھ دیکھ سکتا ہے۔ ہم سب جانتا ہے۔ آپ کچھ پوچھیے گا تو ہم کہیگا آپ لوگ نے نوٹر کا نام سنا ہے یہ بڑا نجومی تھا اُسکی کئی بات مشہور ہے۔ اور دور دور تک۔

نواب صاحب [illegible] کہا کہیے۔ فرمایئے۔ نجومی نے کہنا شروع کیا۔ بوڑھا آدمی تھا لکھا پڑھا [illegible] کچھ نہین جانتا تھا۔ بالکل ان پڑھ۔ نام تک نہین لکھ سکتا تھا مگر نجوم مین استاد تھا۔ اسقدر ملکہ بہم پہونچایا کہ کل باتین بتانے لگا رات رات بھر بیدار رہتا اور ستارون کی گردش اور حالات پر غور کرتا تھا یہان تک کہ اگر کوئی لڑکا کسی اور گھر مین پیدا ہوتا تو وہ بتا دیتا کہ زندہ رہے گا۔ یا مر جائیگا۔ یا اب تک زندہ رہیگا۔ اُسنے پیشین گوئی کی تھی کہ پولین بوناپارٹ پنجا دیکھیگا اور اُسکی عظمت اور صولت سب خاک مین ملجائیگی اُسنے پیشین گوئی کی تھی کہ دنگلش کے دبدبے کے جھنڈے نصب ہو جائینگے دونون باتین صحیح نکلین اور یہ پیشین گوئی کئی سال قبل کی تھی۔ ایک ستارہ ہے (جیا برجیم سائی ڈس) اس ستارے کا حال اسکو ہرشل سے پیشتر معلوم تھا۔

ایک دن یہ شخص اپنے مکان کے پڑوس ایک سرا مین کسی دوست سے باتین کر رہا تھا لوگون نے نجوم کا ذکر چھیڑ دیا۔ اتنے مین ایک کسان آیا

اسنے کہا بہت نجوم کی بنا کرتے ہو بھلا بتاؤ تو اگر مین آج فصد لون تو زندہ بچون
یا مر جاؤن - لوگ سمجھے کہ نجومی یہی کہیگا کہ زندہ بچو گے مرنا کیسا مگر نجومی نے
فوراً کہا کہ مر جاؤ گے - ادھر فصد کھولی گئی اُدھر تم مر گئے بوڑھا کسان
خوب ہنسا کہا اچھا ہم جاتے ہین جاکر فصد کھلوائی خون زیادہ آیا -
ہر چند تدبیر کی گئی مگر بے سود - تھوڑی ہی دیر مین جان نکل گئی -

نصرت الدولہ - سبحان اللہ نجوم عجب علم ہو بھئی -

نواب - اجی سب ڈھکوسلا ہی ڈھکوسلا ہو - بالکل بے اصل چیز -

نصرت الدولہ - جی ہان بے اصل چیز آپ کے کہنے سے بے اصل ہو -

نواب - آپ اسقدر دانا ہو کر اون باتون کو صحیح سمجھتے ہین -

نجومی - نواب صاحب آپ لوگ کوئی نہین مانتا ہمارا [illegible] - تمام دنیا ہم کو
بے ایمان اور جھوٹا سمجھتا مگر پروا نہین ہو - ہم لوگ [illegible] ہے - کوئی چاہے
جو کہے کچھ واسطہ نہین ہمکو -

نواب - یہ اپنی اپنی راے ہو - اسمین زبردستی تو ہو نہین کچھ -

نجومی - اور - ذرا نہین - اپنا اپنا راے جو جسکا ہو -

نصرت الدولہ - آپ ہمارے مکان پر ضرور آئیے گا - ہم خوشی
سے مانیگا ہمین کچھ پوچھنا بھی ہے کل آپ آئیے یا اپنے
مکان کا پتا دیجیے -

نجومی - ہوٹل - لاگ صاحب کا ہوٹل -

نصرت - اچھا تو ہم آدمی بھیج دینگے - آپ آئیگا اور گاڑی بھیج دینگے -

نجومی - ہم بہت خوشی کے ساتھ آے گا -

نواب صاحب نے امام الدین خان سے کہا یہ اب گئے ہاتھ سے انکو
یقین آگیا کہ نجومی نے جو کچھ کہا سب صحیح ہے - امام الدین بولے خداوند
ہمکو تو بہروپیا معلوم ہوتا ہے جھانسا لیا - ساری خدائی کا بے ایمان

نجومی - بجے ہین - واہ -

نصرت الدولہ - کیا باتین ہوتی ہین چپکے چپکے -

نجومی نے کہا یہ جو یہ اخبار ہے ٹائیمز - لندن ٹائمز - دیکھیے اسین کیا چھپا ہی

نواب صاحب نے کہا ہم لوگ انگریزی خوان نہین ہین - نجومی نے کہا اچھا

ہم ترجمہ کرینگے - نجومی نے ترجمہ کرنا شروع کیا - گر آپ شناپ -

سنڈے کو - سنڈے ایک دن کو ہم بولتا

نجومی

نواب - کس دن کو بولتے ہین -

نجومی - ہمارا گرجا کا دن - بڑا اچھا دن ہی - وہ دن ہی -

نواب - اتوار - اتوار - ہم سمجھ گئے - گرجا کا وہی دن ہی نہ -

نصرت الدولہ - اجی [illegible] دن سے کیا واسطہ اتوار ہو یا بدھ ہو یا پیر ہو -

نواب - اچھا ہان صا[illegible] بولیے - پھر کیا ہوا -

نجومی - جیسن دیس ایک آدمی تھا کم - بہت نہین عمر کم -

نواب - ہان جوان آدمی تھا - سمجھے آپ مطلب کیسے -

نجومی - وہ اپنے سب لوگ کو ملکر ساتھ جاتا - ہنسی - دریا مین سب بس وہ

ڈوبتا ہی - دریا مین وہ ڈوبتا ہی

نواب - دریا مین ڈوب گیا -

نصرت الدولہ - ڈوب گیا یا ڈوبتا تھا -

نجومی - تین دن تین رات ڈوبنے کے پہلے اسنے دیکھا تھا رات کو سوتے مین ڈریم

ہین - جسکو ہم ڈریم کہتے ہین - ڈریم جانتا -

نواب - سمجھے سمجھے - بتاؤ امام الدین خان کیا کہا -

امام الدین - مین تو نہین سمجھا خداوند -

نواب - خواب سے مراد ہی - کہا کہ رات کو سوتے مین دیکھا -

تراب علی - اعجاز اعجاز -

چھمن - واہ خداوند - کیا خوب بات فرمائی ہے - جی خوش ہوگیا اسوقت -
امام الدین - ہان خوب طبیعت لڑی - ماشاء اللہ ذکی ہین - دانا ہین -
نجومی - تین رات برو برا (برابر) دیکھا رات کو ڈریم ہین کہ ڈوبا - ڈوبا - ڈوب گیا -
امام الدین - واہ یہ نئی بات ہوئی چھمن - تین مرتبہ خواب دیکھا کہ ڈوبنے والا ہے اور پھر ڈوب ہی گیا -
نجومی - پہلے جب ڈریم دیکھا تو کچھ نہ پروا کیا - مگر دیکھا بہت بڑا ڈوبنا بڑا ڈوبنا سمجھا یہ کہ ڈوبنا - جان جاتا - روتا چلاتا - گرل - (غل مچاتا -) جب دوسرا ڈریم دیکھا تو کچھ پروا کیا نہین جب تیسرا دیکھا ڈریم تو ڈرگیا بولا اپنی بہن سے کہ ہم دیکھا ڈریم - تین رات ڈوبا - پھر ڈوبا - پھر ڈوبا - اور ہم جان سے ڈرتا ہے - ایک ڈریم - دو ڈریم - تین ڈریم -
نواب - ڈرایا - واللہ ڈرا دیا - ڈریم - ڈریم - ڈریم خوب -
نجومی - ول ہم زبان اردو نہین اچھی جانتا -
چھمن - جیا مجھکو ہی جی - سے

آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز | لاکھ توتے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا

نواب - کیا بکتے ہو - اسکی کچھ زبان ہے بیچارے کی - وہ کیا جانے بھلا -
نصرت الدولہ - آپ کے رفقا بانین اور آپ بانین ہم اس بارے مین دخل نہ دینگے -
امام الدین - لاحول ولا قوۃ - چھمن بات نہین سننے دیتے توبہ -
نجومی - اسکی بہن کہا نہین پڑا بات - دوسرے روز وہ دریا جانے مانگتا کہ وہان (اشارے سے بتایا کہ پیرنے کے لیے گیا -)
نواب - دریا پیرنے گئے - ہم سمجھے - آپ فرمائیے پھر کیا ہوا -
نجومی - لوگ سے بولا - لوگ بولا تم - پاگل ہے - ڈریم کون بات - ول ڈریم سے پڑھا لوگ اور یورپین جنٹلمین کیون بھاگنے والا کیا بات

(این اینڈل ڈریم) وہ دریا مین گیا۔ گیا دریا کے بیچ مین کہ (اشارے
سے پیرنے۔)

نواب۔ آپ کہتے جایئن مین اسقدر سمجھ سکتا ہون۔

نجومی۔ دل۔ لوگ بولا تم پاگل ہو۔ ڈریم سے جاگتا۔ ڈریم سے۔

امام الدین۔ ہم نوکر دو برس تک دریا نہ جاتے۔

چھمن۔ ہم تو اسی دم پھاند پڑتے۔

تراب علی۔ جہالت اسی کا نام ہے۔

نصرت الدولہ۔ واہ عجب عجب لوگ ہین۔

نواب۔ بات سننے دو۔

نصرت الدولہ۔ اجی کسکی بات۔ کہان کی بات۔ یہان تو منڈی لگی ہے۔

نجومی۔ آپ [illegible] جھوٹ ہے۔

نواب۔ ہرگز نہین۔

نصرت الدولہ۔ آپ فرمایئن ہم سنتے ہین۔

چھمن۔ لطف آتا ہے اس ڈریم مین۔ یہ ڈریم خوب ہے۔

نجومی۔ بالکل سچ ذرا وہ نہین کہ جھوٹ ہو۔

اتنے مین ایک انگریزی خوان آئے۔ نواب صاحب بولے۔ نواب
بات بنگئی۔ انگریزی خوان سے کہا ذرا اس کتاب کا ترجمہ تو کیجیے۔ انگریزی خوان
نے کہا کیا خوب کیا چھوٹی سی کتاب ہے۔ اسکے ترجمے کے لیے بھلا کم سے کم ایک
مہینا تو ہو۔ اسکا ترجمہ آسان نہین۔ کس مزے سے آپ نے فرمایا کہ ذرا اس
کتاب کا ترجمہ تو کر دینا۔

نواب۔ اجی ایک صفحہ کا ترجمہ چاہیے۔

انگریزی خوان۔ ہان! لا یئے یہ کون بڑی بات ہے۔

انگریزی خوان نے ترجمہ کرکے یون سنایا۔

گزشتہ اتوار کے دن ایک معزز نوجوان آدمی جسکا نام جیمس ولیمس تھا ڈوب کر مر گیا
یہ نوجوان چند احباب بذلہ سنج و لطیفہ گو کے ہمراہ تفنن طبع کے لیے
دریا میں شام کے وقت پیرتا تھا۔ دفعتہً بھنور میں پڑ گیا۔ لاکھ
لاکھ کوشش کی کہ اس گرداب بلا سے نجات پائے مگر بے سود ایکے
احباب منہ ہی تاکتے رہے اور کہا کہ ہمنے معتبر ذریعے سے سُنا ہے کہ ڈوبنے
کے تین روز قبل یعنی پنجشنبہ جمعہ اور ہفتہ کی شب کو اُسنے کئی بار یہی خواب
دیکھے کہ دریا میں ڈوبتا ہے وہ رات کو چونک چونک پڑا اور کئی بار پکار اُٹھا
ڈوبا۔ ڈوبا۔ ہائے ڈوبا۔ جب بیدار ہوا تو بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے
اور تھرتھرانے لگا۔ جب تیسری شب کو بھی آٹھ متواتر اور متوالی ایسے ہی
خواب دیکھے تو نہایت ہی خائف ہوا صبح کو اُٹھتے ہی [illegible] سے ذکر کیا
اور کہا کہ میں ایک شخص سے شرط بد چکا ہوں [illegible] پل سے کود کر ملاحی
چیرتا ہوا بچلی کے باندھ تک جاؤنگا۔ اسکی [illegible] نے کہا۔ خبردار ایسا غضب
نہ کرنا یا درکھو ستم ہو جائیگا۔ صاف صاف [illegible] ہو کہ زندہ بچکر نہ آؤ گے۔
جن لوگوں سے شرط بدی تھی انسے اس بدبخت نوجوان نے اپنے خواب
پریشان کا حال بیان کیا۔ اور کہا کہ ہم دریا نہ جائینگے۔ لوگوں نے قہقہہ لگایا
اور اُسکو باور نہ کیا ایک نے کہا ڈر گیا دوسرا بولا ضعیف الاعتقاد
ہے۔ تیسرے نے کہا تم اس ملک میں کیوں پیدا ہوئے وحشیوں
میں پیدا ہوئے ہوتے۔ خواب کی ایسی تیسی اس ملک کے تربیت یافتہ
آدمی کہیں خواب کو مانا کرتے ہیں سبنے ملکر اسکو خوب
بنایا۔ جب تو طیش کھا کر اُسنے کہا چلیے آئیے یہ کہکر انکے ہمراہ پل پر
گیا اُسکی بہن نے جو خبر پائی تو فوراً اسکے پاس پہونچی اتفاق سے ایک
نجومی کا بھی وہاں گذر ہوا۔

نجومی سے لوگوں نے پوچھا اگر یہ شخص پل سے کودے تو کیسا

نجومی کو خوب معلوم تھا کہ وہ شخص اس فن کا مسلم الثبوت اُستاد سمجھا جاتا ہے لیکن آسنے نجوم کے زور سے کہا کہ کودتے ہی ڈوب جائیگا۔ اسپر حاضرین نے قہقہہ لگایا اور وہ شخص پل پر سے دھم سے کودا پھر کسی شخص نے اسکو ابھرتے نہ دیکھا تین دن کے بعد اُسکی لاش ملی۔ اور جو لوگ نجوم کے خلاف تھے وہ بھی معتقد ہوگئے۔

نصرت الدولہ۔ صاحب آپ کچھ ہمکو بھی سکھائیے ہمیں بڑا شوق ہے۔

نجومی۔ اچھا جب آپ سیکھیے۔ ہم حاضر ہیں۔ جب حکم ہو۔

نواب۔ انکو چیلا کیجیے۔ یہ پھنس جائینگے۔

نصرت الدولہ۔ بس آپ خاموش ہی رہیں بس آپ تو کسی چیز کو نہیں مانتے۔

بہادر علیخان۔ عرض کروں حضرت حقیقت حال یوں ہے کہ غیب کی بات خدا کے سوا اور کوئی نہیں [illegible]

نواب۔ اسمیں کیا فرق ہے۔

نصرت الدولہ۔ حضرت یہ اپنا اپنا عقیدہ ہے بحث کی ضرورت نہیں۔

نواب۔ اچھا اُنسے کہیے کوئی مردہ ہمارے سامنے بولنے لگے۔

بہادر علیخان۔ کیا مجال۔ ممکن ہی نہیں یہ محض ڈھکوسلا ہی ڈھکوسلا ہے۔

نصرت الدولہ۔ اچھا ہم کچھ دن سیکھ لیں تو پھر عرض کریں۔

نواب۔ بسم اللہ سیکھیے مگر یاد رکھیے دھوکا کھائیے گا۔

بہادر علیخان۔ اسوقت کمال افسوس ہے کہ آپ ایسی ضعیف الاعتقادی کی باتوں کو باور کریں اگر ذرا غور کیجیے تو مجھسے اتفاق کرنے لگیے۔

نجومی۔ اچھا اپنی آنکھوں آپ دیکھیں تب تو یقین آئے یا تب بھی ہٹ دھرمی کیجیے گا۔

نجومی نے طرح طرح کی دلچسپ باتیں بیان کیں۔ نواب نامدار اور بہادر علیخان اُنکے عزیز قریب نے کہا یہ سب بے سر و پا کہانی ہے۔ مگر

نصرت الدولہ اور جھمن معتقد ہو گئے - بخومی نے کہا زراعت کے ذریعے سے
جن لوگون کو فائدہ حاصل ہوتا ہے وہ خاص زحل سے متعلق ہے - کسی عمارت
مین خزانہ نکلے یا جہاز رانی کے ذریعے سے زر کثیر حاصل ہو یہ سب اُسی
ستارے کے متعلق ہے -

ایک جنٹلمین نے یون لکھا لارڈ ٹلٹن نامے ایک رئیس انگلستان نے
جب انتقال کیا تو مین وہان ہی تھا - کئی جنٹلمین اور لیڈیان اور مسین اُنکی وفات
کے وقت اُنکے اردگرد موجود تھین - وفات کے تین دن قبل انھون نے خواب مین
دیکھا کہ ایک چڑیا پھر پھڑاتی ہوئی اُنکے سامنے آئی -

نواب - کون آئی - یہ کون لفظ آپ نے فرمایا ابھی ابھی -

نصرت الدولہ - ایک چڑیا آئی -

نواب - ہان - اچھا صاحب پھر - اب تو نے بینا [illegible] کر دی -

نصرت الدولہ - آپ لوگ بڑے بیوقوف ہین - [illegible] رہیے -

نواب - (مسکراکر) ایں! اب تو گالیان دینے لگے آپ - خدا خیر کرے -

بخومی نے کہا پہلے ایک چڑیا سامنے آئی اُسکے بعد ایک عورت سفید پوش نے
اُنکی طرف مخاطب ہو کر کہا مرنے کے لیے مستعد ہو رہو تین دن سے زیادہ اب تم
نہین زندہ رہ سکتے اُنکی آنکھ کھل گئی - فوراً آدمی کو بلایا اور مارے ڈر کے تھرتھر
کانپنے لگے - آدمی فوراً حاضر ہوا دیکھا تو اُنکو سخت متوحش پایا - کئی بار خدمتگار
کے سامنے زار زار روئے دوسرے دن اُنکی طبیعت ازبس پریشان
رہی - تیسرے دن صبح کے وقت کھانا کھاتے ہوے اُنھون نے
کہا اگر آج مین زندہ رہون تو اُس بھوت کو خوب بتاؤن -
تھوڑی دیر کے بعد انتہا سے زیادہ پریشان ہوے - مگر آدھ گھنٹے
مین صحت کلی حاصل کی - شام کو پانچ بجے کے وقت اُنھون نے پھر
کھانا کھایا اور ۱۱ بجے بستر پر گئے - اور خدمتگار سے کہا

چار تیار کر لاؤ - جب خدمتگار چار لیکر آیا تو دیکھ کر اُنکی بڑی ردی حالت ہے
اِسقدر خائف ہوا کہ وہین سے غل مچایا اور بھاگا اور لوگون کو مدد کے لیے
بُلایا - اسنتے مین لارڈ موصوف اوپر کے دم بھرنے لگے اور لوگون کے آنے
کے قبل ہی جان بحق تسلیم ہوئے -

چھمن - اف - اُسوقت بدن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے -

نواب - اَیں - معقول -

امام الدین - یہ ڈنڈا اور تین کانٹے -

چھمن - اجی حضرت آپ ہین کس بھروسے - خدا کی قسم کانپ اُٹھو -

امام الدین - بجا - اپنا ہی سا بودا آپ سب کو سمجھتے ہین -

نجومی - ہم ان امور کا ثبوت دے سکتے ہین بلا ثبوت نہین کہتے - چنانچہ
لارڈ لٹلٹن نے لوگو[illegible] ہی کہا تھا کہ جس عورت کو اُنھون نے خواب
مین دیکھا تھا اُس سے [illegible] ی واقف تھے - کمال خوف ہوا -

چھمن - واقف تھے کیا معنی ہین اسکا مطلب نہین سمجھا -

نجومی نے بیان کیا دو نوجوان حسین نفیس اُنپر لارڈ صاحب عاشق ہوگئے
مگر اُنکی بوڑھی مان نے انکو للکار دیا کہ خبردار یہان نہ آیا کرو - اُنھون نے اُسکو
زہر دلوا دیا -

نجومی نے کہا اگر یہ صاحب جو انگریزی پڑھے ہین آپ کو اس صفحے
کا مطلب سمجھا دین تو ہم شکر گزار ہونگے - نواب صاحب نے کہا بسم اللہ
حضرت ترجمہ کیجیے -

انگریزی خوان نے یون ترجمہ کیا -

جسوقت لارڈ لٹلٹن نے یہ خواب پریشان دیکھا کہ ان دونون لڑکیون
کی مان سامنے کھڑی کہ رہی ہے کہ اب مرنے کے لیے مستعد رہو - اسی وقت
اس عورت کی جان نکلی تھی -

لیڈی لٹلٹن یعنی لارڈ صاحب کی بیوی نے یوں بیان کیا ہے۔ وفات کے دو شب قبل جب وہ بستر پر جاتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی جانور مثل فاختہ کے کمرے میں پھڑپھڑاتا ہے۔ اِدھر اُدھر دیکھا تو معلوم ہوا کہ دریچے کے قریب ایک عورت کھڑی ہے۔ اُسکی ڈراؤنی اور مہیب شکل ہے یہ ازبس خائف ہوگئے۔ کمرہ خوب روشن تھا۔ اور روشنی بدستور نظر آتی تھی اُس عورت نے ہاتھ اُٹھا کر کہا کہ پرسوں تو دنیا سے کوچ کر جائیگا تیری زندگی کا پیمانہ اب لبریز ہوگیا اتنے میں وہ شکل دفعتہً غائب ہوگئی اور لارڈ لٹلٹن مارے خوف کے کانپنے لگے۔

نواب۔ اگر کسی بزدل آدمی کے سامنے کہیے تو ڈر جائے۔

چھمن۔ حضور اسمیں جوانمردی کیا کر سکتی ہے۔

امام الدین۔ اجی یہ سب گڑھی ہوئی کہانیاں ہیں۔ [illegible] اصل۔

نصرت الدولہ۔ خدا کی قسم اسقدر حظ آتا ہے کہ [illegible] باہر ہے۔ نہ جانیں نہ بوجھیں۔ اور دخل در معقولات دینے کو مستعد۔

نواب نصرت الدولہ نے کہا ہمارے ایک دوست ہیں سیٹھ گوجرمل اُنکا حال بتایئے کہ وہ آج کل کہاں ہیں۔

نجومی نے کہا۔ اُنکی پیدائش کا وقت اور مقام بتایئے۔ تو ہم ابھی ابھی اسی دم بتا دینگے۔

نصرت الدولہ نے آدمی کو بلایا اور کہا جاکر سیٹھ جی کے ہاں سے اُنکا زائچہ مانگ لاؤ کہنا ایک بڑے پنڈت آئے ہیں اُنکو دکھائینگے۔

اتنے میں انگریزی خوان اور نجومی میں خوب باتیں ہوئیں مگر انگریزی زبان میں۔ نواب صاحب نے کہا بھئی اب یہ گٹ پٹ تو رہنے دو۔ اُردو میں باتیں کرو تو ہم بھی سمجھیں۔

اتنے میں نواب نصرت الدولہ بہادر کا خدمتگار سیٹھ گوجرمل کا زائچہ لایا

اور اُسکے ساتھ ہی لالہ نتھو لال بھی آئے۔ نواب صاحب کے کان میں کہا زائچہ حاضر ہے۔ نصرت الدولہ نے زائچہ لیکر نجومی کو دیا نجومی نے کہا ہم فقط وقت اور مقام ولادت دریافت کرنا چاہتے ہیں اور کچھ نہیں لالہ نتھو لال نے بتا دیا۔ تھوڑی دیر خوب غور کرکے نجومی جی مہاراج نجومی نے کل حالات یوں بیان کیے۔

یہ شخص بڑا خوش قسمت اور مالدار اور ہنس مکھ ہے۔ مگر اسکی زندگی کے دو برس بڑے سخت ہیں۔ جان کا خوف نہیں۔ مال کا خوف نہیں۔ مگر آبرو کا خوف ہے۔

اسپر نصرت الدولہ اور لالہ نتھو لال اور جھمن اور دو تین اور رفقا نے بڑی تعریف کی۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ کیا بات بتائی ہے۔ واہ واہ واہ کامل ہے یہ شخص۔

نصرت الدولہ۔ کہیے [illegible] ب صاحب اب قائل ہوئے یا اب بھی نہیں قائل ہوئے۔ بولیے [illegible] ب بولیے۔

جھمن۔ خداوند۔ صاحب۔ ایسا باکمال نجومی نہیں دیکھا۔ اسکا تو کمال عزّ نہ ہونا چاہیے خداوند انعام کے قابل بات کہی ہے۔

نجومی۔ آپ لوگ ہمکو جھوٹ بولنا مت سمجھیے گا۔ ہم سچ بولیگا۔

نصرت الدولہ۔ اب آپ ہمارے ہاں آکر رہیں۔

نجومی۔ ہاں۔ اچھا۔ ہمیں کیا عذر ہے۔

نجومی یہ کہکر رخصت ہوئے۔

دوسرے روز نواب نصرت الدولہ بہادر کے ہاں شام کے وقت کئی نواب زادے اور رئیس بیٹھے تھے۔ نواب صاحب نے جابجا کہلا بھیجا تھا کہ آج ایک نجومی جو اپنے فن میں کمال رکھتے ہیں ہمارے مکان پر آئینگے۔ جو صاحب شائق ہوں تشریف لائیں۔ نواب صاحب بھی زنق

اور مصاحبین اور بہادر علی خان بہادر کو ہمراہ لیکر گئے کل رئیس زادون نے سرو قد تعظیم کی۔

تھوڑی دیر مین آسلر صاحب نجومی بھی آئے۔ اس مرتبہ بھی ایک انگریزی خوان کو ساتھ لیے آئے۔ نواب نصرت الدولہ بہادر نواب امین الدین حیدر اور نواب بہادر علیخان سے ہاتھ ملایا بیٹھے۔

نصرت الدولہ۔ سب صاحب آپ کے مشتاق ہین۔

نجومی۔ دل ہم شکر کرتا اور ہم حاضر ہون۔

نصرت الدولہ۔ آج کچھ کمال دکھائیے۔

نجومی۔ آج کون دن ہو۔

نصرت الدولہ۔ آج بدھ ہو۔

نجومی۔ وڈنس ڈے۔ دل نواب صاحب پرسوا...

بہادر علیخان۔ بہتر ہے اپنے قواعد کے موافق ...

نجومی۔ ایک خبر کا کاغذ۔

اتنا کہکر نواب نصرت الدولہ بہادر نے نجومی سے پائنیر لیا۔ انگریزی خوان نے کہا لائیے مین پڑھکر سناؤن۔ پوچھا کس سال کا پائنیر ہے۔ انگریزی خوان نے کہا پرسون کا۔ آج ۱۹ تاریخ ہے یہ ۱۷ کو چھپا تھا۔ نواب صاحب نے حکم دیا کہ پڑھئے سنائیے کل حاضرین جلسہ ہمہ تن گوش ہوکر سننے لگے انگریزی خوان نے ترجمہ شروع کیا۔

آج شام کے وقت قبل غروب آفتاب مسٹر ہوم صاحب ممبر بورڈ ان چیف ممالک مغربی و شمالی نے میڈم بلا ڈسکی کی دعوت کی تھی چنانچہ وقت مقررہ پر میڈم صاحب آئین اُنکے علاوہ اور بھی کئی معزز لیڈیان اور افسران سول و ملیٹری اور جنٹلمین مدعو تھے۔ کھانا کھانے کے وقت میڈم صاحب نے مسز ہیوم یعنے ہیوم صاحب کی زوجہ

شریف سے پوچھا۔

ایک رئیس۔ یہ میڈام کیا معنی۔

نصرت الدولہ۔ ہان ہم بھی نہین سمجھے۔

انگریزی خوان۔ میڈم کے معنی بیم اور بلاڈ اسکی نام ہے۔ اُنھون نے کہا کہ ہم کچھ تماشا دکھائین آپ اجازت دیتی ہین مسز ہیوم کی بیم صاحب نے کہا ہان دکھائیے بے اجازت میڈم نے پوچھا تین سال کے عرصے مین کوئی چیز آپکے ہان سے گم تو نہین ہوئی۔ مسز ہیوم یعنی ہیوم صاحب کی زوجۂ شریفہ نے کہا پارسال ایک چیز کھو گئی تھی اب تک نہین ملی میڈم نے کہا اچھا اس کاغذ پر اُس چیز کا نقشہ بنا دو اُنھون نے پنسل سے نقشہ بنا دیا۔ میڈم نے کہا یہ کاغذ ہمکو دکھا [illegible] لپیٹ کر ہمین دے دو۔ دے دیا گیا اتنے مین کچھ اور [illegible] گئین جب کھانے سے فراغت پائی تو میڈم نے کہا چلیے ذرا باغ کی سیر کرین [illegible] نے یون گفتگو کی۔

میڈم۔ آپ سے مین نے کچھ [illegible] تھا آپ بھول گئین شاید۔

مسز ہیوم۔ کیا کچھ یاد نہین آتا۔

ایک لیڈی۔ کیا کہا کیا بھول گئین۔

میڈم۔ آپ سب کی سب بھول گئین۔

دوسری لیڈی۔ ہان کچھ خیال نہین آپ فرمائیے۔

میڈم۔ کسی چیز کا نقشہ آپ نے بنا دیا تھا یاد ہو۔

مسز ہیوم۔ ہان یاد ہو۔ پھر

جنٹلمین۔ وہ تو بات ہی ٹال دی گئی۔

دوسرے جنٹلمین۔ آپ نے تماشا دکھانے کا وعدہ کیا تھا پھر دکھائیے میڈم نے کہا وہ تماشا دکھاؤن کہ آپ سب پھڑک جائین اقرار کرلون اور تماشا نہ دکھاؤن ایسا ہو سکتا ہے بھلا ممکن ہی نہین جو وعدہ

کرونگی اسکو پورا کرونگی۔
نواب۔ حضرت سینے آپ کا قطع کلام ہوتا ہے۔ مین سمجھ گیا کہ انجام کیا ہوگا مگر۔ ع

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

کہنے اور کرنے۔ سننے اور دیکھنے مین فرق ہے۔
نصرت الدولہ۔ تو سن تو لیجیے پوری داستان سینے پہلے پھر اعتراض فرمایئے۔
ایک انگریزی خوان۔ میڈم سکرائین پوچھا آپ مین کیا کہا جی کی خوشی پوچھا تماشا کب تک دکھایئے گا کہا ابھی ابھی۔ عمر بھر کبھی ایسا تماشا دکھا ہی نہو۔ باغ مین ٹہلتے ٹہلتے اخبار پاینر کے اڈیٹر مسٹر [illegible] صاحب کی زوجہ شریفہ نے کہا این! یہ کیا پڑا ہے یہ تو وہ کا [illegible] مسز ہیوم نے دیا تھا اور نقشہ بنا تھا اُس کاغذ کو اٹھایا تو ایک [illegible] تو اُس مین لپٹا ہوا نظر آیا۔
مسز سینیٹ۔ یہ زیور اسمین کیا ہے۔
مسز ہیوم۔ دیکھین ارے یہ تو وہی جگنو ہے جو کھو گیا تھا۔
میڈم۔ اُسی کا نقشہ آپ نے بنایا تھا یا کچھ اور۔
مسز ہیوم۔ اُسی کا خاص اسی کا۔
جسقدر خاتونین اور جنٹلمین وہان تھے سب دنگ ہو گئے۔ میڈم از بس محفوظ تھین سب کے سب ملکر اُنکی تعریف کرنے لگے۔ اسپر میڈم بلاوٹسکی نے کہا آپ لوگ آج کے واقعہ کا حال اخبار مین چھپوا دین۔ چنانچہ اس اخبار مین وہ حال درج ہو گیا ہے۔
نواب۔ دستخط کیے ہین۔
نجومی۔ کرنیل۔ کپتان۔ لیڈیان۔ مسز ہیوم اور عزت دار لوگ کے دستخط ہین

سب رئیس اور سب عزت والا لیڈی اور جنٹلمین۔

نصرت الدولہ۔ کیون صاحب یہ کیونکر منگوا دیا۔

نجومی۔ اسپری چولزم کے زور سے۔

نصرت الدولہ۔ وہ کس علم کا نام ہو۔

نجومی۔ دل اسپرٹ کو۔

نصرت الدولہ۔ اسپرٹ کسے کہتے ہین۔

انگریزی خوان۔ روح بعد وفات۔

نواب۔ افسوس کہ ہم انگریزی خوان نہین ہین کمال رنج ہو۔

نجومی۔ آپ کو نواب صاحب کچھ اب دل کا بات کہا۔

نواب۔ (انگریزی خوان سے) کیا کہتے ہین صاحب انگریزی مین پوچھکر بتا دیجیے۔

انگریزی خوان۔ [illegible] کم ہوا یا نہین۔

نواب۔ کہہ دو کل [illegible] ہونگے تو پھر رائے ظاہر کرینگے۔

نجومی۔ (ہنسکر) ادا بہا بہت [illegible]۔

نصرت الدولہ۔ کچھ شعبدے دکھائیے۔

نجومی۔ فائی ہم شعبدہ باز نہین۔

نصرت الدولہ۔ ہماری خاطر سے۔

نجومی۔ آپ ایک (دو) کرتا ہو۔

نصرت الدولہ۔ شعبدے ضرور دکھائیے جسمین یہ سب صاحب خوش ہو جائین۔

نجومی۔ انعام ہونگا۔

ایک رئیس۔ یہان سب رئیس ہی رئیس بیٹھے ہین جو مانگوگے ملجائیگا۔

امام الدین۔ بجا ہو خداوند۔ اسمین کیا شک ہو حضور۔

اب آپ خدا کا نام لیکر دکھائین تو شعبدہ۔

نجومی نے کہا۔ یہ فارسی کتاب ہے آپ لوگ کسی مقام پر اسکو کھولین

نواب صاحب نے کتاب کھولی تو صفحہ ۲۰۳
نجومی۔ سرے کے سات شعر پڑھیے۔ مگر ہے کچھ بولنے کا نہین مطلب۔
نواب۔ پڑھ لیے اور فرمایئے۔
نجومی۔ ان کے سات مصرعے سرے سرے کے لکھنا ہو گا۔
نواب۔ کیا بات آپ سمجھا دیجیے ذرا انگریزی مین کہ مطلب ہم لوگ نہین سمجھے۔
انگریزی خوان نے کہا ان ساتون شعرون کا مصرعۂ اول لکھ دیجیے بس
ایک ہی ایک مصرعہ لکھیے گا اور دوسرے مصرعہ کی جگہ باقی رکھیے گا۔
نواب۔ بہتر ہم لکھے دیتے ہین۔
نواب صاحب نے ابتدائی صفحہ کے سات مصرعے لکھے۔

کی طالب ساغر شراب ست
تا دیر بخواب دید رویت
جان نیست دریغ از تو دل چیست
مانند چراغ روز بے نور
جوید دم جستجو ت گویم
داد از تو کہ قتل عشقبازان
از زلف مسلسل تو جانم

نواب صاحب نے کہا لکھدیے اب فرمایئے اسمین کیا شبدہ ہے
نجومی نے کہا لایئے یہ کہکر کاغذ نواب صاحب کے ہاتھ سے لیا
اور پھر کاغذ رکھکر اسپر سرخ سرخ پانی چھڑکا اور کہنا شروع کیا چیرون
چیرون چیرون اسکے بعد دو تین کھلونے جھولی سے نکالے اور کبھی اس
کھلونے کو اٹھایا کبھی اس کھلونے کو۔ اتنے مین بندوق داغی
دن۔ بندوق داغتے ہی کیسا خوش ہوئے ایک جا ایسا مصرعہ لکھا پایا
دونون۔ نواب صاحب نے کہا ایک ایک پوچھا [illegible] دوسرا

کہا پہلا۔ نجومی نے کہا کاغذ اٹھا کر دیکھیے تو ذرا نواب صاحب نے کاغذ اُٹھایا تو مصرعۂ اولی ندارد۔

نواب۔ اَین! یہ تو وہ کاغذ نہین ہی ہرگز وہ نہین ہی۔

نصرت الدولہ۔ کاغذ تو اس مقام پر سے اُنھون نے اُٹھایا ہی نہین۔

حاجی صاحب۔ واقعی کاغذ جس مقام پر تھا وہین رہا۔

جھمن۔ خداوند جنبش تک تو ہونے نہین پائی۔ قسم خدا کی۔

بہادر علیخان۔ ہان اسکی تو ہم بھی گواہی دیتے ہین۔

ایک رئیس نے کہا آخر اس بحث کا نتیجہ کیا ہے۔ صاحب سے پوچھیے کہ وہ کیا ثابت کرنا چاہتے ہین۔ ابھی سوت نہ کپاس کوری سے لٹھم لٹھا نجومی نے کہا ہم یہ کہتے ہین کہ آپ نے اس کاغذ پر پہلے سات مصرعے لکھے وہ غائب ہوگئے اور [illegible] عوض دوسرے مصرعے نظر آئینگے اگر ایسا نہو تو جرمانہ دون۔

نصرت الدولہ۔ ابھی کاغذ کو نہ دیکھیے پہلے یہ فرمایئے کہ آنکا مطلب سمجھے یا نہین سمجھے۔

نواب۔ خوب سمجھے بخوبی سمجھے۔

رئیس۔ بیشک اگر ایسا ہو تو قابل تعریف کام کیا ہی اسمین ذرا شک نہین۔

نصرت الدولہ۔ آپ ملاحظہ فرمایئے۔

پندرہ بیس رئیس زادون نے گھیر لیا اور پڑھا تو یہ مصرعے اُن مصرعون کے جواب مین تھے۔

از لعل تو ہر کہ کامیاب ست	
پیوستہ در آرزوے خواب ست	
در دادن دل چہ اضطراب ست	
بیش رخ یار آفتاب ست	

لب تشنہ دراز دے خواب ست
در کیش تو داخل ثواب ست
پیوستہ اسیر پیچ و تاب ست

نواب - این! تعجب ہی - اور وہی مصرعے ہین جو ہونے چاہیے تھے -

نصرت الدولہ - اب قائل ہوئے ہمارے نجومی کے یا اب بھی نہین -

حاجی صاحب - حیرت ہی واللہ حیرت ہی یہ کمال کہلاتا ہی -

نواب جھینپے - کمال مین کیا شک ہی قابل تعریف کام کیا ہی - سبحان اللہ کا دونگڑا پڑ گیا نجومی کا دماغ ساتوین آسمان پر -

نواب صاحب اور بہادر علیخان اور دو تین اور رئیس اور امام الدین خان کے سوا اور سب اُسکا کلمہ پڑھنے لگے -

امام الدین خان - خداوند کیا بات ہی کہ سمجھ مین [illegible]

نواب - اجی مخفی شعبدہ ہی مگر ہاتھ صاف ہے [illegible] ہاسے ان مصرعون کو ملائیے تو شعر ہو جاتا ہی -

نصرت الدولہ - کوئی ہی -

رفقا نے خدمتگارون کو آواز دی - سب حاضر ہوئے حکم دیا دو سو روپیہ اور ایک دوشالہ نجومی کو دو - دو سو روپیہ نقد اور ایک دوشالہ دیا گیا -

نجومی - ابھی نہین جب اور دکھائے تب دیگا اور لیگا -

نصرت الدولہ - اجی اب تو یہ لو -

نجومی نے دو سو روپیہ نقد اور ایک دوشالہ لیا سلام کیا اور کہا کل پرسون ہم اور تماشے دکھائینگے -

نصرت الدولہ نے کہا آج اُنھون نے بڑا کمال کیا ہاتھ تک نہین لگایا اور مصرعون کا جواب لکھ دیا اور اُسدن ہمنے اپنے ایک دوست کا حال

پوچھا تھا اسقدر صحیح بتایا کہ عرض نہیں کر سکتے ہو بہو بالکل صاف صاف۔ اور نواب صاحب سے پوچھیے اسکی شہادت نواب صاحب بھی دینگے کہ نجومی کو اِس دوست کا حال ذرہ بھی نہ معلوم ہوگا۔

نواب۔ ہاں خدا جانے کیا باعث اصلی تھا حضرت۔

بہادر علیخان۔ ہان بتایا تو خوب مگر وہی ہے ؎

گاہ باشد کہ پیر دانشمند	بر نیاید درست تدبیرے
گاہ باشد کہ کودک نادان	بہ غلط بر ہدف زند تیرے

نصرت الدولہ۔ واہ حضرت واہ کیا تعریف کی ہے آپ نے۔

جھمن۔ خداوند اُس دن آج سے زیادہ انعام کا کام کیا تھا۔

نصرت الدولہ۔ کیا شک ہے واقعی آپ کی رائے صحیح ہے اسمیں اصلا شبہہ نہیں۔

نجومی۔ اب ہم جا[ئیں]۔

نصرت الدولہ۔ [illegible] ل سے اُٹھکر یہان چلے آؤ۔

نجومی۔ اچھا ہم پرسون کہینگا آپ سے۔ سلام صاحب۔

نصرت الدولہ۔ بہتر۔ پرسون سہی مگر کچھ سکھائیے ضرور۔

نجومی۔ ہان ہان اچھا بات اچھا علم۔

ایک رئیس نے کہا۔ حضرت پھر تو آپ بھی جیوتش جی بن جائیے گا۔ دوسرے رئیس بولے بلکہ چل بون چل بون۔ نصرت الدولہ نے کہا خدا کی قسم اگر وہ سیکھنے سکھاوے دل سے تو پھر دیکھیے کیا کیفیت ہوتی ہے دیکھیے گا رفتہ رفتہ انشاء اللہ کر۔

بہادر علیخان۔ مگر وہی ایک آنچ کی کسر رہیگی۔

اسپر قہقہہ پڑا اور نصرت الدولہ مسکرا کر بولے خیر صاحب اب ہم بحث نہ کرینگے سمجھا جائیگا چھ مہینے کے بعد پھر کل حالات نہ بیان کر دیں تو سہی۔

نواب۔ کیون قبلہ اپنی پیدایش کے قبل کا بھی کچھ حال بیان کیجیے گا۔

جلسہ برخاست ہوا- نواب صاحب مع رفقا دولتخانے پر آئے بڑی دیر تک نجومی ہی کی باتین رہین جیسن تو نجومی کے معتقد تھے - وہ برابر یہی کہتا جاتا تھا کہ حضور اس شخص کو اپنے فن مین کمال حاصل ہے- سیٹھ جی کا حال ایسا بتایا کہ بس مین عقیدہ سے آیا اور آج بھی اچھے کرتب دکھائے حضور نے جو مصرعے لکھے آنکے جواب کے مصرعے موجود- اور کا تذنے جنبش تک نہ کی - نواب صاحب نے کہا بھئی نجوم کو اس شعبدہ بازی سے کیا واسطہ کجا نجوم کجا شعبدہ بازی مگر شعبدہ تو خیر ہاتھ کی صفائی کا نام ہے- یہ نجوم کیونکر صحیح ہو سکتا ہے بہادر علی خان نے کہا ہمسے ایک لائق انگریزی خوان نے کہا تھا کہ نجوم علم ہیئت کے متعلق ہے- اور علم ہیئت کے علما نجوم کو نہین مانتے - وہ کہتے ہین کہ نجومیون کو [illegible] ستارون کے ٹھیک ٹھیک مقامات تو معلوم ہی نہین - [illegible] کیا سمجھتے ہین

امام الدین خان بولے خداوند یہ [illegible] ب کا حال کوئی نہین جان سکتا - تراب علی نے کہا ہمین [illegible] ہے کیا کہین گو جرل صاحب کا کچا چٹھا ایسا کہ سنایا کہ پھڑکا دیا - مگر جب ہم سوچتے ہین کہ انسان ضعیف البنیان اور غیبدانی کا دعوے تو کوئی بات سمجھ مین نہین آتی -

دوسرے روز ادھر غنچۂ صبح کھلکھلایا آدھر نواب نصرت الدولہ بہادر نے کوٹھی بہبت منزل مین جلوہ فرمایا - حکم دیا گیا کہ کسی معبر کو بلا ؤ تو کل کے خواب پریشان کا حال اُس سے دریافت کرین - بہادر خان رفیق نے عرض کیا حضور رحم اللہ سے بہتر معبر اب یہان کوئی نہین ہے اور بڑا مشہور آدمی ہے

خداوند ایک مرتبہ ایک شخص نے آنکر کہا کہ آج مین نے خواب مین ایک پیر ہن دیکھا - دیکھا کہ ایک بوڑھا آدمی سبز پوش نورانی صورت دور سے

پیرہن دکھاتا ہی - اور پرسون بھی یہی خواب دیکھا تھا - اِسکا مطلب سمجھ مین نہ آیا - بس
مولوی فضل رسول نے چھوٹتے ہی کہا اسکی تعبیر بہت آسان ہے - تمھارا
کوئی لڑکا عرصہ دراز سے باہر ہے وہ دو تین دن مین آنے والا ہے اور
ایسا ہی ہوا دس برس سے لڑکے کا پتا نہ تھا کامروپ کے دیس مین
ایک عورت اُسپر عاشق ہوئی تو جادو کے زور سے اُسکو بکرا بنا دیا - دن
بھر بکرا بنا رکھتی شام کو مرد بنا تی - اتفاق سے ایک جادوگر اُسکے
ہان پہونچا - عورت کو نہین معلوم تھا کہ یہ بھی جادوگر ہے - بکرے کو
دیکھتے ہی تاڑ گیا کہ جادو کے زور سے کسی غریب کو بکرا بنا دیا ہی اُسی
وقت جادو کا توڑ کیا اور بکرا آدمی بنگیا - عورت دو ہتڑ پیٹنے لگی - اور اُسنے
بڑی کوشش کی کہ پھر بکرا بنائے مگر اُس جادوگر کی وجہ سے ایک تدبیر
بھی کارگر نہوئی - بس [illegible] دن اُس شخص کا لڑکا دروازے پر آنکر کھڑا ہوا -
نانا باہر آگ لینے گئی [illegible] سے مارے خوشی کے غل مچانا شروع کیا کہ
چھوٹے میان آئے چھوٹے میان آئے - حضور رحم اللہ سے بہتر معبر آپ
آپ کے شہر مین نہین ہی -

اتنے مین یہ بات ٹوٹل گئی مگر اتفاق سے لالہ جگت سنگھ صاحب آگئے
اُنھون نے نواب نصرت الدولہ کا میلان طبع نجوم کی جانب دیکھکر اُنکو
چٹکیون پر اڑانا شروع کیا اور ایسے ایسے بھرّے دیے کہ نصرت الدولہ
اچکے مین آگئے - آدمی تھے جلد باز - کہا اگر آپ کامروپ کیجیا جاکر
وہان جادو ٹونا اور سحر سیکھیے تو تمام عمر کے لیے آپ کو خوش کر دون
اور جائیے تو آج ہی روانہ ہو جائیے - روپیہ مجھسے لیجیے - اور جب
کبھی روپے کی ضرورت ہو مجھے فورًا مطلع فرمائیے - جگت سنگھ نے دیکھا
کہ اگر جلد بازی کرتا ہون تو ممکن ہے کہ شاید ناکام رہون لہذا ٹھنڈی کرکے
کھانا بہتر ہی دیر آید درست آید -

نصرت الدولہ - تو اب آپ خوب غور کر لیجئے لالہ صاحب -

جگت سنگھ - حضور کا مروپ جانا تو آسان ہی مگر وہان سے آنا مشکل ہے بکرا بنا دین - بیل بنا دین - نہ آنے دین -

نصرت الدولہ - پھر چاہے جو کچھ ہو یہ ملاقات کب کام آئیگی بس غور کر کے فرما دیجے -

جگت سنگھ - دیکھیے عرض کرتا ہون - کوئی دیوان منگوا لیجے -

تھوڑی دیر میں خدمتگار نے دیوان لا دیا - جگت سنگھ نے کہا کھولو - تھوڑے نے کھولا -

جگت سنگھ - دیکھون تو - ہان! سہ

کبھی چہرہ بھبے چھپا لیا کبھی پردہ آسنے اُٹھا دیا

کبھی دن کو رات بنا دیا کبھی ... روز دکھا دیا

کبھی بٹریون سے جھگڑن بین ہم ٹہوسے خوفنا ک

سر انکسار جھکا دیا قدم [illegible] بڑھا دیا

نہ تو صبر ہے نہ قرار ہے شب و روز نالۂ زار ہے

دل بیقرار کو عشق نے یہ کہان کا روگ لگا دیا

مصرعۂ اولی مین کاف ہی - دوسرا اور تیسرا اور چوتھا خالی - پانچوین مین نون ہی تو کاف اور نون - اچھا چھٹے مصرعے مین دال ہے - کاف نون - دال اچھا کوئی لفظ کہو امام الدین خان -

نواب - اسکے کیا معنی -

جگت سنگھ - حضور ایک حساب ہی -

امام الدین - گل - بل - بُلبل -

جگت سنگھ - پیش - اچھا - کاف نون دال - کاف نون پیش کن - دال ساکن کند - حضور بدھ کے دن نہ جاؤ نگا - اچھا اور شعر تو پڑھو نواب علی مگر اسکے بعد کے شعر ہون -

تراب علی۔ سے

کہیں کیا جنون میں جو حال ہو گئے پیرہن کا خیال ہو
جو کسی نے لا کے پنہا دیا وہیں پرزے پرزے اڑا دیا

جگت سنگھ۔ مصرعۂ اولی میں کاف ہو اور مصرعۂ ثانی میں جیم تو کاف اور جیم۔ اچھا اب پھر کوئی لفظ کہیے خان صاحب۔

امام الدین۔ شبنم۔

جگت سنگھ۔ شبنم۔ زبر ہو۔ تو کاف جیم زبر کج۔ حضور بدھ کو نہ بھیجیے۔

نواب۔ یہ کیا حساب ہو بھئی۔

جگت سنگھ۔ حضور پہلے کند کا لفظ آیا۔ پھر کج۔ کند سے یہ مراد ہے کہ اگر بدھ کے دن گیا تو ذہن کند ہو جائیگا۔ اور کج سے یہ مطلب ہو کہ سیدھے ڈھرے پر نہ جاوے

نواب۔ سبحان اللہ

تراب علی۔ واہ واہ وا۔ اچھا حساب ہو۔

امام الدین۔ ہم خاک بھی جو سمجھے ہوں۔

جھمن۔ علی نہ ہماری سمجھ میں بھی نہ آیا۔

حاتم علی۔ حساب ہی تو ہو۔

نصرت الدولہ۔ بتاؤ ہمکو بھی۔ اتنا ہی بتائے جاؤ۔

جگت سنگھ۔ خداوند غلام کو عذر نہیں۔ مگر چالیس دن چلا کھینچنا پڑتا ہے نمک نہ کھاؤ گوشت نہ کھاؤ۔ عورت کی صورت نہ دیکھو۔ مرغ اور کوے کی آواز نہ سنو۔ چارپائی پر نہ آرام کرو۔ دن کو سوؤ۔ رات کو جاگو بڑا بکھیڑا ہو۔

نواب۔ گوشت اور نمک کا چھوڑنا تو محال ہو۔

امام الدین۔ حضور اور شفقین بھی تو ٹیڑھی کھیر ہیں۔

نواب - ہان ہو تو ایسا ہی -
جھمن - سالار صاحب نے تو یقین ہے ان سب پہ پورا پورا عمل ضرور ضرور کیا ہوگا -
جگت سنگھ - کیا خوب -
نواب - صریح تمہارے سامنے حساب کرکے کنداری کہ بتا دیا -
امام الدین - اور حضور خود دیوان بھی نہین کھلوا کر شک ہوتا -
نواب - اور کیا - دیوان کھولا منور نے -
تراب علی - اور کہہ دیا تھا کہ کوئی کتاب لاؤ - خاص دیوان کا نام بھی نہین لیا -
جھمن - اجی بس بیٹھے بھی رہیے -
نواب - پاگل ہو گیا -
امام الدین - سٹری ہو خاصہ -
تراب علی - سوائے بے تکی کے اور کچھ جانتا ہی نہین -
نصرت الدولہ - دنگ ہون اسوقت کہ کیا حساب لگایا ہو -
جگت سنگھ - (بندگی کرکے) قدر دانی -
نصرت الدولہ - بیشک خوب حساب لگایا جھمن سٹری ہو -
تراب علی - خداوند بس ڈنڈ پیلنے جانتا ہو -
نصرت الدولہ - با دخل در معقولات دینا - دگر ہیچ -
امام الدین - حق ہو حضور نے اسکو خوب پہچان لیا -
تراب علی - بڑی دور ہو نگاہ - حضور کی نگاہ بڑی دور ہو -
جھمن - ہان اس سے ہمین کب انکار ہو -
اتنے مین افسر صاحب نجومی آئے - اور اُنکے ساتھ ایک انگریزی خوان بھی تھا - صاحب سلامت کے بعد اسنے ایک کتاب کھولی اور انگریزی خوان

زمانۂ حال کے بڑے بڑے [illegible]
بزرگوارون کا میلان طبع ہی ہے کہ خواہ مخواہ علم نجوم کو برا بھلا کہین - لطف یہ کہ
نجوم سے ذرا بھی واقفیت نہین پیدا کرتے اور باوصف عدم واقفیت یہ
کہتے ہین کہ اسکی کچھ بنیاد نہین - اسے کاشش کسی قدر واقفیت پیدا
کرین اور پھر ایسا کہین تو خیر - مگر ابتدائی اصول سے بھی واقف
نہین اور غل مچانے لگے - بونا پارٹ بڑا دور اندیش آدمی تھا اسکے ساتھ
ہمیشہ دس پانچ کامل فن کے منجم رہتے تھے جو زائچہ اور ساعت دیکھنے مین
اپنے آپ ہی نظیر تھے -

ایک رئیس - کیا بونا پارٹ ہندو تھے -

نواب صاحب - [illegible] پوچھنے ہی کو تھا -

دوسرے صاحب - [illegible] پارٹ تھے کون -

انگریزی خوان - [illegible] شہنشاہ فرانس -

نواب - کیا [illegible] لالہ بونا پارٹ یا پنڈت بونا پارٹ تھے -

امام الدین - [illegible] ہی ہی -

نجومی - بڑے بڑے عالم لوگ -

انگریزی خوان - صاحب کہتے ہین کہ جسقدر کامیابی سے حاصل کی اور جو کچھ
عروج اسکو ہوا وہ اسکی قابلیت یا لیاقت ہی کے سبب سے نہ تھا بلکہ خاص نجومیوں
کے سبب سے - ورنہ وہ کسی جنگ مین اسقدر نام نیک نہ حاصل
کر سکتا -

امام الدین - اچھی بھی -

رئیس - بھلا کبھی شکست بھی پائی تھی اسنے -

نجومی - ہان کئی بار -

رئیس - پھر اسوقت نجومی کہان چلے گئے تھے -

حاضرین - اچھا سوال کیا۔
نجومی - جب اُنکا بات مانا تب ملک کو پالیا اور نہ مانا نہ پایا۔
نصرت الدولہ - کیا بات پیدا کی ہے۔
حاضرین - ارے ہیہ بات پیدا کی ہے۔
نصرت الدولہ - اجی تم لوگ نہ مانوگے۔
انگریزی خوان - اگر وہ اپنے خاص مشیر نجومی کی رائے کے مطابق چلتا تو ہرگز قید نہ ہوتا۔
نصرت الدولہ - افسوس۔
انگریزی خوان - صاحب کہتے ہین کہ بادۂ عشرت کے نشے مین وہ آخرکار ایسا چور ہوگیا کہ اپنے کو کچھ سمجھنے لگا۔ اور یہ نہ اُسکو یاد رہا کہ خاص علم نجوم کی بدولت اُسنے اس درجہ عروج حاصل کیا تھا۔ آخرکار وہ پکڑا گیا ظاہر ہے۔
نجوم عجب علم ہے۔
امام الدین - حضرت اِن کہانیوں سے کچھ نہو گا۔
رئیس - قبرستان مین چلکر کسی مردے سے گفتگو کیجیے تو جانین۔
نواب - ہان بس ایک بات کہی یہ آپ نے۔
نصرت الدولہ - اب یہ لوگ یون نہ مانینگے۔ چھ مہینے کے بعد ہم بتائینگے انشاءاللہ۔
نجومی - رسیل کا قول ہے کہ اگر انسان نجوم کے علم سے واقف ہو تو روزمرّہ کے معاملات مین اُسکو ذرا بھی دقّت نہ واقع ہو۔ وہ بیان کرتے ہین کہ ایک شخص ایک مرتبہ غبارے مین اُڑنے کو تھا۔ نجومی نے منع کیا اور کہا ہرگز نہ جانا۔ خبردار جرأت نہ کرنا۔ ورنہ پچھتاؤگے وجہ یہ کہ ایک ستارہ ہے جو پھر اُسکا اثر بہت خراب پڑتا ہے۔ اگر تمنے جرأت کی تو جان جائیگی۔ آپنے ایک نہ سنی۔ کہا جاؤ بھی ہم کب کسی کی سنتے ہین

کہہ دے کہ بلی آئی۔ بس سنتے ہی چمپت نہ ہو تو سہی۔

ایک شخص تھے رسالدار۔ شاہی میں انھون نے خوب چین کیے مگر پھر زمانہ بکام نہ تھا ایک چور اُنکے مکان کے پڑوس مین رہا کرتا تھا اُسنے کہا رسالدار صاحب ہماری ٹکڑی مین شریک ہو جیے تو پھر ایک لطف دیکھیے۔ اُنھون نے کہا اچھا۔ پرسون سے تیسرے دن گئے چور کے پاس — چورون نے ایک منتر اُنکو پہلے روز سکھایا —

دہی مچھلی روپے کے ٹکے۔ کہین اٹکے نہ کہین پھٹکے۔ ہتا مارا اور سٹکے

یا فیروز شاہ شکاری — چڑیا ہماری دُم تمھاری۔

چھمن۔ اُف — واللہ ہنسی آتی ہو چڑیا ہماری دُم تمھاری۔

نواب۔ کہی تو اچھی — مگر کہین اٹکے نہ کہین پھٹکے۔

چھمن — ان خداوند — اور ہتا مارا اور سٹکے — بس پھر آشنا ہو

جگت سنگھ۔ خداوند ایک دن بنگال حلقے مین [illegible] ہاں کہیے [illegible] سامنے آن کھڑی ہوئی — مین نے جو دیکھا تو کوئی [illegible] آنکھین کہ تعریف محال ہو۔ مین نے ذرا گھورا بس آنکھین [illegible] نے اُس سے کہا کیون شامتین آئی ہین — مین سمجھا اُس کی شوخی ہو ہنسنے لگا — بس ایک ٹھنکا اُسنے اُٹھا لیا — اور کوئی گھڑی دو گھڑی تک کچھ بڑبڑایا کی اُس کے بعد وہ ٹھنکا میری طرف پھینکا۔ قسم ہو آپ کے قدمون کی یہ معلوم ہوا کہ کسی نے شڑاپ سے کوڑا جمایا۔ اُف — بلبلا گیا —

نصرت الدولہ۔ بس یہ جادو کا زور ہو — اسمین ذرا شک نہین —

جگت سنگھ۔ خداوند مین اپنی کیفیت بیان نہین کر سکتا — ایک ٹھنکا اور یہ معلوم ہوا کہ کسی اپچے نے زور سے شڑاپ سے کوڑا جمایا — بس روتا ہوا بھاگا اُنھی بیٹھے تو — مین بھاگا — مگر یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا کسی نے پاؤن باندھ دیے — گر پڑا ایک ایک رونگٹا کھڑا ہو گیا بدن کا جس وقت بیان کرتا ہون

رفیق - بس حضور مین تو سمجھا کہ اب جان گئی اب نہ بچونگا وہ مسکرائی کہا مین تمھارے پڑوس رہتی ہون اب پہچانا یا اب بھی نہین پہچانا - مین نے کہا ہان اب پہچان گیا -

جھمن - بارے خیر جیتے تو بچے - ورنہ خبر آہی گئی تھی -

حاتم علی - اجی خدا نے بچایا - واللہ خدا نے بچایا - بہت بچے -

رفیق - ان لوگون کے نزدیک تو دل لگی ہوا ور یہان جان پربن آئی تھی - خیر پھر ہنسنے پوچھا کہ تم یہان اس وقت اس قطع سے کیون آئین کہا ایک لڑکے کی جان لینے آئی تھی -

نواب - این معاذ اللہ - خدا بچائے - توبہ توبہ غضب ہی کیا -

جھمن - لڑکے کی جان لینے اکیا اسکا بھی منتر ہی کوئی - یا آہم -

جگت سنگھ - مین نے کہا اسکا مطلب - کہا [illegible] جان نکلی ہاتھ جوڑ کر کہا واسطے خدا کے جانے دو - [illegible] نہین دیکھو یہ اس لڑکے کی کلیجی ہو - بس کلیجہ [illegible] دو لڑنے تو ہماری جان ہی جاتی رہے - سال مین دو بار دو لڑکون کا خون کرتی ہون اب چار دن تک کھانا نہ کھاؤنگی سیر ہون قدمون پر غلام نے ٹوپی رکھدی اور کہا کچھ تو ہمکو بھی بتاؤ مگر اسنے کہا ہرگز نہین اگر بتاؤن تو مرجاؤن جان جائے -

نواب - ہان الامان - الامان - توبہ - توبہ یا حضرات -

امام الدین - لالہ جگت سنگھ جاؤ اور ضرور جاؤ واللہ جاؤ -

جگت سنگھ نے کہا اجی ہمارا کیا حرج ہو ہمکو کھانے کو ملتا ہو سفر کا خرچ ملتا ہو پھر ہم کیون نہ جائین مگر اسمین ایک بات اور باقی ہو - اکیلا سو باؤلا - دو تے سو سنگ - تکیلا سو کھٹ پٹ - چو کیلا سو جنگ -

نواب صاحب نے کہا یہ کس ملک کی زبان ہو - جگت سنگھ نے

فوراً اس کی اطلاع کرے اور رجسٹری کر کے خط بھیجے یا ضرورت اشد ہو تو تار کے ذریعے سے فوراً اطلاع دے۔

۵۔ اس قسم کے خطوط خواہ نواب صاحب کے پاس آئیں۔ خواہ نصرت الدولہ بہادر کے پاس۔ سب کا لفافہ زرد ہو تاکہ فوراً معلوم ہو جائے۔

۶۔ جب تار بھیجی جائے تو یہ علامتیں لکھی جائیں۔

مثلاً اگر لکھنا ہو کہ لالہ جگت سنگھ کو ایک ساحرہ نے بکرا بنایا تو یوں لکھے لالہ بکرا۔ بس کافی ہے۔

یا مولوی محمود علی کو ایک ساحرہ نے بیل بنایا تو یوں لکھے مولوی بیل بس۔

۷۔ اور اگر روپے کی ضرورت ہو تو ہمیشہ تار کے ذریعے سے اطلاع دی جائے۔ اس طرح دس ہزار بھیجو۔ پھول کے لیے۔

۸۔ پھول ہماری اصطلاح میں جادو سے مراد ہے۔ اور [illegible] اور پھول والا ساحرہ ہے۔

۹۔ ہر مقام سے خطوط آئیں اور ہر روز دو خط بھیجے [illegible] ن رجسٹری کیے ہوئے ایک صبح۔ ایک شام۔

۱۰۔ اگر کوئی عورت جادو سکھائے تو جس قدر روپیہ معاوضہ منظور کیا جاوے فوراً دیا جائے اور سیکھ لائے۔

۱۱۔ اگر کوئی عورت یہاں آنا منظور کرے تو پچاس ہزار تک کی اجازت ہے مگر وہ تنکار ہو۔ انسان کو جانور بنانے اور بنا کر پھر انسان کرنے کی قابلیت رکھتی ہو۔

۱۲۔ ایک باری یا کہار لالہ جگت سنگھ کے لیے اور ایک خدمتگار مولوی صاحب کے واسطے منظور کیا گیا۔ اگر ضرورت ہو تو دس آدمی اور نوکر رکھ سکتے ہیں۔

۱۳۔ جو عورت بکرا یا بیل یا گدھا بنائے اس کی خوشامد کرنا لازم ہے۔

۱۴۔ جس ساحرہ کو جو مانگے دیا جائے۔

۱۵۔ ایک لاکھ سے تین لاکھ تک روپیہ منظور ہے۔

۱۶- اگر دش بارہ ساحرہ د[illegible] سبق لیا جائے-

۱۷- حتی الوسع کوشش کیجائے کہ وہ سب یہان آجائین-

۱۸- اور اُنسے کام لیا جائے-

۱۹- ے	زر بر سر فولاد نہی نرم شود	

اس مسئلہ سے منھ نہ موڑا جائے-

۲۰- ریل سے اُترتے ہی خط روانہ ہو-

ان شرطون کو لالہ صاحب اور مولوی صاحب دونون نے منظور کر لیا اور رخصت ہوئے-

ریل پر سوار ہو کر پہ[illegible] سنیے کہ لالہ جگت سنگھ اور مولوی تہور علی مین کبھی کی ملاقات اور بے تکلف[illegible]ت آشنا تھے- لالہ اپنے دل مین سوچے اپنے یہ ناحق ہی کہا کر[illegible] ساتھ دیجیے ہم سمجھے تھے کہ ہماری ہی ٹکڑی مین سے کوئی [illegible]- مگر ایک اجنبی کا ساتھ ہوا- اگر ہم روپیہ کھائین او[illegible]ب کو لکھ بھیجین تو دین دنیا سے جائین- اور اُن سے کہین تو کیونکر- اور مولوی صاحب دل مین سوچتے تھے کہ رقم معقول ہی تین لاکھ تک بھیجنے کا نصرت الدولہ نے اقرار کر لیا ہے- اور سات ہزار نقد دیے ہین- مگر خدا جانے کہ یہ لالہ کس قسم کے آدمی ہین کسی طرح اُن کو گانٹھنا چاہیے ورنہ مطلب برآری معلوم ایک چوکی تک دونون سوچا کیے کہ باہم کیونکر کھلین- دوسری چوکی سے یون گفتگو ہونے لگی-

مولوی صاحب- آپ نے ٹکٹ کہان تک کے لیے ہین-

لالہ صاحب- کانپور تک کے-

مولوی صاحب- بس!-

لالہ صاحب۔ اور کہاں تک کے لیں۔
مولوی صاحب۔ کامروپ تک۔
لالہ صاحب۔ (مسکرا کر) کامروپ ہی کہاں۔
مولوی صاحب۔ واللہ اعلم آج تک نام ہی نہیں سنا حضرت۔
لالہ صاحب۔ پھر آپ چلتے کہاں ہیں۔
مولوی صاحب۔ کس مردک کو معلوم بھی ہو۔ میں تو صرف نواب نصرت الدولہ بہادر کے حکم کی تعمیل کے لیے حاضر ہوا ہوں۔
لالہ صاحب۔ اور بندہ بھی۔ کامروپ تو صرف ڈھکوسلا ہی ڈھکوسلا ہے۔
مولوی صاحب۔ اس لغو خیال کو ملاحظہ فرمایئے کہ انسان کو ساحرہ بزور سحر غنائم و بہائم بنا سکتی ہے۔ استغفر اللہ۔ بھلا کوئی بات بھی [illegible] انسان کہاں بکرا گدھوں کے خیالات ہیں مگر آپکی راے اور [illegible]
لاحول ولا قوۃ۔
لالہ صاحب۔ آپ تو عربی پڑھے ہیں اور لیق [illegible] جاہل ہوں۔ حکم جو تجویز ہو اُس کے مطابق فیصلہ ہو۔ کہاں جائیں [illegible] اور کامروپ کو کیونکر ڈھونڈھ نکالیں۔ سخت مصیبت ہے مگر ہماری راے جو آپ مانیں تو ہم عرض کریں۔
مولوی صاحب۔ بسم اللہ فرمائیے۔ مگر سحر کی نسبت ہماری شرع کی رو سے جو کچھ راے ہے اس سے ہم واقف ہیں۔ لفظ سحر کو اکثر حضرات غلط سمجھ بیٹھتے ہیں۔ سحر کے معنی شعبدہ مگر اعلیٰ درجے کا اگر شائستہ ملک ہے تو اسے علاوہ سے اعلیٰ درجے کے شعبدے کو بھی لوگ سحر نہ سمجھیں گے اور اگر وحشی بستے ہیں تو ادنیٰ سے ادنیٰ شعبدے کو سحر سے بڑھ کر تصور کرینگے۔
حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے وقت میں سحر کی بڑی ترقی تھی کنعان اور یروشلم یعنی بیت المقدس اور مصر اور عرب کے مختلف حصوں میں

جادو بڑی ترقی پر تھا۔ حضرت

معجزہ دکھاتے ہین۔ فرعون خدائی کا دعوی کرتا تھا۔ حضرت موسیٰ سے اُسنے کہا کہ اگر آپ معجزہ دکھائین تو ہم آپ کے قائل ہو جائین حضرت موسیٰ نے عصا کو اُسکے سامنے پھینک دیا۔ عصا بصورت اژدر بنکر اُس کی طرف دوڑا۔ فرعون بہت ڈرا اور ڈرکر پیچھے ہٹا دوسرے روز اپنے یہان سے کل ساحرون کو بلوایا اور کہا کہ کوئی تدبیر ایسی کرو کہ یہ ساحر (نقل کفر کفر نباشد) ہمسے گوے سبقت نہ لیجائے۔ حضرت موسیٰ کو بھی وہ مدعیان خرد معاذ اللہ ساحر سمجھتے تھے۔ ساحرون نے کہا کہ ہم سب وہ ترکیب کرین کہ آپ بھی خوش ہو جائیے۔

لالہ صاحب۔ اخاہ پھر فرعون راموسا ئے جب ہی مشہور ہو۔

مولوی صاحب [illegible] فرعون نے راموسیؔ ۔ پھر فرعون راموسائے ہین۔

لالہ صاحب

مولوی صاحب [illegible] ساحرون نے مل کر مشورہ کیا ایک سے ایک بڑھ کر جادوگری کے فن مین [illegible] ایک خرانٹ جادوگر نے کہا کہ ہم اسطرح دخل کرینگے۔ اُسنے ایک سانپ بنایا اور اُسمین پارہ بھرا اور کچھ ادویہ اور۔ اور دھوپ مین رکھ دیا۔ فوراً سانپ اُڑا لوگون نے بڑی تعریف کی۔

آلغرض فرعون نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ فلان روز آپ کا اور ہمارے ملک کے ساحرون کا مقابلہ ہو۔ حضرت موسیٰ نے منظور کیا اُس روز اُن ساحرون نے کئی لاکھ بلکہ کئی کرور سانپ [illegible] ان مین جمع کیے جب دھوپ خوب تیز ہوئی تو یہ اُڑے اور آسمان پر چوطرفہ سیپے تو بدلی سی چھاگئی۔

لالہ صاحب۔ جادو کا بڑا گھر ہی۔ مگر جادوگر اب کوئی ہو نہین

مولوی صاحب ۔ اچھا کامروپ کا پتا تو دریافت کیجیے
لالہ صاحب ۔ کسی سے پوچھیں تو شاید کوئی جانتا ہو نام تو سنا ہے
مولوی صاحب ۔ اجی سیدھے بنگالے چلو بس وہیں کامروپ ہے ۔
لالہ صاحب ۔ ہم تو سوچے ہیں کہ یہاں سے چلیں گے ۔ اور ہوٹل میں آ ترین
مزے مزے سے ۔
مولوی صاحب ۔ بس ہاں کیا بات کہی ہے ۔
لالہ صاحب ۔ وہاں ہمارے دوست ہیں لالہ پنالال بس ان سے صلاح لیں ۔
مولوی صاحب ۔ بات تو پکی کہی ۔
لالہ صاحب ۔ کانپور میں دو دن رہ کر سیر کیجیے اور سوچ لیجیے ۔
مولوی صاحب ۔ آپ یہ فرمایئے کہ سات ہزار روپیہ کسطرح خرچ [illegible] کیا معنی کہ تنخواہ تو
آپ اور ہم اپنے آقا سے پاتے ہی ہیں تو اس حساب سے [illegible]
سرکار سے تعلق ہے اور باقی ہمارے آپ کے [illegible] کا واسطہ
مسافرت میں دس کی جگہ پچاس خرچ ہوتے ہیں [illegible] تو پھر کچھ گھر
سے خرچنا پڑے گا ۔ بڑی مصیبت میں پھنس گئے یہاں آ کر [illegible] وہی مثل نہ ہو
کہ بی بی گئی تھیں نماز بخشانے روزے گلے پڑے ۔
لالہ صاحب ۔ سنیے مولوی صاحب آپ تو ہیں مولوی صاحب آپ جیسے گردہنا
جانتے یا لڑکے پڑھانا یا الفاظ اور لغات کی تحقیقات اور ہم ہیں مہاجن کے
لڑکے روزگاری آدمی اب دوالا نکل گیا چچا ہمارے شہد سے نکلے سب
جا جتھا ہمارے باپ کی کمائی ہوئی لٹا دی ہم جو کچھ پڑھ لکھ گئے اس سے
ہمیں عزت نہیں ہے بلکہ ہماری عزت ہمارا روزگار ہے ۔ سمجھے صاحب کھتری کے
لڑکے ہیں ہم ۔ کچھ کسی سے سروکار نہیں ہمیں بس اپنے روزگار سے
مطلب ہے چار پیسے کسطرح پیدا کرتے سو آپ چاہے اپنے پاس سے خرچیں
ہم تو اس سات ہزار میں سے بھوسی تک نہ بچا سکینگے بس چاہے ادھر کی دنیا

آدھر ہو جائے چاہے جو ہو
اپنے گھر بیٹھیں کہہ دیں نواب صاحب سے کہ ہم اب کچھ نہیں جانتے ہمسے جایا نہ جائیگا۔
مولوی صاحب۔ جو رائے ہو ہمیں منظور ہی ہم کچھ تمھارے مخل تھوڑا ہی ہوتے ہیں۔
لالہ صاحب۔ لگی لپٹی اچھی نہیں مخل دخل میں جانتا نہیں آپ بھی کھائیں ہم بھی کھائیں۔ دونوں مل جل کے کھائیں ہمیں کچھ حرج تو ہی نہیں یا حرج ہو دیکھو جیسی رائے ہو جو آپ بھی کھائیں تو بس آدھم آدھا ورنہ کھاؤ تو ہم بھاگ جائیں اور نواب صاحب کا روپیہ انکے حوالے کریں۔
مولوی صاحب۔ ہمیں تو لکھنؤ چھٹنا کمال شاق گذرتا ہی مگر چار پیسے کی طمع سے سفر اختیار کیا ورنہ ... پیچھے سے

بلبل وہ ہون جسے [illegible]			قفس تلے پڑے ہیں مرے مشت پر ہنوز

لالہ صاحب۔ تو بس ... ہیں۔
مولوی صاحب۔ عذر نہیں ہم ... ن
لالہ صاحب۔ چلیئے آپ کو کاروپ کی سیر دکھائیں۔
مولوی صاحب۔ (مسکرا کر) مگر بکرا یا گدھا یا بیل نہ بنایا جاؤں۔
لالہ صاحب۔ کیا مجال۔
مولوی صاحب۔ اجی یہ سب ڈھکوسلا ہی۔
لالہ صاحب۔ جی ہاں مگر ایسے ڈھکوسلے بھی کم دیکھے۔
مولوی صاحب۔ ع

	بجو احمق در جہان با قیمت مفلس در نمانند

لالہ صاحب۔ دریں چہ شک۔
مولوی صاحب۔ تو کانپور سے کلکتہ کی طرف کوچ ہوگا بھلا وہاں تک ریل ہی۔

لالہ صاحب ۔ ہان کیا خوب ۔

مولوی صاحب ۔ مین کبھی باہر کا ہیکو گیا ہے

کیا حقیقت جنخ کی ہے چھوڑا ئے لکھنؤ — لکھنؤ پہ سر فدا ہی ہم فدا ے لکھنؤ

ایکبار کانپور تک گئے تھے جب ریل جاری نہ تھی مگر چار روز قیام کرکے سیدہے لکھنؤ واپس آ گئے اس درجہ عشق ہے

پھر پھر کے دائرے ہی مین رکھتا ہون مین قدم — آئی کہان سے گردش پرکار پانون مین

سو حضرت یہان تو یہ کیفیت ہے مگر طمع ۔

لالہ صاحب ۔ طمع نہین زر کی خواہش سب کو ہوتی ہے ۔

مولوی صاحب ۔ پھر کچھ دلوائیے

لالہ صاحب ۔ ہان ہمارا ذمہ یہ سات ہزار ہمارے آپ کے بلکہ ہمارے آپ کے باپ کے

مولوی صاحب ۔ ایسا نہ ہو کھل جائے ۔

لالہ صاحب ۔ کھلتی ہے گھامڑون کی بات ہماری با ۔

مولوی صاحب ۔ بھائی عزت کو ڈرتے ہین ۔

لالہ صاحب ۔ آپ نشان خاطر رہین ۔

مولوی صاحب ۔ بھلا کیا تدبیر سوچے ہو ۔

لالہ صاحب ۔ بتا دین مجھے بتا ہی دین آپ کو تدبیر یہ سوچے ہین کہ یہان سے چلین کلکتے اور کہین اپنے دوست کے ہان اور کامروپ کا پتا لگا چکے ہین اور نواب صاحب کو کہین کہ دو آدمی کامروپ کے حال سے واقف ہین کہین کامروپ کا پتا ہی نہ ملتا تھا آخر کار دو آدمی بڑی تلاش کے بعد ملے مگر وہ ناخداؤن سے کم ہین ۔ اور نا [illegible] سب کرو بتی آدمی ہین وہ روپئے کو کچھ سمجھتے تو ہین نہین مگر ہم نے جیسے یار بنایا ہے بالفعل سات ہزار مین کام نکلے گا مگر کچھ رقم اور چاہیے تو فوراً کلکتے سے روانہ ہون ۔

مولوی صاحب- خوب سوچے شاباش-

لالہ صاحب- مگر یہ نہیں کہ جاتے ہی لکھ بھیجیں- کچھ دن بعد-

مولوی صاحب- اور لکھوایئے گا جی-

لالہ صاحب- ہاں آپ خوب فقرے درست کرکے لکھیے گا-

مولوی صاحب- دیکھئے تو جایئے-

لالہ صاحب- پہلے خط بھیجیں گے کہ داخل ہوئے پھر لکھیں گے کہ کلکتہ بڑا شہر ہو پھر لکھیں گے کہ یہاں کی بولی ہماری سمجھ میں نہیں آتی- پھر دس بارہ دن کے بعد لکھیں گے کہ ہر روز کا مرد پ کے حالات دریافت کرنے میں ذرا مشکل ہو مرکا کے ڈر کے مارے کوئی بتاتا ہی نہیں-

مولوی صاحب- ہاں واللہ بہت خوب-

لالہ صاحب [illegible]

مولوی صاحب [illegible] مار ہے تو سہی

لالہ صاحب- پھر [illegible] کو سنہیں اتنا یاد رکھیے گا-

مولوی صاحب- اکو لاحول- و جیت ہو کہ آگر سا جون کو جا کر روپیہ دیا جیسا کہ نواب صاحب کا حکم ہو تو کھاری کنوئیں میں پھینک دیا ہی سے جسم تو آتر ائیں-

لالہ صاحب- اور کیا صاحب تھا رے-

مولوی صاحب- خوب یاد رکھیے واللہ جس قدر روپیہ طلب کیجیے گا فوراً پہونچا جائیگا-

لالہ صاحب- ضرور مگر ذرا تدبیر اچھی ہو-

مولوی صاحب- بس ایسی تدبیر ہو کہ ان سب کو یقین آتا جائے-

لالہ صاحب- مگر بس اتنا ہی ہو کہ حوالی موالی خان صاحب مجھے زمیندار نہ کریں گے

خدا کے غضب سے ذرا دل میں کانپ	چغلخور سے منھ کو موڑ ہے یہ سانپ

مولوی صاحب۔ نصرت الدولہ بہادر ہمارے آقا کے مقابلے میں نواب صاحب کے کسی مصاحب کی نہ چلے گی جو وہ کہیں گے نواب صاحب فوراً مان لینگے۔

لالہ صاحب۔ بس یہی تو تقویت ہے ہمیں اور تقویت کیا ہے۔

مولوی صاحب۔ خدا نے چاہا تو کم سے کم بیس ہزار روپیہ یہاں سے پیدا کر لے چلیں گے۔

لالہ صاحب۔ اس میں کیا فرق ہے۔

مولوی صاحب۔ مگر یہ جو ہے کہ کوئی ساحرہ یہاں سے لے چلیے۔

لالہ صاحب۔ لے چلیں گے۔

مولوی صاحب۔ مگر وہ کہیں گے کہ ہمارے سامنے تو انسان کو [illegible] بنا دو۔

لالہ صاحب۔ ہم کہیں گے وہ بیس ہزار [illegible] ہے۔

مولوی صاحب۔ وہ دے چکیں گے۔

لالہ صاحب۔ بہتر ہم گدھا ہی بنا دینگے۔

مولوی صاحب۔ اب آپ تو لینے لگے دو دن کی بس۔ گدھا بنا دینگے بس بنا چکے نقل بھی تو کہتی۔

لالہ صاحب۔ مولوی صاحب کے سر کی قسم گدھا بنا دینگے

مولوی صاحب۔ کیونکر۔

لالہ صاحب۔ ایسی سہل تدبیر بے ادبی معاف آپ کو بنا دیں۔

مولوی صاحب۔ خیر آپ جانیے آپ کا کام جانے ہم بھی شریک ہیں۔ مصرعہ۔ بغرض حصول زر

اے زر تو خدا نہ ولیکن بخدا	ستار عیوب و قاضی الحاجاتی

لالہ صاحب۔ ہم تو اسی فکر میں ہیں کہ نصرت الدولہ اور نواب صاحب کی تمام پونجی اڑا دیں۔ جمع جتھا سب لکھا دیں۔

مولوی صاحب - چشم ما روشن -
لالہ صاحب - ہمارے گھر سے پن کو تو دیکھیے کہ اکیلے آنے ہی نہیں کہہ دیا صاف
صاف کہ ایک آدمی اور ساتھ ہو - اکیلی تو لکڑی بھی نہیں جلتی - اکیلا سو باؤلا -
دُکیلا سو سنگ - تکیلا سو کھٹ پٹ - چوکیلا سو جنگ بھکو تو وہ بے ایمان
سمجھ ہی نہیں سکتے -
مولوی صاحب - اس میں کیا شک ہے -
لالہ صاحب - ایک خط صبح کو بھیجیے ایک شام کو
مولوی صاحب - کانپور پہنچتے ہی -
لالہ صاحب - یہ دیکھیے کارڈ پوسٹ موجود ہے -
پوسٹ کارڈ کو لالہ صاحب کارڈ پوسٹ ہی کہا کرتے تھے -
مولوی صاحب - [illegible] سے درست ہیں آپ -
لالہ صاحب - [illegible] لائیے دوات -
مولوی صاحب - [illegible] قریباً پنجشو و نہ -
لالہ صاحب - اِدھر ریل سے اُترے اُدھر خط لکھی اور ریل ہی کے ڈاک خانے میں
ڈال دیا -
مولوی صاحب - لائیے ابھی لکھ ڈالیں -
لالہ صاحب - لیجیے -
[illegible] صاحب - کیا لکھوں -
[illegible] صاحب - القاب آداب پہلے لکھیے تو بتاؤں -
[illegible] خط یوں لکھا گیا -
آقائے نامدار خداوند نعمت دام اقبالہ - فدویان جگت سنگھ و نور علی
نمک خواران سرکار عالیہ متعالیہ بعد [illegible] رساں ہیں کہ ہم فدوی حضور پُر نور سے
رخصت ہو کر مع الخیر والعافیہ داخل کیمپ کانپور ہوئے حضور کے اقبال سے

راہ مین ذرا تکلیف نہ اُٹھائی اب آج شام کی یا کل صبح کی ریل مین بخیط رہت کلکتہ روانہ ہونگے - وہان کا مردپ کا حال دریافت کیا جائیگا - پٹنہ عظیم آباد سے ایک نیا نزنامہ ہم فدوی حضور کی خدمت مین بھیجین گے -

عالی حضور ولی نعمی نواب صاحب بہادر دام اقبالہ کی خدمت مین مضمون عریضہ بجداوا حد ہی -

السعی منی و الاتمام من اللہ - دعائے خیر کیجیے کہ ہم فدوی باقبال سرکار نامدار اپنے مطلب پہ پہونچکر سرخرو ہون - زیادہ حد ادب

[illegible]

کانپور کے اسٹیشن پر داخل ہوتے ہی لالہ جگت ... دست کا رڈ جیب مین ڈالا -

مولوی صاحب - بڑے ہوشیار آدمی ہین آپ -

لالہ صاحب - ہوشیار نہ ہوتے تو اتنا بڑا مشکل کام ہمارے سپرد ہوتا بھلا -

مولوی صاحب - صحیح ہی - اب چلیے کسی سرا مین کہین اتر جیے - باہر نکلکر لالہ جگت سنگھ صاحب نے اترا کیا سرا پہونچے - بستر جمایا - نہایا - کھانا پکایا - کھایا - حقہ پیا - مولوی صاحب پہلے ہی سے چکھ چکے تھے -

مولوی صاحب - کیا کھایا آپ نے -

لالہ صاحب - روٹی اور ماش کی دال -

مولوی صاحب - بس ہمنے تو قورمہ اور روغنی روٹیان اور بالائی اور کباب نپ چکھے -

لالہ صاحب - ہم گوشت نہین کھاتے - ہمنے اپنے ہاتھ سے روٹی بنائی آپنے

لالہ صاحب۔ آپ اور لوگون سے بھی ملنا ہے۔

لالہ صاحب دو قدم آگے بڑھے تھے کہ ایک اور بزار صاحب سے ملاقات ہوئی۔

لالہ صاحب۔ کہو بھئی لالہ چیت رام کُشل کھیم۔

چیت رام۔ جے ٹھاکرجی کی۔ کہان چلے۔

لالہ صاحب۔ ذری کلکتے تک جاتے ہین۔

چیت رام۔ کیون کوئی کارہج کیا۔

لالہ صاحب۔ ہان نواب نے بھیجا ہے۔ کچھ کام ہے۔

چیت رام۔ گزگزی نہ ہیو گے۔

لالہ صاحب۔ اچھا لیئے۔

لالہ صاحب نے دکان پر بیٹھکر دو چار دم لگا۔

سچ خوب ... لانا خط

گھوسے لوگون سے ملے چلتے چلتے ایک پرانے

مہاجن۔

مہاجن۔ ارے بھئی لالہ جگتو ہین۔ لالہ جگتو۔

لالہ صاحب۔ خوب ملے یار۔ کہو سب خیریت۔

مہاجن۔ ہان مہاجنی کرتے ہین۔ تم یہان کہان آئے۔

لالہ صاحب۔ نواب نے ہمکو کلکتے بھیجا ہے۔

مہاجن۔ ٹکے کہان ہو۔

لالہ صاحب۔ سرا مین۔

مہاجن۔ ہان بھئی کیسے۔ کچھ ڈول ہے۔ گھر چھوڑکے سرا مین ٹکے جاکے۔

لالہ صاحب۔ مولوی صاحب بھی ساتھ تھے اس سے وہین ٹکے۔

مہاجن۔ یہ بات۔ تو انکو جگہ نہ ملتی گھر پر کیا۔ کیون جی اور اس گھڑی نہ ملتے تو ملاقات

(ملاقات) کاہے کو ہوتی۔

لالہ صاحب۔ اور جا تا مین کہان تھا۔

مولوی صاحب - خیر کا روپ ہر کوئی مقام ضرور -
مہاجن - اجی بس کلکتے چلے جاؤ وہان پتا مل جائیگا کچھ -
لالہ صاحب - یہ تو ہم بھی جانتے ہین مگر کسی اور سے بھی پوچھ دیکھو تو کیا حرج ہی -
مہاجن - واہ ہیہے بڑھ کے کوئی ہو اور سے رام سنگھ جری ایک روپے کے منڈسے تو لے آنا -
لالہ صاحب - اب آپ تکلف کرنے لگے -
مہاجن - کیا کہو ہو (خوب) جیسے آپ ہی کے واسطے تو منگو اتا ہون -
مولوی صاحب - یہ حسن طلب ہی -
لالہ صاحب - تو پھر کلکتے ہی جائین نہ -
مہاجن - ہان ہان جی یہان سے کلکتہ جاؤ وہان حال [illegible]
وہان ہین سیتا رام نیل کا بیپار کرتے ہین وہ سب [illegible] واقف ہین
سب بتا دینگے - کہو چٹھی لکھ دون -
مولوی صاحب - ہان سب ہی -
مہاجن - قلم دوات کاغذ لاؤ -
لالہ بھولا ناتھ صاحب نے ایک چٹھی اپنے سالے کے نام دھر گھسیٹی اور لکھ کر لالہ جگت سنگھ کو دی اور کہا اب آج کھانا یہین کھا ئیے کل جا ئیے گا لالہ جگت سنگھ نے عذر کیا کہ کچھ مضایقہ نہ تھا مگر جلدی ہی جس کام کے لیے جاتے ہین وہ پو[illegible] تو کیجیے دو دن ٹکیں آن کر پھر -
الغرض ایک روپیہ کی منڈسے لالہ جگت سنگھ کی نذر کیے اور سرا ے تک لالہ بھولا انکے ساتھ گئے اسی شب کو لالہ جگت سنگھ مع مولوی صاحب اور نوکرون کے روانہ کلکتہ ہوے -
کلکتہ پہونچے گاڑی کرایہ کرنے ہین تو لکھنؤ اور کانپور سے دس گنا

بھاؤ آٹھ روپی پر گاڑی ہوئی اور آدھ گھنٹے میں لالہ صاحب اپنے دوست لالہ مکند رام کے مکان پر پہونچے گاڑی سے اترتے ہی مکند رام سے گلے ملے دونوں خوش ہوئے۔

مکند رام۔ آج برسوں پیچھے ایک کے بعد لے کہو اچھے تو رہے۔

جگت سنگھ۔ ہاں بہت خوش۔ بھوکے بڑے ہیں کھانا کھلواؤ۔

مکند رام۔ باہمن کو بلاؤ کہو لوکی اور آلو اور چھیتا پھل کی ترکاری کر لے اور بھتی بنائے اور چاول اور روٹی اور ملائی لے آئے کوئی ایک آدھ سیر اور حلوا بنے۔

جگت سنگھ۔ جناب مولوی صاحب کے لیے۔

مکند رام۔ حافظ جی سے کہو مولوی صاحب کے لیے اچھا اچھا کھانا لادیں۔

اسیوقت [illegible] لالہ جگت سنگھ اور مولوی صاحب کو لالہ مکند رام نے کلکتہ کی [illegible] جگت سنگھ تو جہانیاں جہان گشت آدمی تھے ہی کئی بار کلکتے آ [illegible] اور بمبئی تک گشت کر آئے تھے مگر مولوی صاحب دنگ ہو گئے۔

مولوی صاحب۔ اللہ اللہ یہ بھیڑ بھڑکا۔

لالہ صاحب۔ کلکتہ ہے کہ باتیں۔

مولوی صاحب۔ جم غفیر ہی کے معنی ہیں یعنی جماعت ایسی کہ زمین چھپ جائے۔

لالہ صاحب۔ بیشک۔

[illegible] صاحب۔ اور گاڑی کے قریب سے جب گاڑی جاتی ہے تو کلیجہ دہل جاتا ہے۔

[illegible]م۔ ابھی یہاں اسطرح گاڑی چلاتے ہیں کہ باہر والا آئے تو کچھ لڑ گئی۔

لالہ صاحب۔ یہاں ہوٹل بھی تو ہیں۔

مولوی صاحب۔ ہوٹل کیا۔

مکند رام۔ یہاں سب کچھ ہے۔

جب سیر کرکے آئے تو لالہ جگت سنگھ نے کہا بھائی تم سے کچھ کہنا ہے ہمیں دونوں تخلیے میں باتیں کرنے لگے مولوی صاحب شمس بازغہ کی سیر کرتے تھے۔

اب سنیے کہ لالہ مکند رام نے جگت سنگھ کو خوب پٹی پڑھائی۔ اور کئی خطوط نواب صاحب کے پاس مکر و فریب کے بھجوائے۔

ایک خط۔

حضور اقدس۔ یہاں کامروپ کا پتہ نہیں ملتا۔ کامروپ کے نام سے تو سب واقف ہیں۔ مگر وہاں کے جادو کا حال سرکار کے خوف سے لوگ چھپاتے ہیں۔ سرکار کا نادری حکم ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی ساحر یا ساحرہ کو مدد دی تو پھانسی پائیگا۔

یہ خط بعد ملاحظہ چاک کیجیے گا۔ ورنہ ہم فدویان بر[illegible] روانہ ہو جائیگا اور قید کر دیے جائینگے۔

عریضہ [illegible] [illegible] عنہ

جگت سنگھ از کلکتہ۔ جو رنگھی مکان

لالہ مکند رام۔

اس خط میں پھانسی کی اچھی دھمکی دی۔

دوسرا خط۔

نواب قمر رکاب دارا حشم سکندر رفعت ظلہ۔ آداب فدویانہ بجا لا کر بحضور بندگان عرض رسا ہیں کہ ہم فدویوں نے امر معلومہ کی خوب تحقیقات کی مگر نتیجہ مراد [illegible] نہ ہوا ہاں اسقدر فائدہ البتہ ہوا کہ ہر روز ایک نئی اور حیرت [illegible] نسبت سحر معلوم ہوتی جاتی ہے۔ اگر خواستہ خدا ہے تو دو تین مہینے میں داخل منزل مقصود ہونگے مگر جو روایات حیرت ساعات قسم سمع ہوتی ہیں ان سے خوف ہے۔

عریضہ فدویان تہور علی عفی عنہ و جگت سنگھ از کلکتہ۔ جو رنگھی مکان لالہ مکند رام صاحب

اس خط مین شوق دلایا ہی۔ کہ ہر روز دی باتین ... [illegible]

تیسرا خط۔

حضور فیض گنجور ولی نعمت نواب نصرت الدولہ بہادر دام اقبالہ۔

بسپس تسلیم التماس یہ کہ ہوٹل مین اگر ہم فدوی قیام کرتے تو صرف کثیر ہے ڈھیر
اڑ جاتے۔ لہذا ایک ساہوکار کا مکان پچاس روپیہ ماہواری کرایہ پر لیا۔
یہان ہر شی گران ہی۔ اسکی تفصیل یہ ہی۔

گوشت	آلو	مچھلی	روغن زرد
صہ ثار	سہ ثار	سہ ثار	عہ ثار
روغن تلخ	ماہی	جغرات	شیرینی فی روپیہ
سہ ثار	سہ ثار	ہ ثار	۷ ثار
[illegible]	[illegible]	بالائی کی برف	برنج
۶ ثار		کبریت احمر	۶ ثار
گندم		گرم مصالحہ	نخود
۶ ثار	[illegible]	۱۲ ثار	ہ ثار

الغرض یہان عمدہ طرح پہ رہنا روپیہ بلکہ اشرفیان چبانا ہی۔

عریضہ
فدویان خوجہ علی و جلت سنگھ
پتہ مذکورہ سابق

[illegible] مین وہ گپ اڑائی ہی کہ الامان اور لطف یہ کہ نواب صاحب اور
[illegible] دولہ بہادر کو یقین آگیا کہ اگر امرا کے اہلکارون کی طرح امارت کے ساتھ
[illegible] تو اشیاے مذکورہ اسی نرخ سے لین گی۔ سچ ہی

	چو احمق در جہان باقیست مفلس در نمے ماند

چوتھا خط

عالی حضور سکندر فر نواب امین الدولہ بہادر کی خدمت بابرکت مین

فدویان منور علی اور لالہ جگت سنگھ کورنش عرض کرتے ہین۔ شکر ہو کہ ہماری کوشش ٹھکانے لگی یعنی ہم فدویون نے ایک شخص معتبر کو جو گو خود ساحر نہین مگر ساحرون سے کامل واقفیت رکھتا ہی ڈھونڈھ نکالا وہ ایسا آدمی ہی مگر طامع۔ کہتا ہی اگر دس ہزار روپیہ دو تو فوراً ایک ساحر دے لا دون۔ بلا اجازت حضور ایک ساہوکار سے دس ہزار روپیہ قرض لیا۔ ڈیڑھ روپیہ فی صدی سود پر۔ ابھی اس شخص کو فقط تین ہزار اور دو سو روپے دیے ہین اور اسکی سواری کا خرچ اب تک ساٹھ روپیہ ہی۔ اگر اجازت دین تو فوراً کل روپیہ دے دیا جائے تار کے ذریعے سے اطلاع بخشیے۔

عریضہ فدویان [illegible]

یہ خط دوپہر کے وقت نصرت الدولہ نے پایا۔ [illegible] نواب صاحب کے نام رقعہ لکھا اور آدمی کو دیا کہ اسی دم پہونچاؤ [illegible]

صد شکر کہ آفتاب

از برج امید جہرہ نمود

ابھی حضرت مطلب نکلا جگت سنگھ کا ایک خط آیا ہی جلد آؤ مگر بہت جلد

راقم نصرت الدولہ

نواب صاحب بہادر خط پڑھتے ہی گھوڑے پر سوار ہوئے اور پہونچے اترتے ہی پھاٹک کے پاس سے غل مچایا۔

کہو بھئی فتح ہی۔ لاؤ خط لاؤ مین خود پڑھونگا۔

اتنے مین نصرت الدولہ نے تار بھیجا کہ دس ہزار فوراً اس شخص کو دے دو بیس ہزار کی ہنڈوی لالہ [illegible] پرشاد ساہوکار کے ذریعے سے پہونچے گی۔

اتنے مین مولوی ممتاز الحق صاحب کہ عالم اجل تھے تشریف لائے

علیک سلیک کے بعد بیٹھے تو نواب صاحب نے کہا مولوی صاحب سحر کی نسبت
آپ اپنی مفصل راے بیان فرمایئے - فرمایا سحر کسی نہ کسی پیرائے مین ہر ملک
مین اور ہر زمانے مین رائج رہا ہی - اور ہر مذہب اور ہر قوم مین مکروہ و مذموم
ہی - اور ہر زبان مین اسکے چند در چند معانی اور مصداق ہین چنانچہ
جادو - ٹونا - افسون - شعبدہ - ٹوٹکا وغیرہ یہ سب اقسام
سحر سے ہین -

سحر کے معنی متعارف تو یہی ہین کہ کوئی ایسا عمل جسکی حقیقت سے عموماً لوگ
آگاہ نہ ہون لہذا اُنکے تعجب اور تحیر کا باعث ہو - اور جس سے اُنکو نفع یا ضرر
بین محسوس ہو چونکہ عوام کے ذہن مین سحر کے معنی مرگ منتر ہین لہذا جس شخص
کو افسون کرنے اور شعبدہ [illegible] دخل ہوتا ہی اُسکا اعزاز و اکرام کرتے ہین
اور اُسکو صا[illegible] ہین اور اکثر اس سے خائف و ترسان رہتے ہین
لیکن حقیقی [illegible] سحر [illegible] وسیع اور عام ہی اور مجملاً اُسکی حقیقت یہ ہی کہ جسم
قواے طبعی کو [illegible] منتظم و مترتب کر لینا کہ جس سے ایک تعجب انگیز اثر
پیدا ہو اور اُسکا نفع یا ضرر انسان کو بخوبی محسوس ہو یا صرف انسان کے تعجب
اور انتشار اور خوف و اضطراب کا باعث ہو - یہ تعریف سحر کی ایسی جامع و مانع
ہی کہ غالباً کسی قسم کی بازیگری و افسون سازی و شعبدہ پردازی اس سے خارج
نہیں ہو سکتی -

[illegible] منطقی یا مفہوم عقلی کو اخلاقاً عامہ کی جبلیت سے ملاحظہ کیجیے یعنی سحر کے
[illegible]ن و قبیح اور نفع و ضرر پر نظر کیجیے تو اُس کی دو قسمین پیدا ہوتی ہین
سحر حلال اور سحر حرام - سحر حلال وہ ہی جس سے کسی ذی حیات چیز کو ضرر
جسمانی یا مضرت روحانی نہ پہنچے اور نہ بہ درجہ انسان خواہش ظاہری و
باطنی اور اسکے قلب و دماغ بغیر اسکے حس قلبی اور ادراک ذہنی پر غالب اور
مسلط ہو جائے کہ سفہا و مجانین کی کیفیت مسحور مین پیدا کرے اور

اُسکے دل میں خلاف عقل سلیم خیالات پیدا ہون اور حرکات ناشایستہ کرنے لگے۔

سحر حرام وہ ہی جو اُسکے خلاف ہو یعنی جس سے کسی جاندار چیز کو بالخصوص انسان کو ضرر جسمانی یا روحانی پہونچے یا جو بطلان و تعطل حواس ظاہری و باطنی اور سلب عقل کا باعث ہو۔ پس اس تعریف سے اکثر شعبدون اور شعبدون اور تماشون کی حلت ثابت ہوتی ہی جو ہر قوم اور ہر ملک مین کم و بیش شائع اور مستعمل ہین۔ مثلاً ہمارے ملک مین مداری کا تماشا یا ہولی کے بعد سوانگ یا اور شعبدے اور عورتون کے ٹوٹکے جنمین خوف مضرت اور ضرر جسمانی و تعطل حواس اور سلب عقل کا گمان نہ ہو سحر حلال مین داخل ہین غایۃ الامر یہ کہ لہو لعب اور اشتغال بے سود ہونے کی وجہ سے [illegible] مکروہ سمجھے جائین۔ لیکن دوالی مین جو ٹوٹکے چلتی ہی جس سے [illegible] سلب ہوتا ہو یا بنگالہ مین ایک ضلع کامروپ کہلاتا [illegible] قیامت کے جادوگر ہین کہ آدمی کو بھیڑ [illegible] خیال سحر حرام ہی ہرچند راقم کو نہ ٹوٹکے کا اعتقاد ہی نہ کامروپ کے جادوگرون کی کرامات کا یقین ہی کیونکہ ابھی عرض کیا گیا ہی کہ سحر کوئی معجزہ یا خارق عادت نہین ہی جسکا سمجھنا اور کرنا دونون عقل بشری سے خارج ہو اور جو نظام طبعی اور قوانین قدرت کے خلاف ہو بلکہ محض اقتضاء قوائے طبعی کی ترکیب و انتظام سے پیدا ہوتا ہی جیسے اور آثار و حوادث [illegible] کون و فساد پیدا ہوتے ہین گو اُس کی علت فاعلیہ یعنی اُسکی لم [illegible] نہ آسکے۔

چونکہ دین فطری یعنی اخلاق عام جو ترکیب و کیفیات و اقتضاءات طبعی اور افعال و خواص و آثار حقائق خارجیہ سے مستنبط کیا گیا ہی اکثر مسائل اور تمام مواقع و محال مین دین الہامی یعنی مذاہب دنیا [illegible] موافق

[illegible]
موافق و مطابق ہین لہذا اس [illegible]
عامہ کا تتبع کیا ہو یعنے جو سحر عقلاً اور بموجب قوانین طبیعی حرام ہو اسکو حرام کیا
اور جو سحر عقلاً اور بموافقت نظام طبیعی حلال ہو اسکو حلال رکھا ہو۔

ہر قوم اور ہر ملک اور ہر زمانے مین سحر کا چرچا کم و بیش ضرور رہا ہو۔ چنانچہ
انگلستان مین بھی ایک عرصہ تک جادوگرون اور جادوگرنیون کا زور رہا اور عوام
کالانعام علی الخصوص دہقانیون کی روح پر صدمہ رہتا تھا کہ سب ہماری
زراعت کو اور ہمارے بچون کو یہ اخوان الشیاطین (جادوگر) کچھ ضرر
پہونچائین اور اُن کے دفعیہ کے واسطے دعا اور تعویذ اس شد و مد سے ہوتے تھے
کہ ہندوستان کے جہلا کو بھی مات کیا تھا۔ یہان تک کہ ملکہ میری سٹ کے عہد
مین سحر کی [illegible] طغیانی ہوئی کہ ساحرون کو انواع عقوبات سے قتل کیا
جیسا کہ تاریخ انگلستان مین مفصل درج ہو۔ اور ہندوستان مین جو کچھ کیفیت
سحر کی ہو وہ [illegible] روشن ہو۔ عیان را چہ بیان۔ اور زمانۂ قدیم مین عرب
اور نواحی شام [illegible] مین سحر کا اس قدر رواج تھا کہ بعض اولو العزم انبیاے
بنی اسرائیل کے معجزات ایسے قرار دیے گئے کہ بڑے بڑے کامل ساحر
اور کاہن اُنکے جواب سے عاجز آ گئے اور اُنکی نبوت اور رسالت کا اعتراف کیا
چنانچہ اجل انبیاے بنی اسرائیل حضرت کلیم اللہ موسیٰ بن عمران علیہ السلام
ہین جنکا معرکہ فرعون مصر کے سحر کے مقابلہ مین ایسا حیرت خیز اور عبرت انگیز
ہو کہ شاید تاریخ عالم مین ایسے واقعات کمتر وقوع مین آئے ہین۔ چنانچہ توراۃ
[illegible] کے سفر الخروج اور قرآن مجید و فرقان حمید کے اکثر سورون مین یہ
لکھا ہو کہ جب فرعون نے حضرت موسیٰ سے معجزہ طلب کیا تو دو معجزے
[illegible] دست آپ نے دکھائے ایک ید بیضا جس کی حقیقت یہ ہو کہ آپ نے
جیب مین ہاتھ ڈال کر جو نکالا تو کف دست سے ایسا نور شارق ساطع ہوا
کہ آفتاب کی روشنی پژمردہ و مضمحل ہو گئی اور کئی فرسخ تک وہ نور برابر پہونچا

اور دوسرا معجزہ عصا کا اژدہا بنجانا ہی۔ یہ وہ عصا تھا جو حضرت موسیٰ کے خسر حضرت شعیب پیغمبر نے اپنے باقیات الصالحات کے طور پر اُسوقت آپ کو دیا تھا کہ جب آپ اپنی زوجہ صفیرا بنت شعیب کو لے کر جانب مصر روانہ ہوئے اور اثنائے راہ مین وادی مقدس مین پہونچکر خلع بخلعت نبوت اور مبعوث برسالت اور مشرف بشرف خطاب آلہی اور ملقب بلقب کلیم اللہ ہوے جیساکہ آیہ کریمہ اخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوی سے ظاہر ہی۔ ؎

خدائی دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال
کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ہو جائے

خیر۔ عصاے موسیٰ کی یہ حقیقت ہی کہ ایک لکڑی چوب خرما کی تھی کہ عند الضرورت اور بامر اللہ منقلب بہ اژدہا ہو جاتی تھی

چنانچہ بار با فرعون نے معجزہ طلب کیا اور [illegible] کو پھینکا اور وہ بڑا بھاری اژدہا بنکر منھ کھول کر اُسپر لپکا [illegible] نابکار نے اُس وقت تو دعوے خدائی سے توبہ کی مگر جب وہ عصا [illegible] ہیئت اصلی پر آگیا تو پھر وہی کفر و ہذیان بکنے لگا اور دعویٰ خدائی کرنے لگا اور حضرت موسیٰ سے کہا کہ آپ سب جادوگرون کے استاد ہین اور کئی لاکھ ساحرون کو جمع کر کے کہا کہ جلد موسیٰ کے سحر سے میری جان بچاؤ ورنہ تم سب کو قتل کرونگا اُنھون نے کہا بہت خوب یہ کون بڑی بات ہی۔

جس دن مصر مین وہ عظیم الشان میلہ ہوتا ہی اُس روز ہم موسیٰ کا [illegible] کرینگے اور بادشاہ مع حشم و خدم اور لشکر ظفر پیکر خود تشریف لائین اور ساری دنیا اس معرکے کو مشاہدہ کرے اور اُن ساحرون نے یہ شعبدہ بنایا کہ بہ [illegible] سے بڑے نرکل جو قدار لیے اور اُن کے اندر پارہ بھرا اور اوپر [illegible] سے کاغذ کا سر اور پانون وغیرہ بنا کر اوپر سیاہ رنگ اور سفید دھاریان ڈال کر بالکل سانپون کی قطع بنائی اور وہ خود دیکھنا ان

وغیرہ یہ سب خوارق عادات ہین یعنے نظام طبیعی کے خلاف ہین۔ بخلاف سحر کے کہ قواے طبیعی کی ترتیب خاص سے پیدا ہوتا ہی۔ اور ہر شخص بعض اصول و قواعد کی پابندی سے اُسکو بنا سکتا ہی اور سمجھ سکتا ہی۔

جو لوگ نیچری یعنی نظام طبیعی کا زیادہ اختیار کرتے ہین اُنکے اصول سے معجزہ کا امکان تو بعید۔ مگر سحر مین اُنکے مسلک سے کوئی استحالہ نہین لازم آتا ہی پھر کیا وجہ ہی کہ حکماے فرنگ سحر کے قائل نہین کیونکہ سحر تو خارق عادت نہین ہی بلکہ انھین مواد اور قواے طبیعی کے فعل و انفعال اور کسر و انکسار سے پیدا ہوتا ہی جنسے ریل اور تار اور آلات کام دیتے ہین۔ غالبًا مطلق سحر سے وہ منکر نہین ہین بلکہ جو عظمت اور ہیبت عوام کے دل مین اُسکی ہی اور جو حقیقت وہ اپنے زعم ناقص مین سحر کی سمجھے ہین کہ جن پریت اور بھوت پریت کی شرکت کے اثر سے جادو ہوتا ہی۔ اُن لغویات اور خرافات کے [illegible] شیطانی اور وہام فاش سے سب کو بچا[illegible] سے اُن کو نیست و نابود کردے۔

نواب نصرت الدولہ بہادر کو نجومی نے انگلیون پر نچایا۔ ایک دن کہا کہ چالیس دن ایک منتر انگریزی زبان مین پڑھو۔ نور کے تڑکے آفتاب کی طرف دس بارہ منٹ غور سے دیکھیے۔ مگر شرط یہ ہی کہ آفتاب کی شعاعین کچھ کچھ نمودار ہون۔ بارہ منٹ تک اگر ہر روز نظر بغور ڈالو تو چالیسوین دن بھوت قابو مین آجائے اور ثبوت اُسکا یہ ہی کہ بھوت صاف نظر آنے لگے نصرت الدولہ بہادر نے نجومی کے حکم کے مطابق کارروائی شروع کردی [illegible] نصرت الدولہ بہادر نے منھ دھویا اور سر منزلے پر جاکر آفتاب [illegible] طلوع کے وقت دیکھنا شروع کیا ساتوین روز چکا چوندھ [illegible] سبب سے انکو کچھ دھوان سا نظر آیا۔ اور وہ اسے سے پٹی پڑھا لی کہ بھوت ہی آپ سینے کو وہ جسم تو خلاق ہی ہاتھ پانون آنکھ ناک منھ سر پانون کل اعضاے جسم

نصرت الدولہ۔ اچھا کچھ اور دکھایئے ہمکو۔
نجومی۔ ایک منتر کا ترجمہ ہوا اور اوردو کی زبان کے بیچ میں آپ سنیے گا۔

ای اسپرٹ تم ہمارا پاس سے
ای اسپرٹ بتا دو ہمکو وقت
اور اسپرٹ جو مراکل یا پرون
ای اسپرٹ تم بڑا مکان

ای اسپرٹ تم بولو ہم سے
مرنے کا اسس بڑا بدبخت
اسکو دفن کہان رکھا بولو
ہمارا بات بوبچ آو سب بے گمان

نصرت الدولہ۔ کسی بنگالی نے ترجمہ کیا ہی۔
نجومی۔ نا۔ ایک انگریز نے۔ صاحب ہی۔ کلکتے کا۔
نصرت الدولہ۔ مگر یہ تو بالکل واہیات ہی۔
نجومی۔ او۔ ایسا بات مت بولو۔ پاک چیز کو بڑا مت بولو۔ اسکا اثر آپکے منتر کا ہی۔ جیسا منتر اچھا ویسا اثر اچھا زبان پر بڑا بھلا ہوگا [illegible] سو ہوگا۔ اسپرٹ کل بات خواب سمجھتا ہی۔ اچھا اب آج آپ [illegible] کے نام پر کچھ دے منتر پڑھ کر ہم اُن لوگ پاس بھیجے گا جو جمع کرتا [illegible] ن کل روپیہ کو اسپرٹ کے واسطے۔ ہم غریب آدمی دو سو تین پہلے دیا تھا۔ جب پاک اسپرٹ نے ہمکو اپنے کا نور دکھلاتا تھا سب کے پہلے جیسا آج آپ کو دکھلایا اور آپ نہائے کپڑے بدلے عطر لے اور حلب خوشی کا دیکھے۔
نصرت الدولہ۔ بہت خوب تو ہم کوئی دو ہزار نذر کرینگے اسپرٹ کے۔
نجومی۔ کم ہی۔ مگر اب زیادہ نہ دو۔ نہیں اسپرٹ بڑا مان جاتا [illegible] لے نیت ہوا۔
نصرت الدولہ۔ ارے! لاحول ولاقوۃ۔
نجومی۔ نہیں دینے کا ہزار وہ ہی۔
نصرت الدولہ۔ ہاں دینے کے ہزار طریق ہیں۔
نجومی۔ اجی ہم منت مان لینگے۔

نصرت الدولہ۔ ہاں اچھا۔

نجومی۔ مگر سہل بات کا۔

نصرت الدولہ۔ ہم منت مانتے ہیں کہ جسکو بلاتے ہیں وہ گانے کے لیے آجائے

نجومی۔ اچھا بات بہت ٹھیک ہے۔

نصرت الدولہ۔ کتنے کی منت۔

نجومی۔ او۔ یہ ہمسے مت پوچھے۔ جو سپہلے جی چاہے۔

نصرت الدولہ۔ تین ہزار۔

نجومی۔ بس زیادہ۔ نہ کم۔

آلغرض دن بھر میں میاں نجومی نے نصرت الدولہ کو اُلو بنا بنا کر کوئی دس ہزار روپے کی رقم سیدھی کی نصرت الدولہ بہادر کی یہ کیفیت کہ مسند تکیہ لگائے بڑے ٹھسے سے بیٹھے [illegible] ہی دل میں سوچتے ہیں کہ آپ آج سے انجانب بھی نجومی [illegible] شامل ہو گئے۔ داروغہ کو حکم دیا کہ فوراً محفل رقص و سرود آراستہ [illegible] نواب امین الدولہ حیدر اور نواب شوکت علیخان بہادر اور نواب رونق علیخان بہادر اور چھوٹے مرزا اور تیغ بہادر اور راجہ ٹھاکر پرشاد اور مرزا حفیظ الدین بیگ کو بلواؤ داروغہ نے فوراً تعمیل حکم کی تھوڑی ہی دیر میں طائفے آنا شروع ہوئے

نصرت الدولہ بہادر نے احباب کو اپنے ہاتھ سے خط لکھے ایک نواب صاحب کے [illegible] راجہ ٹھاکر پرشاد کے نام۔

[illegible]

سحرم دولت بیدار بہ بالین آمد	گفت برخیز کہ آن خسرو شیرین آمد

آج منھ مانگی مراد پائی یعنی سپرٹ کو چشم خود دیکھی۔ اسپرٹ کھوسٹ کو کہتے ہیں شکر خدا ہزار شکر خدا ہے

بدین مژدہ گر جان فشانم رواست	کہ این مژدہ آسائش جان ماست

آسلر صاحب فرماتے ہین کہ ابھی الف بائے نجوم ہی۔ اللہ اللہ کیا علم ہی علم کیا بحر زخار ہی۔ جسکا اور نہ چھور۔ واسطے خدا کے تم بھی سیکھو۔

آج اِس تقریب سعید کے سبب سے کہ بھوت کو منتر کے زور سے اول مرتبہ دیکھا خاکسار نے جلسہ قرار دیا ہی۔ آیئے اور مع رفقا و مصاحبین آیئے۔

آپ کا دوست نصرت الدولہ نجومی

۲۔ اجی راجہ صاحب تسلیم۔ ہمنے جو آپ سے کہا تھا وہ صحیح نکلا۔ آج صبح کو نجومی کے منتر کے زور سے ہمنے بھوت دیکھا جسکو ہم لوگ یعنے علمائے نجوم اپنی اصطلاح مین اسپرٹ کہتے ہین۔

آپ بھی سیکھیے۔ اور ضرور سیکھیے۔

آج اسی وقت جلسہ قرار دیا ہی۔ ضرور آؤ۔ اور بھی کئی صاحب تشریف لائینگے۔

تمہارا دوست [illegible] الدولہ عالم نجوم

دونون خط لکھ کر سپاہیون کو دیے اور حکم دیا [illegible] لے جاؤ جو بدار نے بھی تاکید کر دی۔

نواب صاحب نے جو خط پڑھا تو مارے ہنسی کے لوٹنے لگے۔

امام الدین۔ حضور اسنے بلٹایا انکو۔

جھمن۔ وہ نجومی بھی سوچتا ہوگا کہ ایسے اب اور نہ پھنسین گے۔

نواب۔ (سپاہی سے) تمکو کچھ حال معلوم ہی۔

سپاہی۔ کاہے کا حال حضور۔

نواب۔ اسوقت جلسہ کیسا ہی۔

سپاہی۔ حضور کیا بتاؤن وہ صاحب جو نئے آئے ہین نجومی۔ اوسلر صاحب [illegible]ب سے نواب صاحب رات دن بھوت پریت ہی دیکھا کرتے ہین کئی ہزار لے چکا ہی وہ۔

جھمن۔ اجی ابھی اور لیگا۔

امام الدین۔ تم لوگون مین سے کوئی سمجھاتا نہین۔

سپاہی۔ اب لے حضور ہم چار روپے پیادے ہم لیا جھائین اسکے صاحب تو سمجھاتے ہی نہین جنہر کل باتون کا دارومدار ہی ہماری وہان بھلا کون سنتا ہی حضور سمجھائین۔

نواب۔ واہ۔ تان بیچکے۔

چھمن۔ پھر اس بیچارے غریب کی کون سنے نقارخانے مین طوطی کی آواز۔

نواب۔ صحیح ہی۔

میر گلباز۔ مگر ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ بجوی انکو پھسلاتا کیونکر ہی۔

نواب۔ پڑھے لکھے عقلمند آدمی اور بجوون مین آجاتے ہین۔

میر گلباز۔ جی ہان یہ کون بات ہی۔

نواب صاحب نے جواب خط یون لکھا۔

حضور اقدس و [illegible] مبارک ہو۔ آمین۔ بحمد اللہ کہ آپ نے بھوت کو مجسم دیکھا۔

[illegible] باد تو آید مردان چنین کنند

جلسہ بہت موزون ہی۔ بندہ بھی ضرور شریک ہوگا مگر واسطے خدا کے کہین ویسا نہ کیجیے گا کہ عین جلسے کے وقت بھوت کو بلا لیجیے۔ کہو کوئی چڑیل بھی دیکھی کبھی چڑیل کی چوٹی مین بھی دکھا دو۔ ارے یار تم نرے گوگے ہی رہے لاحول ولا قوۃ۔ کجا انسان کجا بھوت واہ ری عقل۔ بھوت کیا اور پریت کیا واہی ہو خاصے۔ خدا کے لیے اس بکھیڑے مین نہ پڑو ورنہ آیندہ پچھتاوگے ۵

مصلحت بین و کار آسان کن		[illegible] کہ این کمن آن کن

بھوت پریت کا وجود ہمارے مذہب کی رو سے مطلق ثابت نہین ہوتا۔

نیچیز امین الدین حیدر عفی عنہ

تراب علی۔ بس اب دعوت کے ٹھاٹ پورے ہو گئے۔

نواب صاحب نے امام الدین خان کو حکم دیا کہ برانڈی لاؤ۔ حاتم علی نے

کہا خداوند وہان اور بھی رئیس زادے امیرزادے ہو گئے۔ اور شراب مردار کا قاعدہ ہی کہ اسکی بو بھی نہین رہتی۔ خواہ مخواہ وہان جاکر اپنے کو نکو بنانا کونسی دانائی ہی۔

جھمن نے بھی اس راے سے اتفاق ظاہر کیا۔ تراب علی اور امام الدین خان جل مرے۔ میر گلباز نے یون تردید کی۔

میر گلباز۔ کسی کے باپ کا اجارہ ہی۔

حاتم علی۔ واہ تم ہی ایسے خوشامد خورون نے تو غارت کیا۔

تراب علی۔ کیا! غارت کیا۔ کسکو۔ کسکو غارت کیا۔

امام الدین۔ جو منھ پر آتا ہی بکت دیتا ہی۔ نابکار۔

حاتم علی۔ نابکار تو۔

جھمن۔ خان صاحب بس نابکار وابکار نہ بکیے گا۔

امام الدین۔ کیون ہڈیان چلچلاتی ہین۔

نواب۔ چپ رہو۔ گدہے نالائق۔

امام الدین۔ حضور (ناک مین)

نواب۔ تم سب نالائق ہو۔

جھمن۔ ہان خداوند سچ ہی سے

چو از قومے یکے بیدانشی کرد	نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را
نمے بینی کہ گاوے در علف زار	بیالاید ہمہ گاوان دہ را

نواب۔ جب کبھی جھگڑا ہوتا ہی۔ تم لوگ بس یہ رباعی پڑھ کے اپنے اپنے بری کرنا چاہتے ہو۔ سالا گدہے

این خیال ست ومحالست وجنون

امام الدین خان نے فوراً سامان بادہ نوشی مہیا کر دیا اور دَور چلنے لگا ایک خان صاحب بھی آج سے نئے نئے شریک صحبت ہوے بعد شغل امام الدین خان نے

کل بوتلین ہٹائین حکم ہوا کہ اُدھا تیار ہو اور ہال گاڑی ادھے مین جوڑی جتی ہو
ور گاڑی مین دو گرا حکم کی معاً تعمیل ہوئی۔ چھوٹے حضور نے گھوڑیان کھچین
حقہ پیا۔ اور مصاحبون کو لے کر چلے۔ حضور ادھے پر سوار ہوے۔ رفقا گاڑی پر
نصرت الدولہ بہادر کے مکان پر پہونچے۔ اُترے
نصرت الدولہ۔ آئیے بہت جلد آئے آپ غضب خدا کا اب چار بجے آپ
برآمد ہوے۔
نواب۔ حضرت دن کے وقت کا جلسہ ہمین تو پسند نہین۔
نصرت الدولہ۔ پھر آپ دو ہی گھنٹے مین تو رات بھی ہو ئی جاتی ہو گھبراتے کیون
ہین آپ۔
نواب۔ اخاہ راجہ صاحب ہین تسلیم۔
راجہ صاحب۔ آداب عرض کرتا ہون نواب صاحب مزاج شریف۔
نواب۔ شکر ہو۔ [illegible] کہان رہتے ہین۔ ملاقات ہی نہین ہوتی
نصرت الدولہ۔ [illegible] رہتے ہین۔ دھت بنے ہوے
نواب۔ استغفر اللہ۔
نصرت الدولہ۔ کیون یہ استغفر اللہ کا کیا موقع تھا۔
نواب۔ اجی برہمن آدمی اور شراب۔
راجہ صاحب۔ کہان لکھا ہو کہ نا جائز ہو۔ ٹھرا نا جائز ہو۔ مہوے کی دارو کو ہم بھی حرام
سمجھتے ہین مگر یہ برانڈی اور برگنڈی اور میٹھی شرابین تو اس وقت مین بھی نہین تھا
[illegible] جائز کیونکر ہین۔ چو گفتی دلیلش بیار شراب راح روح ہو۔
[illegible] ہر کسیکو نصیب کہان مگر ہان جو حرام ہو وہ حرام ہو۔ دیسی ٹھرا
حرام ہو۔ بیشک حرام ہو۔
نواب۔ خیر آپ بھی نواب نصرت الدولہ بہادر کے رنگ کے ہین۔
راجہ صاحب نے مسکرا کر فرمایا۔ جناب ؎

ہر ہوا مین شراب کی تاثیر		بادہ نوشی ہر بادپیمائی

نواب۔ اب جلسہ کب سے شروع ہوگا۔ کون کون صاحب آ گئے ہین۔

نصرت الدولہ۔ نواب تہور علی خان بہادر۔ اور رونق علی خان بہادر آ گئے ہین بڑے مرزا کانپور گئے ہین۔ اور مرزا حفیظ الدین بیگ صاحب ہین۔

نواب۔ ہان انکا گھوڑا دیکھا تھا مین نے کمیت۔

نصرت الدولہ۔ پھر چلئے اوپر ہی نہین نہ۔

نواب۔ چلئے تشریف لے چلئے راجہ صاحب بسم اللہ۔

راجہ صاحب۔ پہلے حضور چلین۔ مین حاضر ہون ہمراہ رکاب۔

سب صاحب کوٹھے پر تشریف لے گئے کمرے سب سجے سجائے۔ آداب تسلیم کورنش کے بعد سب کے سب بیٹھے۔

تہور علیخان۔ مزاج اقدس۔

نواب۔ الحمد للہ آپ کا مزاج اقدس آج کس قدر سے جلسہ ہوا ہی۔

تہور علیخان۔ اسکی تحقیقات تو ہم لوگون کو آپ سے کرنا چاہیے۔

نواب۔ یہ کیون۔ خصوصیت کی وجہ۔ مہمان آپ بھی مین بھی۔

تہور علیخان۔ نہین۔ ہی۔ خصوصیت ایک۔

نواب۔ وہ کیا مین بھی تو سنون۔

تہور علیخان۔ کان لائیے (چپکے سے) وہ آپ کے ہم مشرب ہین بس سمجھ جائیے

نواب۔ تسلیم مین آپ کا کمال ممنون ہوا۔ مگر افسوس۔ نصرت الدولہ کی صحبت مین جب بیٹھے تھے تو پہلے ہی سمجھ گئے تھے کہ بدنام ہونگے۔ خیر اترک کیا جاتا نہین۔

رونق علیخان۔ نواب امین الدین حیدر صاحب۔

نواب۔ ارشاد۔

اجی حضرت یا آپ قریب آئیے یا مجھے بلائیے کچھ عرض کرنا ہی۔

نواب۔ ارشاد بسم اللہ آیئے۔ فرمایئے مزاج اقدس۔
رونق علیخان۔ ارے میاں یہ نصرت الدولہ گھانس تو نہیں کھا گیا۔ آخر اس پاگل کا کوئی علاج بھی ہے یا اسکا جنون اب لا علاج ہے لاحول ولاقوۃ اور سنیئے کہنے لگے آج بھوت دیکھا جلسہ دکھائینگے۔ واہی ہے کون۔ یہ اسکو ہوا کیا کمبخت کو لاحول ولاقوۃ۔
نواب۔ مین تو سمجھاتے سمجھاتے سودائی ہو گیا مگر میری ایک نہین چلتی۔
رونق علیخان۔ لاحول ولاقوۃ واللہ ہنسی آتی ہے بھوت دیکھا۔ اف۔
تہور علیخان۔ کیا شی۔ جی ہان پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے واللہ خبط ہو گیا۔ قسم خدا کی خبط ہو گیا۔ پکا جنون ہے۔ ورنہ عقل کی باتین ہین یہ اور وہ نجومی انکو خوب بنائیگا دیکھیئے گا۔ کئی ہزار تو لے چکا ہے۔ باقی اب لیگا۔ اور یہ کسی روز بھوت دیکھین گے۔ کسی روز پریت کسی دن چڑیل۔ بس یہی کیا کرینگے افسوس جاتا رہا ہاتھ سے۔
نواب۔ وہ مانتے ہی نہین کسی کی۔
تہور علیخان۔ جی ہان مجھ سے تو بگڑنے لگے تھے۔ مین نے کہا پڑا اپنی بلا سے۔ تیس مین آپ جگت سنگھ کا حال سنیئے۔ مجھے کلکتے کے خط سے معلوم ہوا لالہ جگت سنگھ نے تیس ہزار روپیہ پا کر ایک بنک مین اپنے نام سے جمع کر دیا پچیس جو سات ہزار ساتھ لائے تھے اس مین سے ڈھائی ہزار مولوی صاحب کو دیے اور ڈھائی ہزار خود لیے اور دو ہزار رہنے دیے کہ کسی اور امر مین صرف کرینگے [illegible] کے مشورے سے نواب صاحب کے نام ایک خط [illegible] بھیجا۔
[illegible] نعمت سلامت۔ کورنش کے بعد ایک ضروری امر عرض کرتے ہین [illegible] قابل ہے کا مروپ خاص تو ابھی تک ہم نہین جا سکے کیونکہ وہان جانے کا اول مقدمہ یہ ہے کہ اگر دس بارہ دن [illegible] سب تو

ذرا بھی نہ معلوم ہو کہ اس ملک مین جادو کی گرمی بازار ہو مگر آب و ہوا اس درجہ ناقص ہو کہ دس بارہ دن تو درکنار دس بارہ گھنٹے بھی رہنا دشوار ہو جاتا ہو یہان کی عورتین بڑی چالاک ہین۔ انکو وہ وہ نسخے یاد ہین کہ انسان برسون رہے اور آب و ہوا کا ذرا بھی اثر نہو مگر ہر ایک کو وہ نسخے نہین بتاتین صرف انھین لوگون کو بتاتی ہین جنپر انکا دل آجاتا ہو۔ لیکن انکا دل آنا بس ستم کا سامنا ہو۔ دل آیا اور انھون نے بکرا بنا دیا۔ گدھا نہین بناتین گدھا بنانا محال ہو۔ مرغ بنا سکتی ہین۔ بکرا بیل گھوڑا بنا سکتی ہین مگر گدھا بنانا بالکل غلط مشہور ہو گیا۔

ایک روایت اسی واقفکار آدمی نے نقل سنائی تھی جسکو مین نے پہچانا ہو اسکا نام رچھو ہی خدا جانے کس ملک کا رہنے والا ہو۔ مگر معتبر ا[illegible] ہشیار آدمی ہو۔ ہمنے اسکو کل روپیہ دے دیا۔ اسنے ایک روایت [illegible]

بیان کیا کہ دکھن کا ایک سپاہی کسی ضرورت [illegible] کامروپ پہنچا گیا سپاہی خوبرو اور کڑیل جوان تھا۔ اور بنوٹ کا استاد۔ مگر لالہ نہ تھا۔ کامروپ کی ایک عورت اسپر عاشق ہوئی۔ سپاہی کو کچھ بھی معلوم نہین کہ کون اسپر عاشق ہوئی اور کون نہین ہوئی ایک روز سپاہی اپنی چارپائی پر سو رہا تھا تڑکے وقت ایک آدمی نے اسکو جگایا پوچھا تم کون ہو کہا چور۔ سپاہی چارپائی پر سے اٹھ بیٹھا اور باتین کرنے لگا۔

سپاہی ۔ تمنے کیا بتایا۔ کون ہو تم۔

آدمی ۔ ہم چور ہین۔

سپاہی ۔ پھر یہان کیون آئے۔

آدمی ۔ چوری کرنے

سپاہی ۔ ہمارے پاس ہو کیا۔ ایک تلوار۔ ایک تمنچہ۔ ایک قرولی ایک برچھا چار پانچ جوڑے کپڑے۔ بس اللہ اللہ خیر صلاح۔

چور۔ یہ کیا کم ہی جو ملجاے گے۔
سپاہی۔ تو یہ کو نہین مل سکتا۔ ان جان جاتی رہے تو مال بھی جاے گے ورنہ جبتک دم مین دم ہی تلوار اور برچھا اور کپڑے ہم نہین دے سکتے۔
چور۔ تمسے لین اور تمھارے باپ سے لین۔
سپاہی۔ ان اگر ایسے ہی بڑے پیر ہو تو لوگے۔
چور نے کہا بس اب سنبھالو۔ مین ولایتی کا ہاتھ لگاتا ہون۔ سپاہی تو اپنے فن کے کمال پر نازان تھا اور بیس برس کا پٹھا اور ناکتخدا اور کرارا آدمی وو دو ہزار ڈنڈ ایک سانس مین پیلنے والا مسکرایا۔ تلوار اٹھالی اور کہا تیری قضا ہی آئی ہو تو مین اسکو کیا کرون۔
چور پیترا بدل کر لڑنے کھڑا ہو گیا۔ سپاہی کو للکار کر گالی دی گو لی کھا تے ہی سپاہی آگ [illegible] بڑھ کر کوک کا ہاتھ لگانے کو تھا کہ چور نے بیس چوٹین دین۔
سپاہی۔ اف دھوکا ہو گیا۔ لکڑی کا بچ گیا۔ نبوٹ کا بچ نہین کیا اب سہی۔
چور۔ کیون اپنی جان کا دشمن ہوا ہی۔ تلوار رکھ دے۔
سپاہی۔ آنتون کا ڈھیر کر دونگا۔ ابھی ابھی۔
چور۔ اچھا لے روک۔
سپاہی۔ روکون اور لگاؤن۔ آ۔
[illegible] نے اچک کر کیلی کی تو سپاہی کے ہاتھ سے تلوار کھٹ سے الگ اور [illegible] اردو۔ ایک عورت موجود۔ ابھی چور نظر آتا تھا اب دیکھتے ہین تو عورت ہر سترہ اٹھارہ برس کی عورت وہ حسن لیچ کہ سپاہی ہزار جان سے عاشق ہو گیا اور ہاتھ جوڑ کر کہا۔ ذرا اس چھپر کھٹ پر بیٹھ جاؤ ورنہ میری جان تن سے نکل جائیگی۔ اس پہ کار آتش نے گلے مین ہاتھ ڈال کر بوسہ لیا اور سپاہی کو اپنے ساتھ اپنے گھر لے گئی جو سچے۔ دز گھوڑا بنا دیا۔ ڈو

برس تک دن بھر گھوڑا بنا رکھتی شام سے انسان بناتی۔ اسکے بعد جب سپاہی صاحب اولاد ہوا تو اس عورت نے سپاہی کو بھی جادو سکھایا اور چھ سال کے بعد اجازت دی کہ اپنے وطن جائے مگر شرط کر لی کہ جب بلاؤں فوراً آنا۔ سپاہی جو اپنے وطن پہونچے تو وہان اُن کی بڑی قدر ہوئی۔ اور جادو کے زور سے اُنھون نے طرح طرح کے کرتب دکھانا شروع کیے ایک آدمی راہ راہ چلا جاتا ہی۔ اُنھون نے ماش پڑھ کر پھینکے۔ اور اُسکی ٹانگیں گھوڑے کی سی ہو گئین۔ پھر دم کے دم مین بدستور رئیسون اور امیرون سے سپاہی نے خوب روپیہ لوٹا۔ ایک رئیس کو شب کے وقت جادو کے زور سے مرغ بنا دیا۔ جب اُسکے اعزا کو مین [illegible] ہزار روپے دیے تب مصیبت سے بچا۔

اور یہی
اسی سپاہی سے اس شخص نے جادو سیکھا ہی مگر [illegible] اس قدر فائدہ اس سے مترتب ہی کہ کامروپ ساتھ جائیگا۔ اور [illegible] اور ہر قسم کی ساحرہ سے ملاقات کرا دیگا۔

عریضۂ فدوی جگت سنگھ الخ

حکم ہوا کہ جگت سنگھ روانہ ہون۔ تہور علی دہین رہین۔
جگت سنگھ۔ مولوی صاحب۔ ہم آج رات کی ٹرین مین جاتے ہیں
تہور علی۔ اچھا کب تک آیے گا۔
جگت سنگھ۔ ایک مہینے مین ضرور بالضرور۔
لالہ جگت سنگھ جو نواب صاحب کے مکان پر پہونچے تو پہاٹک [illegible] غل مچنے لگا۔ آئے آئے۔
لالہ جگت سنگھ آئے۔ رفقا نے جھانک کر دیکھا اور کہا لیجیے جگت سنگھ آ گئے آ گئے خداوند۔
نواب صاحب بہت ہی خوش ہوئے۔ آؤ۔ آؤ۔ جلد آؤ جگت سنگھ لپکے

نواب صاحب کھڑے ہو گئے۔ لالہ نے کہا آداب عرض ہے حضور نواب صاحب نے
بڑے تپاک سے بٹھایا۔ اور حکم دیا کہ نواب نصرت الدولہ بہادر کو فوراً بلاؤ
کہنا لالہ جگت سنگھ آئے ہیں۔ اور آپ کو نواب صاحب نے اسیوقت بلایا
ہے مہربانی کر کے جلد چلیے۔

نواب۔ تم دبلے ہو گئے ہو۔ آب و ہوا راس نہ آئی وہاں کی۔

جگت سنگھ۔ خداوند ماندہ ہو گیا تھا۔

نواب۔ تمنے ہمکو لکھا نہیں مگر۔

جگت سنگھ۔ لکھتا کیونکر آپ کو تشویش ہوتی۔

نواب۔ کہو۔ حال تو کہو وہاں کا۔

جگت سنگھ۔ خداوند جادو کا گھر ہے۔ الامان الامان۔ وہ وہ باتیں دیکھیں
کہ عرض نہیں کر سکتا۔

نواب۔ اچھا ذرا ٹھہرو۔ نصرت الدولہ بھی آلیں تو پھر کہنا۔

جگت سنگھ۔ خداوند ذرا سی برانڈی پلوا دیجیے۔ مگر نہایت عمدہ برانڈی ہو۔

امام الدین۔ انیلوں کی سی باتیں کرتے ہو۔ یہاں سوا اکتشافیروں کے
اور قسم کی برانڈی کہاں۔ اعلیٰ سے اعلیٰ قسم کی برانڈی اکتشافیروں کی
موجود ہے۔

یہ کہکر امام الدین خان برانڈی کے گودام میں گئے۔ اور اکتشافیروں کی
[illegible] لی سوڈا ملا کر ایک گلاس خود پیا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد ایک گلاس
اور ڈیڑھ گلاس برانڈی تمبلیر میں رکھ کر لے چلے۔ سوڈا ملا کر دو رکابی
[illegible] بار تھوڑی تھوڑی پی۔

اتنے میں نصرت الدولہ بھی آن پہونچے۔ آتے ہی غل مچایا۔

جگت سنگھ۔ تسلیم عرض ہے حضور۔

نصرت الدولہ۔ آداب آداب۔ مزاج شریف۔

جگت سنگھ۔ دعائیں دیتا ہون حضور کے جان و مال کو۔

نصرت الدولہ۔ مولوی صاحب بخیریت ہین۔

جگت سنگھ۔ جی ہان فضل الٰہی ہے۔

نصرت الدولہ۔ کہو کچھ حاصل بھی کیا۔ یا کورے ہی آئے۔

جگت سنگھ۔ کورے آتے ہین کہین۔

نصرت الدولہ۔ کچھ کرتب دکھاؤ۔

جگت سنگھ۔ ایک گولی منگوا لیجے۔

حکم ہوا کہ ایک گولی آئے۔ فوراً حاضر کی گئی۔ نواب صاحب نے کہا گولی سے وہ بات دکھاؤ کہ حیرت ہو آپ کو۔

گولی لیکر لالہ جگت سنگھ نے تین چار بار لوگون کو دکھائی اور اچھال اچھال کر کہا یہ چلی وہ چلی۔ یہ گئی وہ گئی۔ یہ غائب وہ [illegible] پہلے گولی واقعی غائب ہو گئی۔

نصرت الدولہ نے کہا بھئی واہ دیکھتے ہی دیکھتے پتا نہین کہ کہان گئی لالہ نے کہا جہان سے کہیے وہان سے نکالون۔

جھمن۔ اس طاق سے نکالو جہان بوتل رکھی ہے۔

امام الدین۔ اس شیشے کے گلاس سے نکالو تو جانین۔

میر گلباز۔ اجی ہمارے کان سے نکالو۔

جگت سنگھ۔ اجی کان کیسا کہو تو تمھاری داڑھی سے نکالون۔

نواب۔ بھلا نکالو تو۔

نصرت الدولہ۔ پانچ روپے کی مٹھائی کھلاؤن جو میر صاحب کی داڑھی سے گولی نکلے۔

لالہ جگت سنگھ نے اپنے دونون ہاتھ سب کو دکھائے اور آستینین بھی چڑھالین اور آہستہ سے میر گلباز کی داڑھی ہلائی تو گولی کھٹ سے نیچے۔

نواب۔ اہاہا۔ کمال ہے کمال ہے۔

نصرت الدولہ۔ بھئی کیا صفائی ہے واللہ۔ خدا کی قسم کیا صفائی ہے۔

امام الدین۔ یہ تو عمر بھر کی روٹیوں کا سہارا کر کے آئے ہیں۔

جمن۔ ہاں واللہ ہے تو ایسا ہی۔

میر گلباز۔ واللہ میں چونک پڑا جب داڑھی سے گولی نکلی۔

جگت سنگھ۔ خداوند کامروپ کچھیا عجب مقام ہے مگر ہائے افسوس دو دن رہا علیل ہو گیا عورتیں ایسی بلا کی حسین کہ بس کچھ نہ پوچھیے بلج۔ رنگ دیکھنے کے قابل حضور

لالہ جگت سنگھ نے گولی کے کھیل میں پورے چار گھنٹے صرف کیے اور مختلف مقامات سے گولی نکالی جسکی تشریح درج ذیل ہے۔

۱۔ میر گلباز کی ریش مبارک سے جیسا مرقوم ہو چکا ہے۔

۲۔ امام الدین [illegible] سے۔

۳۔ جمن کے کان سے

۴۔ نواب نامدار کے ہاتھ سے

۵۔ نصرت الدولہ بہادر کے گھوڑے کی دُم سے۔

۶۔ تراب علی کے دستانے میں سے۔

۷۔ تھوڑی بھون سے کُل حاضرین دنگ ہو گئے۔

نواب۔ جگت سنگھ تم تو باکمال ہو کر آئے ہو۔ اللہ اللہ یہ صفائی۔

[illegible] دولہ۔ کیا شک ہے۔ واللہ میں ششدر ہوں اسوقت۔

[illegible] ہم تمہارے کمال کے قائل ہوئے لالہ جگت سنگھ سبحان اللہ سبحان اللہ۔

جگت سنگھ۔ حضور قسم ہے خدائے لم یزل کی حضور کمال کہتے ہیں مجھے ہنسی آتی ہے یہ کرتب صرف بیس روز میں کامروپ کی ایک عورت نے سکھائے ہیں مگر وہ انسان کو بکرا نہیں بنا سکتی۔ یہ بہت مشکل چیز ہے بس یہ سمجھیے خداوند کر

جیسے ایک عالم ہو کہ عربی کی مشکل سے مشکل کتابین پڑھا سکتا ہو اور ایک طالب علم ہو کہ کچھ یون ہی عربی جانتا ہو۔ وہ شعبدے اور کرتب اور جادو تو خوب جانتی ہو مگر انسان کا جانور بنانا اعلےٰ درجے کے جادوگر اور اعلیٰ درجے کی ساحرہ کا کام ہو۔ ہر شخص نہین جانتا۔ اور ابھی تو حضور بسم اللہ تھی اس فن کی وہ وہ باتین دکھاؤن کہ جی خوش ہو جائے آپ کا۔

نصرت الدولہ۔ بھوت تو ہم تین چار بار دیکھ چکے مگر ابھی گفتگو کی نوبت نہین آئی کیا تمھارے قبضے مین بھوت ہو۔ اچھا جمعرات کو کسی نہ کسی کے سر پر ضرور بلواؤ مردون کا وار خالی نہ جائے۔ تراب علی ہی کے سر پر بلاؤ۔

جگت سنگھ۔ بتراب کی جمعرات کو۔

تراب علی۔ کیا مجال ہو۔ یہ تمنا ہی رہے۔ شان خدا۔ ہم پر اور بھوت۔

جگت سنگھ۔ ہان ہان تم پر۔ تم پر اور تمھارے پیر پر کیا دل لگی ہو۔

تراب علی۔ حضور سب ڈینگ ہو انکی۔ اچھا جمعرات [illegible] ین ہو۔

جگت سنگھ۔ خیر۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہو سمجھا جائیگا۔

لالہ جگت سنگھ نے دو چار شعبدے اور دکھائے۔ نواب نصرت الدولہ اور امام الدین خان اور چھمن نے خوب زور سے اُنکے ہاتھ پاؤن باندھے۔ لالہ جگت سنگھ نے کہا۔ کمر بھی باندھ دو اور گردن بھی۔ بالکل جکڑ دو ہم کھول لینگے۔ جب خوب مضبوط باندھ چکے تو امام الدین خان نے کہا اب تو آپ کے فرشتے خان سے بھی نہین کھلتا۔ چھمن بولے اجی لاحول [illegible] کیا دل لگی ہو۔

نصرت الدولہ بہادر نے پوچھا۔ اچھا یہ بتاؤ کھولے گا کون۔ [illegible]

لالہ نے کہا حضور وہی بھوت کھولیگا اور کون کھولیگا۔ اُسکے بعد جگت سنگھ نے کہا آپ لوگ ہم پر ایک کپڑا ڈال دیجیے۔ اور ہم پر ایک کپڑا اور۔ مگر ہاتھ جوڑ کے کہتا ہون کہ کوئی صاحب دیکھین نہ میری طرف۔

نصرت الدولہ۔ سب باہر جاؤ۔ نواب صاحب آپ رُخ پھیر کر بیٹھیے۔

نواب۔ بہتر۔ اور تم۔

نصرت الدولہ۔ ہم بھی۔

مصاحب سب باہر نکالے گئے۔ نواب صاحب اور نصرت الدولہ بہادر پیٹھ پھیر کر بیٹھے رہے۔ لالہ جگت سنگھ دو منٹ کے بعد اُٹھ کھڑے ہوئے۔

لالہ۔ آداب عرض ہی خداوند۔

نصرت الدولہ۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ اس قدر جلد اور بالکل بے لاگ ایک گرہ بھی باقی نہین رہی۔ شاباش ہی۔ واللہ خوب قابو مین کیا آفرین صد آفرین۔

لالہ۔ حضور ابھی بھڑکتا ہی۔ بہت بڑے اصرار سے آئے تھے اس وقت اور خداوند حضور سے واقف ہی۔ آپ کبھی بھوت کو دیکھ کر ڈرے تھے۔ دیکھیے ہمکو معلوم ہوگیا۔

نصرت الدولہ۔ اُف واللہ سچ کہتے ہو بےشبہہ ڈرا تھا۔

لالہ۔ خداوند وہ اُسکا بھتیجا ہی۔ مجھسے اُنھون نے کہا کہ یہ جو یہان بیٹھا ہی یہ بھی اس فشن مین ہی۔ تب مین نے کل امورات دریافت کیے۔ تو اس نے یہ سب حال بتایا۔

نواب۔ مگر اس وقت سخت تعجب ہی کہ اتنی مضبوط گرہین کیونکر کھول مین جھٹ پٹ۔ بھڑ کا رسے کردی۔

نصرت الدولہ۔ اجی اُنھون نے کیا کھولین۔

لالہ۔ در واقعہ مین۔ وہ کھولنے والا کوئی اور ہی ہی۔

نصرت الدولہ۔ اسمین کیا شک ہی۔ ورنہ دل لگی ہی کچھ انسان کا کام ہی لاحول ولا قوة۔ خون تھوکنے لگے۔

رفقا باہر سے آئے۔

امام الدین ۔ آین! صاف الگ ۔ واہ استاد کیون نہ ہو۔
جھمن ۔ کمال کیا ۔ اور مین نے بڑی طاقت کی تھی ۔ یہان صفایا ہی۔
تراب علی ۔ یار اگر یہ ہی تو بیشک تم بھوت بلاوگے ۔
لالہ ۔ اب ذرے ۔ بات تیرے کی ۔ دیکھتے تو جاو۔
میر گلباز ۔ ارے بھی اگر ہم لوگ ملکے کھولتے تو ایک گھنٹے کال مین کھلتا اور پھینہ ہمکو چاقو کی مدد لینا پڑتی ۔ ہاتھ یا ناخن سے بھلا یہ گرہین کھلجاتی ہین
نصرت الدولہ ۔ ای لاحول ۔ بنسی ٹھٹھا ہی کچھ ۔ استغفر اللہ۔
نواب ۔ اب آج تو نہین کل کچھ اور تماشے دکھانا ۔
لالہ ۔ حضور ہمارے استاد منگل بدھ کو مانتے ہین ۔ جمعرات کے دن خوش کرونگا حضور کو ۔
نواب ۔ بہتر ۔ تین تو دن باقی ہین ۔
لالہ جگت سنگھ کا رنگ جم گیا ۔ مصاحب حا[illegible]
نصرت الدولہ بہادر کے دل مین انھون نے جگہ پائی ۔ نصرت الدولہ نے کہا ہمارے یہان کل کسی وقت آنا ۔
نواب نامدار بھی انکے شعبدون سے خوش ہوے اور تعریف کی ۔
اب سنیے کہ جمعرات کے روز نواب نامدار کے دربار مین نصرت الدولہ بہادر اور نواب علی رضا صاحب اور مرزا مومن علی اور امام الدین خان اور جھمن تراب علی میر گلباز صاحب لالہ جگت سنگھ اور لالہ اودھ بہار[illegible] رفقا بیٹھے گپ اڑا رہے تھے ۔ لالہ جگت سنگھ نے بھوت کا ذکر[illegible]
نصرت الدولہ بہادر نے کہا ہمنے کل شب کو پھر بھوت دیکھا تھا ۔ [illegible] صاحب مسکرا کر کہا مبارک ہو ۔ تراب علی نے دبے دانتون کہا ہم تو بھوت پریت کے قائل نہین ۔
نصرت الدولہ ۔ ہان نہ ہون آپ مگر پہاڑ تلے آے نہین ۔

نواب۔ اچھا لالہ جگت سنگھ انکو بھوت دکھا تو دو۔
تراب علی۔ اے حضور سب ڈھکوسلا۔
لالہ۔ کیا ڈھکوسلا۔
تراب علی۔ لالے وہان سے بھوت لالہ جی اپنے کو بڑا عاقل سمجھے ہین جن قہقہر ہین ہین آپ کے شان خدا۔

نصرت الدولہ بہادر نے اصرار بلیغ کیا کہ جس طرح ممکن ہو تراب علی کو قائل کرو ورنہ ہم سمجھ جائینگے کہ تمنے کچھ بھی نہ سیکھا۔ اور تراب علی کی یہ کیفیت کہ اکڑے ہی جاتے ہین بڑے ہی جاتے ہین۔ سنتے ہی نہیں کسیکی۔ اور نصرت الدولہ لالہ جگت سنگھ سے اور بھی اصرار کر رہے ہین کہ ان کے سر پہ بھوت ضرور آئے۔

لالہ۔ خداوند جان جو [illegible] ہی۔
تراب علی۔ اجی جا[illegible] لالے وہان سے جان جو کم ہو۔
لالہ۔ لکھ دو اسٹام[illegible] کے کاغذ پہ کہ اگر مر جائین تو کوئی لالہ جگت سنگھ پہ دعوے نہ کرے۔ لکھ دو ابھی ابھی۔
جھمن۔ پھر اس سے کیا ہوگا۔ کیا آپ بری ہو جائینگے۔ واہ۔ فوراً پھانسی پا دیگے۔ اور پھانسی نہ ہو تو قید تو ضرور ہی ہو۔
نصرت الدولہ۔ ایسی بات نہ کرو کہ جان جاتی رہے۔ صرف دکھا بھر دو۔
تراب علی۔ خداوند بھلا کوئی بات بھی ہے۔ یہ بھی کہین کہ اندھیری رات [illegible]یک آدھی رات کے وقت مرگھٹ پہ جاؤ یا قبرستان چھو[illegible] ساتھ۔ اور یہان ان باتون مین بند نہین۔ جب چاہے آزمائیے ہمکو یہ ڈرائینگے کیا بھلا۔
لالہ۔ قبرستان اور مرگھٹ کوئی ضروری نہین کہئے تو اسی وقت بھوت آپ کی کھوپڑی پہ آئے۔ ابھی دم۔

تراب علی۔ دیکھا نہین کسیکو۔

لالہ۔ اچھا بتاتے ہو کچھ کچھ۔

تراب علی۔ بیس بیس روپے۔

لالہ۔ اردہ ہاتھ پر ہاتھ۔ خداوند یہ کمرہ خالی کرا دیجیے۔ دیکھیے تو ابھی ابھی دم ناچنے لگتے ہین یا نہین۔

کمرہ خالی کیا گیا دروازے سب بند ہوگئے۔ رفقا اور احباب کوٹے گئے تو بیچارے باہر برآمدے مین ٹھہرے۔ جگت سنگھ نے کچھ کچھ جھوٹ موٹ پڑھنا شروع کیا۔

بیا بیا برادر غضنفر نوت بیا۔ بیا از جمادات واز نباتات واز حیوانات واجسام واجرام علوی۔ علوی علوی۔ بیا برادر غضنفر نوت بیا۔

نواب نصرت الدولہ بہادر بڑے غور سے سنتے جاتے۔ ۔۔ امام الدین خان دل ہی دل مین ہنستے تھے کہ اچھا الو پھانسا۔ اتنے مین لالہ جگت سنگھ نے کہا کھڑی مونچھین اور چڑھی ڈاڑھی لمبے گیسو والا ہی کھڑی [illegible] اور چڑھی ڈاڑھی ہی۔ درجہ میرا اعلیٰ ہی اور دنیا سے نرالا ہی۔ رنگ اسکا کالا ہی۔ بیا بیا۔ برادر غضنفر نوت بیا۔

اسکے بعد آہستہ آہستہ کچھ کہا۔

لالہ۔ گنتی گن۔

تراب علی۔ وجہ۔ کیون گنون۔

لالہ۔ گن۔ گنتی گن۔

تراب علی۔ ون ٹو۔ تھری۔ فور۔ فائیو۔ سکس۔ سون۔ نائین۔ ٹن

لالہ۔ ترکی بولو۔ ترکی بولو۔

تراب علی۔ علیوق۔ برقاق تنگری ارمان۔ کورنش۔ ہات لعلوم وتان چابوق

لالہ۔ فرانسیسی بول۔

تراب علی۔ مانشبو دیو پلے سٹاٹی ہیری لو۔

تراب علی - عطر لاؤ ابھی ابھی عطر لاؤ - گر میان نثار حسین کے کارخانہ کا عطر فتنہ اور لوبان لاؤ اور مشک اور عنبر اور پھول اور کورے پائن -

بہتور - سب حاضر کرتا ہون ابھی ابھی اسیدم ابھی وقت حاضر کرتا ہون ایسی بات ہی بھلا -

تراب علی - لا - لا -

لالہ - حضور کو دعا دو -

تراب علی - دعا دعا خیر کی دعا -

لالہ - حضور دعا دیتے ہین -

نواب - ہمین تو حیرت ہی اسوقت -

نصرت الدولہ - یہ تراب علی نہین بولتے ہین یہ کوئی اور ہی ہین انکو پہچانیے تو ذرا بان بات ہو -

تراب علی - ہم بحث کرنا مانگتے ہین -

ایک آواز آئی کہ جزر و مد کسے کہتے ہین بتاؤ شاہ جی -

تراب علی - (جھوم کر) جزر و مد سن جزر و مد کسے کہتے ہین -

جب پانی سطح بحر سے کئی فٹ اونچا چڑھ جاتا ہی اور پھر گھٹ کر اپنے اصلی مقام پر آتا ہی تو اسکو مد و جزر کہتے ہین یعنے مد پانی چڑھنے سے مراد ہی اور جزر پانی کے گھٹنے سے عبارت ہی اسیکو جوار بھاٹا کہتے ہین یہ گھٹنا بڑھنا آفتاب کی کشش سے عموماً اور قمر کی کشش سے خصوصاً اثر پذیر ہوتا ہی

اب سنیے کہ لالہ جگت سنگھ کی ایسی ہوا بندھی کہ نصرت الدولہ ... نامدار انکا دم بھرنے لگے - نصرت الدولہ نے ٹھان لی کہ لالہ جگت سنگھ کے ساتھ کلکتے جائین - بخومی نے دیکھا کہ جگت سنگھ کا طوطی بول رہا ہی ایک روز نصرت الدولہ سے یون ہمکلام ہوے -

بخومی - آپ کو شراب کا شوق ہی یا نہین -

نصرت الدولہ۔ اِین! آپ کو ابھی اسقدر بھی نہین معلوم۔

نجومی۔ تو آئیے پھر دور چلے۔

نصرت الدولہ۔ اچھا یہان غدر کیا ہی۔ اسی دم۔ ابھی ابھی سہی۔

نصرت الدولہ بہادر اور نجومی آسلر صاحب نے پینا شروع کی نجومی نے دانائی اور اُستادی سے تھوڑی تھوڑی پی مگر نصرت الدولہ کو عمداً بہت پلادی جب دیکھا کر نصرت الدولہ خوب نشے مین ہین تو اُنکو چکمہ دیا۔

نجومی۔ آپ نے انگریزی کیون نہین پڑھ لی۔

نصرت الدولہ۔ تھوڑی سی انگریزی جانتا ہون۔

نجومی۔ ہان اچھا آپ نقل کر سکتے ہین یا نہین۔

نصرت الدولہ۔ [illegible]۔ مجھے لکھیے فوراً نقل کر دونگا۔

نجومی نے ایک کاغذ پر چند سطرین لکھین اور کہا مین نے بہت صاف صاف لکھا ہی آپ اسکی نقل کر دیجیے۔ نصرت الدولہ نے نشے کی حالت مین اُس کی نقل کر دی نجومی نے اُس کاغذ کو اپنے کوٹ کے پاکٹ مین رکھا اور نصرت الدولہ کو تھوڑی اور پلادی نصرت الدولہ بہادر بدمست ہو گئے دوسرے روز ۱۲ بجے کے وقت نصرت الدولہ کی آنکھ کھلی لالہ جگت سنگھ نے کہا کل چلیے ساعت اچھی ہی۔

نصرت الدولہ۔ ایک لاکھ اسی ہزار روپیہ لیے چلتے ہین۔

جگت سنگھ۔ جی ہان بس کافی ہی۔

[illegible] دولہ۔ اور آسلر صاحب کو دس ہزار دیے جاتے ہین۔

[illegible] لہ۔ کیا بات ہی آپ کی۔

اتنے مین نصرت الدولہ بہادر کے نام ایک سوداگر کا بل آیا۔ جان اینڈ کمپنی برانڈی کی قیمت چودہ ہزار روپیہ۔

نصرت الدولہ۔ اِئین۔ چودہ ہزار کا بل ہی چودہ ہزار کی پی گئے ہم۔

چپراسی۔ آپ سے حضور ہم کیا جانیں۔ یہ بل ہی اور یہ خط ہی اور منشی جی ساتھ ہیں۔

نصرت الدولہ۔ منشی جی چودہ ہزار کیسے نکالے بھئی۔

منشی۔ خداوند صاحب نے کہا ہی کہ اگر آپ کو فرصت ہو تو آپ آئیے اور نہیں تو ہم آئے

۔ مہینے سے حضور نے ایک حبہ نہیں دیا ہی۔

نصرت الدولہ۔ بھلا پھر چودہ ہزار کی رقم ہو گئی۔

منشی۔ بل مجھے عنایت کیجیے۔

بل لے کر منشی نے کہا۔ حضور دو ہزار اشتر تو ادھر کے ہیں اور تین ہزار مسٹر آسلر کے نام ہیں حضور حکم دے آئے تھے کہ یہ جسقدر مانگیں فوراً انکو دی جائے اور کوئی نو ہزار کی حضور کے نام ہی سب ملا کر چودہ ہزار تیس کی ہی۔

نصرت الدولہ۔ لاحول ولا قوۃ۔ خزانچی کو بلاؤ (کان میں) کچھ روپیہ ہی۔

خزانچی۔ خداوند روپیہ تو کل حضور لیے جاتے ہیں یہاں تو کیا خاک سترہ ہزار رہ گئے تھے جس میں دس ہزار نجومی کو دلوائے ہیں اب [illegible] یہاں کام آئینگے۔ آیندہ جو حکم ہو۔

نصرت الدولہ۔ اچھا تم اور رونق علی جاؤ اور آٹھ ہزار جا کر سو داگر کو دو اور حسب ضابطہ رسید لو اور گواہی لکھواؤ۔

اتنے میں دوسرا بل آیا۔ فرو بجی اینڈ کمپنی۔ کھولتے ہیں تو سات ہزار کا ٹوٹل آسلر صاحب سے پڑھوایا۔

مشکی گھوڑا	دیگر	ادھا گاڑی	برانڈی
الف [illegible]	سمٹے [illegible]	الف [illegible]	الف [illegible]
متفرق	کل ٹوٹل		
۱۱؍	[illegible]		

نصرت الدولہ بہادر نے کہا چھ ہزار انکو بھی دیے جائیں۔

خزانچی۔ بہت اچھا لیے جاتا ہوں۔

لالہ جگت سنگھ۔ اس قدر خرچ نہ کیا کیجیے۔

نصرت الدولہ۔ اجی اَب کیا خرچ ہو۔

لالہ جگت سنگھ۔ اَیں! کچھ خرچ ہی نہیں ہو۔

خزانچی۔ تو آٹھ اور سات پندرہ ہزار ہوا۔

نصرت الدولہ۔ ہان اور کیا۔

نواب نصرت الدولہ بہادر اسباب بندھوانے کی فکر ہی میں تھے کہ ایک اور بل آیا مِس کلارک کے ہوٹل سے۔ ٹوٹل الـــ

نصرت الدولہ۔ ایں! ہوٹل کا ایک ہزار۔

آسلر۔ ہان ایک ہزار لکھا ہو۔

آپ سنیے کہ مسٹر آسلر صاحب بھی اس میں شریک تھے دو سو تو نصرت الدولہ کے نام تھے باقی آسلر صاحب کے نام۔ نصرت الدولہ نے حکم دیا کہ پورا ایک ہزار بھجوا یا جائے اور ... جلدی جائے ہوٹل کے دام باقی رکھنا خلاف مصلحت ہو۔

اسکے بعد ایک اور بل آیا حسین بخش گھڑی ساز پندرہ سو روپیہ کا۔

نصرت الدولہ۔ پندرہ سو۔

محمد بخش۔ جی ہان۔ اور آپ نے کہا ہو کہ آج دو پڑی بڑی ضرورت ہو مہربانی کرکے دلوا دیجیے۔ پیر کئی صاحبون کی ڈگریان ہین۔

نصرت الدولہ۔ پرسون ملے گا۔

محمد بخش۔ خداوند بغیر روپیہ لیے نہ جاؤنگا اور یون حضور کو اختیار ہو۔

... الدولہ بہادر نے خزانچی کو حکم دیا کہ ہزار انکو بھی دو اور رسید لو اسکے بعد مرزا صاحب آئے۔

مرزا۔ خداوند آداب عرض کرتا ہون تخلیے مین کچھ عرض کرنا ہو۔

نصرت الدولہ۔ خیر باشد۔

مرزا - ذرا اس طرف حضور آ جائیں -

نصرت الدولہ نے علحدہ جا کر کہا خیریت تو ہے -

مرزا - حضور اسوقت ایک ایسی خبر سنی کہ بس کچھ نہ پوچھئے -

نصرت الدولہ - میری نسبت ہے -

مرزا - جی ہان حضور ہی کی بابت ہے -

نصرت الدولہ - خدا خیر کرے -

مرزا - حضور بخشی لال مہاجن نے نالش کی ہے -

نصرت الدولہ - کتنے کی -

مرزا - باون ہزار کی -

نصرت الدولہ - اُف باون ہزار کی - ستم ہو گیا -

مرزا - اور خداوند وہ کہتا ہے کہ اگر نہ دینگے تو قید کرا دونگا -

نصرت الدولہ - ہمارے پاس تو اب ایک لاکھ [illegible] ت سب بیچ ڈالے
ان مکانات ہیں اور جائداد غیر منقولہ اب کوڑیوں کے مول بکتی ہے گھوڑے
گاڑی اسباب وغیرہ بیچا تو فائدہ کیا -

مرزا - خداوند پھر انہو اسی ایک لاکھ میں سے یہ رقم بھی نکلنی چاہئے -

نصرت الدولہ - پھر ہمارے پاس کیا رہیگا -

مرزا - حق ہے اس میں کیا شک ہے - توبہ - توبہ -

نصرت الدولہ - ہائے اس شراب خواری اور عیاشی اور بدمعاشی نے ہمیں کہیں کا
نہ رکھا اور ان رفقا نے رہی سہی اور بھی مٹی خراب کی [illegible]
صد افسوس -

مرزا - حضور تو کسی کا کہنا مانتے ہی نہ تھے -

اتنے میں بزاز آیا صورت دیکھتے ہی نصرت الدولہ بہادر کے ہوش اُڑ گئے ان
ہو گئے پوچھا کہو کیا تقاضے کو آئے ہو بزاز بولا - خداوند حضور ہوا ہوں جو دیجئے گا

لے جاؤنگا آج کل روپے کی بڑی ضرورت ہے۔

مرزا ۔ حساب لائے ہو۔

بزاز ۔ جی ہان ۔ کل ملاکر آٹھ ہزار ہین ۔

نصرت الدولہ ۔ آٹھ ہزار ہین کیا کپڑا خریدا تھا۔

بزاز ۔ حضور رفیقون کو تنسو کا کپڑا بنوا دیا تھا خدمتگارون اور سپاہیون اور چوبدارون کو وردیون کے لیے دو سو کا دیا کہارون کا ساٹھ کا فرخندہ کے جوڑون کے لیے دو ہزار کا آیا اور مچھربٹے والی کے نام دو ہزار تین سو کا ہے کچھ اٹھا لیا کچھ حضور نے لیا کچھ صاحب کو دیا جو نجومی ہین ۔

نصرت الدولہ سیاق کیا جانین لالے کہا آپ دیکھیے لالہ نے کہا سب ٹھیک ہے حکم ہوا کہ چار ہزار دیا جائے باقی پھر دینگے۔

بزاز ۔ بڑی ضرورت [illegible]

نصرت الدولہ ۔ اچھا [illegible] ۔

بزاز ۔ تو اب کس روز [illegible] دن ۔

مرزا ۔ ایک مہینے مین آؤ ۔

بزاز ۔ ضرورت تھی جس سے کہا ورنہ نہ کہتا ۔

مرزا ۔ اچھا بھئی یہ تو لو باقی پھر سمجھا جائیگا۔

بزاز ۔ کیا کہین امیرون کا تو یہ نقشہ ہے۔

مرزا ۔ چپ رہو۔

[illegible] ۔ اچھا لیتے وقت آدمی روگ دیتے وقت یون ۔

[illegible] کیا بیٹھے آئے ہو۔

بزاز ۔ نکلوا دو [illegible] مجھ سے خطا ہوئی جو بزازون کا بیوپار کیا۔

نصرت الدولہ اپنے دل مین سخت نادم ہوے کہ نہ شراب خواری اور بدمعاشی کرتے نہ مصیبت مین پھنستے اور نہ یہ باتین سنتے ۔ سچ ہے

از مکافاتِ عمل غافل مشو		گندم از گندم بروید جو ز جو

جیسا کیا ویسا پایا۔

نواب نصرت الدولہ کی روانگی کلکتے کی خبر اِس درجہ مشہور ہو گئی کہ کُل قرض خواہون نے آسمان سر پر اٹھایا۔ نصرت الدولہ ناچار نواب نامدار کے پاس گئے۔

نواب ۔ (تپاک کے ساتھ) کہو کل جاؤ گے۔

نصرت الدولہ ۔ بھائی کچھ نہ پوچھو۔ اب مدد کا موقع ہی۔

نواب ۔ کیا۔ کیا کہا خیریت ہی۔

نصرت الدولہ ۔ کچھ مدد دو۔ اک پچاس ہزار کی ضرورت ہی۔

نواب ۔ (اپنے دل مین) پچاس ہزار کیا خفیف رقم ہی معقول ایک نہ دو۔ پچاس ہزار۔ اللہ اللہ پچاس ہزار آپ کے نزدیک کچھ ہوے نہین۔

نصرت الدولہ ۔ آپ نے کچھ جواب نہ دیا۔

نواب ۔ (بیرخی کے ساتھ) آپ نے اِس نجوم کے پھیر مین اپنے کو مٹا دیا۔ افسوس۔

نصرت الدولہ ۔ ہان (آبدیدہ ہوکر) افسوس صد افسوس۔

نواب ۔ اب آپ بتائیے تو کہ یہ پچاس ہزار کی رقم کیا ہوگی۔

نصرت الدولہ بہادر نے کُل حال کہہ سُنایا اور کہا اب قصد ہی کہ کسی طرف بھاگ جاؤن نواب صاحب نے کہا ہان اب تو ایسا ہی موقع ہی بغیر اسکے نہ بنے گی چپکے سے چل دیجیے جو رونا جاتا اللہ میان سے ناتا کو (ار ..." تو تمکو ہی نہین۔

نصرت الدولہ ۔ ارے یار تم لوگون کو تو ہماری جدائی شاق گذرے (؟

نواب ۔ پھر مجبوری ہی۔

یہ وہ نواب صاحب ہین جو نصرت الدولہ کی دوستی کا دم بھرتے تھے اور اب اس قسم کی تقریر کرتے ہین۔ نصرت الدولہ کا انکسار اور نواب صاحب کی

اس فقرے پر نصرت الدولہ کی آنکھون سے اشک جاری ہوگئے یہ وہ مہاجن تھا
جکا بال بال نصرت الدولہ کا ممنون تھا ادھر نصرت الدولہ نے احاطے مین قدم
رکھا اور مہاجن نے جھک کر آداب عرض کیا اور حضور حضور کہنا شروع کیا۔
دوسرے تیسرے شام کو آن کے یہان جاتا تھا اور نصرت الدولہ اس طرح
پیش آتے تھے جس طرح اپنے رفقاے خاص سے مگر آج وہی مہاجن ہو کر دماغ ہی
نہین ملتے نصرت الدولہ جائین اور وہ کہلا بھیجے کہ کہدو نہین ہین۔ الامان۔
الامان۔ نصرت الدولہ معانقے کے لیے ہاتھ بڑھائین اور وہ للکارے کہ الگ
رہو ہمین نہ چھونا۔ الامان۔ الامان کیا نازک وقت ہے۔
ایک روز کا تذکرہ ہے کہ یہی مہاجن نواب نصرت الدولہ بہادر کے یہان آیا نصرت الدولہ
نے کہا بندگی عرض ہو تو مہاجن نے آنکے قدمون پر ٹوپی رکھدی اور کہا
حضور ہمارے گھیان اور آن داتا یعنی خداوند مجازی ہین اور رزق آپ ہی
کے ذریعے سے ہمکو ملتا ہے آپ پہلے سلام کرتے ہین کانٹون مین کیون
گھسیٹتے ہین آج وہی مہاجن اس بے اعتنائی اور بے رخی سے پیش آیا کہ دور ہی
سے ڈانٹ بتائی۔ ایک دن نصرت الدولہ بہادر مہاجن کے یہان بعد مدت گئے
اور کہا اس وقت مجھے انتہاسے زیادہ نشہ ہے گھوڑے پر سے گرا پڑتا تھا تمھارا
مکان ملا تو جان مین جان آئی مہاجن نے اُن کو مسہری پر لٹایا اور اپنے آپ
پاؤن دبائے آج جو انھون نے چاہا کہ ہاتھ ملاؤن تو للکار دیا کہ خبردار الگ ہی رہنا
انقلاب اسکا نام ہے۔ ہاے افسوس واے افسوس۔ فاعتبروا یا
اولی الابصار۔ یہ وہ مہاجن ہے جو نصرت الدولہ والے مہاجن کے
تھا جسکو ایک جعل کے مقدمے سے نصرت الدولہ نے بچایا تھا جو
کے دنون مین صبح و شام نصرت الدولہ کی کوٹھی پر حاضر ہو کر ہاتھ جوڑتا تھا
کہ حضور فلان صاحب سے سفارش کردین۔ فلان مجسٹریٹ کی کوٹھی پر لے چلین
اور اب وہی مہاجن نصرت الدولہ سے بات نہین کرتا۔ اللہ رے انقلاب زمانہ۔

آف - کچھ ٹھکانا ہے - ۶

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

یہاں سے بے نیل کام و نامراد بیچارے نصرت الدولہ بہادر چلے اثناے راہ میں سوجھ گیا ایک دوست کو اور آزماؤ اس دوست کا بشیر الدین نام تھا نواب صاحب سے نہایت ہی تپاک تھا۔

بشیر الدین نے انکو کئی بار سمجھایا تھا کہ اس نجومی کے پیسے میں پڑنا سر اجڑوانے کے بھی دشمن تھے کئی بار نصرت الدولہ کی صحبت سے خفا ہو کر چلے چلے آئے تھے نواب صاحب انکے پاس بھی گئے۔ ملاقات ہوئی۔

بشیر الدین۔ آئیے مزاج شریف۔

نصرت الدولہ۔ (آبدیدہ ہوکر) دوالہ نکل گیا۔

بشیر الدین۔ کیا کیا۔ خیریت تو ہے۔

نصرت الدولہ۔ قرض سے بال بال ڈوبی ہوئی ہے۔

بشیر الدین۔ واللہ۔

نصرت الدولہ۔ اب کیا فکر کروں۔

نصرت الدولہ نے بشیر الدین کو کل حال سے اطلاع دی۔ تو بشیر الدین نے تھوڑی دیر غور کر کے کہا اچھا شام کو اسکا جواب دونگا۔ میرے امکان میں جو کچھ ہوا اس سے دریغ نہ کرونگا میرے پاس نقدی تو کچھ ہے نہیں۔ صرف پانچ ہزار روپیہ مہاجن کے یہاں جمع ہے اور کوئی دو ہزار روپیہ ادھر اُدھر پھیلا ہے مگر ایک باغ ہے میں سمجھتا ہوں کہ لگ جائے تو دس بارہ ہزار کو بک جائے شام تک اسکی نسبت ایک راجہ سے فکر کرونگا اور آپ کو اطلاع دونگا۔

نصرت الدولہ کو کمال استعجاب ہوا کہ یہ چھوٹی پونجی کے آدمی اور ایسا دل گردہ اور وہ لکھ پتی مہاجن ذرا بیچ بھی نہ کرے اور وہ نواب نامدار جو ایسے بڑے یار تھے بالکل صاف رکھی سے پیش آئیں شکریہ ادا کرنے کو جی چاہتا تھا مگر زبان بند ہوگئی

بشیر الدین - کمال افسوس ہوا مگر اب موقع ہمدردی ہی -
نصرت الدولہ - خاموش -
بشیر الدین - ایسے مصاحبون پر خدا کی مار -
نصرت الدولہ - (آبدیدہ ہو کر) چپ -
بشیر الدین - خدا کو یاد کیجیے - ؎

مرد باید کہ ہراسان نشود	مشکلے نیست کہ آسان نشود

نصرت الدولہ نے آہستہ سے کہا کہ مین رخصت ہوتا ہون -
بشیر الدین - منھ دھوئیے اور پان کھا لیجیے -
نصرت الدولہ نے منھ دھویا اور پان کھایا اور سوار ہو گئے - شام کو گھر پہونچے تو آسل صاحب کا پتا ہی نہین ادھر تلاش کی اُدھر تلاش کی اِدھر ڈھونڈھا اُدھر ڈھونڈھا مگر پتا نہ ملا نہ ملا -
خدمتگار - حضور وہ تو بھاگ گئے -
نصرت الدولہ - کیا -
خدمتگار - خداوند بیگ اور کپڑے لے کر چلدیے -
خاص بردار - حضور انکو تو ہمنے ریل کے اسٹیشن پر دیکھا تھا -
رفیق - ہمکو حسین گنج مین ملے تھے کرایے کی گاڑی پر سوار تھے -
نصرت الدولہ - اف -
رفیق - کیا سچ بھاگ ہی گئے -
نصرت الدولہ بہادر اُنکے کمرے مین گئے تو بیگ اور کتابین اور کپڑے ... اور ...
نصرت الدولہ - دے گیا جھانسا ہاے غضب -
رفیق - جو مجھے معلوم ہو تو گرفتار کر دون -
نصرت الدولہ - تم کچھ علم غیب تھوڑا ہی پڑھے ہو -
اتنے مین ایک رفیق نے آ کر کہا خداوند وہ نجومی تو بنک گھر گیا تھا اور آپ کے

نام سے کئی ہزار روپیہ لایا۔

نصرت الدولہ۔ این! غلط ہی۔ ہمارے نام سے کیونکر لایا بھلا۔

رفیق۔ حضور بنک کا بابو کہتا تھا۔

نصرت الدولہ۔ کیا کہتا تھا۔

رفیق۔ خداوند کہتا تھا کہ تمھارے نواب صاحب نے آج کیقدر روپیہ منگوایا ہی۔

نصرت الدولہ۔ اسکو یہاں بلا سکتے ہو۔

رفیق۔ جاتا ہوں حضور۔

بابو کو رفیق فوراً بلا لائے

بابو۔ سلام نواب صاحب۔

نصرت الدولہ۔ آئیے بابو صاحب۔ مزاج شریف۔

بابو۔ ہاں ہمارے کو [illegible] ٹھیک۔ آپ آج کچھ روپیہ منگوایا ہمارے کو بنک سے وہ بھول [illegible] آیا تھا۔

نصرت الدولہ۔ ہمارے نام سے روپیہ کیونکر۔

بابو۔ آپ کا نام سے نہیں آپ کا درخشت کٹ دستخط سے ملا۔

نصرت الدولہ۔ جس پر ہمارے دستخط نہ تھے۔

بابو۔ نا ہیں۔ ڈول آپ کا لکھا۔ ہم ملایا۔ بڑا بابو ملایا۔ صاحب سب ملایا صاحب سب ملایا۔

نصرت الدولہ۔ لاحول ولا قوۃ۔ مجھے کسقدر روپیہ لے گیا۔

بابو۔ پچیس ہزار۔

نصرت الدولہ۔ این! پچیس ہزار!!! آف

نصرت الدولہ دھم سے گر پڑے۔

رفیق اور مصاحبین دوڑے آئے اٹھایا تسلی دی دم دلاسا دیا نصرت الدولہ کا چہرہ زرد ہو گیا اور تھر تھر کانپنے لگے۔

ایک رفیق نے کہا یار داب حضور سے تو کچھ پوچھو نہین باہم مشورہ کرکے جو مناسب ہو وہ کرو۔

ننھے مرزا۔ ننھو ل۔ شیر خان۔ تہور بیگ۔ دولت۔ اسد علی۔ اور حسین بخش اسقدر مصاحب جمع تھے اور نواب خورشید علیخان۔ اور بشیر الدین یہ دو دوست آئے اور مشورہ ہونے لگا۔

بشیر الدین۔ ایک آدمی تو تھانے پر رپورٹ کرے اور ایک ریل گھر بھیجا جائے اور ایک بنک کے صاحب کے پاس جائے۔

خورشید علیخان۔ اسوقت بنک کے صاحب شاید نہ ملین۔

بشیر الدین۔ اُنکے بنگلے پر جائے۔

ننھے مرزا۔ چلیے ہم اور آپ چلین

بشیر الدین۔ بسم اللہ۔

خورشید علیخان۔ ننھول اور شیر خان ریل گھر جائیں اور ٹکٹ بابو سے پتا لگائین اور حسین بخش اور دولت جاکے تھانے پر لکھا آئین۔

ننھول اور شیر خان ریل گھر گئے۔ بشیر الدین اور ننھے مرزا بنک کے صاحب کے بنگلے پر گئے اور دولت تھانے پر رپورٹ لکھانے چلے۔

دولت۔ تھانہ دار صاحب ایک واردات ہوگئی۔

تھانہ دار۔ خوب ہوا۔ روز واردا تین ہی ہوا کرتی ہین۔ ہم تو اس تھانے سے بہت حیران ہین یار دنیا بھر کے بدمعاش اسی تھانے مین رہتے ہین کیا واردات ہوئی ہو تو۔ بدمعاش ہو تو کیا واردات ہوئی بتاؤ۔

دولت۔ نواب نصرت الدولہ بہادر کے یہان ایک صاحب ٹکے تھے آنکر۔

تھانہ دار۔ وہ بدمعاش نجومی۔

دولت۔ جی ہان۔ تو وہ نواب صاحب کے نام سے پچیس ہزار روپیہ لے گئے۔

تھانہ دار۔ ایں! کہان سے لے گئے۔

دولت۔ بنگ گھر سے۔
تھانہ دار۔ کیا نواب صاحب نے لکھ دیا تھا۔
دولت۔ کیا جانے وہ تو کہتے ہیں کہ ہم نے نہیں لکھا اور بابو کہتا ہے کہ نواب
صاحب کے نام سے اسی بنوی روپے گیا۔
تھانہ دار۔ کسقدر۔
دولت پچیس ہزار۔
تھانہ دار۔ ٹھہرو ہم بھی چلتے ہیں۔
تھانہ دار اور برقنداز اور دولت چلے۔
اب سنیے کہ ننھے مرزا اور بشیر الدین جو بنک کے صاحب کے بنگلے پر گاڑی پر سوار
ہو کر پہونچے تو چپراسی نے [illegible] کا۔
چپراسی۔ کس سے ملیے گا۔
بشیر الدین۔ [illegible] ملنے آئے ہیں ہزاروں کا وارا نیارا ہوتا ہے تم پوچھتے
ہو کس سے ملنے آئے [illegible] اطلاع دو کہ بشیر الدین صاحب آئے ہیں۔
چپراسی سمجھا کہ صاحب کے کوئی بڑے دوست ہیں فوراً اطلاع دی صاحب کرسی
کے باہر آئے حکم دیا کہ سلام دو بشیر الدین اور ننھے مرزا اترے۔
صاحب۔ وِل سلام۔
بشیر الدین۔ آداب حضور۔
صاحب۔ کیا بات۔
[illegible] خداوند نواب نصرت الدولہ نے بھیجا ہے کہنا ہے کہ کوئی آج ان کے
[illegible] ہزار روپیہ لے گیا۔
صاحب۔ وِل ٹھیک نواب صاحب کے دستخط موجود ہیں۔
بشیر الدین۔ حضور جعل کر گیا۔
صاحب۔ یا نے خود جعل ہے۔

بشیر الدین - خداوند نو ابصاحب کے فرشتونکو بھی خبر نہین -

صاحب - اُف فوہ - یہ کیا بات -

بشیر الدین - ہائے افسوس - بس یہی پوچھنے آیا تھا - اب رخصت ہوتا ہون -

صاحب - ہمکو رنج ہوا کل صبح ہم تحقیقات کرینگے -

بشیر الدین - رخصت ہوے اور چلے آئے -

اب سنیے کہ دو صاحب ریل گھر بھی پہونچے اسٹیشن ماسٹر سے ملے - کل حال بیان کیا - انھون نے کہا ہمین نہین معلوم ہم اب کچھ نہین کر سکتے اور نہ ہم جانتے ہین کہ کون آیا اور کون گیا - یہ دونون بھی اپنا سا منھہ لے کر چلے آئے -

اب سنیے کہ لالہ دلپت سنگھ خوش و خرم نواب نصرت الدولہ کے پاس آئے کہ کل صبحکو چلنے کی ساعت قرار پائی ہی - یہان آئے تو دیکھا کہ کل رفقا چپ چاپ سناٹے مین بیٹھے ہین اور سب کے چہرون پر اداسی چھائی ہی -

لالہ - کیون کیون خیریت تو ہی -

بشیر الدین - کچھ پوچھیے نہین -

لالہ - توبہ توبہ کچھ تو کہیے بھلا

بشیر الدین - بھوت پریت کے پھیر مین پڑ گئے -

لالہ - کیا -

لالہ - سمجھے یار لوگون نے پھیر جوڑا سخت گھبرائے -

بشیر الدین - وہ نجومی چلدیا -

لالہ - کیا کچھ لے دے کے چلدیا -

ننھے مرزا - دیتا کیا جُل دے گیا -

لالہ - توبہ اور لے گیا کیا -

بشیر الدین - پچیس ہزار لے گیا - ایک کم نہ ایک زیادہ -

لالہ - اور پتا کہین نہین -

بشیر الدین - کہین نہین -

نصرت الدولہ۔ ہاں انگریزی خوان نے جو لکھدیا اُسکی نقل اُتار دی۔
تھانہ دار۔ بس لکھوا لیا جو جی چاہا آ سکا۔
ننھے مرزا۔ ہائے افسوس۔
بشیر الدین۔ بڑا قزد زنکلا مردک۔
بابو۔ وہاں سے بابو لوگ کو دس دس گیارہ گیارہ روپیہ دیا کہ جلدی ہمن ہمکو رسید دے گا اور ہم ریل بھاگ کر چلا دیگا۔
تھانہ دار۔ کیا باپ کا مال تھا۔
بشیر الدین۔ این گل دیگر شگفت۔
تھانہ دار۔ لاحول ولا قوۃ۔
ننھے مرزا۔ مگر واللہ آپ کی تشخیص صحیح ہے۔
دولت۔ بہروں سے تشخیص کی کرتے ہیں صاحب بہروں سے۔
ننھے مرزا۔ ہاں کیا شک ہے۔
نصرت الدولہ۔ خوب یاد آیا۔
تھانہ دار۔ کیا یاد آیا جناب
نصرت الدولہ۔ اس کمرے میں جا کر دیکھو کوئی کاغذ پڑا ہے جسقدر کاغذ ہوں سب اُٹھالاؤ ایک پرزہ باقی رہے۔
خدمتگار۔ حضور تو یہاں قریب رہ تو صاف کردی گئی ہے مگر دو پرچے ہیں نے مسند کے نیچے رکھدیے تھے وہ لے آیا ہوں۔
نصرت الدولہ۔ یہ انگریزی ہے آپ تو انگریزی سے واقف ہیں تھانہ دار صاحب
تھانہ دار۔ جی ہاں لائیے۔
تھانہ دار نے کاغذ لے کر پڑھا تو چونک اُٹھے۔
نصرت الدولہ۔ کیوں ہے ہی خیر۔
تھانہ دار۔ اُف اُف۔ غضب ڈھا دیا ستم ڈھایا۔

نصرت الدولہ۔ دیکھیے۔

نصرت الدولہ کی رہی سہی امید اور بھی جاتی رہی اُدھر پچاس ہزار سے زیادہ کی نالش مہاجنون نے کی اُدھر بلون پر بل آنے لگے اور پچیس ہزار نلوہ مین اُڑ گئے۔

لالہ جگت سنگھ نواب صاحب کے یہان گئے۔

لالہ۔ حضور کچھ نصرت الدولہ بہادر کا حال سُنا۔

نواب۔ ہان سنا۔ بہت سا بکھیڑا ہی۔

لالہ۔ حضور بکھیڑا تو جیسا تھا وہ جو نجومی بنا تھا وہ بڑا غچا دیگیا۔

نواب۔ این! کیا۔

امام الدین۔ یہ ہمنے بھی نہین سُنا تھا۔

جھمن۔ کیا کچھ لے کے لمبا ہوا۔

میر گلباز۔ اور اُسکے بشرے سے ہم سمجھ گئے تھے کہ ہماری ہی ٹکڑی کے قابل ہی۔

نواب۔ دہنسکر) مگر وہ آپ کا بھی اُستاد نکلا۔

میر گلباز۔ ہان حضور۔

نواب۔ کیا کچھ جھوٹ بھی ہی۔

میر گلباز۔ اب خداوند مین بھی کچھ بگڑا آپ کے یہان کردن تو اُسکا اُدا پیر کہلاؤن۔

امام الدین۔ کبھی تو ابھی خداوند۔

جھمن۔ ہان بعدمت۔

نواب۔ اور کیا لے گیا لالہ جگت سنگھ۔

لالہ۔ حضور پچیس ہزار کا بگڑا کیا نلوہ پورے پچیس ہزار لیگیا سُنیے ہوا یہ کہ ایک آدمی آنکر کہا کہ خداوند آپ نے آج کچھ روپیہ منگوایا تھا بنک گھر سے اُنھون نے کہا نہین تو اُسنے کہا واہ بابو تو کہتا ہی کہ آج تمہارے نوابصاحب نے پچیس ہزار روپیہ منگوایا بابو کو بلایا اُسنے کہا ہان آپکے دستخط سے صاحب بنک کے پاس گئے اُنھون نے کہا ہان ہمنے پچیس ہزار روپیہ نواب نصرت الدولہ بہادر کے نام دیا مگر جائے پاس آدم موجود ہی کل تحقیقات کرینگے اور نجومی کا پتا ہی نہین کہین نہ بیگمت اسباب نہ کچھ کچھ

وصول کرلاؤ جیسا حکم ہو۔

عطر والا آیا۔ خداوند دستی تو دے دے گیا تھا دام نہین ملے آج پرورش ہو جائے۔

ننھے مرزا نے سب کو ڈانٹا چلو ہٹو نالایق پاجی جھڑکا ہوا اور موجود مہاجن کا آدمی ذرا اترایا تو ننھے مرزا نے دو تین چٹھیین رسید کین اور کہا جا ہٹ لا دے کہ نالش کر دین۔ بزّاز اڑین کے آیا تو۔ عطر والا بھاگا بزاز دبک رہا۔

نصرت الدولہ بہادر کی حالت قابل افسوس ہے۔ وہ نصرت الدولہ ہین جنکی دھاک بندھی تھی جنکے نام سے مہاجن دس دس اور بیس بیس ہزار روپیہ بلاتامل دے دیتے تھے جنکی ملاقات کے اچھے اچھے نہیں متمنی تھے۔ اب بھی نصرت الدولہ بہادر ہین کہ ایک ایک ادنیٰ ادنیٰ آنکھو دکھاتا ہے سوداگرون کے ملازم بل دکھا کر ڈانٹ بتاتے ہین۔ دوست منھ پھلاتے ہین یار مددگار نواب امین الدین حیدر جنھے اس قدر تپاک تھا صلاح دیتے ہین کہ بھاگ جاؤ۔ وہ مہاجن جنکے باپ دادا تک نصرت الدولہ کے بزرگون کے درم خرید غلام تھے اب بات نہین کرتے جو لوگ انکے در دولت پہ جانا باعث فخر و افتخار تصور کرتے تھے وہ اب انکی ملاقات کے روادار نہین جو لوگ فخریہ مصاحبت کرتے تھے وہ اب دور دور رہتے ہین بلے انقلاب زمانہ واے انقلاب زمانہ مگر خود کردہ را چہ علاج۔

مصاحبون نے آنگیون پہ نچایا۔ رفیقون نے خوب الو بنایا آسٹر صاحب نے کئی بار بھوت دکھایا اور ان حضرت کی آنکھون پہ شیطان نے ایسی پٹی باندھی کہ آپ نے بھوت دیکھنے کی تقریب سعید مین جلسہ منعقد فرمایا اس درجہ چوندھیا گئے کہ احباب کے نام جو خطوط بھیجے ان مین نواب نصرت الدولہ بنجومی اپنے کو لکھا۔ ع

برین عقل و دانش بباید گریست

جب دیکھو سیہ مست خراب جب دیکھو آنکھون مین لال ڈورے ہین مے اور ہیں تیس
مفت خورے ساتھ پی رہے ہین۔ پچاس پچاس اور ساٹھ ساٹھ اور سو سو روپے کی شراب
ایک ایک دن مین اُٹھ گئی ہے۔

اب بلے کور وزروشن شمع کافوری نہد | زود بینی کش بشب روغن نباشد در چراغ

یہ خرچ آئے کہان سے۔ ایسے لیے تو قارون کا خزانہ بھی کافی نہ سمجھا جاتا ان
اور سب مین ایک بشیر الدین البتہ سچے دوست تھے اور یہی شخص نواب نصرت الدولہ
بہادر کو صلاح دیتا تھا کہ ہر فضولی کا انجام برا ہوا اب سنبھلو ورنہ پچھتاؤ گے اور پھر کرتے
دھرتے کچھ نہ بن پڑے گی۔

دوست آن است کو معایب دوست | ہمچو آئینہ روبرو گوید
نہ کہ چون شانہ با ہزار زبان | پس سر رفتہ مو بمو گوید

اس نازک وقت مین بھی نصرت الدولہ بہادر کے شریک حال تھے صلاح سے
مشورے سے نرے کسی امر مین بند نہ تھے۔

باقی سب نام کے دوست اور اپنے مطلب کے یار تھے۔
ننھے مرزا کے ڈپٹنے سے وہ سب تو بھاگ کھڑے ہوئے مگر نواب نصرت الدولہ
کے دل پر چوٹ لگی کہ آج سے پہلے یہ روز بد دیکھا تھا کہ ٹکے ٹکے کے آدمی [illegible]
بزاز کا لڑکا آنکھیں نکالتا تھا مہاجن کا نوکر کہتا تھا کہ بس اسی مین ہے کہ ہمارے
حوالے کردو۔ لاریب خفا ہین وائے ناکامی افسوس صد ہزار افسوس
نصرت الدولہ۔ بھائی بشیر الدین اب ہماری دلی خواہش ہے کہ ہم تارک الدنیا ہو جائین۔
بشیر الدین۔ سنیے حضرت گو اب وہ ثروت آپ کے پاس نہین ہے مگر اب بھی ہزارون
بلکہ لاکھون سے آپ اچھے ہین ہماری تو رائے یہ ہے کہ آپ بفراغت تمام کل قرضہ
ادا کرکے جو کچھ جائداد پاس رہے اُس مین بسر کیجیے۔ مانا کہ یہ بگھی اور گھوڑے اور
فٹن اور رفقا اور خدمتگار نہ ہونگے مگر عمدہ طرز پر آپ رہ سکین گے
نصرت الدولہ۔ بھلا ہمسے رہا جائیگا۔

واقف ہی نہیں۔

بشیر الدین۔ ایک مشاعرے میں انھوں نے اپنی غزل پڑھی تھی خدا کی قسم قلم توڑ دیے

سبحان اللہ سبحان اللہ ؎

مہندی ملکر جو چوٹ مرجان ہو	ہاتھ لانا نگار کیا کہنا

نصرت الدولہ۔ سبحان اللہ نگار مہندی کے لیے خوب لانے اور روزمرہ تو صبا کا حصہ تھا

بشیر الدین۔ خواجہ صاحب کے شاگرد تھے کہا ہیں ؎

برق بھی دو کنار رہ جائے	ہاں دل بے قرار کیا کہنا

نصرت الدولہ۔ ہاں کی لفظ نے جان ڈال دی۔

بشیر الدین۔ زبان کو دیکھیے اور روزمرہ کو ؎

بحث گریہ میں ابر بول گیا	دیدہ اشکبار کیا کہنا

نصرت الدولہ۔ سبحان اللہ سبحان اللہ ابر بول گیا بحث گریہ میں ابر بول گیا۔

زبان اور روزمرہ تو خواجہ صاحب کے گھرانے پر ختم ہے اسی غزل کا شعر یہ ہوگا

کہہ تو لگا رہیں رقیبوں کو	بات کہہ لے نگار کیا کہنا

اے کیا لطف زبان ہے سبحان اللہ سبحان اللہ۔

بشیر الدین۔ ہمکو تو دیوان صبا کی ہر غزل مرصع معلوم ہوتی ہے ؎

جوش الفت میں اور ضبط او دل	جسم پر اختیار کیا کہنا

اور سنیے غزل کیا دلکش ہے ؎

یوں تو یہ گل ہے خوب پر لیکن	تیسرا اک گلعذار کیا کہنا

اور اس شعر کے بیساختہ پن کو ملاحظہ فرمائیے ؎

سختی عشق جھیل لی او دل	واہ رے بردبار کیا کہنا

شعر تو سب سن چکے آپ مگر اس شعر کی زبان کو ملاحظہ فرمائیے گا۔

مر گئے ہم مگر نہ سمجھ آیا	وہی تیور ہیں یار کیا کہنا

نصرت الدولہ۔ واہ واہ جی خوش ہوگیا خدا گواہ ہے کیا خوب فرمایا ہے ؎

نصرت الدولہ ۔ واہ اچھے ن ۔ خ ۔ ہیں ۔

بشیرالدین ۔ کیا غلط کہتا ہوں ۔

نصرت الدولہ ۔ بس اب دنیا ہی کو سلام ہے سے

عشق کا اختتام کرتے ہیں | دل کا قصہ تمام کرتے ہیں

چلے دنیا سے ہم سے عقبےٰ
کوچ بہر مقام کرتے ہیں

اسکے بعد پھر نصرت الدولہ کا کسیکو حال نہ معلوم ہوا کہ کہاں چلے گئے! کسیکو مرتے دم تک صورت نہ دکھائی ۔

دَورِ سبز جوان
کسی کا انجام بخیر نہ ہوا

ناظرین کتاب کو حیرت ہوگی کہ سیٹھ کو جنرل صاحب اس روز جلسے سے کہاں غائب
ہوگئے۔ انکا کچھ پتا ہی نہیں کہ کہاں چلدیے۔

واضح ہو کہ مس للی نے کہ ایک ناز آفرین حسین یوروپین رقاصہ اور ایکٹرس
تھی جو سیٹھ جی کی فیاضی اور سیرچشمی اور نشہ بازی اور امارت اور ٹھاٹھ دیکھے تو
سوچی کہ اگر انکو جھانسا اور فقرہ دے کر انکی بیوی بنجاؤں تو قسمت کھل جائے
اس تماشے والے صاحب کے ساتھ رہنے سے زندگی خراب ہونے کے سوا اور
کیا فائدہ ہے۔ سیٹھ جی کو بھی پڑھائی کہ ہر وقت ہم تم یہاں سے چلدیں تو یہ صاحب
دو چار روز رو دھو کے اپنا سا منھ لے کر چلا جائے گا اور پھر ہم تم تمام عمر مزے
سے بسر کرینگے۔ اسکا پھر کسی طرح کا زور تو ہے نہیں پھر وہ ہمارا کیا کرسکتا ہے
یہ تو اُس زہرہ تمثال شمع قد پر لٹو ہو ہی گئے تھے اس صلاح کو ہزار غنیمت سمجھے
اور لالہ نتھومل تک کو خبر نہ کی اور مس للی کو لے کر روپوش ہوگئے۔ صاحب بیچارہ
رو پیٹ کے دو چار روز میں چلا گیا۔ مگر یہ پورے ڈیڑھ برس کے بعد لکھنؤ واپس
آئے اور آتے ہی سب سے پہلے نواب نصرت الدولہ کے پاس آدمی بھیجنا چاہا۔
مگر لالہ نتھومل نے کہا سرکار وہ تو کسو سے ملتے ملاتے نہیں۔ ایک صاحب
اُنکے گھر میں ٹکا تھا۔ سو نجوم کے بہانے لاکھوں کھا گیا اور دے دے کے چل دیا۔
کہیں کھوج کھبر نہیں۔ اور جادو سنگھ نا بھی سوگ و شوق ہوا لوگ کا مروپ
سمجھیا بیچے۔ وہاں بھی لاکھوں ہی لوگوں نے مارے۔ اب جب کھلکھل ہوئے تو
روپوش ہوگئے ستکا پاس نہیں رہا۔ بڑا پتلا حال ہوگیا۔ پتا ہی نہیں کہاں ہیں ل
ایک چٹھی آپ کے نام بند کرکے لالہ ہیتل مہاجن کے پاس رکھ گئے ہیں۔

سیٹھ جی حیرت اور عبرت کے ساتھ اس سانحہ درد انگیز اور واقعہ جگر دوز کا
حال سنا کیے اور جب کل مفصل حالات نتھومل کی زبانی سن چکے تو فوراً مہاجن کے
ہاں سے خط منگوایا اور پڑھا۔ وہ یہ تھا۔

بے اعتدالیوں سے سبک سب میں ہم ہوئے | جتنے زیادہ ہوگئے اتنے ہی کم ہوئے

حضرتِ نبا۔ بھائی میرا تو دو دا ازکل گیا۔ یہان ایک بے ایمان آدمی آیا تھا جو اپنے کو نجومی مشہور کرتا تھا۔

کوئی دو گھڑی دن رہے سیٹھ جی فٹن پر سوار مس للی معشوقہ کو چھپرہ کو بغل مین بٹھائے نواب امین الدین حیدر بہادر کے ہان گئے اطلاع ہوتے ہی نواب صاحب بڑے تپاک کے ساتھ استقبال کو آئے۔ مس للی سے ہاتھ ملایا۔ گول کمرے مین جاکر متمکن ہوے۔

نواب۔ مردِ خدا ایسے بھاگے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

سیٹھ۔ ہم بڑی دور ہو آئے سیلون تک گئے تھے۔

نواب۔ کہیے میم صاحب حضور کا مزاج تو اچھا ہے۔

للی۔ ہان نواب صاحب آپ تو اچھا رہا۔

سیٹھ۔ ارے یار [illegible] حال سنکر بڑا افسوس ہوا۔

نواب۔ بھائی صا[illegible] شخص نے جادو اور نجوم کے پھیر مین اپنے آپ کو ایسا ستیاناس کیا [illegible] رکھا۔ اب خدا جانے کہان ہین۔ پاس ایک حبہ بھی نہین ہے۔ نوکری کے کام کے نہین۔ واللہ اعلم کس حالت مین ہین۔

سیٹھ۔ ہماری طبیعت کوئی پانچ مہینے سے بہت علیل ہے۔ لاکھو لاکھ علاج کرتے ہین مگر غذا جزوِ جسم نہین ہوتی۔

نواب۔ کیون کیون خدانخواستہ کیا عارضہ ہے۔ مین پوچھنے ہی کو تھا کہ یہ آپ ہتنے دبلے کیون ہو گئے ہین اور آواز سے بھی ضعف پایا جاتا ہے

[illegible] چلتے ہوے چکر آتے ہین اور زینے پر چڑھتے ہوے ہانپنے لگتا ہون اور [illegible] کے پاس میٹھا میٹھا درد ہوتا ہے۔ اور دست روز آتے ہین کوئی دن رات مین آٹھ دس۔ اور غذا بہت کم ہو گئی ہے۔ اور جسم کی پھرتی بالکل جاتی رہی ہے۔

نواب۔ کہیے میم صاحب آپ اسوقت آپ کی کیا تواضع کرون شامپین حاضر ہے۔

یہ کہکر نواب صاحب نے امام الدین خان کو حکم دیا کہ سب سامان کھانے کے کمرے مین لیس کرد اور مس للی اور سیٹھ جی کو ساتھ لے گئے سات بجے سے چوپینے کا لگا لگایا تو کھانے پینے گیارہ بج گئے اور سیٹھ جی نے اس قدر پی کر دھت ہو گئے نواب صاحب نے جب سے للی کو دیکھا تھا اسی فکر مین تھے کہ کسیطرح یہ نازک بدن لپستہ دہن ہمارے سہتھے چڑھے تو لطف زندگی حاصل ہو۔ ظہورن کو بھی دھتا بول دون اشارے کنارےیے سے دو چار بار اظہار عشق بھی کیا۔ للی کوئی پاکباز یا عفت مآب گھر گرہست تو تھی نہین۔ سوچی کہ سیٹھ جی تو میرے بس مین آہی گئے ہین یہ سونے کی چڑیا بھی پھنسے تو میرے دونون ہاتھون میں لڈو۔ اُس نے بھی اشارون سے ظاہر کر دیا کہ نواب صاحب پر فریفتہ تھی اس سے اُسکے کانون سینہ مین آتش نہان بھڑکنے لگی جب سیٹھ جی رخصت ہونے لگے تو مصافحے کے وقت سیٹھ کو مخمور دیکھکر نواب صاحب نے مس للی کے ہاتھ مین زور سے ٹہوکا دیا اور اس پر کالی آتش نے موقع غنیمت جانکر آہستہ سے نواب کے گال پر ہاتھ پھیرا اور پھرتی کے ساتھ سیٹھ جی کے ہاتھ مین ہاتھ دے کر گاڑی پر سوار ہوگئی۔ راستے مین جو دفعتہً ہوا لگی تو سیٹھ جی کا نشہ تیز ہو گیا۔ کوچبین کو حکم دیا کہ گاڑی کو نواب صاحب کی کوٹھی کی طرف پھیر دے۔ ہمکو اُن سے کچھ کہنا ہے۔ کوٹھی مین پہونچکر نواب صاحب کو بلوایا۔ کہا یار نشہ نہین ہوا ایک بوتل اور ایک گلاس اور نصف درجن سوڈا کی بوتلین ہمارے ساتھ گاڑی پر بھجواؤ اب ہم ایک بلکہ دو بجے تک گاڑی پر سیر کرینگے۔ نواب صاحب نے فوراً حکم دیا کہ سب سامان لیس کردو اور بنظر احتیاط چمن کو حکم دیا کہ تم بھی فٹن پر سوار ہوکر ساتھ رہو۔ نشہ تیز ہے۔ ایسا نہ ہو کہ راستے مین کوئی گل کھلے۔ چمن تو یہ چاہتا ہی تھا فوراً فٹن پر سوار ہو گیا۔ ایسی قسمت کہان تھی کہ اُس رشک گلرخان فرنگ کے روبرو بیٹھے اور دو بدو گفتگو کرے۔

میان چمن ساقی بنے اور گاڑی چتر منزل کی ٹھنڈی سڑک کی طرف آہستہ آہستہ جانے لگی۔

سیٹھ۔ بھئی نواب یار باش آدمی ہے۔

متقول - اور کسو کے سمجھائے بھلا کب مانینگے - انکی جیاستی (زیادتی) بڑی للی - روز بلا ناغہ پیتے ہین اور روز مدہوش ہو جاتے ہین -

الغرض دوسرے روز جو سیٹھ جی دس گیارہ بجے صبح کو بیدار ہوے تو اعضا شکنی - دردسر - درد جگر - اضمحلال - تشنگی - ان سب کی بھانی تھی - چھ سات بار دست آئے - ضعف بدرجۂ اتم - پیاس کی وہ شدت کہ دھونس لگی ہوئی طبیعت گری پڑتی ہی - اشتہا کا نام نہین - صفرا کا غلبہ - کھٹی چیز کی طرف میلان طبع زیادہ ہی -

سیٹھ - مرزا جی - کبھی آلو سے ہمارا پیٹ کو جی چاہتا ہی -

احمد بیگ - سرکار آپ آلو سے کچھ نہ ہوگا - غلام کا کہنا مانیے تو ایک چھوٹا گلاس بھر کر برانڈی برف ملا کے نوش فرمایئے - یہ سب کسل اور تشنگی اور سستی فوراً رفع ہو جائے -

متقول - بے تو ہم کہتے ہی کو تھے - ابھی بجلی ٹھیک ہو جائے -

اتنے مین میان چھمن آئے - آداب عرض ہی خداوند - مرزا صاحب کو بندگی بھائی متقول مزاج اچھے - صاحب سلامت کے بعد سیٹھ جی نے کہا ارے یار اسوقت کل کی کثرت مے نوشی کا خمیازہ اٹھا رہے ہین - سستی اور پیاس اور ضعف بس کچھ پوچھو نہین چھمن نے عرض کیا حضور سہل تو ترکیب ہی دو گلاس خوب سوڈا اور برف اور کیوڑہ ملا کر پی جایئے - دیکھیے ابھی طبیعت چاق ہو جاتی ہی - چھمن ساقی بنے سیٹھ جی کو دی - متقول کو پلائی - خود پی - مگر مرزا احمد بیگ کو شراب کی بو سے نفرت تھی یہ دور ہی بیٹھے رہے - پیتے پیتے چار بج گئے - اور ایک بوتل کا قد شجرہ تمام ہو گیا - لوگون کے اصرار سے سیٹھ جی کھانا کھانے گئے تو کھانے کے کمرے کے دروازے بند کر کے مس للی کے ساتھ کھانا کھایا - مرغ کی کٹلٹ اور سرکہ اور چٹنی اور نان مکھن - آلو - آملٹ - اور کری - للی نے تو پیٹ بھر کے کھانا کھایا مگر سیٹھ جی کو کھل کے بھوک نہ تھی - ابھی کمرے کے باہر قدم نہین رکھا تھا کہ نواب امین الدین حیدر بہادر

دھتی اور حسن گلو سوز و صبیح بھی ستم ڈھاتا تھا اور عمر بھی بھی للی سے چھوٹی نہین تو بڑی بھی نہ تھی مگر لکھی پڑھی مس اور بھیر دلایتی اور غضب کی غیرین حرکات الگ علاوہ برین نواب صاحب تو اس شعر پر عمل کرتے تھے ؎

زن نو کن اے دوست در ہر بہار		کہ تقویم پارینہ ناید بکار

ظہورن سے پڑوس کی اسی چھوکری نے جسکا نام لچھمن تھا اور جسکو ظہورن نے اس سبب سے نوکر نہین رکھا تھا کہ مبادا اسکی کم سنی اور ملاحت پر نواب کا دل آجائے کہا کہ سرکار آج ہمنے اپنی چھت سے دیکھا کہ نواب صاحب کے بان ایک مسی بابا اترین۔ گورے گورے گال جیسے بیر بہوٹی اور ابھی ہماری آپ کی عمرون ہوگی ننھی منی نام کی ایک آیا بھی ساتھ ہی۔ پھوپھی امان نے اس سے پوچھا یہ کون مس ہین۔ بولی یہ ڈاکٹرنی ہین۔

ظہورن۔ دھکا۔ کون! ڈاکٹرنی! ذری حسینی خانم جا کے نواب کو بلا تو لاؤ۔

لچھمن۔ اے حضور میرا نام نہ لیجیے گا کہ پھر محلے مین رہنے بھی نہ پاؤن۔

حسینی خانم جا کے نواب صاحب کو بلا لائی۔

ظہورن۔ پیٹ سے پانون نکالے آپ نے مبارک۔

نواب۔ کیا کیا۔ معلوم ہوتا ہو آج لڑائی کرنے کا جی چاہتا ہو۔

ظہورن۔ لڑائی دنگائی کے بھروسے نہ رہنا۔ اللہ جانتا ہو مین تمھا سمجھا دنگی آج۔ یہ آج کون موئی کٹنی وارد ہوئی ہو۔

نواب۔ کیا! خواب دیکھتی ہو کیا۔ آج یہ تمھاری بیوی کو کیا ہو گیا ہو حسینی خانم لڑی مرتی ہین۔

حسینی خانم۔ نوج حضور لڑین مرین اسکے دشمن۔ مگر آج آپ سے بے طور خفا ہین اور خفا ہوا ہی چاہین۔ نوج کوئی سہاگن اپنی سیج پر کسی سوت کا پیرا دیکھے۔ یہ تو بھی بنائی بات ہے سرکار۔

نواب۔ اخاہ۔ مین اب سمجھا۔

نامی نامی اور مسیحا نفس ڈاکٹروں نے جواب دے دیا کہ یہ مرض لا دوا ہی۔ شراب دماغ اور رگ و پے مین پیوست ہو گئی ہی اور کبد پتھر کا ٹکڑا ہو گیا ہی۔

للی اور نواب صاحب عیش و عشرت کے ساتھ بسر کرنے لگے ایک روز اتفاق سے نواب نامدار کا مع دو مصاحبوں کے چوک مین جو گذر ہوا تو ایک کٹنی نے نواب صاحب سے کہا کہ حضور ایک عورت کہین سے بھاگ کر لکھنؤ مین آئی ہی۔ کہین باہر کی ہی۔ مگر خدا وند لکھنؤ بھر کی ناک ہی۔ ایسے چہرے مہرے کی عورت دیکھی نہ سنی نواب صاحب کو اشتیاق ہوا کہنے لگے اچھا اس پر یزاد کو بھی دیکھتے چلیں تھوڑی دور پر کٹنی نے ایک نئے کمرے کی طرف اشارہ کیا جو عین چوک مین کتب فروشوں کی دکان کے محاذی تھا نواب صاحب نے دیکھا تو ایک کرسی پر ایک خورشید رخسار رشک عیرت بدر بیش قیمتی زیور سے آراستہ چوتھی کی دولھن بنی ہوئی بیٹھی ہی۔ دیکھتے ہی دنگ ہو گئے۔ جمعن اور امام الدین خان کی طرف حیرت سے نظر ڈالی اور وہ بھی ششدر ہو گئے کہ کیا حسن ہی۔ کٹنی کو رخصت کیا اور نواب صاحب گھر پر آئے شب کو جب سب رخصت ہوئے اور دربار برخاست ہو گیا تو انھون نے کپڑے پہنے اور ایک کٹار لی اور للی کو خواب نوشین مین چھوڑ کر تن تنہا چل کھڑے ہوئے۔ دوسرے روز آنا کہین پتا نہین شہر بھر مین تلاش ہوئی مگر بے سود۔ حوالی موالی مصاحب رفقا وغیرہ سب حیران پریشان کہ نواب صاحب کہان چلے گئے۔ دوسرے روز شام کو جمعن نے آ کر ڈیوڑھی پر اطلاع دی کہ نواب صاحب بارہ بنکی گئے تھے وہان سے میرے نام تار بھیجا ہی کہ کل تم لوگ مع مس للی کے ہم سے آٹھون کے میلے مین نکیت راے کے تالاب پر ملنا میر گھسیٹا اور امام الدین خان اور تم اور حاتم علی سب آنا اور مس للی سے کہنا کہ خوب نکھر کر آئین اور دو سپاہی ادھر ادھر آنکے گھوڑے کے ساتھ رہین۔

امام الدین۔ یار کل چوک مین ایک پریزاد دیکھی تھی اسی کے پیچھے مین سرکار ہو نکلے ہونگے۔

جمعن۔ ہمارا بھی دل یہی گواہی دیتا ہی اور وہ چیز ہی ایسی ہی۔

گلباز - ہان ہان ہم سمجھ گئے وہ جو حافظ جی تاجر کتب کی دکان کے سامنے کمرے
مین آن کے ٹکی ہی - چھلاوا ہی واللہ -

الغرض دوسرے روز جب مس للی کو ساتھ لے کر آٹھون کے میلے پہونچے
تو کوئی چار بجے میلے مین افواہ اڑ گئی کہ ایک طوائف جو کہین باہر سے آن کر
چوک مین ٹکی تھی اسکو کسی نے مار ڈالا - اور قتل کر کے لاش کہین دفنا دی
کمرے بھر مین خون پھیلا ہوا ہی - مگر لاش کا پتا نہین -

جسکی زبانی سنو یہی چرچا - میلے بھر کو افسوس تھا کہ ایسی نازک دہان پان
عورت اور یون قتل کیجائے - کوئی کہتا تھا کہ لاش کمرے ہی مین ہی اور کوئی کہتا تھا
کہ قاتل بعد قتل بھاگ گیا -

کوئی دو گھڑی دن رہے تکیت راے کے تالاب مین دفعۃً ایک لاش ابھری
اور میلے مین غل مچ گیا کہ [illegible] لاش ہی - ایک ایک پہ دس دس گرنے
لگے - زینون پہ [illegible] ہی بھیڑ تھی اور بھی دھکم دھکا ہونے لگا کہ دیکھین
وہی عورت ہی - یا کون [illegible]

لاش نکالی گئی تو امام الدین خان لاش کو دیکھکر سر پیٹنے اور بے تحاشا
رونے لگا - مس للی نے گھوڑے پر سے [illegible] کہ امام الدین تو کیون روتا
کہا اے ستم ہو گیا - ہمارے نواب صاحب کی لاش ہی - جھمن اور
تراب علی نے قریب جا کر دیکھا تو واقعی نواب صاحب ہی کی لاش
بے کفن تھی -

یہ نعش بے کفن اسد خستہ جان کی ہی
حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

میلے مین کہرام مچ گیا اور لاش کے ارد گرد دہشت کے ٹھٹ
لگ گئے -

نواب امین الدین حیدر بہادر کو شہر مین کون نہین جانتا تھا - کانسٹبل

تھانہ دار انسپکٹر جو طرف سے دوڑ پڑے۔ مس لِلی مضطرب و بے قرار گول گول آنسو رخسار تابان پر لڑھکنے لگے۔ لاش کی کلائی مین ایک ڈبیا بندھی ہوئی تھی۔ اسکو کھولا تو ایک خط نکلا۔ وھو ہذا۔

میر گلباز اور حسین اور امام الدین خان اور حاتم علی۔ ــ۵

بیا ساقی ناقہ خروشان دل شکستہ کیست
کہ این صد البعد لئے جرس سے نے ماند

ابھی ہم تو آپ تمسے رخصت ہو چلے۔ نظو رن کو بے جھجک چوک کے کمرے پر بیٹھا دیکھا تو آگ لگ گئی اس مردار نے ٹھکٹ لیا تھا اور مثل بازاری عورتون کے چوک مین جا بیٹھی۔ چونکہ ہم سے نکاح ہو گیا تھا ہم سے نہ رہا گیا۔ پہلے تو ہم سمجھے کہ اسکو کسی سے قتل کروا ڈالین۔ مگر نشے مین یہ سوجھی کہ خود ہی قتل کر ڈالین۔ کٹار کے ایک ہی ہاتھ مین ڈھیر ہو گئی۔ پھانسی سے بچنے کے لیے ہمنے خودکشی کی۔ تم لوگون کو تالاب پر اسی لیے بلایا تھا کہ ہماری لاش جب اُبھرے تو تم لوگ گور کفن کی فکر کرو۔ مس لِلی کو آخری سلام کہہ دینا۔ ــ۵

اسلام ای بعد ما آیندگان رفتنی
بر شما خوش باد نا خوشہائے دنیائے فی

تمام شد

تھے ہی مگر پنڈت سری چند کی تقریر زیادہ قابل غور بلکہ لائق لعنت ہے کہ بوڑھا آدمی اور پنڈت اور بیوا یہو دنون کی تعریف کرکے نوجوان نواب کی طبیعت کو برانگیختہ کردیا اور کہا کہ یہودنین کیا دماغ پور ن چند رمان آدمے ہوگیا کبتانی کی کل لیاقت مہاراج جی کو یہان ہی صرف کرنی تھی - اس بیان سے نوجوان رئیسون کو سمجھنا چاہیئے کہ انکے بد معاش مصاحب انکے حق مین کیسے کانٹے بوتے ہین - انتہا یہ ہے کہ ایک کمہار کو ذرا یون ہی سی خفیف چوٹ لگی تو مصاحبون نے ہزارون روپے کے وارے نیارے کیے اور بیوقوف بھولے رئیس کو اُلو بناکر اپنی ہنڈیا چڑھالی - میان گھسیٹے کو جان پر صرف دو روپے جرمانہ ہوسے مگر مصاحبون نے رئیس کو ایسے ایسے سبز باغ دکھائے کہ وہ اس خفیف مقدمے کو خون کے مقدمے سے کم نہین سمجھتے تھے اس مقدمے کی نسبت امام الدین اور جھمن اور تراب علی کی کارستانیون کو ناظرین خوب سمجھ سکتے ہین -

نواب صاحب معصوم کو کس چال سے ان حضرات نے بادہ خوار کردیا اس ذکر مین مانک جی تاجر شراب کا یہ فقرہ بھی قابل غور ہے کہ جب امام الدین خان نے انکی کوٹھی مین جاکے کہا کہ کئی دن سے ہماری طبیعت بے لطف ہے تو مانک جی نے جواب دیا کہ جب دس دس دن تک شراب نہ پیو گے تو طبیعت ضرور ہی بے لطف رہے گی - اس فقرے نے واقعی چسکا لگا دیا امام الدین خان یہان بھی اپنی کارستانی سے نہ چوکے سو کا مال لے گئے تو رئیس سے دو سو لیے -

یہو دنون کا سیٹھ گوجرمل کے گھر جانا اور نشے مین سیٹھ جی کا روپیہ بلٹانا بھی قابل عبرت ہے - اور لطف یہ کہ دوسرے دن جب نشہ اُترا تو یہ بھی یاد نہین کہ شب کو کیا بخشش کی تھی - شراب خوارون کی فضول خرچی اور خود فراموشی کا اچھا خاکہ اُڑایا ہے - اسوقت جو نشے مین ہزارہا روپے

ہر شریف زادے کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جانے چاہئیں۔ بی ظہورن جنکے لیے نواب صاحب نے اپنی عفت مآب بیوی کو چھوڑ دیا فرماتی ہین کہ ہم کچھ تیسرے گرے پڑے نہین ہین۔ ہماری جوانی اور اُٹھتے جوبن کو اللہ سلامت رکھے تم سے سیکڑون ہماری خوشامد کرینگے۔ ظہورن کی اس گفتگو مین سب سے بڑھ کر جگر خراش کلمہ یہ ہو کہ ڈر ہو گا گھر کی جورو کو۔ افسوس صد افسوس کہ بازاری عورتین شریف زادیون کو اس تحقیر کے ساتھ یاد کرین اور شریف زادے اسکو جائز رکھین مگر بقول شخصے از ماست کہ بر ماست۔

مصنف نے دو چار فقرے بی ظہورن کی زبانی ایسے جامع اور دردانگیز لکھ دیے ہین کہ ہر بھلے مانس ہر شریف زادے کے دل مین ضرور انکا اثر ہو گا۔ اور کچھ نہین تو اسقدر معلوم ہو گا کہ یہ مالزادیان یہ بیسوائین کس حقارت سے شریف زادیون کا ذکر کرتی ہین۔ گھر کی جورو۔ اور یہ وہ ظہورن ہو جو بیگم صاحب کی پیش خدمت تھی۔ مغلانی کی چھوکری جسکی کوئی وقعت نواب صاحب کے محل خانے مین نہ تھی۔ مگر نواب صاحب کو اس چھوکری نے اپنے حسن و جمال پر ایسا لٹو کر لیا کہ وہ اسیکا کلمہ پڑھنے لگے بیگم صاحب بے چاری اس امر سے ذرا بھی واقف نہ تھین کہ نواب صاحب اس مغلانی کی لڑکی کی ادا اور حسن کلو سوز پر مٹے ہوے ہین۔ چونکہ ظہورن انکی مصاحب خاص تھی یہ اسکو بناؤ چناؤ کے ساتھ رکھتی تھین ابھی خیال نہ تھا کہ نواب صاحب کا اسپر دل آگیا ہو

اچھی کو کیا خبر تھی کہ پانی مین شست بھی ہو

مصنف نے ایک مقام پر یہ بھی ثابت کیا ہو کہ امیر اور دولتمند باپ کا نالائق لڑکا اسکا جانی دشمن ہوتا ہو۔ چھوٹے نواب صاحب کے احباب بے تکلفی کے ساتھ انکے سامنے کہتے ہین کہ بڑے حضور میں بڑے نواب صاحب

نواب حیات پل کے آنے مین مرنے کی اُنھون نے قسم کھائی ہو۔ اور چھوٹے نواب صاحب اپنے باپ کی نسبت یہ کلمے سُنکر فقط ہنس دیتے تھے۔ اسکے یہ معنی کہ وہ دل و جان سے چاہتے تھے کہ اُنکے ابا بیٹنے بڑے حضور راہی ملک بقا ہون۔

حضرات ناظرین۔ لکھنؤ مین بعض بعض شہزادے اور امیر زادے ایسے بھی ہین جو اپنے باپ کے مرنے کے دل سے خواستگار ہین وہ چاہتے ہین کہ باپ مر جائے تو اُنکی دولت اُنکو ملے اور وہ گلچھرے اُڑائین۔ اس دعویٰ پر کہ جب ابا جان مرینگے تو ہم لکھ پتی ہو جائینگے وہ ہزار ہا روپیہ ادھر اُدھر سے قرض لیتے ہین اور اُنکے مصاحب دُعا مانگتے ہین کہ خدا کرے ہمارے رئیس کا باپ مر جائے تو ہم مزے سے چین کرین۔

مصنف کا یہ فقرہ بہت ہی جامع ہی اور اُسکا ثبوت یہ ہو کہ نواب صاحب کے والد بزرگوار کی نسبت جو لوگون نے بد دعا مانگی تو نواب صاحب ہنسے اور خاموش ہو رہے۔

سیٹھ کوچر مل کا حال قابل ہزاران ہزار افسوس ہو بس للی کے عشق نے آنکو دین و دنیا دونون کا نہین رکھا۔ سیٹھ جی ایک بہت بڑے رئیس زادہ گردون مدار تھے۔

وہ دن ناظرین کو خوب یاد ہوگا جس دن سیٹھ جی نے نواب صاحب کو مع رفقا و مصاحبین مدعو کیا تھا اور دفعتہً محفل سے غائب ہو گئے۔

اِس ناول کا ماحصل یہ ہو کہ اکثر بادہ نوشی کے مضار بیشمار لوگون پر ظاہر کیے جاتے ہین اور اِسمین اصلا شک نہین ہو کہ ہر بیان مین مصنف نے شراب خواری کی توہین کی ہو اور صاف صاف ظاہر کر دیا ہو کہ بادہ نوشی کی ... کرتی ہو جو مرگ جان اور کفر ایمان کے ساتھ